روف نعت نگار قادر الکلام شاعر اور علم الاعداد کی
روشنی میں فن تاریخ گوئی کے آخری امام حضرت علامہ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری ؒ کی یاد میں عظیم الشان

سلطان الشعراء نمبر

نعتیہ مجموعہ

نورِ اولیٰن

ہم بروزِ حشر جا پہنچیں گے طارق خُلد میں
پڑھتے پڑھتے نعتِ سرور، دیکھتے ہی دیکھتے



2015ء

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملّی اقدار کا محافظ

سہ ماہی

انوارِ رضا

جوہرآباد

جلد 9 شمارہ نمبر 2

چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان
زاویۂ قادریہ سیّدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر 1) سرگودھا روڈ جوہرآباد (41200)
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com

نعتیہ مجموعہ

نورِ اولین

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی یاد میں عظیم الشان

سلطان الشعراء نمبر

ہم بروزِ حشر جا پہنچیں گے طارق خلد میں
پڑھتے پڑھتے نعتِ سرور، دیکھتے ہی دیکھتے

2015ء

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

آنوارِ رضا

جوہر آباد

چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

جلد 9 شمارہ نمبر 2

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان
زاویۂ قادریہ (41200)
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ
لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت)

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں
ضرور دکھائیں گے، بے شک اللہ نیک بندوں کے ساتھ ہے

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

سہ ماہی

انوارِ رضا

جوہر آباد

چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری

جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 1 تا 3

سلطان الشعراء نمبر

چیف ایگزیکٹو: ملک محمد قمر الاسلام قمر

ایڈیٹر: مفتی آصف محمود قادری

معاون ایڈیٹرز: سید غفران شرف گیلانی | علامہ محمد شاہد جمیل اویسی

انٹرنیشنل غوثیہ فورم زاویہ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چنگی نمبر 1) جوہر آباد 41200

0300/0321/0313-9429027 Mahboobqadri787@gmail.com

مشمولات ------ (اجمالی فہرست)

حصہ اول

حصہ دوم

راہیِ و داعیِ سُوئے حجاز

تسیمِ انوارِ رضا

ترجمانِ مسلکِ اہلِ حق

مکرمی ملک محبوب الرسول قادری زید علمہم

کے مطالعہ کے لئے۔

تہدیہ منجانب

خاکِ راہِ حرمین

محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری

۱۴ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

حضرت طارق سلطانپوری نے اپنا منظوم سفرنامہ ''تجلیاتِ حرمین'' جب عنایت فرمایا تو بڑی محبت سے اس پر چند کلمات بھی رقم فرمائے ان کے دستخط کے ساتھ یہ کتاب انوار رضا لائبریری جوہرآباد کی زینت ہے (ادارہ)

اپنی بات

طارق سلطانپوری چلے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

ایک ہفت رنگ اور ہشت پہلو شخصیت کی جدائی

زندگی موت کی امانت ہے ہر آنے والے کو بالآخر اپنے ربّ کے حضور ضرور حاضر ہونا ہے۔ موت وحیات کی کشمکش افتتاحِ کائنات کے بعد سے شروع ہو کر صبح قیامت تک جاری رہے گی بہت سارے کردار ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی رحلت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور انہیں بھلایا نہیں جاسکتا۔ ایسے ہی ایک کردار کو آج بڑی شدت سے یاد کیا جارہا ہے وہ کردار ایک ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت کا ہے جس کا نام اس کے والد گرامی اور اپنے عہد کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالعزیز خان نے تقریباً 73 برس قبل محمد عبدالقیوم رکھا تھا۔ اس بچے نے علم کو اپنی حیاتِ مستعار کا زیور بنایا اور وہ میدانِ علم کا نامور کھلاڑی بنا۔ وہ ہندسوں اور حروف سے کھیلتا تھا اُس نے بہت سارے علوم وفنون سیکھے۔ سکول سے کالج اور یونیورسٹی تک کا سفر کر کے ایک سے زیادہ مرتبہ ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اس کو قدرت نے علم وعرفان کی دولت سے سرفراز فرمادیا۔ وہ حروف اور ہندسوں کی بولیاں جاننے لگا۔ صرف یہی نہیں پھر اس نے حروف کو ہندسوں میں اور ہندسوں کو حروف میں منتقل کرنا شروع کردیا۔ وہ علم الاعداد کا ماہر ہی نہ بنا بلکہ اس فن کا استاد بن گیا۔ استاد بھی ایسا، کہ یگانہ روزگار استاد۔۔۔ آج اس شخصیت کو دنیا طارق سلطانپوری کے نام سے جانتی اور پہنچانتی ہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے اپنے سکول کے زمانہ میں ہی شعروسخن کی طرف میلان پایا۔ زندگی بھر اس کا یہ میلان عروج کی طرف سفر کرتا رہا۔ اس نے شاعری کی تقریباً تمام اصناف میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ غزل سے اس کا یہ سفر شروع ہوا پھر حمد ونعت، مرثیہ، قصیدہ، سلام، مسدس، مخمس قطعہ لطف یہ کہ اردو، فارسی، پنجابی، پوٹھواری

مختلف زبانوں میں لکھا اور بہت زیادہ لکھا۔ لوگ مقدار کے ساتھ ساتھ معیار کو برقرار نہیں رکھ پاتے۔ طارق سلطان پوری ان دونوں یعنی مقدار اور معیار کو ایک ساتھ لے کر چلے اور ایسا چلے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ کا یہ مصرعہ بھی ان پر صادق آنے لگا کہ

؎ جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

طارق سلطانپوری کی شخصیت علم و عمل کا سنگم تھی وہ قول و فعل کے تضاد سے پاک تھے ان کے فکر و عمل کی ہم آہنگی نے انہیں اپنے سماج میں مقبولیت عطا کی بلکہ وہ اہل علم و فضل کے محبوب بن گئے۔ صرف پاکستان اور آزاد کشمیر ہی میں وہ مقبول نہ تھے بلکہ ان کی مقبولیت کا یہ گراف ملک کی جغرافیائی سرحدوں سے بھی آگے بڑھنے لگا۔ پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، افغانستان اور دنیا کے دیگر ممالک تک ان کا شہرہ ہوا۔ یہاں تک کہ جہاں جہاں بھی اردو اور فارسی بولنے والے، پڑھنے، لکھنے اور سمجھنے والے بستے ہیں وہاں وہاں تک حضرت طارق سلطانپوریؒ کا نام اور کام پہنچا۔ سلطانپوری نے صلے اور ستائش کی تمنا کے بغیر علم، ادب، سماج، وطن، مذہب اور ملت کی خدمت کی۔ انہیں علم الاعداد، علم ھندسہ، علم فلکیات، علم سیارگان اور علم جفر میں درک تھا۔ باتوں باتوں میں ہی وہ تاریخی مادے استخراج کر لیتے تھے۔ قرآنیات پر ان کا مطالعہ قابلِ رشک تھا۔

ہماری معلومات کے مطابق فن تاریخ گوئی میں وہ یکتا و تنہا مہارت کے حامل تھے اور قدرت نے انہیں حیرت انگیز حافظہ عطا فرمایا تھا۔ حمد باری، سیرت طیبہ، مناقب اہل بیت و صحابہ، مراثی و قصائد اور دیگر اصنافِ سخن میں اُن کی ہمہ جہت کارگزاری عدیم النظیر ہے فقر و استغنا ان کے حال اور مزاج کا حصہ تھے اور ان دونوں کے اجتماع سے اُن کی زندگی مزید زیادہ حسین تر بن گئی تھی حوصلہ افزائی کے ذریعے انہوں نے معاشرے میں خیر کی قدروں کو فروغ بخشا۔ وہ اپنے اسی وصف کے ذریعے سے چھوٹوں کو بڑا بناتے تھے۔ حضرت سلطانپوری کے دسترخوان کی وسعت کا کیا کہنا؟ وہ میزبانی کے وصف میں بھی اپنی مثال خود

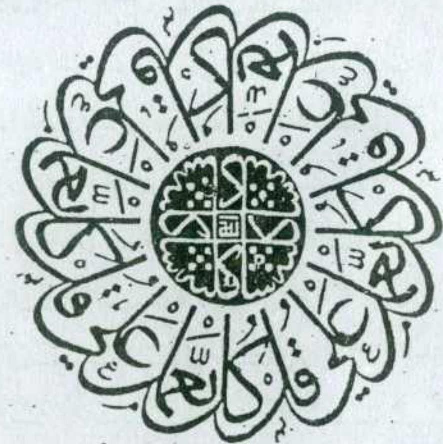
تھے۔ حسن ابدال کے دو تین اچھے کھانے کے مراکز میں آپ کے ساتھ آتے جاتے ہوئے ان کے اکثر مہمانوں کو اپنائیت کا احساس ہونے لگتا تھا صاف دل و دماغ کے ساتھ کھُلے سینے و مزاج کے حامل طارق سلطانپوری کا دروازہ تمام دینی طبقات کے لئے یکساں برابری کے ساتھ کھُلا رہتا تھا وہ کسی کے ساتھ زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتے تھے ان کی لوحِ قلب شفاف و صاف تھی اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کو وہ پُوری قوم کی امانت سمجھتے تھے نیتجتاً وہ ہر ایک کے لئے کھلے دل کے ساتھ لکھتے۔ طارقؔ سلطانپوری قائدین و زعماء کی عزت افزائی تو کرتے ہی تھے لیکن وہ کارکنوں اور چھوٹی سطح کے لوگوں کو اس قدر احترام دیتے کہ ان کا حوصلہ بڑھتا۔ سلطانپوری منظومات کے حوالے سے اکثر کارکنوں کے اوصاف تحریری شکل میں پیش کرتے اور ان کا یہ وصف آج کے مفاد پرستی کے عہد میں صرف انہی کا تھا کوئی دوسرا اس حوالے سے ان کا شریک نہیں۔ قناعت پسندی ان کی طبیعت کا حصہ تھا۔ وہ دوستوں کے دوست تھے۔ اور سفید پوش انسان تھے قدرت نے ہمیشہ ان کا بھرم برقرار رکھا۔ وہ پٹھان قبیلہ یوسف زئی کے فرد تھے اور خاندانی طور پر پٹھانوں کے تمام اوصاف کے حامل و امین تھے طارق سلطانپوری کے ساتھ تعلق داری کو ربع صدی گزرنے کو ہے مگر گذشتہ اٹھارہ بیس برس سے ہم نے انہیں بہت قریب سے دیکھا۔ وہ صوم و صلوٰۃ کے انتہائی پابند تھے اور اوراد وظائف باقاعدگی سے پڑھتے۔ درود پاک ان کا سب سے بڑا وظیفہ تھا وہ زاہد شب زندہ دار تھے وہ مستجاب الدعوات تھے فجر کی اذان سے ڈیڑھ دو گھنٹہ قبل اٹھ جاتے نوافل و مناجات میں مشغولیت اختیار کرتے پھر تلاوت قرآن اور تفکر و تدبر میں ان کے اوقات گذرتے۔ سفر و حضر میں ان کا یہ معمول منقطع نہیں ہوتا تھا۔ حضور سیّدی فیضِ عالم داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس مبارک میں ہر سال ان کی باقاعدگی سے حاضری زندگی بھر کا معمول تھا۔ یوں ہر سال ہمیں آٹھ دس دن مسلسل ان کے ساتھ گذارنے کی سعادت مل جاتی۔ لاہور علم و ادب کا گہوارہ ہے اور لاہور کے تمام علمی حلقے حضرت طارق سلطانپوری کو خوب جانتے تھے۔ صبح دس گیارہ بجے سے رات گئے تک۔ لاہور کی سیاحت اور اہل علم و فضل سے ملاقاتوں میں اکثر ہم انکے ہمسر

کاب رہتے۔ ہر طبقہ وخیال کے اربابِ دانش ان کے گرہ گیر تھے اور انکے فن کے اسیر تھے۔

''انوارِ رضا'' نے ان کی زندگی میں ایک ضخیم و شاندار خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا تھا جسے ''حضرت طارق سلطانپوری نمبر'' کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ اب ان کی رحلت کے بعد بھی ہم ایک اشاعتِ خاص منظرِ عام پر لا رہے ہیں جو ''سلطان الشعرا نمبر'' کے عنوان سے منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔ اس میں ان کا مجموعہ نعت ''نور اولین'' اس مقصد کے لئے شامل اشاعت کر دیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ اس کی اشاعت کا ہمارا وعدہ بھی تھا اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ نعت و صاحب نعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ ان کی اگلی منزل آسان فرمائے۔ اللہ پاک ان کی قبر کو کشادہ و وسیع فرمائے ان کے درجات بلند ہوں۔ فردوسِ بریں کی بہاریں ان کا استقبال کریں اور یوم حشر ہم ان کے ساتھ سرکار محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک پرچم تلے اکٹھے ہوں۔ آمین۔

ملک محبوب الرسول قادری
(مدیر اعلیٰ)
0300-9429027

..........☆☆☆..........



ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر o

میرے بابا جانی آئینہ ایام میں

......o......

وہ لوگ ہم نے ایک ہی چنگی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر

طارق سلطانپوری کا پٹھانوں کی شاخ قبیلہ ''یوسفزئی'' سے تعلق تھا۔ والدہ آفریدی پٹھان تھیں جو انہیں ہمیشہ ''میرا سچا موتی'' کہہ کر بلاتی تھیں آباؤ اجداد نے افغانستان کے علاقے کابل سے تقریباً سوڈیڑھ سو سال پہلے دین کی بقا کی خاطر ہجرت کی اور صوبہ پختونخواہ کے علاقے ''گندف'' میں آ کر آباد ہوئے۔

مقامی جاگیرداروں سے دشمنی ہجرت کا سبب بنی پھر گندف کے علاقے سے ہزارہ کے ایک گاؤں سطانپور میں ان کے اسلاف نے کوچ کیا اور اسے اپنا مستقل ٹھکانہ بنایا۔

آپ کے بقول اگر ان کے شجرہ نسب کو دیکھا جائے تو ان کے خاندان میں پچھلی چھ، سات لڑیوں سے سب بزرگ جید عالم دین اور فقراء گزرے ہیں مگر جو بات طرۂ امتیاز کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ اس پوری لڑی میں طارق سلطانپوری وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیک وقت دینی اور دنیوی تعلیم اساتذہ سے حاصل کی وگرنہ آباؤ اجداد کو علمِ لدونی حاصل تھا۔ آپ نے جو بھی پایا اپنے والد کی نگاہ فقیری سے پایا۔ آپ کے والد ''عبدالعزیز خان یوسفزئی'' ایک درویش انسان تھے مگر اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ انہیں بیک وقت کئی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا جن میں فارسی، عربی، بنگالی، سینسکرت، پشتو، انگریزی، اردو وغیرہ شامل ہیں کمال یہ تھا کہ بڑے بڑے علماء کرام سے فارسی اور عربی شاعری میں تکرار کرنا اور انہیں اپنا مطیع کر لینا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا گویا شاعری تو جیسے ان کے آگے ہاتھ باندھے کھڑی ہو۔

---

o دختر سلطان الشعراء، مقیم واہ کینٹ 0300-5120512

ہندوستان کے علاقے تھانہ بھون کے معروف عالم دین مولانا اشرف علی گنج تھانوی کی شہرت سن کر پہنچے مراد آباد میں جا کر مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے جانشین سے بیعت حاصل کر لی۔

آپ کے والد، دادا، پردادا، اور دیگر بے پناہ صلاحیتوں کے حامل تھے گویا اک اک فرد ''گوہر نایاب'' تھا۔ جس نے ایک زمانے کو اپنے لِو بروگنگ رکھا اور یہی بات اس خاندان کا وصفِ خاص ہے۔

ڈھونڈوں گے گر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

طارق سلطانپوری 5 جون 1938ء کو سلطانپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے علاقے کے نامور اور بے مثال محقق جید عالم دین، استاد العلماء پیر سید ضیاء الدین شاہ علیہ الرحمۃ صاحب سے حاصل کی۔

مڈل کا امتحان پوڑ میانہ گاؤں سے سکالرشپ کے ساتھ حاصل کیا۔

حسن ابدال سے 1959ء میں میٹرک بورڈ ٹاپ کیا۔

کراچی یونیورسٹی سے 1972ء میں ایم اے شعبہ فارسی میں ٹاپ کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا اور یہ ریکارڈ 44 برس گزر جانے کے بعد بھی کوئی نہ توڑ سکا۔ آپ نے منشی فاضل اور اردو فاضل کے امتحان پاس کیے۔ اسی دوران نیشنل بینک کراچی میں ملازمت کرتے رہے۔ بنک نے بھی ان کی خدمات کے صلہ میں انہیں گولڈ میڈل سے نوازا۔

مارچ 1978ء میں حسن ابدال کی راجپوت ملک برادری میں شادی ہوئی۔ اپنی اہلیہ کے بارے میں لکھتے ہیں ''میں شکر گزار ہوں کہ اس کے تعاون سے میں نے دین کی خدمت کی''۔

سلطانپور اور حسن ابدال کو ادبی شہرت آپ کے نام سے ملی خط میں اتنا پتہ لکھنا کافی ہوتا تھا۔ ''طارق سلطانپوری۔۔۔حسن ابدال''

شاعری میں حافظ، رومی، جامی، اقبال اور امام احمد رضا خان سے بے حد متاثر تھے پہلا شعر اور نظم تیسری جماعت میں لکھی اساتذہ ان کے دلدادہ تھے انہوں نے خوشی و غمی کے ہر تہوار کو شعروں میں قلم بند کیا۔

ابتداء میں نظم اور غزل کی طرف رجحان تھا پر ''حدائق بخشش'' کے مطالعہ کے بعد نعت گوئی کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنا لیا۔

اس دور کے شعراء میں شمس بریلوی، ادیب رائے پوری، اقبال عظیم ان کی پسندیدہ شخصیات تھیں۔ جب 70 Clifton کراچی میں وزیرِاعظم بھٹو سے دوبار one to one ملاقات ہوئی تو اس نے بابا کو Labour Miltry اور اپنی پارٹی کو Join کرنے کی دعوت دی تو آپ نے انکار کر دیا۔ بابا ان دنوں نیشنل بنک کراچی میں لیبر یونین کے بھی President تھے۔

پیر مہر علی شاہؒ کو اپنا روحانی مرشد تصور کرتے 1962ء میں بابو جی کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلۂ چشتیہ قادریہ سے منسلک ہو گئے مشہور زمانہ نعت ''گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں'' کا منظوم اردو ترجمہ آپ نے لکھا! سورۃ والضحیٰ اور سورۃ کوثر کا منظوم ترجمہ لکھا۔ فی البدیہہ لکھنا اُن کی خصوصیت تھی۔

روحانیت ان کی زندگی کا مرکز تھی اسی لئے روحانی شخصیات کی تلاش اور ان سے ملاقات کرنا آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ ان میں بابا عبد اللہ درانی، معید اختر شاہ، میاں شرقپوری، مولوی جی پشاور جیسی شخصیات شامل ہیں۔

ایرانی Embassy کو مختلف دینی موضوعات پر فارسی میں thesis بھیجتے جو وہاں زیر بحث رہتے۔

طارق سلطانپوری کو اردو اور فارسی شاعری پر مکمل دسترس حاصل تھی۔

1999ء برصغیر پاک و ہند میں حج کا پہلا منظوم سفر نامہ آپ نے لکھا جسے مکتبہ ضیائیہ

راولپنڈی نے کتابی شکل میں ''تجلیاتِ حرمین'' کے نام سے منظر عام پر لایا ماہنامہ ''رزم نو''
گجرات نے طارق سلطانپوری اور ان کی شاعری پر خصوصی نمبر مئی 2002 میں چھاپا۔

مجلّہ ''انوار رضا'' جوہر آباد (جس کے چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری ہیں)
نے خصوصی اشاعت ''حضرت طارق سلطانپوریؒ'' کے نام سے 2009 میں شائع کی۔

وہ بیک وقت منقبت گو، نعت گو، شاعر تھے۔

قطعات نگاری میں عروج کمال حاصل تھا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے
امتی اور غلام ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی والدہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قطعہ سال
وصال لکھا حضور کا قطعہ (سال ولادت اور وصال لکھا) اس کے علاوہ خلفائے راشدین اہل
بیت، شہدائے کربلا، اکابر اور اولیاء مثلاً حضور غوث پاک، مہر علی شاہ، اقبال، قائداعظم،
سینکڑوں کتابوں کے سن طباعت اشاعت کے قطعات لکھے۔

فن تاریخ گوئی ان کی منفرد اور جداگانہ صلاحیت تھی جو انہیں باقی ادبا اور شعراء سے
ممتاز کرتی ہے ان کے مختلف شخصیات اور موضوعات پر نکالے ہوئے تاریخی مادے ہزاروں
کی تعداد میں مشتمل ہیں۔ طارق سلطانپوری فن تاریخ گوئی کے بے تاج بادشاہ تھے۔

حوالہ بہ شخصیت: بشیر حسین ناظم جیسی قد آور شخصیت انہیں اپنا مرشد کہہ کر بلاتے تھے!

پیر نصیر الدین جیسی شہرہ آفاق شخصیت نے ان کے بارے میں یوں کہا

''طارق تو علم و ادب کے آسمان پر چمکتا ہوا ستارہ ہے''

ان سے خط و کتابت ہمیشہ شاعرانہ معیار پر ہوئی۔

عظیم محقق محبوب الرسول قادری کہتے ہیں کہ: طارق سلطانپوری اپنی ذات میں مکمل
ادارہ اور منظم انجمن ہیں۔ الفاظ کو اعداد میں بدلنا اور اعداد کو الفاظ میں بدل دینا ان کا ہنر کمال
ہے!

ملک کی نامور علمی و ادبی شخصیات اور گدی نشین ان کے حلقۂ احباب میں ہمیشہ شامل

رہے مگر وہ خود کو ہمیشہ ''ناچیز طارق'' ہی کہتے عجز و انکساری آپ کی جبیں سے جھلکتا تھا۔

آپ عالم اسلام کی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے سلام رضا ''مصطفیٰ جان رحمت پہ
لاکھوں سلام'' پر تین تضامین لکھ کر ایک منفرد ریکارڈ قائم کیا ان تضامین کے نام ہیں:: بارانِ
رحمت، برہانِ رحمت اور بُستانِ رحمت۔

آپ ایک سچے عاشق رسول اور عاشق اہل بیت تھے آپ پر خصوصی نگاہ رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تھی۔ حج کے سفر میں روضۂ رسول پر اکثر نماز عصر کے بعد جاتے اور امت کے
اولیائے وقت کو ڈھونڈتے اسی دوران حضرت خضر علیہ اسلام سے فیض یاب ہوئے اور انہی کی
مدد سے جتنا وقت چاہتے جالیوں کے سامنے کھڑے رہتے اور سلام پڑھتے رہتے۔ سبحان اللہ

ے سنہری جالیوں کو دیکھنا بخشا گیا
میں اور میری اوقات تھی کیا، اور کیا بخشا گیا مجھکو

ے رفعتیں کی ہیں عطا نعت نبیؐ نے کیا کیا
طائر سدرہ نے طارقؔ کی غزل گائی ہے

ے جمالِ گنبدِ خضرا الٰہی
دم آخر ہو طارقؔ کی نظر میں

ے اب اگر بند بھی ہو جائیں تو افسوس نہیں
ان نگاہوں نے شہنشاہ کا روضہ دیکھا

ے یہ خراج ہے ان کے لیے ان کی بیٹی کا
بابا! آپ نے عظمت کو پایا نہیں، پیدا ہی عظیم ہوئے ہیں۔

...........☆☆☆...........

سلطان الشعراء نمبر



مجموعہ نعت

نورِ اولین

موسوم بہ اسم تاریخی

"مدینہ ذوقِ نعت" ۱۴۳۵ھ

"یا انیس الغریبین" ۱۴۳۵ھ

طارق سلطانپوری

(محمد عبدالقیوم خان یوسف زئی)

علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com

0321,0300,0313-9429027

بارگاہ رسالت میں ہدیہ درود

............o............

اللھم صَل علیٰ مُحَمدٍ وَعَلٰی آلِ مُحمدٍ
وَّعَلیٰ آباء مُحمدٍ وَّ بارک وسلم۔

حضرت عبدالقیوم طارق سلطانپوری علیہ رحمتہ کے چہلم کی تقریب میں نقیب محفل صدیق صابر ایاز نے حاضرین محفل کو بتایا کہ یہ درود شریف کا صیغہ جناب طارق سلطانپوریؒ کو القاء کیا گیا اور یہ بات محترم صدیق صابر ایاز کو خود طارق سلطانپوریؒ نے بتائی تھی۔

..........☆☆☆..........

طارق سلطانپوری۔۔ آئینہ ایام میں

سردار محمد عبدالقیوم خان یوسف زئی (طارق سلطانپوری)

جدامجد۔مولانا عبدالعزیز خان یوسف زئی

جداعلیٰ۔مولانا عبدالجبار خان یوسف زئی

پیدائش۔۵ جون ۱۹۳۸ء سلطان پور ضلع اٹک (پنجاب) پاکستان

میٹرک۔۱۹۵۹ء حسن ابدال اٹک

بی اے، ایم اے، کراچی یونیورسٹی ،۱۹۷۲ء پرائیویٹ کیا۔

اساتذہ: ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر محمود حسین خاں، ڈاکٹر غلام سرور، شعبہ فارسی، علی گڑھ یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی۔

۶۲۔۱۹۶۱ء میں سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت پیر سید غلام محی الدین (بابوجی) ابن حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑہ شریف رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے ۱۹۹۹ء میں حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف یاب ہوئے۔

آپ کی شاعری پر، غالب، خسرو، سعدی، رومی، جامی، مہر علی، احمد رضا بریلوی اور حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی گہری چھاپ ہے۔ حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی وساطت سے نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے۔ نعت کا مطالعہ کیا۔ نعت نگاری کی تلقین انھوں نے ہی کی اور مطالعہ کے لئے حضرت احمد رضا خان بریلوی کی شہرہ آفاق تالیف حدائق بخشش عنایت کی۔

مشہور تصنیف: تجلیات حرمین (منظوم سفرنامہ حجاز)

وصال: ۱۸/اپریل ۲۰۱۵ء/۲۸ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ

تدفین: ۱۹/اپریل ۲۰۱۵ء حسن ابدال، در قبرستان ملک ضیاء الدین مرحوم

شاعر کی نوا

چند باتیں

؎ طارقؔ یہ میرا کوئی نہیں ہے کمالِ فن — گل ہائے نعت عرش کی محفل سے آئے ہیں

نصف صدی سے میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہا ہوں یہ رب جلیل عزوجل شانہ عم نوالہ کی کرم نوازی ہے وگرنہ میں کس قابل ہوں۔ کئی سالوں سے ہر روز نعت کہنا میرے معمول میں شامل ہے۔

سحر دم اٹھ کے نعت مصطفیٰ لکھتا ہوں روزانہ — یہ عادت ہوگئی ہے مستقل سرکار کے دم سے

زمانہ سے دوستوں کا اصرار رہا کہ اپنا نعتیہ مجموعہ مرتب کروں لیکن میں نے اس طرف کبھی دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ اب میری خواہش ہے کہ جلد از جلد یہ کام مکمل ہو جائے لیکن اس عمر میں مجموعہ مرتب کرنا میرے بس کی بات نہیں!

میں نے حضرت قبلہ گاہی سید نور محمد قادری بن حضرت مولوی حافظ سید محمد عبداللہ قادری بخاری بن مولوی سید محمد چراغ شاہ سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہم چک نمبر ۱۵ شمالی ضلع منڈی بہاء الدین پاکستان کے اکلوتے فرزند ارجمند سید محمد عبداللہ قادری مدظلہ حال مقیم واہ کینٹ سے اس خواہش کا اظہار کیا تو انھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میری بکھری ہوئی تحریروں کو یک جا کیا ورق گردانی کی پھر نعتیہ مجموعہ کو کتابی شکل دینے میں میری معاونت فرمائی اللہ تعالیٰ انھیں صدقہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جزائے خیر عطا فرمائے! اور صحت والی عمر تاکہ وہ اپنے خاندانی ورثہ (علم، ادب) کو مزید روشناس کرواسکیں۔ جب مجموعہ نعت کی اشاعت کا پروگرام بنا تو میں نے اپنے کرم فرما ملک محمد محبوب الرسول قادری زید مجدہ' جوہرآباد سے گذارش کی تو ملک صاحب فرمانے لگے"طارق صاحب تسی ساڈے بزرگ او ایہ کوئی گل اے جدوں آکھو گے چھاپ دیاں گے میں حاضر آں" ملک صاحب اپنے مجلّہ انوار رضا کے

ذریعہ بہت سے علمی، ادبی شاہکار سامنے لا چکے ہیں اور دادِ تحسین بھی وصول کی ہے انھوں نے میرے متعلق حضرت طارق سلطانپوری نمبر ۲۰۰۹ شائع کیا۔ ملک صاحب جہاں دیدہ آدمی ہیں آپ کے اہل علم وفضل اور اہل قلم سے روابط ہیں وہ لوگوں کو لکھنے کی تحریک دیتے ہیں میں نے اپنے نعتیہ کلام کو رومی، جامی، سعدی، اقبال، مہر علی، احمد رضا اور حافظ مظہر الدین کے نعتیہ کلام سے جلا بخشی ہے!

جھلک جس میں ہے نعت رومی واقبال، جامی کی — وہ طرز مدحت ورنگ ثنا بخشا گیا مجھ کو

بعض اوقات بے ساختہ اشعار زدِ قلم ہوجاتے ہیں۔ میرا ایک شعر ملاحظہ ہو!

طارق وہ رخ وگیسو ولب آتے ہیں جب یاد — بے ساختہ اشعار ٹپکتے ہیں قلم سے

میں جو مسلسل نعت کہہ رہا ہوں یہ آقائے دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وعشق کا ثمرہ ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

میں نعتیہ مجموعہ کی ترتیب، اشاعت کے سلسلہ میں، ملک محبوب الرسول قادری مدظلہ العالی اور سید محمد عبداللہ قادری زید مجدہ کا شکرگزار ہوں! مجموعہ نعت کے شروع میں چند صفحات پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد صاحب، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے بھی تحریر کئے ہیں وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ نوازش فرمائی ہے!

نیاز آگیں

طارق سلطانپوری

..........☆☆☆..........

طارق سلطانپوری۔ کہتی ہے تجھ کو خلق غائبانہ کیا

اقتباسات::: مرتبہ سید محمد عبداللہ قادری

- ادریس خان قادری سواتی محمد: طارق سلطانپوری تو ذہانت وقابلیت کا استعارہ ہیں۔
- افتخار احمد قادری حافظ: طارق سلطانپوری اردو زبان کے علاوہ فارسی زبان میں بھی طبع آزمائی فرماتے ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں آپ کا وجود ایک نعمت سے کم نہیں۔
- اقبال احمد فاروقی علامہ: علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری اہلسنت کے آسمان شعری صحافت کے درخشاں ستارہ ہیں۔ تاریخ گوئی اور مادہ تاریخ کے استخراج میں کمال رکھتے ہیں۔
- محمد آصف ہزاروی پروفیسر ڈاکٹر: طارق سلطانپوری کا شمار عصر حاضر کے نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔
- بشیر حسین ناظم علامہ: طارق سلطانپوری ایسا شاعر ہے جو علوم جدیدہ ومعارف حدیثہ کا پیکر ہے عربی، فارسی سے اسے جبلی لگاؤ ہے۔
- محمد حفیظ نقشبندی: یہ سب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثمرہ ہے کہ ان (طارق) کے نطق وبیان میں حلاوتیں بھی ہیں اور لطافتیں بھی۔
- حسین تسبیحی ڈاکٹر محمد: مولانا عبدالقیوم طارق سلطان پوری شاعر وادیب وسخنور توانا عالی مقام زبان اردو، فارسی، عربی، پنجابی، پوٹوہاری وہندکو می باشد۔
- خاں قادری محمد مفتی: طارق سلطانپوری ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر نعت لکھنے کا اعزاز وشرف حاصل ہے۔
- انور علی انور سید: ان کے کلام میں بلا کی سادگی، صفائی روانی اور بے ساختگی ہے۔ انھیں حرف وبیاں پر پوری قدرت حاصل ہے۔

- محمد خلیل الرحمٰن علامہ: عصر حاضر کے سخن وروں میں ایک منفرد اور ممتاز مقام کے حامل ہیں۔

- رشید محمود راجا: طارق سلطانپوری دور حاضر میں نعت و منقبت کے ماؤنٹ ایورسٹ پر ایک ہاتھ میں قرآن وحدیث سے استفادہ کا علم اٹھائے ہوئے ہیں تو دوسرے ہاتھ میں تاریخ گوئی کی منفرد کتاب رکھتا ہے۔ طارق کی نعتیں خورشید نعت (کلام اللہ) کی معدن ہیں۔ ایسی صاحب علم ودانش شخصیت کے ساتھ اپنی نسبت عقیدت پر مفتخر ہیں۔

- ریاض حسین چودھری: طارق کی نعت روایت کے تسلسل سے ابلاغ پاتی ہے۔

- ریاض قصوری محمد علامہ ابوعبداللہ: آپ کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک ایک لفظ ذہن کی گرہ کھولتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

- سعید بدر: طارق سلطانپوری ایک ایسا شاعر ہے کہ جو صلوۃ وسلام میں کسی صورت کوتاہی کا روادار نہیں ہوتا۔ ان کے اشعار میں پختگی اور ندرت بھی موجود ہے قادر الکلام شاعر ہیں ہر طرز اور ہر ادا سے شعر کہنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔

- شاہ حسین گردیزی سید علامہ: طارق سلطانپوری صوری اور معنوی خوبیوں کا ایک حسین مرقع ہیں۔

- شمس بریلوی علامہ: طارق سلطانپوری ایک بالغ نظر صاحب علم وفضل شاعر ہیں۔

- صابر حسین شاہ سید بخاری: حضرت طارق سلطانپوری کے فکر وفن نے جہانِ نعت کو متاثر کیا۔

- صبیح الدین رحمانی سید: عصر ادبی اور نعتیہ حلقوں میں ان کے نام، کام اور احترام کی گونج واضح سنائی دیتی ہے۔

- عبدالحکیم شرف قادری مولانا: وہ واحد شاعر ہیں جنھوں نے سلام رضا پر دو تضامین لکھی ہیں! وہ قلم ہاتھ میں لے کر کہتے ہیں چل مرے خامے، بسم اللہ تو ان کا قلم زقند بھر کر رواں ہو جاتا ہے۔

- عارف گولڑوی محمد حافظ مفتی: تاریخی قرآنی مادہ کے استخراج سے طارق سلطانپوری کی قرآن فہمی اور قرآن کریم میں درک کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

- عبداللہ قادری سید محمد: شعر وسخن کے ذریعے طارق صاحب اپنے قلبی احساسات کو بڑی خوب صورتی سے بیان کرتے ہیں۔ نعت گوئی اور تاریخ گوئی میں خاص مقام رکھتے ہیں۔

- عطاالرحمٰن قادری رضوی محمد حافظ: طارق سلطانپوری اپنے معاصرین کی عظمت کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتے!

- غلام قطب الدین فریدی خواجہ: طارق سلطانپوری کے کلام میں بادہ عرفان کی ابدی سرمستی وسرور کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے!

- فاروق القادری محمد پیر سید: طارق راست فکر کے حامل ہیں وہ محسوسات، مشاہدات اور تجربات کو خوب صورت انداز کے ساتھ اشعار میں ڈھالتے ہیں۔

- گلزار حسین قادری ابوالرضا: اپنے فن میں استادِ یگانہ کا مقام رکھتے ہیں۔

- محبوب الرسول قادری ملک: طارق سلطانپوری مشاہیر واسلاف کی اعلیٰ روایات کے امین ہیں۔

- محب اللہ نوری محمد صاحبزادہ: طارق سلطانپوری غزل کے راستے نعت گوئی کے میدان میں اترے اور پھر یہیں کے ہو کے رہ گئے!

- مجیب احمد پروفیسر: طارق سلطانپوری اب برائے ادب سے زیادہ ادب برائے خدمت مسلک اہل سنت وجماعت پر پوری ثابت قدمی سے گامزن ہیں۔

- مجیداللہ قادری ڈاکٹر: فی البدیہہ تاریخی مادہ نکالنا ان کے لئے سیکنڈوں کا کام ہے۔

- محسن احسان پروفیسر: آپ کے کلام کا انداز اور پختہ اسلوب آپ کی فن پر دسترس کی غمازی کرتا ہے!

- مشرف حسین انجم ڈاکٹر: ان کے قلم کی مجلّا نوک سے ہر وقت حمد و نعت و منقبت کے اشعار کی آبشاریں رواں دواں رہتی ہیں۔
- منشا تابش محمد قصوری: طارق سلطانپوری نہ صرف شاعری میں بلند مرتبت شخصیت ہیں بلکہ قد و قامت میں بھی خوب محبوب ہیں۔
- نور احمد میرٹھی علامہ: طارق سلطانپوری فن تاریخ گوئی، زود نویسی اور شعر گوئی میں منفرد مقام کے حامل ہیں۔
- نصیر الدین نصیر پیر گولڑوی: علم و ادب ان کی پہچان ہے۔
- نور محمد قادری سید: طارق صاحب! مولائے کریم نے آپ کو حسن ذوق اور سخن فہمی کی نعمت سے وافر حصہ عطا کیا ہے اللھم زد فزد! آپ کی مرسلہ نعت حسن عقیدت کی عمدہ مثال ہے درج ذیل شعر کا کیا کہنا گیا

ایوان تمدن میں ترے رخ کا اجالا
تہذیب تجلی ترے نقشِ کفِ پا کی

- وجاہت رسول قادری سید: بلاشبہ طارق سلطانپوری کا کلام ایسا ہے کہ عصر حاضر کے ممتاز نعت گو شعرا کے مقابلہ میں پیش کیا جاسکتا ہے۔
- وزیر آغا ڈاکٹر: حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے شاعری کی ہر صف میں پورے جذب اور ارتکاز کے ساتھ بے مثل کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔
- وحید قریشی ڈاکٹر: طارق سلطانپوری جیسے لوگ قوموں کے لئے نیک نامی کا استعارہ اور بہترین سرمایہ ہوتے ہیں۔

مقالہ خصوصی

طارق سلطان پوری کی نعت گوئی

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا اور توصیف و تعریف بیان کرنے کی سعادت عطا کی اور انھیں فکرِ رسا، قلب تپیدہ اور نگاہ شوق کی دولتِ گراں بہا ارزانی کر کے انھیں قافلۂ عشاقِ رسول میں شامل کر دیا۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ فکرِ انسانی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و منصب کا ادراک کرنے کی صلاحیت سے محروم اور تابِ گویائی آپ کے محامد بیان کرنے سے قاصر ہے۔ تخیل اپنی تمام تر کتازیوں کے باوجود رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوشِ جمال کا مشاہدہ کرنے سے درماندہ اور مہارتِ قلم آپ کے ذکرِ جمیل کا حق ادا کرنے سے عاجز ہے۔ جس ذاتِ مقدسہ کا ذکر مالکِ ارض و سمانے بلند کیا ہے اور قرآن جس کی سیرتِ مطہرہ کا مظہرِ اتم ہے اس کے اوصاف، حمیدہ کو بیان کرنا اور اس کی سیرتِ پاک کے جمال آفریں واقعات کو لفظوں کو چار دیواری میں کھینچ لانا انسانی فکر و فن کے بس کی بات نہیں۔ اس کے باوجود عاشقانِ رسول آپ کی توصیف و تعریف میں ہمیشہ سرگرمِ عمل رہے ہیں اور دنیا کی تمام زبانوں میں شعر و نثر کی صورت میں اپنے جذب و شوق کا اظہار کر کے حضورؐ کے ثناخوانوں میں شامل ہونے کی عزت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس کار خیر سے جُڑے ہوئے لوگ بلاشبہ اللہ کریم کی سنت پر عمل پیرا رہے ہیں اور بلاشبہ یہ وظیفہ حضورؐ سے ان کی غیر معمولی وابستگی کا اظہار یہ ہے۔ ہماری قومی زبان اردو اپنی خوش بختی پر جس قدر ناز کرے کم ہے کہ عہدِ موجود میں سب سے زیادہ نعت اردو میں لکھی جارہی ہے۔ عاشقانِ رسول نے صنفِ نعت کو موضوعاتی، تکنیکی، فنی اور اسلوبیاتی حوالوں سے جذب و احسان کی نئی دُنیائیں عطا کی

ہیں۔عبدالقیوم طارق سُلطان پوری عشاق کے اسی قافلے کے فرد ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر وفکر کو اپنے فکروفن کا محور اور اپنی زندگی کا مقصد وحید بنالیا ہے۔ان کا یہ کہنا صداقت سے خالی نہیں:

میری زباں کا لفظ ثنائے حبیب پاک
گلبانگ نعت میرے قلم کی صریر ہے

حضرت طارق سُلطان پوری ہمارے عہد کے قادر الکلام اور معتبر شاعر ہیں۔انھوں نے اگرچہ دیگر اصنافِ سخن میں بھی کلام کہا ہے،مگر ان کی شناخت کے دو میدان ہیں: تاریخ گوئی اور نعت گوئی۔اہل علم سے مخفی نہیں کہ ان دونوں میدانوں میں کامیابی سے ہم کنار ہونا سہل نہیں۔تاریخ گوئی محض الفاظ کے مجموعے سے تاریخ برآمد کر لینے کا نام نہیں بلکہ شعر کے چوکھٹے میں ایسے الفاظ کو مہارت اور قدرت کے ساتھ اتار لانے کا نام ہے جن سے تاریخ بھی برآمد ہو اور معنویت کا بھی خون نہ ہو۔طارق صاحب نے علمائے شعروادب اور وارثانِ محراب ومنبر کے قطعاتِ تاریخِ وصال اور مختلف کتب وجرائد کے سالِ اشاعت کی تاریخیں سیکڑوں کی تعداد میں نظم کی ہیں،ان قطعاتِ تاریخ کے مطالعے سے طارق صاحب کی قدرتِ کلام اور مہارتِ فن کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے۔ان کی تاریخیں برجستگی اور بے ساختگی کے جوہر سے متصف ہیں اور کہیں بھی تکلف اور تصنع کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔نعت گوئی سچ مچ تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے،اس میدان میں بھی اپنے ذوق وشوق اور عقیدت ومودّت کے باعث طارق سُلطان پوری کام گار اور کامران رہے ہیں۔ان کے جذبات واحساسات ایک سلیقے اور حسن کے ساتھ نعت کے قالب میں ڈھلے ہیں۔انھوں نے حزم واحتیاط کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ان کا قلم کہیں بے باکی اور شوخی پر نہیں اترتا،ہر جگہ تقدس اور احترام کی فضا چھائی ہوئی ہے۔

حضرت طارق کی نعت کا موضوعاتی دائرہ نہایت کشادہ ہے۔قرآن وحدیث اور

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بسیط مطالعے نے ان کے موضوعاتِ نعت کو ہمہ رنگی اور تنوع کا ذائقہ بخشا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کو اللہ کریم نے مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔بلاشبہ آپ کی سیرتِ مطہرہ نعتیہ موضوعات کے لئے کانِ جواہر ہے۔شعرا آپ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف واقعات جیسے: ولادتِ باسعادت، بعثت سے پہلے آپ کی امانت وصداقت کی شہرت،حرا گزینی،دعوتِ حق،قریش کے مظالم،شعبِ ابو طالب کی آزمائش،معراج،ہجرتِ مدینہ،ریاستِ اسلامیہ کا قیام،فتح مکہ اور آخری خطبہ کے تذکار اور آپ کے اخلاقِ حمیدہ کے مختلف پہلوؤں جیسے: خلق، درگزر، رواداری، مہمان نوازی،شفقت،غریب پروری،سخاوت،عدالت اور حاجت روائی کے بیان سے اپنے نعتیہ سرمائے کو گہرائی اور گیرائی کا ذائقہ عطا کرتے ہیں۔حضرتِ طارق کی نعتوں میں سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہار آفرینی دیدنی ہے۔ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ ہر تہذیب وتمدن کا منبع اور زندگی کے ہر حسن کا سرچشمہ ہے۔طارق صاحب کی نعتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور اس کے جمالیاتی نقوش کا تذکرہ ایک اہم مضمون کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آتا ہے؛ وفورِ حسن وارادت میں ڈوبے ہوئے چند اشعار دیکھیے:

ہر مطلعِ تہذیب وتمدن پہ ہے ضوبار
خورشید صفت، زندگی پرور تری سیرت

☆

لاریب اُسی میں ہے فلاحِ بشریّت
جو تونے کیا، تُو نے کہا سرورِ عالم

☆

ہر گوشہ تری سیرتِ کامل کا ہے نادر
ہر نقش تری صورتِ زیبا کا ہے چیدہ

☆

حکمت کے دبستان، معارف کے مراکز
قائم ہوئے آفاق میں اس اُمّی لقب سے

حضور علیہ السلام کے سراپا کا بیان ہر دور اور ہر زبان کے نعت گو شعرا کا دل پسند موضوع رہا ہے۔شعرا نے حضورِ پاک کے سراپا کے نقوش کو نہایت عقیدت واحترام مگر والہانہ سرشاری

کے ساتھ نعت کے قالب میں ڈھالا ہے۔ احادیث اور کتبِ سیر و تواریخ میں حضور علیہ السلام کے سراپا کی جزئیات جس طرح محفوظ ہیں، شعرا نے ان مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے نعتیہ کلام کو سجانے اور سنوارنے کا اہتمام کیا ہے۔ شعرا نے اپنے آقا و مولا حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور، گیسوئے مشکیں، چشم، مازاغ، قدِ موزوں، ابروئے خمدار، پائے مبارک اور جبینِ سعادت کو جس جس انداز سے بیان کیا ہے وہ آپ کی ذات کے ساتھ ان کے غیر معمولی تعلق کی دلیل ہے۔ طارق سلطان پوری جب سراپا کی طرف آتے ہیں تو ان کے جذبے کا وفور دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے سراپا کے بیان میں جنابِ طارق کے تاثیر اور جذبے میں ڈوبے ہوئے چند اشعار دیکھیے:

کس کی رفعت ہے رَفَعنا لَکَ ذِکرَک سے عیاں
کس کی عظمت کا بیاں نکتۂ لولاک میں ہے

☆

لہرائے تھے جن میں چمن آرا ترے گیسو — اب بھی وہ فضائیں ہیں معطر، مرے آقا

☆

وَاللَّیل کا مفہوم ہے زلفِ شہِ خوباں — وَالشَّمس ہے اللہ کے دلدار کا چہرہ

☆

چشمِ عشاق میں ہر رُخ تری شخصیت کا — منبعِ حسن ہے، سرچشمۂ رعنائی ہے

☆

غازۂ روئے دوعالم ترے نعلین کی خاک — سروِ بُستانِ حقیقت قدِ بالا تیرا

☆

وَالشَّمس ترے عارضِ تاباں کا قصیدہ — وَاللَّیل رُباعی ہے تری زُلفِ رسا کی

☆

تیری تصویر مصوّر کے ہُنر کی معراج — دستِ خلّاق کا شہکار سراپا تیرا

☆

وَالفَجر کا مفہوم ترا عارض پر نور — وَاللَّیل تری زُلفِ معنبر کے لیے ہے

طارق سلطان پوری کی نعتیں ان کے جذب و شوق کی ترجمان، ان کی محبت و مودّت کی نقیب اور ان کے عقیدے کا اظہاریہ ہیں۔ انھوں نے رسمی یا روایتی انداز میں نعتیں لکھ کر نعت گو شعرا میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کی، کیوں کہ نعت سے ان کی وابستگی ان کی زندگی کا مقصدِ وحید ہے اور انھوں نے اپنی شعر گوئی کا بیشتر وقت اس مبارک صنف کی تخلیق و ترویج میں بسر کیا ہے؛ ان کا یہ کہنا محض تعلّی نہیں بلکہ حقیقتِ حال ہے:

توفیقِ سخن ملی تو ہم نے — توصیفِ نبیؐ پسند کی ہے

"ماالجملک ما احسنک" جدید نعتیہ ادب میں یقیناً ایک اہم ترین اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حضورؐ کے ایک سچے عاشق اور غلام کا ہدیۂ نیاز ہے جو اس کے پچاس سال کے شعری سفر کا حاصل اور ثمر ہے۔ یہ نعتیں ایک سچے عاشقِ رسول کے دل کی پکار اور اس کی حقیقی ارادت و مودّت کا نقشِ لازوال ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وابستگانِ نعت اس مجموعے سے مدتوں لذت گیر رہیں گے۔ ان شاء اللہ

ہوں مفتخر غلامیِ سرکار کے طفیل — کانٹے کا اعتبار گلِ تر کے ساتھ ہے

۲؍جون ۲۰۱۴ء

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد
اسلام آباد

☆☆☆

نعت

(امام اہل سنت، حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ)

اٹھا دو پردہ، دکھا دو جلوہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزش عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر تمھارا بندہ عذاب میں ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو! کہ پھر کیوں تمھارا دل اضطراب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ، لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

حمد ونعت......حسن ترتیب

حمد رب ذوالجلال والاکرام

بہشت لوح و قلم، لامکاں کا مالک تو — وسیع ارض بسیط آسماں کا مالک تو
بہار کا تو مربی خزاں کا مالک تو — بلند کوہ حسین گلستاں کا مالک تو
ہر ایک روشنی ہے تیرے نور کا پرتَو — نجوم و مہر و مہ و کہکشاں کا مالک تو
ہے تو ہی حاکم و مختار و قادر مطلق — ہر اک دیار کا ہر اک جہاں کا مالک تو
ہر اک مقام و مکاں تیرے اختیار میں ہے — ہر اک زمین ہر اک آسمان کا مالک تو
رواں ہے یہ وہ ہے ساکن تری مشیت ہے — سبک نسیم کا کوہ گراں کا مالک تو
شہود و غیب کے حیرت کدے تری تملیک — عجائبات نہاں و عیاں کا مالک تو
مطاع و آقا ہے شب زندہ دار لوگوں کا — سحر کے طائرِ تسبیح خواں کا مالک تو
میرا خزینۂ افکار سے عطا تیری — میر نگارش و نطق و بیاں کا مالک تو
تری رضا کے لیے اس نے وقف کردی ہے — یہ تیری دین ہے، طارق کی جاں کا مالک تو

............☆............

طرح مصرعہ: آپ کی خاک قدم سرمۂ بینائی ہے۔

جس کو دیکھو وہ بصد شوق تماشائی ہے — ماہ طیبہ کی عجب انجمن آرائی ہے
ایسا محبوب زمانے میں نہ دیکھا نہ سنا — ایک چوکھٹ ہے ہزاروں کی جبیں سائی ہے
آپ کی خاک قدم چارہ امراض دروں — آپ کی خاک سرمہ بینائی ہے
حلقۂ حسن فروشاں ہیں تو ہے صدر نشیں — بزم خوباں میں مسلم تری یکتا ہے
ماہ کنعاں بھی ہے انگشت بدنداں واہ واہ — مدنی چاند کی وہ خوبی و رعنائی ہے
رفعتیں کی ہیں عطا نعتِ نبی نے کیا کیا — طائر سدرہ نے طارق کی غزل گائی ہے

............☆............

''ماہ طیبہ'' کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ فروری ۱۹۶۲ء ص ۴۶ مغربی پاکستان
مدیر مسئول۔ ابوالنور محمد بشیر۔ مدیر معاون۔ عطاء المصطفےٰ جمیل

طرح مصرعہ: بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

مہر رحمت جس کو ہوئی الفت رسول اللہ کی
اس پہ واجب ہوگئی جنت رسول اللہ کی

عرش اعظم تک گئے آئے شب معراج میں
کوئی دیکھے تو سہی رفعت رسول اللہ کی

پتھروں نے دی گواہی دوڑ کر آئے شجر
ہے عیاں ہر چیز پر عظمت رسول اللہ کی

ذرہ ذرہ مہر تاباں ، مرحبا صل علے
مہبطِ انوار ہے تربت رسول اللہ کی

عاصی وخاطی ہوں نادم ہوں مگر خائف نہیں
مژدہ دیتی ہے مجھے رحمت رسول اللہ کی

طارق اپنا بھی عقیدہ ہے عقیدۂ رضا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

''ماہ طیبہ'' سیالکوٹ کوٹلی لوہاراں، جولائی ۱۹۶۱ء ص ۳۵

(۲۵/جون ۱۹۹۷ء)

☆

حمد باری تعالیٰ

ذرے ذرے سے عیاں ہے اور پھر بھی بے نشاں
ایسی پردہ داری ایسی بے حجابی ہے کہاں

ہر طرف خلدِ نظر ہے تیر قدرت کا ظہور
کوہ صحرا دشت و دریا یہ زمین و آسمان

یہ شفق ، یہ بحر و بر آفتاب و ماہتاب
جا بجا موجود ہیں تیری بزرگی کے نشاں

دلنوازی تیرا شیوہ دلدہی تیرا شعار
ماں سے بڑھ کر اپنی مخلوقات پر تو مہرباں

ہے کشادہ تیرا دربار کرم شام و سحر
تیرے محتاج کرم ہیں کیا ملک کیا انس و جاں

تیری رحمت ہے سوا تیرے غضب سے اے رحیم
تو ہے معطی تو ہے جواد و کریم و مہربان

تو ہے رب العالمین، تیری ربوبیت ہے عام
پل رہے ہیں تیرے خوانِ جود پر صدہا جہاں

ہے بہت آسان تجھ سے فیضاب ہونا ہمیں
تیرا محبوب مکرم ہے ہمارے درمیاں

فکر اس کی ناقص و محدود ، لامحدود تو
خلق کے بس میں نہیں ہے تیرے وصفوں کا بیاں

ماورا فہم بشر سے تو ، تیرا محبوب بھی
وہ ہے تیرا مرتبہ داں تو ہے اس کا قدرداں

ایک ذرہ واصفِ خورشید کیا ہوگا بھلا
اے خدائے پاک و برتر تو کہاں طارق کہاں

خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کبریا کے آخری پیغام بر — کوئی آئیگا نہ بعد ان کے نبی
محفل کن کے ہیں وہ روحِ ورواں — ہے ''وفات'' حضرت کی آنی ظاہری
آ گیا سرکار کا وقت ''وداع'' — ہو گئی تکمیل جب اسلام کی
دل گرفتہ تھے محمد کے غلام — غیر تھی حالت عمر فاروق کی

میں نے محبوب خدا کا سال وصل
یوں کہا ہے ''جان'' ''دنیا'' سے گئی

از وداع شاہ خوباں جہاں — گشت عنقا از ''زمانہ'' ''زیب وزین''
ہاتفم فرمود اے طارقؔ ہمیں ست
سال وصل مصطفےٰ ' جَدّ الحُسین

۶۵-۵۴=۱۱ھ

انہیں سونپا تھا جو ان کے خدا نے — وہ پورا کرلیا حضرت نے جب کام
خداوندِ محمد کی طرف سے — کمال دین کا آپہنچا پیغام
نبی پر اور محبان نبی پر — خدا نے کر دیا نعمت کا اتمام
اشارہ تھا کہ محبوب خدا کی — حیات ظاہری کا اب ہے انجام

وصال سرور کون و مکاں کا
کہا طارقؔ نے سن ''تکمیل اسلام''

۶۳۲ء

خدا ہے مرتبہ دانِ محمد — بشر سمجھے گا کیا شانِ محمد
جہاں ذاکر خدا کا کوئی ہوگا — وہاں ہو گا ثناء خوانِ محمد

خدا کی معرفت کا ہے ذریعہ — بڑی دولت ہے عرفانِ محمد
قیامت تک بیاں ہوتی رہے گی — زباں وقت سے شانِ محمد
موحّد ہے وہی دراصل پکا — جو ہے سچا ادب دانِ محمد
بہ ہر دور آبروئے مصطفیٰ پر — ہوئے قربان غلامانِ محمد
عدو جو ان کا ہے اس کے مقابل — ہمیشہ جاں نثارانِ محمد
کلام حق کو دنیائے ادب میں — کہا جاتا ہے قرآنِ محمد
ہے ممنونِ کرم تہذیب ان کی — تمدن زیر احسانِ محمد
فلاح آدمیت کا ہے ضامن — ہر اک فرمان ذی شانِ محمد

کسی کا ان پہ چل سکتا نہیں زور
خدا خود ہے نگہبانِ محمد
لکھے طارقؔ بھی کوئی نعت ایسی
الٰہی جو ہو شایان محمد

............☆............

ہماری صورت حالت ہر ساعت زبوں تر ہے
سنیں فریاد ہم پر رحم کھائیں یارسول اللہ
غریق ورطہ دریائے ذلت ہم ہیں ہر لحظہ
برائے دستگیری آپ آئیں یارسول اللہ

............☆............

سوائے اشک فشانی کچھ اور ہو نہ سکا
غلام عفو طلب سے مواجہہ کے قریب

فضلِ باری اور احسانِ محمد کے طفیل
خاک کا ذرہ اڑا اور آسمان تک آگیا
اللہ اللہ ہوگئی ان کے کرم کی انتہا
بے نوا طارق بھی ان کے آستاں تک آگیا

............☆............

کچھ ساعتیں پر کیف درِ شہ پہ گزر جائیں
مجھکو نہیں درکار مزے عمرِ خضر کے
گل ہائے جمالِ شہ خوباں کو سمیٹے
وسعت یہ کہاں ہے مرے دامانِ نظر میں

............☆............

نعت جانِ رحمت ﷺ

تزئینِ کائنات ترا ذکر تیری یاد
حسنِ رخِ حیات ترا ذکر تیری یاد

فوز و فلاح و برکت و یمن و صلاح و خیر
اے جانِ کائنات ترا ذکر تیری یاد

ہے مومنوں کو حکم صلوٰۃ و سلام کا
چاہے خدا کی ذات ترا ذکر تیری یاد

وہ خوش نصیب ہے جسے ہے جان سے سوا
محبوب تیری ذات ترا ذکر تیری یاد

ہر غم میں تیرا نام مبارک نشاط بخش
تسہیل مشکلات ترا ذکر تیری یاد

بد بخت و نامراد و شقی شخص ہے جسے
بھائے نہ تیری بات ترا ذکر تری یاد

تیرے وفا شعار، سرِ دار آج بھی
کرتے ہیں تیری بات ترا ذکر تری یاد

تیری ولا وثیقۂ بخشش ہے بالیقیں
بیعانۂ نجات ترا ذکر تری یاد

شاہوں کی داستاں سے اسے کیا غرض جسے
مرغوب تیری بات ترا ذکر تری یاد

طارق کو اور کیا ہو کسی چیز کی طلب
ہے اس کی کائنات ترا ذکر تری یاد

............☆............

نعت شریف

قریب و دور کے پابند حضور کہاں
غلام کوئی کہیں بھی ان سے دور کہاں

یہ خوش نصیبی انھی کے کرم سے مجھ کو ملی
غریب شہر کہاں شہرِ جانِ نور کہاں

سمجھ سکے وہ کمالِ مقامِ نورِ خدا
کسی بشر میں یہ ادراک یہ شعور کہاں

کرے وہ ایک ادائے نبی کی نقشہ کشی
کسی کا اتنا فنِ شعر پر عبور کہاں

ہر اک نبی کا اِک اپنا مقام ہے لیکن
کہاں وہ عرش کا دولھا کلیم طور کہاں

خدا کے بعد محمد ہیں بس عظیم ترین
بیاں کرے گا کوئی عظمتِ حضور کہاں

جو نغمہ مدحتِ محبوبِ حق سے خالی ہے
گداز و کیف کہاں اس میں ہے سرور کہاں

حسین ہیں اور کئی شہر، طیبہ جیسا مگر
جمیل منظر و ماحول نور نور کہاں

نوازنے کی جسارت کرے کوئی سلطاں
کرے گوارا ترا سائلِ غیور کہاں

ہمارے ہوتے ہیں پیش ان کے سامنے اعمال
نہاں جناب سے امت کے ہیں امور کہاں

نبی کے بے ادبو کیا کبھی خیال آیا
تمھیں لے جائیگا یہ ذہن کا فتور کہاں

جو صاف سوچ نہیں رکھتے مصطفیٰ کیلئے
نصیب حشر میں ان کا مے طہور کہاں

حبیبِ برحق کے نہیں ہیں ادب شناس جو لوگ
کشادہ ان پر درِ رحمت غفور کہاں

نہیں کہیں بھی میسر درِ نبی کے سوا
قرار پاتا مرا قلبِ ناصبور کہاں

تجلیاتِ رخِ مصطفیٰ کے ہیں طالب
مراد عاشقاں حسنِ بہشت و حور کہاں

حریمِ جاں میں فروزاں ہے شمعِ یادِ حضور
نبی کے عشق کا طارق ہوا ظہور کہاں

............☆............

نعت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عمر بھر وہ سبز گنبد ہو کے نظر کے سامنے
ملتجی ہوں میں خدائے بحر و بر کے سامنے

ہے میسر مجھکو صبائے ثنائے مصطفیٰ
روز رکھ دیتا ہے پیالہ کوئی بھر کے سامنے

گلشنِ خلدِ بریں میں بھی نہیں ان کی مثال
روز و شب ہیں جو نظارے ان کے در کے سامنے

زائرین طیبہ میں ہوتا ہے کب میرا شمول
منتظر ہوں میں بھی ان کی رہگذر کے سامنے

ہے ضروری دیکھنے والے ہوں شائستہ نظر
جلوہ گر ہوتے ہیں وہ اہل نظر کے سامنے

اس سراپا خیر کے عاشق صحیح معنوں میں ہیں
سربکف ہیں آج جو انسان شر کے سامنے

میری مٹی کو اڑا لے جائے طیبہ کی ہوا
مجتمع کردے درِ خیرالبشر کے سامنے

وہ ہمارے دردودرماں سے نہیں ہیں بے خبر
لب کشا ہوتے نہیں ہم چارہ گر کے سامنے

کل مجھے رسوا نہ کرنا میرے ستار العیوب
روزِ محشر حضرتِ خیر البشر کے سامنے

ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ لاریب راہِ زیست میں
ان کی سیرت جو نہیں رکھتے نظر کے سامنے

صدمہء فرقت سے طارقؔ گرچہ دل ہے مضطرب
وہ سدا رہتے ہیں میری چشمِ تر کے سامنے

میں ثنا خوانِ محمد ہوں خِضَر کی عمر بھی
ہیچ ہے میری حیاتِ مختصر کے سامنے

............☆............

نعتِ جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پا رہا ہوں نعتِ اقبالؔ و رضاؔ سے روشنی
محفلِ جاں میں ہے آقا کی ثنا سے روشنی

کوئی طوفاں ان چراغوں کو بجھا سکتا نہیں
جن میں قائم ہے مدینے کی ہَوا سے روشنی

کچھ دنوں اِک آفتابِ حق کا یہ مسکن رہا
آ رہی ہے آج بھی غارِ حرا سے روشنی

روضۂ سرکار ہے دنیا کا وہ واحد مقام
ہر گھڑی جس پر برستی ہے فضا سے روشنی

پائی ہے ہر مطلعِ تہذیب کے خورشید نے
سیرت و کردار محبوبِ خدا سے روشنی

واسطہ ان کا نہ ہو ان کا وسیلہ گر نہ ہو
کوئی حاصل کر نہیں سکتا خدا سے روشنی

ظلمتِ شر میں گھرا ہے جن کا ماحولِ حیات
آ کے لے جائیں درِ خیرالورا سے روشنی

دُور ہو جاتی ہیں گرد و پیش کی تاریکیاں
پھیلتی ہے ذکرِ محبوبِ خدا سے روشنی

شب پرستو! مجھکو تشویشِ شبِ یلدا نہیں
میرے گھر رہتی ہے ذکرِ مصطفیٰ سے روشنی

مرکزِ انوار بن جاتی ہے عاشق کی لحد
پھوٹتی ہے جب جبینِ مصطفیٰ سے روشنی

میں لحد میں بھی ہوں طارقؔ وصفِ جانِ جہاں
بڑھتی جاتی ہے محمدؐ کی ثنا سے روشنی

............☆............

نعتِ مخدومِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذکرِ احسانِ خدائے متعال اچھا ہے
یاد ہے ان کی بھلی ان کا خیال اچھا ہے

بے طلب، حدِ طلب سے وہ سوا دیتے ہیں ان سے اچھا ہے تقاضہ نہ سوال اچھا ہے
جس قدر شہرۂ آفاق ہیں شہران سب سے شہر پرنور شہ حسن و جمال اچھا ہے
ہر غلامِ شہِ لولاک ہے آپ اپنی مثال سعد اچھا ہے صہیب اچھا بلال اچھا ہے
عبدِ قادر ہو کہ سجادؔ حسن ہو کہ حسین جو بھی باغِ محمد کا نہال اچھا ہے
آپ جنت میں مجھے بخش دیں اپنی قربت کس قدر ان سے سوالی کا سوال اچھا ہے
شاہِ خوباں کی جدائی میں ہوا تو گریاں تیرا اے استنِ حنانہ مآل اچھا ہے
ذکرِ آقا میں اب ہر لحمہ گزرتا ہے مرا سلسلۂ روز و شب و مہ و سال اچھا ہے
قبر میں بھی ہوں میں آسودہ سرِ محشر بھی ہر جگہ ان کے کرم سے مرا حال اچھا ہے
باغِ طیبہ میں نوا سنج رہونگا ابداً ایک بلبل ہوں اگر بے پر و بال اچھا ہے
ایک گلبن ہے مدینے کے چمن کی جنت فکرِ جنت سے مدینے کا خیال اچھا ہے
شُعرا کم نہیں دنیا میں، مگر وہ شاعر نعت گوئی کا جو رکھتا ہو کمال، اچھا ہے
ایک مدت سے ہے مشتاقِ مدینہ طارقؔ ہر نئے سال پہ کہتا ہے یہ سال اچھا ہے

............☆............

تضمین بر نعت شریف حضرت محمد جان قُدسیؒ (وصال ۱۰۵۶ھ)

قائدِ نوعِ بشر، نبیوں کے سردار نبی دین تعظیم تری، کفر تری بے ادبی
تیرے خدامِ ادب، کیا عجمی کیا عربی مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

فن خالق کا ہے پیکر تیرا اظہار اتم تیرا ہم پایہ نہیں رکھتے ہزاروں عالَم
مَن بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم میرِ خُوبانِ عرب، شاہِ حسینانِ عجم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

تو سخی اور سخی تھے تیرے اسلافِ کرام تیرا دستورِ عنایت، تیری عادت اکرام
تو سحابِ کرم و ابرِ عطا و انعام نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زاں شدہ شہرہء آفاق بہ شیریں رطبی

معترف اس کے تقدس کے ہیں اربابِ شعور تیری نسبت سے زمانے میں ہوا ہے مشہور
ذاتِ پاکِ تو کہ در مُلکِ عرب کرد ظہور قدر میں اس سے فزوں وادیٔ ایمن ہے نہ طور
زیں سبب آمدہ قرآں بہ زبان عربی

خوبیٔ صنعتِ قدرت کا نمونہ ہے بجا بزمِ تکوین میں بے مثل ہے قامت ترا
ذاتِ یکتا نے بنایا ہے تجھے بھی یکتا نسبتے نیست بہ ذات تو بنی آدم را
برتراز عالم و آدمؔ توچہ عالی نسبی

ہر گھڑی جاری فقیروں میں ہے تیری خیرات جمگھٹا در پہ ترے اہل طلب کا دن رات
ماہمہ تشنہ لبا نیم و توئی آبِ حیات وسعت خوانِ کرم کی شہا تیرے کیا بات
لطف فرما کہ زحدمے گُزرد تشنہ لبی

زشت کاریم زما نیکیٔ اعمال مپرس بدشعا ریم زما نیکیٔ اعمال مپرس
شرمسا ریم زما نیکیٔ اعمال مپرس عاصیا ریم زما نیکیٔ اعمال مپرس
سوئے ماروئے شفاعت بکن از بے سببی

تودہء خاکِ فروط یہ ہے میرا پیکر میں وہ آئینہ ہوں آقا نہیں جس میں جوہر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر میں وہ تصویر ہوں نادم ہے مصور جس پر
اے قریشی لقبی، ہاشی و مطلبی

غایتِ لوح، تری ذات ہے مقصودِ قلم ماورا دانش و ادراک سے ہے تیرا حشم
میری حیثیت و مقدار ہے ذرے سے بھی کم نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

آفتِ جان ہے بے چارگی و بے چینی روز افزوں ہے پریشانی و افسردہ دلی
سَیدِی اَنتَ حَبِیبِی وطبیبِ قلبی شادماں مثل بوصیریؒ کریں طارقؔ کو بھی
آمدہ سوئے تو قدسیؒ پئے درماں طلبی

۱۸ جنوری ۹۷ء

............☆............

کوئی عجمی ترا ہمسر ہے نہ کوئی عربی
تیری عظمت کا مقر ہے وہ فلک ہے کہ نبی
حکمت وعلم کا تو شہر ہے امی لقبی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ماہِ کنعاں بھی مارے نہ ترے سامنے دم
خُلد کا غازۂ رخسار تری خاکِ قدم
خسرو مملکتِ حُسن، جمیل اعظم

من بیدل بہ جمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

تو جہاں جلوہ فگن ہوا اے خیر انام
بن گیا مرکزِ صد خیر وسعادت وہ مقام
یمن و برکت ہے سراپا تو مجسم انعام

نخل بستان مدینہ زتو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی

تجھ پہ نازل کی خدا نے وہ کتاب پرنور
رہنما نوعِ بشر کی ہے جو تا یومِ نشور
یہ زبانِ عربی اس میں ہے تیرا مذکور

ذاتِ پاکِ تو کہ در ملک عرب کرد ظہور
زیں سبب آمدہ قرآں بہ زبان عربی

صورتیں خامہء قدرت نے بنائیں کیا کیا
دیدہ زیب ونظر افروز وجمیل و رعنا
تیرے جیسا کوئی اجمل نہ مگر پیدا کیا

نسبتے نیست بہ ذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

خشک و پژمردہ ہماری نہ رہے کشتِ حیات
لطف فرما ہو اگر تیرے کرم کی برسات
ساقیا ہم پہ بھی ہو تیری عطا کی بہتات

ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ زحدمی گزرد تشنہ لبی

از خجالت زدگاں خوبیء اعمال مپرس
بدقماشیم زما پاکئی اعمال مپرس
از زبوں ہمتاں زیبائی اعمال مپرس

عاصیانیم زما نیکئی اعمال مپرس
سوئے ماروئے شفاعت بکن از بے سببی

میں غم و رنج والم کا نہ تھا آقا خوگر
ایک یلغار پریشانیوں کی ہے مجھ پر
دستِ شفقت رکھیں سر پر مرے بندہ پرور

چشم رحمت بکشا سوئے من اندازِ نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

میری ہستی کی بنا تیرے کرم سے محکم
میری دنیا مرا دیں تیرا وجود اکرم
میں خطا تو ہے عطا میں ہوں طلب تو ہے کرم

نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

ہے ترا شہر کرم منزل مقصود مری
ہے خوش آئند میرے قافلے کی تیز روی
تجھ سے درمان طلب میں بھی ہوں مثلِ قدسی

سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

............☆............

ہے لازمی سلام انھیں یاد کیجئے   قرآن دے پیام انھیں یاد کیجئے
ان پر درود سے کریں آغاز ذکرِ حق   لے کر خدا کا نام انھیں یاد کیجئے
سرکار کو نہ بھولئے ہو کوئی بھی جگہ   ہو کوئی بھی مقام انھیں یاد کیجئے
محشر کے امتحاں میں نہ گھبراؤ عاصیو   رحمت ہے جن کی عام انھیں یاد کیجئے
ایمان کی اساس ہیں بنیاد دین ہیں   مومن ہو صبح و شام انھیں یاد کیجئے
ان کا کریں بلالؓ کے لہجے میں تذکرہ   باحُب و احترام انھیں یاد کیجئے
جب بھی غم والم سے پڑے تمکو واسطہ   تم ان کے ہو غلام انھیں یاد کیجئے
قائم کرم سے ان کے تمھارا وقار ہے   کرتے ہوئے قیام انھیں یاد کیجئے
باقی ہے ان کے دم سے تمھاری سلامتی   پڑھتے ہوئے سلام انھیں یاد کیجئے
یہ نام کیف آور تسکین بخش ہے   لے لے کے ان کا نام انھیں یاد کیجئے

جن کے بگاڑ سے ہیں تمھارے اداس دل   بن جائیں گے وہ کام انھیں یاد کیجئے
غفلت کا ایک لمحہ بھی طارقؔ نہیں روا   پیہم علی الدوام انھیں یاد کیجئے

یکم فروری ۷۹ء

............☆............

نعتِ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب وقتِ سحر نعت لکھی سرورِ دیں کی   شاباش ملی ہے مجھے جبریلِ امیں کی
جس پر نظرِ لطف نہیں سرورِ دیں کی   حاصل ہے اُسے خیر نہ دُنیا کی نہ دیں کی
وہ بابِ کرم ہے شہِ لولاک کا جس پر   سائل کبھی سُنتا نہیں آواز "نہیں" کی
مسکن مہِ طیبہ کا تھا جب غارِ حرا تو   ہاں کوئی سنابات اُن اوقات حسیں کی
حاصِل ہے جو آرام گہِ شاہِ اُمم کو   لاریب، فضیلت نہیں وہ عرشِ بریں کی
آقا کی جدائی میں تڑپتا ہے جو دن رات   کیا شان ہے کیا بات ہے اس قلب حزیں کی
دیکھ آئے جو بستانِ مدینہ کی بہاریں   بھائی نہ انھیں زینتِ گلزار کہیں کی
سرسبز مری کشت تمنا کو رکھے ہے   بارانِ کرم گنبد خضرا کے مکیں کی
ہے اس پہ محمد کی غلامی کا نشاں ثبت   خوبی ہے یہی ایک مری لوحِ جبیں کی
اب زیبِ سر اس کی ہے تراب درِ سرکار   پروا نہیں طارقؔ کو کسی تخت نشیں کی

۳ فروری ۷۹ء

............☆............

نعت باعث تکوینِ روزگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاجات کی کثرت پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ   محدود نہیں ان کی عطا اور بھی کچھ مانگ
یہ در ہے قسیمِ نعم و کنزِ کرم کا   شہ ہے تو بھی آبن کے گدا اور بھی کچھ مانگ

تکرارِ طلب سے وہ برا مان نہ جائیں — یہ سوچ غلط ہے تری، آ اور بھی کچھ مانگ
سو بار سخی نے بھرا خالی ترا دامن — تو منگتا ہے سو مرتبہ آ اور بھی کچھ مانگ
حدان کے کرم کی ہے نہ کچھ تیری طلب کی — سلطان ہیں وہ تو ہے گدا اور بھی کچھ مانگ
دربار ہے یہ فاطمہ زہراؓ کے پدر کا — اے شیفتۂ آل عبا اور بھی کچھ مانگ
ایمان کی جان، اجمل دوراں کی ہے درگاہ — اے باادبِ مہر و رضا اور بھی کچھ مانگ
کیا شانِ عنایت ہے کہ سائل سے مسلسل — خود کہتے ہیں شاہِ دوسرا اور بھی کچھ مانگ
بخشش ہے فقیروں کیلئے ان کی لگاتار — اے دائمی محتاجِ عطا اور بھی کچھ مانگ
طارقؔ صلہ نعت ملا تجھکو ہمیشہ — سرکار کے اے نغمہ سرا اور بھی کچھ مانگ

۸فروری ۹۷ء

............☆............

نعتِ ممدوحِ کائناتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زبانِ وقت پہ کیا کیا نہ بات ہو کے رہی — مگر عزیز جہاں ان کی نعت ہو کے رہی
ہوا طلوع ہدایت کا آفتابِ مُنیر — طویل ختم ضلالت کی رات ہو کے رہی
وہ آئے، بیٹیوں کی زندگی ہوئی محفوظ — بحال مرتبت اُمّہات ہو کے رہی
زبان پاک حقائق کی ہے نقاب کشا — کہی حضور نے جو بھی وہ بات ہو کے رہی
خبر دی مخبر صادق نے جیسے، ویسے ہی — نمود سلسلۂ واقعات ہو کے رہی
وہ عکسِ ذات ہیں، نقش جمالِ قدرت ہیں — جمیل ان سے یہ بزم حیات ہو کے رہی
خدائے پاک کے نور تمام سے روشن — خدائے پاک کی کل کائنات ہو کے رہی
نہیں زمانے میں ان کا کوئی مثیل وعدیل — نظر ورانِ جہاں سے یہ بات ہو کے رہی
ہوئی جو صاحبِ خلق عظیم سے روشن (منسوب) — وہ شے مقدس و والا صفات ہو کے رہی
غلام خواجۂ بدر و حنین لشکر سے — سدا عساکر باطل کو مات ہو کے رہی

جو دل گرفتہ ہوا طالب کرم، اس پر — حضور کی نظر التفات ہو کے رہی
نظر کے سامنے، صد شکر ہم فقیروں کی — نبی کی بارگہ التفات ہو کے رہی
صلہ غلامیء سرکار کا ملا طارقؔ — بروزِ حشر ہماری نجات ہو کے رہی

۱۵فروری ۹۷ء

............☆............

نعتِ جہانِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محبوبِ من ہے ذات رسالت مآب کی — سب داد دے رہے ہیں مرے انتخاب کی
تفسیر تام و خوب خدا کی کتاب کی — بے داغ جامع وجلی سیرت جناب کی
خیر و فلاح نوعِ بشر کا ہے وہ نقیب — بنیاد آپ نے رکھی جس انقلاب کی
فضلِ خُدائے پاک وعطائے حضور ہے — یہ سرزمین راوی و سندھ و چناب کی
آقا نے ہر گدا کو طلب سے سوا دیا — کیا بات آپ کے کرمِ بے حساب کی
تعلیم مصطفیٰ کی بدولت ہوئی نصیب — کب تھی مجھے تمیز خطا و صواب کی
ہے دو جہاں میں پیرویٔ مصطفیٰ فقط — ضامن بشر کی زندگیء کامیاب کیا
قرآن نے کفایۂ قوسین میں کہی — ذاتِ احد سے بات ترے اقتراب کی
ادنیٰ غلام شافع یوم نشور ہوں — کیا فکر مجھ کو پرسش یومِ حساب کی
تسکین یاب ہجر میں بھی ہوں یہ سوچ کر — سرکار کو خبر ہے مرے اضطراب کی
شان جمال خسرو خوباں بیاں کرے — کب یہ صلاحیت ہے بیان وخطاب کی
جو کام مصطفیٰ نے کیا، منفرد کیا — سرکار نے جو بات بھی کی لاجواب کی
طارقؔ کو ذوقِ نعت خدا نے عطا کیا — اک ذرہ کیا کرے گا ثنا آفتاب کی

............☆............

نعتِ النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پُرسانِ حال و یاور روزِ جزا نہیں
ان کے بغیر کوئی بڑا آسرا نہیں

جو باشعور مرتبہ مصطفیٰ نہیں
اس کو نصیب معرفت کبریا نہیں

عرفانِ حق ہے معرفت مصطفیٰ کے ساتھ
جو مصطفیٰ شناس نہیں باخدا نہیں

وہ شخص بدترین سزا کا ہے مستحق
گستاخِ مصطفیٰ سے رعایت رَوا نہیں

اجلال و احتشام خدا کے حبیب کا
وہ آفتاب ہے، جو کبھی ڈوبتا نہیں

یُعْطِیْکَ رَبُّکَ سے عیاں ہے کہ آپ کو
بہرِ رضا خُدا نے عطا کیا کیا نہیں

کب التفاتِ خاص نہ مجھ پر کیا گیا
در پر سخی کے کب میرا دامن بھرا نہیں

دنیا میں حشر میں مجھے پیش نظر رکھیں
سرکار اور کوئی مرا آسرا نہیں

وصافِ مصطفیٰ کا کسی بھی زبان کا
حق آپ کی ثنا کا ادا کرسکا نہیں

در سے کسی گدا کو تہی دست بھیج دیں
یہ شیوہ و شعار حبیبِ خدا نہیں

وہ قوم سربلند نہ ہوگی جہان میں
منشور جس کا سیرت خیرالوریٰ نہیں

طارق عبث ہے حسن عمل پر غرور و ناز
کچھ بھی نہیں اگر کرم مصطفیٰ نہیں



نعت النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہ دل میں بیٹھے، فصیح حرم کی بات نہیں
لگے نہ اچھی، شہ محتشم کی بات نہیں

علاج درد کہ درمان غم کی بات نہیں
ہمارے لب پہ کب ان کے حرم کی بات نہیں

گئے بھی، لوٹ کر آئے بھی وہ شب اسریٰ
فراز عرش کوئی دو قدم کی بات نہیں

رہے گا ذکر کمال حضور یونہی مدام
یہ بادشاہوں کے جاہ وحشم کی بات نہیں

زبان پاک پہ حمدِ خدا ہے فتح کے دن
خفیف سی بھی عدو کے ستم کی بات نہیں

عمل سے دعویٔ عشقِ حضور ہے مشروط
فقط زبان سے قول وقسم کی بات نہیں

نوازتے ہیں، درِ پاک پر بھی آئے
عرب کی بات نہیں ہے عجم کی بات نہیں

ہر عاشق شہ خندق ہے حرص وآز سے دور
جہاں ہے روح وہاں پر شکم کی بات نہیں

طلب ہمیں نہ جو اس سال بھی انہوں نے کیا
ہے مصلحت کی کوئی بات، غم کی بات نہیں

درِ نبی سے جو خیرات مل رہی ہے ہمیں
سدا وہ ملتی رہے، بیش وکم کی بات نہیں

خدا کی خاص عنایت ہے ذوق وشوقِ ثنا
کمال فکر کی زورِ قلم کی بات نہیں

فقیر شہر عطائے حبیب ہوں طارق
مرے کلام میں "اہل کرم" کی بات نہیں



نعت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اک سہل طلب کا ہے مدینے کا ارادہ
لوگوں کو مرا عزم سفر کیسا لگے گا

دیکھا ہے کئی بار جسے خواب میں میں نے
دیکھوں گا جب آنکھوں سے وہ در کیسا لگے گا

مجھ میں تو نہیں کوئی ہنر، کیسا لگے گا
میں اور درِ خیر بشر، کیسا لگے گا

جائیں گے جب اللہ کے گھر سے سوئے طیبہ
اللہ کے محبوب کا گھر کیسا لگے گا

کیفیتیں لفظوں میں بیاں ہو نہیں سکتیں
مت پوچھ، مدینے کا سفر کیسا لگے گا

کچھ تبصرہ فرمائیں مہ و مہر و کواکب
محبوب کے در پر مرا سر کیسا لگے گا

حد میرے گناہوں کی نہیں ہے کوئی مجھکو
وہ رحمت و رافت کا نگر کیسا لگے گا

پہنچیں گے کسی روز جب اس شہر کرم میں
یہ سلسلۂ شام و سحر کیسا لگے گا

از راہِ نوازش وہ جو آجائیں کسی دن — میں کیسا لگونگا' میرا گھر کیسا لگے گا
پھولا ہے چمن خوب مری نعت کا طارقؔ — جو اس پہ لگے گا وہ ثمر کیسا لگے گا

............☆............

دیوان میرے سامنے نعتِ رضا کا تھا — کیا ذکر احتشام حبیبِ خدا کا تھا
اس کے حبیب کی ہو عیاں رفعتِ مقام — تخلیق بزمِ کن سے یہ مقصد خدا کا تھا
بندوں کا رب سے ربط کیا آپ نے بحال — صدیوں سے انتظار کسی حق نما کا تھا
حسن مآل کی اگر منزل ملی مجھے — میرا نہ تھا' کمال ترے نقش پا کا تھا
جب تک نہ اللہ کی نعت کہی تھی' جہان میں — اس درجہ اعتبار نہ میری نوا کا تھا
سرکار کا وسیلہ کیا پیش جس گھڑی — آدم پہ التفات و کرم کبریا کا تھا
مانے گا اختیارِ نبی حشر میں' جسے — دنیا میں اعتراف نہ اِن کی عطا کا تھا
پروانہ وار شمع حرا پر ہوئے نثار — کیا ولولہ وحوصلہ اہلِ وفا کا تھا

............☆............

ہر عمل اس اجمل واحسن کا خُوب ودلپذیر — بات جو اس مظہرِ حق نے کہی' اچھی لگی
اس کا ہر معمول دنیا کو پسند آیا بہت — اس کی ہر عادت زمانے کو بڑی اچھی لگی
بے مثال اس کی خطابت لاجواب اس کا خطاب — بات جس انداز میں اس نے کہی اچھی لگی
ہر عمل اس خسرو اقلیم خوبی کا حسین — بات جو اس شاہ خوباں نے کہی اچھی لگی

............☆............

شعر گوئی حضرت حسانؓ کی اچھی لگی — مجھ کو کہنے کیلئے نعتِ نبی اچھی لگی
دوجہاں میں کامیابی کیلئے بہر مثال — سرور کون و مکاں کی زندگی اچھی لگی
ان کی نسبت سے زمانے میں ہوئی جو منفرد — عاشقِ سرکار کو وہ چیز بھی اچھی لگی

ہم احد سے پیار کرتے ہیں کہ وہ کرتے تھے پیار — ان کو جو پیاری تھی شے ہمکو وہی اچھی لگی
اولین مومن خدیجہؓ و ابوبکرؓ و علیؓ — اچھے لوگوں کو جو اچھی بات تھی اچھی لگی
عظمتِ محبوبِ باری کا یہ دیتی ہے سبق — مجھکو اقبالؒ و رضاؒ کی شاعری اچھی لگی
ان کی سیرت بھی مرغوب ہے مرغوب ہے — ان کی صورت بھی ہمیں اچھی لگی
جس طرف بھی ہم گئے مہکی ہوئی پائی فضا — قریۂ محبوب کی اِک اِک گلی اچھی لگی
اس مسافر کا مقدر منزلِ مقصود ہے — جس بلند اختر کو ان کی رہبری اچھی لگی
عشقِ محبوبِ خدا ہی نام ہے ایمان کا — ہے وہی مومن جسے ذاتِ نبی اچھی لگی

ان کے در پر ہوگئی مجھ پر کرم کی انتہا
ان کو طارقؔ کوئی میری نعت ہی اچھی لگی

............☆............

تھا مطمئن تمازت خورشید حشر میں — ایک ایک جو غلام شہ انبیا کا تھا
ہم ان کے در پہ ان کے کرم سے پہنچ گئے — احسان ہم سفر نہ کسی رہنما کا تھا
ان کے در کرم پہ گیا بار بار میں — پورا یقین مجھکو نبی کی عطا کا تھا
کردی عطا کریم نے ہر چیز بے طلب — ورنہ کب اس گدا کا سلیقہ صدا کا تھا
ایجاز و ندرت و اثر انگیزی و نفوذ — جامعِ اک ایک لفظ لبِ مصطفیٰ کا تھا
میں عندلیبِ باغِ مدینہ' خدا گواہ — گلزارِ خلد بھی نہ میرے مدعا کا تھا
ان کے طفیل ہم سے ہوئی باز پرس کم — کیا کیا نہ دل میں دغدغہ روز جزا کا تھا
اس کی نہ کچھ زیادہ ہوئی حشر میں گرفت — طارقؔ ثنا نگار حبیب خدا کا تھا

۵ مارچ ۹۷ء

............☆............

جان جہاں ، خلاصہ ٔ دوراں تمھی تو ہو — روح و روان عالم امکاں تمھی تو ہو

محکم دلیل ہستی ٔ یزداں تمھی تو ہو — بیّن ثبوت خالق دوراں تمھی تو ہو

مجھ پر ہوا ہے فاتبعونی سے آشکار — بنیاد دین و غایت ایماں تمھی تو ہو

کھلتا نہیں یہ بھید قریب و بعید کا — دوری میں بھی قریب رگ جاں تمھی تو ہو

اس قرب واختصاص کے شایاں ہے اور کون — خلوت سرائے عرش کہ مہماں تمھی تو ہو

تہذیب نو کی صبح بہاراں کے باوجود — روشن چراغ شام غریباں تمھی تو ہو

ہیں اور بھی نجوم ٔ نبوت ہزار ہا — پیغمبری کے نیر تاباں تمھی تو ہو

سر چشمہ ٔ عطا و کرم قاسم نعم — سب پر ہے جس کا لطف فراواں تمھی تو ہو

تخلیق کائنات تمھارے لئے ہوئی — دیباچۂ صحیفہء دوراں تمھی تو ہو

اپنی شکستہ کشتی تمھارے سپرد ہے — طوفان و ناخدا و نگہباں تمھی تو ہو

مولائے کل امام رسل ہادی سبل — سب کچھ مگر یگانہ ٔ دوراں تمھی تو ہو

طارق کو فکر چارۂ درد جگر نہیں
درد جگر تمھی تو ہو درماں تمھی تو ہو

ہر دور ہے تمھاری ہدایت سے مستفید — میر جہان و قائد دوراں تمھی تو ہو

قرآں کے راز فاش تمھاری زبان سے — اپنے عمل سے شارح قرآن تمھی تو ہو

اس صبح نو کی روشنی ہے خیرہ کن مگر — روشن چراغ شام غریباں تمھی تو ہو

قدرت کا شاہکار تمھارا حسیں وجود — واضح دلیل ہستی ٔ یزداں تمھی تو ہو

ہر اوج ہر کمال کے شایاں تمھی تو ہو

..........☆..........

بیاد: حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کر کر کے یاد لطف و کرم غوث پاکؓ کا — کرتا ہوں نام نامی رقم غوث پاکؓ کا

دائم ہے اس پہ لطف و کرم غوث پاکؓ کا — کیوں ہو مرید وقف الم غوث پاکؓ کا

گردن پہ ہر ولی کی قدم غوث پاکؓ کا — یہ مرتبہ و جاہ و حشم غوث پاکؓ کا

سنتے تھے وعظ شاہ امم غوث پاکؓ کا — اعزاز کچھ نہیں ہے یہ کم غوث پاکؓ کا

چرچا نہ ہونے پائیگا کم غوث پاکؓ کا — اونچا سدا رہے گا علم غوث پاکؓ کا

اس ذکر سے بقا ہے ہمارے وجود کی — کرتے رہیں گے تذکرہ ہم غوث پاکؓ کا

ہر مے فروش ہے اس میخانے کا گدا — چاہے ہے ہر کریم کرم غوث پاکؓ کا

تھی ترجمان حق و صداقت زبان شیخ — میزاب معرفت تھا قلم غوث پاکؓ کا

سمجھا دیے حقائق دین عرب اسے — ممنون ہے شعور عجم غوث پاکؓ کا

ہر عہد ان کے نور بصیرت سے مستنیر — ہر دور ہے رہین کرم غوث پاکؓ کا

منزل گہہ فلاح و سعادت ہے ان کی راہ — نقش نجات نقش قدم غوث پاکؓ کا

یہ بھی بحق مہر علیؒ شاد کام ہو
طارق بھی ہے حریص کرم غوث پاکؓ کا

..........☆..........

دھوم ہے ہر بزم ہستی میں تمھارے ذکر کی — محفل آرا جا بجا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ

مظہر نور خدا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ — ظل ذات کبریا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ

ماورائے ہر ثنا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ — لمحہ لمحہ کیا سے کیا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ

ابتدا تم انتہا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ — باعث ہر ایجاد کا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ

شافع روز جزا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ — عاصیوں کا آسرا تم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ

صاحبِ جود و سخا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ — قاسمِ کنز عطا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
عاکفِ غارِ حرا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ — عارفِ سرِ خدا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
جو قبول ہو کر تب وتاب زمانہ بن گئی — وہ براہیمی دعا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
فرش پر بھی باخدا ہو عرش پر بھی باخدا — ہو جہاں بھی باخدا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
ذہن انساں نے جو سمجھا تمھیں تو ناتمام — کون جانے اور کیا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
اجمل مہرِ علیؓ طارق کے محبوبِ نظر — جانِ ایمانِ رضا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
رفعتِ چرخ وفراز آسمان کیا چیز ہے — عرش اعظم تک رسا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
کثرت امت نہ ہو گمرہی پر مجتمع — جب تک اس کے راہ نما تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
امت مرحوم کے ہم عاصیوں کا چارہ ساز — ہے خدائے پاک یا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
ہر کمال ظاہر و باطن تمھیں بخشا گیا — جو بھی ہو بے انتہا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ

............☆............

اے سبحان اللہ ما اجملک

قاب قوسین ومازاغ البصر رمزیں لطیف — کون ہے رمز آشنا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ
آدمی تو سوچ بھی سکتا نہ تھا یہ ارتقا — آدمی کا ارتقا تم ہو محمد مصطفیٰ ؐ

............☆............

یہ چمن بندی یہ آب وتاب آخر کیوں نہ ہو — میزباں ہے عشق اور ہے حسن مہماں واہ واہ
آج بھی تجھ کو جو عقل آئے درِ توبہ ہے باز — ہاتھ مل اپنے کئے پر ہو پشیماں واہ واہ
ہے وسیلۂ نجات ان کی غلامی کا جو — تو بھی ہو منجملۂ حلقہ بگوشاں واہ واہ
پھر جبیں فرسا ہو ان کے آستانِ پاک پر — لے کمال عشق سے پھر ان کا داماں واہ واہ
بے وفا پھر جوڑ ان سے رشتۂ عہدِ وفا — غافل انجام کر تجدید پیماں واہ واہ

ان کی رحمت کیلئے کافی ہے عرقِ انفعال — تو نے مشکل کر دیا خود کارِ آساں واہ واہ
دو جہاں کی سرخروئی ان کی پابوسی میں ہے — ہو کمینہ بندۂ محبوب یزداں واہ واہ
یا عبادی ہے یہی نا قابل تردید بات — تو ہے عبد عبدہ اے عبد رحماں واہ واہ
بے اثر جملہ عبادات ان کی الفت کے بغیر — ان کی الفت پر مدارِ دین وایماں واہ واہ

برگزیدہ اور بھی طارق ہوئے ہیں انبیاء
کوئی ان جیسا نہیں ذیقدر و ذیشاں واہ واہ

............☆............

واہ واہ پیک خجستہ گام یعنی جبرئیل — خادم وہ ہمراہی شاہ رسولاں واہ واہ
سرفراز عظمت و اجلال و سدرہ نشیں — رتبہ روح الامین ہے جس کے شایاں واہ واہ
از زمیں تا آسماں جس کیلئے ہے ایک گام — جس کی قوت ماورائے عقل انساں واہ واہ
اور وہ مرکب براق برق فطرت برق زاد — جس کی سرعت برتر از تخیل امکاں واہ واہ
منزل سدرہ فرشتوں کا مقام آخری — خاطر روح الامیں اندیشہ گرداں واہ واہ
آدم خاکی کی تجلی بار راہوں میں رواں — پیکر نوری کو فکر جیب و داماں واہ واہ
ہے ہزاروں جبرئیل اندر بشر صل علیک — اے سراپا نور تیری رفعت شاں واہ واہ
تجھکو حاصل ہے اگر چشم حقیقت میں تو دیکھ — امتیاز نور و بشریت نمایاں واہ واہ
کیا کہا وہ پیکر انوار اور تیرا مثیل — کچھ سمجھ کر بات کی ہوتی اے ناداں واہ واہ
وائے نادانی اسے اپنی طرح سمجھا ہے تو — جس کی بشریت پہ سو جبرئیل قرباں واہ واہ
کیا کیا جائے تری اس کم نگاہی کا علاج — احمد و بوجہل کو سمجھا تو یکساں واہ واہ
تو کہاں خاک خرد مایہ کا بے مقدر ڈھیر — اور کہاں روشن چراغِ نورِ یزداں واہ واہ
کسر شانِ جانِ ایماں ہے تیرا مرغوب شغل — پھر تجھے ہی دعویٰ توحید و ایماں واہ واہ
اپنی رسوائی کا بھی تجھکو نہیں آتا خیال — رنگ لایا خوب تیرا خبط و ہذیاں واہ واہ

تیری دستارِ فضیلت ہے نشان گمرہی
تو نہیں رکھتا تمیز نفع و نقصان واہ واہ

☆

راحتِ آزردگاں جلوہ مرے محبوب کا
مرہم خستہ دلاں جلوہ مرے محبوب کا

بقعۂ نور عالم آب و گل از شمع رخش
از زمیں تا آسماں جلوہ مرے محبوب کا

دیکھنے کو آنکھ بھی تو چاہئے اے مدعی
تیری قسمت میں کہاں جلوہ مرے محبوب کا

آتش فرقت سینہ سوزیاں ہائل سہی
کیا نہیں آرام جاں جلوہ مرے محبوب کا

دردمندوں غم نصیبوں کے لئے دامن کشا
رات دن ہے دلستاں جلوہ مرے محبوب کا

اک خدائی کشتۂ تیغ نگاہِ ناز ہے
محورِ صد داستان جلوہ مرے محبوب کا

شرق وغرب اس کی ضیاپاشی سے یکساں مستنیر
ہر جگہ جلوہ فشاں جلوہ مرے محبوب کا

کیف زارِ گنبد خضرانہ کیوں ہو رشک خُلد
انتہا پر ہے یہاں جلوہ مرے محبوب کا

رشک آتا ہے بلالؓ حبشی پہ اے طارقؔ مجھے
جس پہ تھا گوہر فشاں جلوہ مرے محبوب کا

☆

خاکِ مدینہ سرمۂ اہل نظر خوشا
اس خاک کو ترستے ہیں شمس و قمر خوشا

وہ پارہ ہائے سنگ کی شیریں مقالیاں
سرمایۂ حیات ہے ان کی نظر خوشا

بیکس نواز ، بینوا پرور مراد بخش
اے قاسم کنوز و نعم تیرا در خوشا

اک بار جو ترے درِ اقدس پہ آگئے
ہو کر یہیں کے رہ گئے وہ عمر بھر خوشا

خلد نگاہ ہے پس ہر پردہ حسن دولت
میرا جنوں رہے مرا ذوقِ نظر خوشا

اے خلش دل کچھ اور زیادہ کہ ہیں وہ پاس
اے درد اور بڑھ کہ وہ ہیں چارہ گر خوشا

بالائے عرش جاکے وہ واپس بھی آگئے
ہلتی رہی اسی طرح زنجیر در خوشا

قصر دنیٰ کو دیکھ کے وہ لوٹ آئے بھی
بستر ہنوز گرم کہ تھا پیشتر خوشا

کیوں کر تجھے نہ عالم ہر خشک و تر کہوں
تیری کتاب ذاکر ہر خشک و تر خوشا

کیوں کر تجھے نہ ناظر روشن نظر کہوں
بینائے شرق و غرب ہے تیری نظر خوشا

کیوں کر تجھے نہ واقف اسرار کل کہوں
ماکان و ما یکوں کی ہے تجھ کو خبر خوشا

کیوں کر مقام کس طرح سمجھے کوئی کہ تو
جلوہ فراز فرش کبھی عرش پر خوشا

یہ غلغلہ نہ ہو جو ترے ذکر پاک کا
جاری رہے نہ گردش شام و سحر خوشا

طارقؔ محبت شہہ والا نے کر دیا
سرتاپا مغفرت برادمان تر خوشا

☆

سگانِ کوچۂ محبوب میں شمار کیا
خدا نے مجھ پر کرم بے حد و شمار کیا

سموم کو بھی گل افشاں و لالہ کار کیا
گیاہ خشک کو سرچشمۂ بہار کیا

تیری عطا سے گدا خسرو زمانہ بنے
تیرے کرم نے پیادوں کو شہسوار کیا

جمی تھی دامن دل پہ جو گردِ غم وہ دھلی
جب ان کی یاد میں آنکھوں کو اشکبار کیا

خمیدہ سر ترے حسنِ سلوک سے دشمن
تیرے کرم نے عدو کو بھی شرمسار کیا

نظام کہنۂ بزم جہاں بدل ڈالا
بنائے خستۂ ہستی کو استوار کیا

کمی تھی کوئی نہ ان کیلئے کسے شے کی
رسول پاکؐ نے خود فقر اختیار کیا

برس سحابِ کرم ، تشنہ لب ہے کشتِ بشر
ترا ہزاروں برس اس نے انتظار کیا

نظر جب آیا کوئی قافلہ مدینے کا
روانہ ہم نے بھی دل کو پس غبار کیا

سدا بہار ہیں ہجرِ نبیؐ میں دل کے یہ داغ
خدا نے مجھکو نہ منت کشِ بہار کیا

درِ نبیؐ کے ادب آشنا ہیں دیوانے
نہ ہاؤ ہو ہے نہ دامن کو تار تار کیا

یہ التفات خصوصی تھا میرے ساقی کا
پلا کے مجھکو سر بزم ہوشیار کیا

تمام عمر کی بیکار ہے عبادتِ شیخ — نہ ایک سجدہ بھی جس نے بہ پائے یار کیا
خدا کی ذات ہے، اے شاہدِ شبِ اسریٰ — تری گواہی پہ لوگوں نے اعتبار کیا

............☆............

تمام تجربۂ فن مصور کن نے — جمالِ یار کی تصویر پر نثار کیا
گرے ہوئے تھے ذالت کی پستیوں میں جو لوگ — انہیں نجیب بنایا فلک وقار کیا
ملایا خاک میں اس نے غرور تاجوزی — قبائے نخوت شاہی کو تار تار کیا
دیا شکستہ دلوں کو ثبات و استقلال — کم ہمتوں کو عزیمت کا کوہسار کیا
صلاحیت یہ کسی اور ناخدا میں نہ تھی — پھنسا تھا بیچ بھنور میں سفینہ پار کیا
بلا کے خلوت قوسین میں خدا نے تجھے — جو کچھ نہاں تھا وہ سب تجھ پہ آشکار کیا
عجیب لوگ تھے وہ تیرے چاہنے والے — تیرے جمال پہ ہر چیز کو نثار کیا
عمرؓ کو بخشی جہانگیری و جہانبانی — علیؓ کو علم و بصیرت کا شہریار کیا
شمیمِ زلفِ نبیؐ ہے وہ باالیقیں جس نے — فضائے گلشنِ امکاں کو مشکبار کیا
جہاں جہاں گہر افشاں ہوا وہ ابرِ کرم — زمینِ شور کو گل ریز ولالہ کار کیا
خدا کے گھر پہ تھا قبضہ بتوں کا صدیوں سے — بتوں سے خانۂ کعبہ کو وا گذار کیا
خود اپنے گھر میں جنھیں جانتا نہ تھا کوئی — انہیں زعیمِ زماں ، فخرِ روزگار کیا
خدا شناس نہ خود آشنا جو کچھ بھی نہ تھے — ان عامیوں کو خدائی کا راز دار کیا
زمانہ آج تک ان کا جواب لا نہ سکا — ترے ہنر نے جو تخلیق شاہکار کیا
گھٹن میں، جبس میں محصور تھی حیاتِ بشر — تیرے ظہور نے ماحول سازگار کیا
دوائے درد بھی دی اپنے دردمندوں کو — شکیب و صبر بھی بخشا جو بے قرار کیا
عزیز جانا انھوں نے تجھے ہر اک شے سے — نہ زندگی سے نہ جاہ وحشم سے پیار کیا
ہر امتحاں میں ہوئے کامیاب ہم طارقؔ — خدا کے بعد محمدؐ پہ انحصار کیا

............☆............

کردار کی، اخلاق کی عظمت تری سیرت — مجموعہ ء ہر خیر و سعادت تری سیرت
تابندہ و پائندہ حقیقت تری سیرت — ناقابلِ تردید صداقت تری سیرت
ہر دور کا رہبر ہے تیرا اسوۂ کامل — ہر عہد کا منشور ہدایت تری سیرت
مذکور ہے اس میں تری ایک ایک ادا کا — قرآن سے ظاہر تری صورت تری سیرت
صدگونہ محاسن تیرے پیکر میں کئے جمع — اظہارِ خوش اسلوبی قدرت تری سیرت
رزم حق و باطل میں تو سالار عساکر — ثابت قدمی، جہد وعزیمت تری سیرت
تو حلقۂ احباب میں اک مرشد و ناصح — ہر رنگ میں معیار قیادت تری سیرت
وہ قوم کا خادم ہے جو ہے قوم کا سردار — آئینہ آئین ریاست تری سیرت
ہر دور کی مانی ہوئی حجت تری سیرت — تقلیدِ بشر کے لیے ہر جہت سے کامل
ہر عہد کی برہانِ مسلم ترا کردار — بس ایک نمونہ تری سیرت تری سیرت

طارقؔ پہ خدا نے بڑا احسان کیا ہے
مرغوب ہے اس کو تری سنت تری سیرت

............☆............

بخشے ہیں خدا نے تجھے اوصافِ حمیدہ — ہمسر تیرا دنیا میں نہ دیدہ نہ شنیدہ
مسرور ترے ذکر سے ہر خاطرِ ناشاد — آسودہ تری یاد سے ہر قلب تپیدہ
ہر گوشہ تری سیرت کامل کا ہے نادر — ہر نقش تیری صورت زیبا کا ہے چیدہ
تجھ جیسا کوئی نقش حسیں کلک ازل کا — کر سکتا نہیں پیش دو عالم کا جریدہ
امت کا وہ غمخوار بھی ہو جاتا ہے غمگین — جب امتی ہوتا ہے کوئی درد رسیدہ
نافع ہے محمدؐ کی غلامی سے ہی توحید — ایمان کا جوہر ہے یہی اصل عقیدہ

اب اور کوئی حسرت و ارماں نہیں دل میں
دیکھوں رخ زیبا تیرا مانند شنیدہ

محروم رہے گا وہ سدا تاج شرف سے
آقا تری دہلیز سے جو سر ہے کشیدہ

تجدید غلامی کی ضرورت ہے مجھے کیا
سر میرا ترے در پہ ازل سے ہے خمیدہ

جس حال میں پہنچا ہوں ترے در پہ عیاں ہے
محتاج رفو ہے میرا دامان دریدہ

اس کے لئے کافی ہے تری نعت کا اعزاز
طارق نہیں لکھتا کسی سلطاں کا قصیدہ

............☆............

ہر کشمکش غم سے دو عالم میں ہوں محفوظ
ماتھے پہ تیرا خطِ غلامی ہے کشیدہ

رکھتے ہیں منگتوں کا بھرم اور زیادہ
کرتے ہیں غلاموں پہ کرم اور زیادہ

فرمائیں کرم شاہ حرم اور زیادہ
اس دور میں برباد ہیں ہم اور زیادہ

اک گھونٹ سہی ہو ترے میخانے کا ساقی
ہم رند نہیں دیکھتے کم اور زیادہ

ہر خار محرک ہے ترے آبلہ پا کا
تیزی سے اٹھاتا ہے قدم اور زیادہ

تر دامنی معیوب نہیں ہجر نبی ؐ میں
بڑھ جائے مری آنکھ کا نم اور زیادہ

آذر ہیں کئی پور براہیم بھی آقا
اس دور میں دلکش ہیں صنم اور زیادہ

دنیا کیلئے دین نبی ؐ چھوڑ کے ناداں
جھیلیں گے زمانے کے ستم اور زیادہ

قدموں پہ زمانے کو جھکانا ہے جو مقصود
جھک جائیں در یار پہ ہم اور زیادہ

کرتا ہوں رقم خواجۂ بطحا ؐ کی ثنا جب
ہوتا ہے رواں میرا قلم اور زیادہ

طارق کو ستایا ہے بہت اہلِ ستم نے
سلطانِ کرم ، اس پہ ستم اور زیادہ

............☆............

کوئی جامع نہ تھا دنیا میں ہدایت کا نظام
آپ کے سلسلہ رشد و ہدا سے پہلے

منزل حق و صداقت تھی اگرچہ موجود
تھی نہ روشن ترے نقش کف پا سے پہلے

کر نہ کچھ حق سے طلب صل علیٰ سے پہلے
ان پر تسلیم ضرور ہے دعا سے پہلے

میں نے پہچانا خدا کو بھی محمد ؐ کے طفیل
نام لیتا ہوں محمد ؐ کا خدا سے پہلے

بزم ہستی کی یہ رعنائی یہ توقیر بشر
تھی کہاں آمدِ محبوب خدا سے پہلے

ان کی بخشش کو گوارا نہیں سائل کی پکار
وہ عطا کرتے ہیں سائل کو صدا سے پہلے

کر دیا اس کو عطا اس کی طلب سے بڑھ کر
کون کرتا تھا یہ دلجوئی گدا سے پہلے

اب در یار سے آتی ہے تو ہے ہم کو عزیز
اتنے مانوس کہاں ہم تھے صبا سے پہلے

مجرموں پہ وہ خطا کاروں پہ ہیں کتنے کریم
مجھکو اندازہ نہ تھا جرم و خطا سے پہلے

نعتِ خواجہ ؐ نے مری فکر کو بخشی معراج
فکر بے کیف تھی خواجہ ؐ کی ثنا سے پہلے

کارنامہ جو محمد ؐ نے سر انجام دیا
ہو سکا وہ نہ کسی راہ نما سے پہلے

کم قیامت سے نہیں پل سے گزرنا میرا
تھام لیجئے گا مجھے لغزش پا سے پہلے

منزل معرفتِ حق پر پہنچتے کیسے
دور تھے جو ترے نقش کف پا سے پہلے

کر دیا سب کو ترے ابر کرم نے سیراب
جبل و دشت قیامت کے تھے پیاسے پہلے

پھر نہیں مرحلہ قربِ خدا کچھ مشکل
لو لگا لیجئے محبوبِ خدا سے پہلے

کاش میں بھی ہوں بصیری کی طرح خوش قسمت
صلہء نعت طے روزِ جزا سے پہلے

یہ سب اس قاسمِ نعت کا کرم ہے طارق
اپنے دامن میں تھا کیا ان کی عطا سے پہلے

............☆............

مخدومِ امم ، خواجہ ؐ ذیشان دو عالم
سلطان گدا ہیں ترے سلطانِ دو عالم

وہ اسم محمد ؐ کے سوا کوئی نہیں اور
جو نام ہے دیباچہ دیوانِ دو عالم

منزل گہِ انوار ہے آیاتِ خدا کا
ہے مصحفِ عارض ترا قرآن دو عالم

ہر عالم موجود ترا والہ و شیدہ
تو جانِ دو عالم ہے تو جانانِ دو عالم ہے

ہر کشتِ تمنا دو جہاں کی تری محتاج
تو ابرِ کرم ، چشمۂ فیضانِ دو عالم

تو روحِ ابد رونقِ کاشانۂ ہستی
تو نورِ ازل شمع شبستانِ دو عالم

وہ رات یقیناً تری معراج کی تھی رات
جس رات سجایا گیا ایوانِ دو عالم

تو عرش کے احوال و مقامات کا ناظر
کیا شے ہے ترے سامنے دامانِ دو عالم

جو تجھکو نہ سمجھا وہ کوئی بات نہ سمجھا
عرفان تیرا حاصل عرفانِ دو عالم

پامال کفِ پا تری دارائی کونین
قرباں نگہ ناز کے ایمانِ دو عالم

ہے تری غلامی کا گلے میں میرے پٹا
اپنا تو یہی ہے سرو سامانِ دو عالم

پھر چھیڑ رہی ہے ترے دیوانوں کو دنیا
کر دیں نہ کہیں چاک گریبانِ دو عالم

سب کچھ اسے حاصل ہے تری ایک نظر سے
طارقؔ نہیں شرمندۂ احسانِ دو عالم

............☆............

ہیبت سے پُل کی بھاگ گئے سب چھڑا کے ہاتھ
تنہا ہوں، گر نہ جاؤں کہیں، تھام آ کے ہاتھ

دامن سے میرے دور رہیں گے بلا کے ہاتھ
دوری میں بھی قریب ہیں مشکل کشا کے ہاتھ

میرے کفن سے ہوگئی روشن مری لحد
اس سے لگے ہوئے ہیں کسی مہ لقا کے ہاتھ

کچھ کم نہیں ہم ان کے غلاموں کا بھی مقام
بھیجے پیامِ حق نے جنھیں مصطفیٰ کے ہاتھ

ہر چیز بے طلب مجھے بخشی کریم نے
شرمندہ ہو رہا ہوں دعا کو اٹھا کے ہاتھ

کونین کو ملیں انھی ہاتھوں سے نعمتیں
خالی ہیں دیکھنے میں مرے مصطفیٰ کے ہاتھ

دونوں کریم، مانگنے والوں کے ہیں مزے
ان کا فراخ دل تو کشادہ خدا کے ہاتھ

سب کچھ ملے گا مانگ انھی سے یقین سے
ہر آستانِ غیر پہ پھیلا نہ جا کے ہاتھ

ان سے بڑھی خرابۂ ہستی کی آبرو
کتنا بڑا خزانہ لگا بے نوا کے ہاتھ

اس پیکرِ لطیف کی سانسوں کی ہے مہک
جو بھی لگا ہے نافۂ مشکیں صبا کے ہاتھ

اے قاسمِ خزائنِ قدرت بہ صد امید
تری ہی سمت بڑھتے ہیں شاہ و گدا کے ہاتھ

ہر سال ہم نے منزلِ طیبہ کے قافلے
رخصت کیے ہیں اشک بہا کے ہلا کے ہاتھ

محشر کی دھوپ میں دلِ امت ہے مطمئن
سر پر ہیں سایہ بانِ کرم مصطفیٰ کے ہاتھ

ہم بیکسانِ عرصۂ محشر کی آبرو
یا مصطفیٰ کے ہاتھ میں ہے یا خدا کے ہاتھ

آقا ہماری شاخِ نشیمن بچی رہے
کچھ روز سے دراز ہیں برقِ بلا کے ہاتھ

گرداب میں ہمارا سفینہ ڈوب نہ جائے
نقصان کر چکے ہیں بہت ناخدا کے ہاتھ

دستِ خدا و دستِ نبیؐ سے ہیں فیض یاب
ما و شُما کے ہاتھ نہیں اولیا کے ہاتھ

تھے آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے ہوئے
طارقؔ، بچالیا ہمیں اس نے بڑھا کے آگے ہاتھ

............☆............

نکالو دل سے خوف و دغدغہ روزِ قیامت کا
"گنہگار و چلو مولا نے در کھولا ہے جنت کا"

خدا کی دوستداری، نام ہے ان کی محبت کا
خود درس دیتا ہے محمدؐ کی اطاعت کا

وجودِ پاک ہے اکمل نمونہ حسنِ صنعت کا
کہاں ثانی کوئی اس شاہکارِ دستِ قدرت کا

صحیفہ جامعیت کا جریدہ کاملیت کا
ہدایت بخش ہے ایک ایک پہلو تری سیرت کا

عدو بھی معترف اس کی صداقت کا امانت کا
ثبوت اس سے سوا کیا ہو مرے آقا کی عظمت کا

کب اس انداز کا سر سبز تھا گلزار وحدت کا
یہ حاصل ہے محمدؐ کی شبانہ روز محنت کا

خدا کا شکر حاصل ہے انھیں منصب شفاعت کا
برا ہی حشر تھا ورنہ گنہگارانِ امت کا

ساعت کی مجھے فرصت کہاں تھی یادِ طیبہ میں
سناتا ہی رہا رضواں مجھے افسانہ جنت کا

خرد مندانِ عالم طفلِ مکتب سامنے اس کے
وہ امّی جس کا سینہ تھا مدینہ علم و حکمت کا

جہانِ رنگ و بو کا ایک بھی گوشہ نہیں ایسا
جہاں برسا نہیں ہے ابرِ نیساں تری رحمت کا

انھوں نے اپنی نادانی سے مجھ پر نکتہ چینی کی
فرشتوں کو نہ تھا اندازہ میری قدر و قیمت کا

حنین و بدر کا سالار لشکر فاتحِ مکہ
عدو بھی معترف اس کی حمیّت کا شجاعت کا

ترا کردار حسنِ زندگی، آرائشِ ہستی
تو موجد ہے ہر اچھی قدر ہر اچھی روایت کا

کوئی سائل ترے در سے تہی دامن نہیں جاتا
پتہ ہے بیکسوں کو، بیکسوں پر تری شفقت کا

تری بعثت خدا کا واقعی انعام ہے ہم پر
کریں ہم شکر کیسے اس عظیم الشان نعمت کا

جلا کر ہمکو خورشید قیامت راکھ کر ڈالے
اگر سایہ نہ ہو ہم پر ترے دامانِ رحمت کا

کوئی اس سے زیادہ کون خوش قسمت ہے دنیا میں
جنھوں نے جلوہ دیکھا تری سیرت تری صورت کا

محمدؐ کی شفاعت پر مجھے کامل بھروسہ ہے
نہیں غم پرسشِ اعمال کا روزِ قیامت کا

محمدؐ کے غلاموں کے قبیلے میں کیا پیدا
بجا ہے ناز خانہ زاد کو اس پیاری نسبت کا

محمدؐ کی غلامی کے سوا اے شیخ بتلا دے
اگر کوئی ذریعہ اور ہے نور و سعادت کا

بلند آواز سے میں اس سخی کے در پہ کیوں مانگوں
جسے احساس ہے مجھ سے سوا میری ضرورت کا

کہاں ہے سیرتِ سرور سے بہتر شکل میں کوئی
نمونہ اور نقشہ ایک اسلامی ریاست کا

خدا کے فضل سے ہر معرکے میں کامراں ہونگے
عَلَم تھامے ہوئے جب تک ہیں ہم تری شریعت کا

بہارِ گلشنِ ایجاد کیا ہے، ایک پرتو ہے
ترے عارض کی طلعت کا ترے گیسو کی نکہت کا

کوئی اس جامعیت کا نبی آیا کہاں پہلے
محیط جز و کل ہے دائرہ تری رسالت کا

مسرت فرشیوں کو بھی بشاشت عرشیوں کو بھی
زمین و آسماں میں جشن ہے تری ولادت کا

ترے آنے سے کیا کیا نعمتیں حاصل ہوئیں اس کو
چمک اٹھا ستارہ آدمِ خاکی کی قسمت کا

محمدؐ حسن زیبائی و رعنائی کا مجموعہ
محمد نام ہے خوبی کا، رفعت کا، سعادت کا

خدا نے جس قدر توفیق دی نعتِ نبیؐ لکھی
کہاں حق ہو سکا مجھ سے ادا آقا کی مدحت کا

جمالِ مصطفیٰ جب سے ہے عنوانِ سخن اپنا
جہاں گرویدہ ہے طارقؔ مرے حسنِ طبیعت کا

............☆............

خالقِ ارض و سما چاہنے والا تیرا
قدر داں ہے ترا اللہ تعالیٰ تیرا

بخشش و جود کا معیار ہے علیٰ تیرا
''نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا''

ہر تجلی ہے ترے روئے حسیں کا پرتو
ہر اجالے کا ہے سر چشمہ اجالا تیرا

غازۂ روئے دو عالم ترے نعلین کی خاک
سروِ بستانِ حقیقت قدِ بالا تیرا

زندگی میں بھی، لحد میں بھی، سر محشر بھی
مجھکو ہر موڑ پہ کام آیا حوالہ تیرا

آگ میں کود گئے تری خوشی کی خاطر
جاں نثاروں نے کبھی حکم نہ ٹالا تیرا

جو ترے مرتبہ داں تھے تری آمد سے قبل
تذکرہ کرتے رہے اے شہ والا تیرا

رزق طارقؔ ہے ترے خوانِ کرم کے ٹکڑے
ترے دروازے پہ شاداں ہے یہ پالا تیرا

............☆............

شاہی سے فزوں تر ہے گدائی ترے در کی
مجھکو بھی میسر ہو رسائی ترے در کی

دل لگتا نہیں اور کسی کام میں اپنا
دل پر ہے گراں بار جدائی ترے در کی

مشتاق زمانہ ہے ترے شہرِ حسیں کا
بیتاب نظارہ ہے خدائی ترے در کی

جنت کی فضا بھی نہ مرے کام کی نکلی
راس آب و ہوا آئی تو آئی ترے در کی

آداب کو ملحوظ رکھیں در جو آئیں ہیں
قرآن نے تعظیم سکھائی ترے در کی

اس در کی زیارت کے سوا حج نہیں ہوتا
اللہ نے کیا شان بڑھائی ترے در کی

جو چیز بھی دیکھی وہی فردوس نظر تھی
کیا چیز میرے دل کو نہ بھائی ترے در کی

ممنون ہے قسامِ ازل کا ترا طارقؔ
بخشی ہے اسے نغمہ سرائی ترے در کی

☆

ہوجاتے ہیں اس طرح ذرا خوش ترے مجبور
رو داد سنی اور سنائی ترے در کی

اب اور کسی چیز کی حسرت نہیں دل میں
دھن ایسی مرے سر میں سمائی ترے در کی

دنیا میں جن امراض کا چارہ نہیں، حق نے
داروئے شفا خاک بنائی ترے در کی

☆

جہاں جہاں ہے اجالا، مہِ عرب کا ہے
وہ چاند صرف ہمارا نہیں ہے سب کا ہے

رب اس کا دوست ہے، وہ بھی حبیب رب کا
مقام خستہ دلوں کیلئے طرب کا ہے

تو بے حساب عطا کر مجھے سبب کے بغیر
کمی ہے تجھکو نہ محتاج تو سبب کا ہے

تصورِ رخِ شہ سے ہو دل فروز ہر روز
اگر خیال لحد کی اندھیری شب کا ہے

گزارش ان سے یہ کرنا صبا سلام کے بعد
نہیں ہے گفتنی جو حال جاں بلب کا ہے

تری صدا سے کسی کی صدا اونچی نہ ہو
خیال کتنا خدا کو ترے ادب کا ہے

کمی نہ کر ادب و احترام آقا میں
کہ نام جذبۂ ایماں اسی ادب کا ہے

غلام کوئی بھی محرومِ التفات نہیں
خیال حشر میں اس مہرباں کو سب کا ہے

ہر ابتلا میں محمدؐ کو یاد کرتا ہوں
یہ نامِ پاک سکونِ قلبِ و مضطرب کا ہے

جو بے ادب ہے محمدؐ کا منفعت سے ہے دور
خسارا دنیا و عقبیٰ میں بے ادب کا ہے

صلائے عام ہے میخانۂ محمدؐ میں
سوال ظرف کا ہے، مسئلہ طلب کا ہے

مقام حمد و کمال شفاعت کبریٰ
ملا ہے تجھکو فقط اتفاق سب کا ہے

سراپا رحمت و لطفِ تمام تیرا وجود
ترے مزاج سے کیا واسطہ غضب کا ہے

ترا غلام ہے نازاں تری غلامی پر
حریصِ نام نہ دلدادہ یہ نسب کا ہے

خدا کی دین ہے طارقؔ سا اک غلامِ عجم
بہ ذوق شوق ثنا خواں شہِ عربؐ کا ہے

☆

حاجت سے سوا دے کہ کہا اور بھی کچھ مانگ
اصرار بھی کس پیار سے تھا اور بھی کچھ مانگ

آواز لگا اشک بہا اور بھی کچھ مانگ
محجوب نہ ہو مانگ ذرا اور بھی کچھ مانگ

نادار نہیں، مالک و مختار ہیں آقا
سرکار کے ظاہر پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

کر اور کشادہ ذرا دامانِ طلب کو
کرتے ہیں وہ ہر چیز عطا اور بھی کچھ مانگ

بے واسطہ مقبول نہیں ہوتی مناجات
تو ان کے وسیلے سے دعا اور بھی کچھ مانگ

اب تو ترا پختہ ہو یقیں مانگنے والے
کیا کچھ نہ تجھے ان سے ملا اور بھی کچھ مانگ

وسعت ترے دامانِ طلب میں ہی نہیں تھی
ترے لئے کچھ اور بھی تھا اور بھی کچھ مانگ

انعام خدا حضرتِ محبوبِ خدا سے
اے امتِ محبوبِ خدا اور بھی کچھ مانگ

یہ روشنیٔ چشمِ بصیرت کی ہے ضامن
سرکار کی خاکِ کفِ پا اور بھی کچھ مانگ

تاثیرِ سخن ولولۂ نعتِ محمدؐ
اے معتقدِ مہر و رضا اور بھی کچھ مانگ

حد ان کے کرم کی ہے نہ کچھ تری طلب کی
سلطان ہیں وہ، تو ہے گدا اور بھی کچھ مانگ

امت کیلئے ان کی نوازش ہے مسلسل
اے دائمی محتاجِ عطا اور بھی کچھ مانگ

طارقؔ نہ جھجک عرضِ مکرر سے سخی سے
ہر چند بہت مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ

☆

بندہ پرور ہے طبیعت ان کی
لطف و احسان ہے عادت ان کی

جانِ ایمان، عقیدت ان کی
دین کی اصل، محبت ان کی

قاب قوسین ہے خلوت ان کی
کس کو معلوم، حقیقت ان کی

وہ بشر ہیں تو محمدؐ بھی ہیں
منفرد ہے بشریت ان کی

حشر میں حال برا تھا اپنا
آگئی کام شفاعت ان کی

ان کا محتاج کرم ہے ہر دَور
ہر زمانے کو ضرورت ان کی

نام پر ان کے بکے جو احرار
مرحبا قیمت و قسمت ان کی

ہم نے نادیدہ خدا مانا
کر کے تسلیم شہادت ان کی

وہ ہیں قاسم وہ تہی دست کہاں
اختیاری ہے قناعت ان کی

جاں نثاروں پہ تو سب کرتے ہیں
دشمنوں پر ہے عنایت ان کی

جرم کر کے بھی رہیں ہم محفوظ
یہ رعایت ہے بدولت ان کی

ان کی نسبت سے ہوں جو کچھ بھی ہوں
میری پہچان ہے نسبت ان کی

نغمۂ حمد ہو لب پر طارقؔ
اور لکھتا رہوں مدحت ان کی

............☆............

اللہ اللہ رفعتِ ذکر و مقام مصطفٰے

آستانِ عظمت و اجلال بامِ مصطفٰے
اللہ اللہ رفعتِ ذکر و مقام مصطفٰے

دیکھنے کی چیز تو یہ ہے کہ نسبت کس سے ہے
کیوں نہ شاہوں سے معزز ہو غلامِ مصطفٰے

عظمتِ نوعِ بشر کا راز مضمر اس میں ہے
غور سے اے گوشِ عالم سن پیامِ مصطفٰے

جذبہ عشق و عقیدت کی ضرورت ہے یہاں
عقل سے ممکن نہیں فہمِ مقامِ مصطفٰے

جملہ مخلوقِ خدا قاصر ہے اس کے فہم سے
ان کا خالق ہی سمجھتا ہے مقامِ مصطفٰے

حسن یوسف پر کٹیں تھیں عورتوں کی انگلیاں
گردنیں مردوں نے کٹوا دیں بنامِ مصطفٰے

آبیاری زمزمِ تطہیر سے اس کی ہوئی
بے خزاں ہے گلشنِ ناموس و نامِ مصطفٰے

اک زمانہ مرحبا دلدادۂ تاثیر نطق
اک جہاں گرویدۂ حسن کلامِ مصطفٰے

دعویٔ توحید بے حب نبیؐ بے سود ہے
دین و ایماں کچھ نہیں بے احترامِ مصطفٰے

ہے یہی ہر دور کے جملہ عوارض کا طبیب
ہر زمانے کا مسیحا ہے نظامِ مصطفٰے

اہل سنت کے دلوں پر حکمراں آل رسول
اور سر آنکھوں پہ اصحابِ کرامِ مصطفٰے

جب کبھی طارقؔ مصائب گھیر لیتے ہیں مجھے
حوصلہ میرا بڑھا دیتا ہے نامِ مصطفٰے

............☆............

قدرت نے عطا کی مجھے توفیق ثنا کی
مرغوب قلم نعت ہے محبوبِ خدا کی

دل میں تمنا ترے نقش کف پا کی
خوش قسمتی مل جائے مجھے غارِ حرا کی

والشّمس ترے عارض تاباں کا قصیدہ
والیل رباعی ہے تری زلف رسا کی

ایوانِ تمدن میں ترے رخ سے اجالا
تہذیب تجلی ترے نقشِ کفِ پا کی

سرکار کی بخشش میں کمی آ نہیں سکتی
ہر چیز خدا نے انھیں کثرت سے عطا کی

سلطان بھی محتاج کرم ان کے، گدا بھی
جھولی تہی رہتی نہیں سلطان و گدا کی

ہر کار سے پیمانِ وفا باندھا ہے ہم نے
ہم فکر نہیں کرتے زمانے کی جفا کی

پیکر تیرا مخلوق پہ احسانِ خدا ہے
ممنون سراپا تری مخلوق خدا کی

خود حق نے ترے خلق کی عظمت کا کیا ذکر
تفسیر ہے قرآں تری ایک ایک ادا کی

کچھ اور میرے درد کا درماں نہیں آقا
مانندِ بوصیری مجھے حاجت ہے رِدا کی

جو مانگا وہ مانگا ہے وسیلے سے نبیؐ کے
کی ہے محمدؐ کے حوالے سے دعا کی

اِک بار اسے بخش دیا اتنا سخی نے
پھر اور کسی در پہ نہ طارقؔ نے صدا کی

............☆............

ہے ان کی گلی میں صبحِ ازل ہی سے اپنا آنا جانا
اک عمرِ غلامی بیتی ہے اب غیر کے در پر کیا جانا

یہ خشک زراعت جاں میری ، محتاج توجہ ہے تری
اے ابرِ کرم اے سحابِ عطا "دو بوند ادھر بھی گرا جانا"

اظہار اس رحمت و رافت کا کام اور کسی انساں کا نہ تھا
دشمن کو بھی دشمن سمجھا نہیں بیگانے کو بھی اپنا جانا

اللہ نے کمال خاص انھیں بخشا ہے شفاعت کبریٰ کا
کام آیا سرِ محشر سب کا غم خوار وہ پہچانا جانا

دیکھا ہے خدا کو حضرت نے معراج کی شب چشمِ سر سے
دنیا نے اس عینی شاہد کے کہنے پہ خدا کو خدا جانا

عرفانِ محمد کی دولت ملتی ہے مؤدّب لوگوں کو
اپنے جیسا جو بشر جانا سرکار کو اس نے کیا جانا

آداب ثنائے شاہِ امم سیکھے ہیں "حدائق بخشش" سے
جتنا سمجھا جو کچھ جانا طارقؔ فیضانِ رضاؔ جانا ۔

............☆............

جتنا شعور جس کو ملا خوب و زِشت کا
فیضِ نظر ہے اُمّی حکمت سرشت کا

کچھ بھی نہیں بہارِ مدینہ کے سامنے
چرچا بہت ہے خوبیء باغِ بہشت کا

استادِ کائنات بنایا گیا اسے
کچھ تجربہ نہ تھا جسے خواند و نوشت کا

ہاں ایک تیرا ابرِ کرم، ورنہ اور کون
پرسانِ حال ہے مری ویران کشت کا

بندہ خدا کا خواجہء کونین کا غلام
عنوان خوب ہے یہ میری سرنوشت کا

محکم ہے قصرِ نعت میرا جذب وشوق سے
کیسے شکستہ ہو کہ نہیں سنگ وخشت کا

طارقؔ، خدا، حبیبِ خدا کے کرم کے بعد
سایہ ہے میرے سر پر بزرگانِ چشت کا

............☆............

اوصاف و کمالات محمد کی جو حد ہے
کون اس سے ہے آگاہ فقط ذاتِ احد ہے

محروم نہیں وہ بھی عنایت سے جو بد ہے
اندازِ کرم کیا تیرا اللہ صمد ہے

آقا ترے قربان کہ دشمن کے لیے بھی
ہمدردی وغمخواری ہے، کینہ ہے نہ کد ہے

سرکار کی سیرت سے نہیں جس کا تعلق
مردود وہ دانشوری وہ فلسفہ رد ہے

جو شیفتہ ءِ حسنِ محمد نہیں انساں
وہ خاک کا انبار ہے بے روح جسد ہے

فرزانگی بے حبِ نبی جہل و ضلالت
دیوانگیٔ عشق نبیؐ جانِ خرد ہے

محروم نہیں کوئی غلام ان کے کرم سے
کتنا ہی وہ مجرم ہے گنہگار ہے، بد ہے

شہ زور زمانہ اسے کمزور نہ سمجھے
حاصل جسے سلطانِ مدینہ کی مدد ہے

جو داغ غمِ ہجرِ نبی دل میں تھا روشن
وہ داغ پسِ مرگ میری شمعِ لحد ہے

لائق تو نہیں ہوں کرمِ خاص کے لیکن
حاجت مری اے قبلہء حاجات اشد ہے

سرکار سرِ حشر میری لاج رکھیں گے
یہ نعت کا دیواں میری بخشش کی سند ہے

ہے مدحت شہؐ اپنے قبیلے کا تشخص
طارقؔ مرا معمول شعارِ اب وجد ہے

............☆............

مخصوص کرم اس کا عجم سے نہ عرب سے
سب کیلئے رحمت ہے وہ مانوس ہے سب سے

خیرات ملی ہے جو مجھے شاہِ عرب سے
بڑھ کر ہے مری وسعتِ دامانِ طلب سے

سائل کی خموشی کا سمجھتے ہیں وہ مفہوم
ہم نے نہ کبھی کام لیا جنبشِ لب سے

جس روز سے دیکھا ہے ترا حسن دلآرا
آنکھوں میں مری نیند نہیں ہے کئی شب سے

آہو کو حرم میں کوئی اندیشہ نہیں ہے
بے فکر ہوں، افتادہ ترے در پہ ہوں جب سے

رشکِ چمنستان تری آمد سے ہوئی ہے / ویراں نہ تھی یہ محفل کونین تو کب سے
حکمت کے دبستان معارف کے مراکز / قائم ہوئے آفاق میں اس اُمی لقب سے
ہر فعل سعادت ہے، دیا تو نے جو انجام / ہر قول ہدایت ہے، جو نکلا ترے لب سے
سلطانِ امم خواجۂ گیہاں ترے در پر / جھکتا ہے سرِ تاجوراں فرطِ ادب سے
تعظیم محمد کی نہیں جن کے دلوں میں / انسان سہی لوگ وہ لگتے عجب سے
لکھے نہ کسی اور کی مدحت مرا خامہ / نکلے تو ترا نام ہی نکلے مرے لب سے
توحید کا عرفان ہے نا معتبران کا / وہ لوگ جو غافل ہیں محمد کے ادب سے
مردود عزازیل ہوا جو تھا مؤحّد / مقبول ہے توحید و رسالت کے ادب سے
میں اس کا ثنا خواں ہوں جو محبوب ہے رب کا / مجھ کو کرمِ خاص کی امید ہے رب سے
طارقؔ مری تعریف ، سگ کوئے محمد / محبوب یہ نسبت ہے، مجھے نام و نسب سے

............☆............

رحمت ہے اور رحمتِ حق کا سفیر ہے / اس کی کوئی مثال نہ اس کی نظیر ہے
قرآن نے کہا وہ سراجِ منیر ہے / جلووں سے اس کے بزم جہاں مستنیر ہے
منعم وہ اور سارا زمانہ فقیر ہے / ہر دم درِ کریم پہ جمِ غفیر ہے
ہفتاد کو ہے کافی جو اک جامِ شیر ہے / لقمہ بھی ان کے خوانِ کرم کا خطیر ہے
بانٹیں وہ جس قدر جسے بانٹیں نہ ہوگا کم / جو کچھ عطا ہوا ہے انھیں وہ کثیر ہے
سب کا وہ غمگسار وہ سب کا شریکِ درد / اس کی نظر میں پست نہ کوئی حقیر ہے
ہمدم وہ غمزدوں کا، وہ خستہ دلوں کا دوست / وہ بیکسوں کا پشت پناہ و نصیر ہے
احباب جس سے ہاتھ چھڑائیں کریں گریز / مشکل میں اس عدو کا بھی یہ دستگیر ہے
ہے کامیاب ان کی ولا میں ہے جو خراب / آزاد ، ان کی زلفِ رسا کا اسیر ہے
اس پیکرِ حسیں کے پسینے کی بوند بوند / پروردگارِ مشک و گلابِ و عبیر ہے

روشن ہے جس کے دل میں دیا ان کی یاد کا / بیدار مغز ہے وہی روشن ضمیر ہے
عالی مقام ہے تری نسبت کے فخر سے / وہ فقر جو ہلاکتِ سلطان و میر ہے
در پر بلائیں مجھ کو بھی سرکارِ کائنات / سرکار کے لیے یہ کرم کیا عسیر ہے
میری زباں کا لفظ ثنائے حبیبِ پاک / گلبانگِ نعت میرے قلم کی صریر ہے
طارقؔ نجات کی کوئی صورت نہیں ہے اور / حبِّ نبی و آلِ نبی ناگزیر ہے

............☆............

پہلے بھی یگانہ تھا وہ بے مثل جو اَب ہے / یارب ترے محبوب کی کیا شان عجب ہے
جبریل بھی دم سادھے ہوئے حاضرِ خدمت / سب کیلئے کاشانہ ترا جائے ادب ہے
یوں اس رخِ پرنور کی کثرت سے ہے یاد آج / جیسے یہ مری زندگی کی آخری شب ہے
کب اپنے غلاموں کی نہ چاہے گا بھلائی / جو دشمنِ جاں کیلئے بھی خیر طلب ہے
شرمندۂ احسان ہے کالا ہے کہ گورا / ممنوں کرم اس کا عجم ہے کہ عرب ہے
تہذیب کا سورج ہے جہاں بھی کوئی تاباں / دریوزہ گرِ روشنیٔ ماہِ عرب ہے
کچھ مانگنے کہنے کی سخی سے نہیں حاجت / سب کچھ انھیں معلوم ہے، جو میری طلب ہے
توقیر محمد میں ہے ، ہر آن اضافہ / دانشورو سوچو ذرا کیا اس کا سبب ہے
ہر کشمکشِ غم میں ترا تذکرۂ خیر / ہر بے سروساماں کا سامانِ طرب ہے
سب ہی نے سراہا مرے اسلوبِ ثنا کو / سرکار بھی تحسین کریں بات تو جب ہے
طارقؔ ہوں غلام ابن غلام شہِ ابرار / جو کچھ ہے یہی میرا حسب اور نسب ہے

............☆............

ماہ و خورشید کیا دیکھتے رہ گئے / ان کے رخ کی ضیا دیکھتے رہ گئے
فتح مکہ کے دن دشمنانِ نبی / رحمتِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
خوں کے پیاسے کرم پر تھے حیرت زدہ / حوصلہ آپ کا دیکھتے رہ گئے

اک بشر جانبِ عرش تھا گامزن
نوریان سما دیکھتے رہ گئے

کس قدر مطمئن تھے حبیبِ خدا
ہم نشینِ حرا دیکھتے رہ گئے

راہِ طیبہ میں یوں خستہ جاں تھے رواں
تازہ دم تیزپا دیکھتے رہ گئے

اس قدر حسنِ جاناں تھا حیران کن
اور کرتے بھی کیا دیکھتے رہ گئے

پہلے بخشش گنہگار کی ہو گئی
متقی پارسا دیکھتے رہ گئے

ایک اُمی زمانے کو تعلیم دے
لوگ شانِ خدا دیکھتے رہ گئے

آنکھ والوں نے اس پیکرِ حسن کی
جو بھی دیکھی ادا دیکھتے رہ گئے

دیکھ کر کعبہ پہنچے مدینے میں ہم
روضہ مصطفےٰ دیکھتے رہ گئے

اس ملیحِ عرب کی دل آرا پھبن
کتنے یوسف لقا دیکھتے رہ گئے

یوں نوا سنج نعت آج طارقؔ ہوا
سارے نغمہ سرا دیکھتے رہ گئے

☆

جا بجا مانگنے والوں میں ہے چرچا تیرا
کوئی سائل نہیں ناکامِ تمنا تیرا

روشنی محفلِ ہستی میں جہاں ہے کوئی
کارفرما، مہ طیبہ ہے اجالا تیرا

تجھکو ہر چیز بہ افراط خدا نے بخشی
تری بخشش سے نہ کم ہوگا خزانہ تیرا

سبز کشت دو جہاں اس کی روانی سے ہے
چشمۂ فیض کبھی خشک نہ ہوگا تیرا

دائرہ ہے تری رحمت کا جہانوں کو محیط
جس پہ احسان نہیں کون ہے ایسا تیرا

بیش تر حاجتِ سائل سے تو سائل کو دے
حیرت انگیز ہے معیار عطا کا تیرا

جیشِ باطل سے نہیں خوف زدہ لشکرِ حق
ہمت افزا سرِ میدان ہے سہارا تیرا

تو بلائے تو چلا آئے شتابی سے شجر
تو جو پوچھے تو حجر پڑھتے ہیں کلمہ تیرا

عائشہؓ نے ترے اخلاق کو قرآن کہا
اور قرآن کہے، "خلق ہے اعلیٰ تیرا"

ہر نبی نے ترے آنے کی خبر پہنچائی
تری آمد سے بھی قبل ہوتا تھا چرچا تیرا

کیا مقدر کے سکندر تھے وہ حاصل تھا جنھیں
ہر گھڑی دیکھتے رہنا رخِ زیبا تیرا

تری تصویر مصور کے ہنر کی معراج
دستِ خلاق کا شہکار سراپا تیرا

کیا سمجھ پائے کوئی شان سرِ اقدس کی
شرف اندوزِ قدم، عرش معلےٰ تیرا

اسی رشتے سے معزز مرے اسلاف بھی تھے
بندہ و خواجہ کا رشتہ ہے جو میرا تیرا

دردِ دل کہہ نہیں سکتا کہ ادب ہے مانع
ناشکیبا ہے حقیقت میں شکیبا تیرا

تری دہلیز فقیروں کا ریاضِ جنت
کعبۂ اہلِ نظر گنبدِ خضرا تیرا

تجھکو سمجھا ہے تو سمجھا ہے فقط تیرا خدا
کوئی انساں، نہ ملک مرتبہ سمجھا تیرا

یہ جو کچھ بھی ہے تری بندہ نوازی سے ہے
اس نکمے پہ کرم ہے شہِ بطحا تیرا

سرِ محشر بھی رہے تری نظر میں طارقؔ
تیرا محتاجِ کرم مانگنے والا تیرا

☆

آج بھی کوئی نہیں تجھ سے جو مستغنی ہو
کل بھی محتاجِ کرم کون نہیں تھا تیرا

بادشاہی میں فقیری کی یہ تابندہ مثال
سب کچھ اپنا ہے، مگر کچھ نہیں اپنا تیرا

صرف مسلم کی نہیں اس پہ اجارہ داری
عالمی ورثہ ہے حکمت کا خزانا تیرا

نامکمل ہے ابھی تک تیری تصویرِ جمال
نقش ہر دور کے بہزاد نے کھینچا تیرا

نہیں آئندہ زمانوں میں بھی اس کا امکاں
آج تک تو کوئی ثانی نہیں آیا تیرا

☆

شہرِ جاناں کی آب و ہوا چاہیے
گلشنِ جاں کو نشوونما چاہیے

سایۂ دامنِ مصطفےٰ چاہیے
روزِ محشر ہمیں اور کیا چاہیے

جذبۂ حمد و ذوقِ ثنا چاہیے
مصطفےٰ و خدا کی وِلا چاہیے

ان کے در پہ مناسب نہیں ہے صدا
جن کو معلوم ہے مجھ کو کیا چاہیے

ان سے بہتر قیادت کسی کی نہیں — رہبر و رہنما مصطفےٰ چاہیے
سب نظاموں سے اعلیٰ نظامِ نبی — امتیازِ سموم و صبا چاہیے
کامرانی ہمارے جلو میں رہے — سامنے اسوۂ مصطفےٰ چاہیے
سرفرازی ہمارا مقدر بنے — طاعت سرورِ انبیا چاہیے
مل ہی جائیگی ہر خیر و خوبی ہمیں — خیر سے حبِّ خیر الوریٰ چاہیے
ہے کشادہ محمد کا دارالشفا — لیجیے جس مرض کی دوا چاہیے
ذکرِ محبوب حق ہے بہارِ حیات — تذکرہ آپ کا جا بجا چاہیے
قبر کی ہَول افزا شبِ تار میں — ان کے رخ کی دل آرا ضیا چاہیے
جس کا محبوب ہو اس کا پرسانِ حال — ایسے بیمار کو اَور کیا چاہیے
ہم غلاموں کی سب سے بڑی آرزو — اپنے آقا کے قدموں میں جا چاہیے
ترے ٹکڑے میری پرورش کے کفیل — مجھکو داتا یہ بخشش سدا چاہیے
اور اونچا ہو طارقؔ کا معیارِ نعت — عاشقانِ نبی کی دعا چاہیے

............☆............

خطیر میری جبیں کا جریدہ ہونا تھا — تمھارا خطِ غلامی کشیدہ ہونا تھا
خدا کا شکر کہ سنگِ درِ نبی پہ جھکا — سرِ نیاز کو آخر خمیدہ ہونا تھا
یہ آبرو تو مجھے نعت کے طفیل ملی — حضورِ خواجہ، قبول شکِ دیدہ ہونا تھا
خدا کے نور کو پھونکوں سے وہ بجھا نہ سکے — مخالفوں کے دلوں نے کبیدہ ہونا تھا
وہ میرِ محفلِ ہستی وہ صدرِ بزمِ حیات — اسی نے حشر میں بھی برگزیدہ ہونا تھا
نبی کی راہِ ہدایت پہ لوگ اگر چلتے — نہ پاؤں چھلتے نہ دامن دریدہ ہونا تھا
جنھوں نے ان سے تعلق قطع کیا ان کا — مآل، صورت، شاخِ بریدہ ہونا تھا
شگفتہ کرتی مشیت اگر نہ اس گُل کو — ریاضِ ہستی کہاں آفریدہ ہونا تھا

پھر اس کے بعد مصور نے توڑنا تھا قلم — تری شبیہ کا ہر نقش چیدہ ہونا تھا
وہ امن بخش ہے شہرِ کرم تیر جس میں — قرار گیر ہر آفت رسیدہ ہونا تھا
غلامِ سرورِ کونین تھے مرے اسلاف — مجھے انھی کی طرح خوش عقیدہ ہونا تھا
ثنائے خواجہ ہے ہر کاوشِ سخن میری — کسی نے نعت کسی نے قصیدہ ہونا تھا
نبی کی نعت سے طارقؔ ہوگئی بخشش — گنہگار نے جنت رسیدہ ہونا تھا

............☆............

خوش باش تری راہگذر ہی میں رہیں گے — ہم لوگ مدینے کے سفر ہی میں رہیں گے
اس ہادیءِ اعظم سے نہیں ہے جنھیں نسبت — وہ خیر طلب، نرغۂ شر ہی میں رہیں گے
سرکار کے نعلین ہیں سرتاج ہمارے — ہم لوگ زمانے کی نظر ہی میں رہیں گے
نیکوں کی طرح ہوگی بدوں پر بھی نوازش — شامل یہ خزف لعل گہر ہی میں رہیں گے
ان پر اثر انداز نہیں گردشِ دوراں — عشاق تری راہگذر ہی میں رہیں گے
کم ہوگا نہ تا حشر ہجوم اہلِ طلب کا — انمول خزانے ترے گھر ہی میں رہیں گے
رندانِ صفا کیش و بلا نوش کی خاطر — کچھ میکدے ساقی کی نظر ہی میں رہیں گے
آزاد غم و رنج سے اللہ کے بندے — اللہ کے محبوب کے گھر ہی میں رہیں گے
دامن پہ ٹپک جانے کی کیوں آئیگی نوبت — اب اشک میرے دیدۂ تر ہی میں رہیں گے
پھوٹیں گے ترے نقشِ قدم ہی سے اجالے — خورشید تری راہگذر ہی میں رہیں گے
دنیا میں بھی ہم زیرِ کرم ہیں شہِ دیں کے — طارقؔ، سرِ محشر بھی نظر ہی میں رہیں گے

............☆............

اے خوشنما قسمت، حرم کی جادہ پیمائی ملی — از سرِ نو دل کے جذبوں کو توانائی ملی
آستانِ شہ پہ توفیقِ جبیں سائی ملی — حسن باطن کو ملا، ظاہر کو رعنائی ملی
وہ سلاطینِ زمانہ سوچ بھی سکتے نہیں — جو غلامانِ محمد کو پذیرائی ملی

حکمت و تدبیر ، درویشی و دانائی ملی
ان کے دامن سے زمانے کو ہر اچھائی ملی

کیا ہوا انجام گستاخانِ شاہ دیں کا
خوار دنیا میں ہوئے عقبیٰ میں رسوائی ملی

خودشناس وحق شناس ہر فردان کا شیفتہ
ہر سعید اختر جماعت ان کی شیدائی ملی

اس در عالی کی سلطانی میری خاکروب
ان کے پابوسوں میں خاقانی ودارائی ملی

درد کی شدت ، ضمانت ہے علاجِ درد کی
مضطرب ہو کر ہی تسکین و شکیبائی ملی

ان کی بندہ پروری ودل نوازی کے طفیل
بے کسوں کو ، ناتوانوں کو توانائی ملی

داستانِ درد کہہ دیں گے، زبانِ حال سے
ایک لمحہ بھی بہت کچھ ہے جو یکجائی ملی

ابنِ زہراؓ کے گھرانے کا ہے طارقؔ بھی غلام
خوش نصیبی سے غلامی میں بھی یکتائی ملی

............☆............

لاریب ، محمد کے سوا کوئی نہیں ہے
اس شان کا محبوبِ خدا کوئی نہیں ہے

سرکار کا محبوبی و خوبی میں مماثل
ہم نے تو بہت غور کیا، کوئی نہیں ہے

اس دکھ کا مدینے میں میسر ہے مداوا
جس دکھ کی زمانے میں دَوا کوئی نہیں

کیا حکمت و تعلیم ہے اُمّی لقبی کی
ایسا ہمہ داں راہ نما کوئی نہیں ہے

مجھکو بھی ہوئی محمد کی غلامی حاصل
اب اور طلب اور دعا کوئی نہیں ہے

تری تو کیا بات، ترے چاکروں جیسا
ہر یوسف دَوراں نے کہا کوئی نہیں ہے

مشکل میں، بجز شاہ مدینہ، دو جہاں میں
غم خوار ہمارا بخدا کوئی نہیں ہے

ہم چھوڑ کے دَراُن کا پہنچ جائیں خدا تک
ایسا سخنِ بے سر و پا کوئی نہیں ہے

لے جائے مجھے موت سے پہلے تیرے دَر پر
پھر مُجھ کو مقدر سے گِلا کوئی نہیں ہے

کھوٹا مرا سکہ سرِ بازارِ قیامت
وہ کر دیں تو اس جیسا کھرا کوئی نہیں ہے

عشاقِ محمد کی فغانِ شبِ ہجراں
ایسی نئے ہستی میں صدا کوئی نہیں

طارقؔ، شہ بطحا کی طرح محسنِ عالم
ہوگا نہ کوئی، کوئی نہ تھا، کوئی نہیں ہے

............☆............

اَسوَد کیلئے اور نہ احمرَ کیلئے ہے
فیضانِ کرم اس کا جہاں بھر کیلئے ہے

کرتے ہیں وہ سائل کو عطا ایک صدا پر
امکان ہی کب عرضِ مکرر کیلئے ہے

ہونے نہیں دیتے وہ خجل بے ہنروں کو
تکریم زمانے میں ہنروَر کیلئے ہے

ہر نقش حسیں ترے سراپا کا مقدر
ہر جلوہٗ رعنا ترے پیکر کیلئے ہے

والفجر کا مفہوم ترا عارض پر نور
واللیل تری زلفِ معنبر کیلئے ہے

مظلوم کی گردن پہ چلے آپ کے ہوتے
آسان کہاں تیغ ستمگر کیلئے ہے

سرکار دو عالم کے در پاک پہ خم ہے
کتنا بڑا اعزاز میرے سر کیلئے ہے

کل حشر میں، ہم تشنہ لبوں کو بھی پلا دے
دشوار کب اس مالکِ کوثر کیلئے ہے

اے شاہوں کو نہیں عشرِ عشیر اس کا میسر
عزت جو غلامانِ پیمبر کیلئے ہے

طارقؔ سر محشر نظر آجائیگا سب کو
جو مرتبہ عشاق پیمبر کیلئے ہے

بس نعت ہے طارقؔ میرا سرمایہ اعمال
جو کچھ ہے یہی داورِ محشر کیلئے ہے

ہر مرحلہءِ غم میں یقیں ترے کرم کا
تسکین کی دولت دلِ مضطر کیلئے ہے

............☆............

ہرادب پارے میں اوصاف رقم ترے ہیں
روز و شب محو ثنا اہلِ قلم ترے ہیں

منزلت سے تری آگاہ شجر اور حجر
سرفگندہ و قدم بوس صنم ترے ہیں

کج کلاہانِ عرب ہیں ترے دربانوں میں
کفش بردار سلاطینِ عجم ترے ہیں

معترف دَیرنشیں بھی ہیں تری عظمت کے
نہیں دلدادہ فقط اہلِ حرم ترے ہیں

تو ہمارا تو ہمیں کیوں ہو کسی کی پروا
کیوں کسی اور کو ہم چاہیں جب ہم ترے ہیں

تو پریشانیٗ امت سے پریشان خاطر
دوسروں کے لیے خوشیاں ہیں جو غم ترے ہیں

قائد معرکہء باطل وحق اب بھی ہے تو
جا بجا لشکری ترے ہیں، علم ترے ہیں

کیوں نہ ہو ترے سراپا پہ دلِ فرش کو ناز
زینت افزائے سرِ عرش قدم میرے ہیں

حشر میں خوب گزرتی ہے گنہگاروں کی
کس مزے سے تہ دامانِ کرم ترے ہیں

اب کسی حاتمِ دَوراں کا نہیں دستِ نگر
کب بیانی ہیں جو طارقؔ پہ کرم ترے ہیں

..........☆..........

مجھکو ناکامِ تمنا نہیں ہونے دیتا
میرا منعم مجھے رسوا نہیں ہونے دیتا

گھیر لیتا ہے مجھے جب بھی ہجومِ آلام
وہ مجھے بیکس و تنہا نہیں ہونے دیتا

آشیاں اپنا سلامت رہا طوفانوں میں
کوئی اس کو تہ و بالا نہیں ہونے دیتا

چن لیا اس شہ خوبانِ جہاں کو ہم نے
اب جنوں اور کسی کا نہیں ہونے دیتا

وہ محیط کرم و جُود وہ ابرِ رحمت
گلشنِ دہر کو صحرا نہیں ہونے دیتا

ہو علاجِ غمِ دل، دل ہی کو منظور نہیں
درد کا درد مَداوا نہیں ہونے دیتا

ایک قطرہ ہوں، سمجھتا ہوں حقیقت اپنی
ظرف میرا مجھے دریا نہیں ہونے دیتا

بقعہ نور بنی رہتی ہے عاشق کی لحد
جلوۂ یار اندھیرا نہیں ہونے دیتا

ورفعنا لک ذکرک سے عیاں ہے کہ خدا
پرچمِ یار کو نیچا نہیں ہونے دیتا

خوب ہے خدمتِ توحید میں واعظ پرجوش
ذکرِ محبوب خدا کا نہیں ہونے دیتا

کرعطا چادرِ رحمت مجھے بیمار ہوں میں
چارہ گر تو مجھے اچھا نہیں ہونے دیتا

اپنی آنکھوں سے پلا دیتا ہے ساقی مجھ کو
مجھ کو منّت کشِ صہبا نہیں ہونے دیتا

اس قدر مجھ پہ کرم گار ہے طارقؔ وہ کرم
مجھکو محتاج کسی کا نہیں ہونے دیتا

..........☆..........

آئینہ کونین کا جوہر تری سیرت
پیشانیٔ دارین کا جھومر تری سیرت

دلداری و غمخواری و شفقت ترا کردار
فیض اتم و خیر سراسر تری سیرت

سورج کی طرح اونچا رہے گا علم اس کا
جس قوم کا ہے نجمِ مقدر تری سیرت

تہذیب وتمدن کی چکا چوند کے باوصف
کم حسن نہیں بال برابر تری سیرت

پوشیدہ نہیں دیدہ وروں سے ترا اخلاق
ہے خوب عیاں اہلِ نظر پر تری سیرت

ترتیب دیا ضابطۂ زندگی اپنا
اغیار نے بھی سامنے رکھکر تری سیرت

ہر دَور میں کون حق پہ نہیں، کون ہے، حق پر
معیار ہے، پاکیزہ و اطہر تری سیرت

ہر مطلع تہذیب وتمدن پہ ہے ضَو بار
خورشید صفت، زندگی پرور تری سیرت

آقا سفرِ زیست میں تنہا نہیں طارقؔ
ہر گام پہ ہے یاور و رہبر تری سیرت

کاش ان کا عمل بھی ہو کبھی اس کے مطابق
جو لوگ بیاں کرتے ہیں اکثر تری سیرت

بے شک مہ و مریخ پہ انسان پہنچ جائے
ہو گی نہ کبھی غیر مؤثر تری سیرت

ہے جلوہ گر اس میں تری شخصیت اعلیٰ
قرآن مبیں ہے مرے سرور تری سیرت

ہر دَور کا غوّاص گہر یاب ہے اس سے
اسرار و معارف کا سمندر تری سیرت

..........☆..........

ہے نرخ میں بالا وہ خزف لعل و گہر سے
آیا ہے جو زیرِ قدمِ سرورِ عالم

کعبے کی بھی عظمت ہے مگر اور ہی کچھ ہے
شانِ حرمِ محترمِ سرورِ عالم

جبریل نے دیکھا شب معراج نرالا
اجلال و قارو چشمِ سرورِ عالم

دھومیں یہ بہاریں چمن کون ومکاں کی
سب ہیں برکات قدم سرور عالم

تاثیرِ مسیحا نفسی بھی ہے مسلّم
لیکن کہاں اعجاز دمِ سرور عالم

مایوس نہ ہو مزرع تشنہ لبِ ملت
برسے گا سحابِ کرمِ سرور عالم

اقوام وملل کے سرِ میدان قیامت
تابندہ نقوشِ قدمِ سرور عالم

ممتاز نبی سرِ میدان قیامت
چاہیں گے نگاہِ نبی بھی کرمِ سرور نگاہ

ہوں رند بھی رزمِ حق و باطل میں صف آرا
زاہد بھی اٹھائیں علمِ سرورِ عالم

کیا مدحتِ سلطانِ عرب لکھے گا طارق
نا چیز غلامِ عجمِ سرورِ عالم

..........☆..........

ہے محفل ہستی میں جہاں کوئی قرینہ
لاریب ہے وہ فیض دبستان مدینہ

ہوتا ہے عجب دیدنی حال دل بیتاب
ہر سال قریب آتا ہے جب حج کا مہینہ

گلیاں ہیں معطر ابھی تک شہرِ نبی کی
آقا کے بدن کا ہے مہک بار پسینہ

جلوہ گاہ آفاق میں ہے اپنی مثال آپ
فردوس بداماں چمنستانِ مدینہ

ہو جائے شگفتہ یہ مرا غنچہء دل بھی
لے آئے صبا نکہت گلزارِ مدینہ

نصب اس پہ ہے امت کے نگہبان کا پرچم
طوفان سے محفوظ ہے امت کا سفینہ

ہے مطلعِ انوار الٰہی وہ دلِ پاک
گنجینۂ اسرار خدائی ہے وہ سینہ

اس مصحف عارض کی کروں میں بھی تلاوت
ہر روز میری عید ہو ہر شب ہو شبینہ

بخشی شب دیجور کو تنویرِ سحر کی
پتھر کو نوازا تو بنا ڈالا نگینہ

تہذیب کی جاں ہے ترے کردار کا ہر رخ
گفتار کا ہر لفظ ہے حکمت کا خزینہ

دنیا متلاشی ہے، چپ وراست میں ہے سود
ملتا ہے ترے در سے فقط امن و سکینہ

تقویمِ دو عالم کی ضرورت ہی نہیں تھی
ہوتا نہ اگر تری ولادت کا مہینہ

آزادیٔ کامل کی سند تری غلامی
نسبت تری ایوانِ سعادت کا ہے زینہ

دشمن ہی سہی اس کیلئے بھی ترے دل میں
نفرت ہے، عداوت ہے، حقارت ہے، نہ کینہ

اللہ کی اطاعت بھی ہے مشروط اسی سے
لازم ہے محمد کی اطاعت کا قرینہ

ممکن نہیں ان کی کوئی خواہش نہ ہو پوری
وہ چاہیں تو خشکی پہ بھی چل جائے سفینہ

طارق کا زمانے میں ٹھکانہ ہی نہیں اور
جائے یہ ترے در سے کہاں خوار و کمینہ

..........☆..........

مجرم کو سرِ حشر وہ رسوا نہیں کرتے
کر سکتے ہیں ایسا مگر ایسا نہیں کرتے

کب اپنے غلاموں کو وہ چھوڑیں گے پریشاں
تکلیفِ عدو بھی جو گوارا نہیں کرتے

تعلیم دعا تزکیہء تقسیمِ خزائن
امت کی بھلائی کیلئے کیا نہیں کرتے

ہوتا ہے علاج اس کا ترے دارِ شفا میں
جس دکھ کا کہیں اور مداوا نہیں کرتے

وابستہ ہوئے جو ترے دامانِ کرم سے
پھر اور کسی در پہ وہ جایا نہیں کرتے

قائم ہیں جو ثابت قدمی سے ترے در پر
وہ گردشِ حالات کی پروا نہیں کرتے

ہیں سنگ زنوں کیلئے بھی ان کی دعائیں
سرکار دل آزردہ کسی کا نہیں کرتے

سائل درِ رحمت سے نہ جائے کوئی محروم
اپنا ہے کہ بیگانہ وہ دیکھا نہیں کرتے

اس اجملِ طیبہ کے ہیں وہ نغمہ سرا ہم
کنعاں میں بھی یوسف کو سراہا نہیں کرتے

آقا تو سمجھتے ہیں خموشی کی زباں بھی
یہ سوچ کے وا ہم لبِ گویا نہیں کرتے

طارق بڑی نعمت ہے محمد کی زیارت
کیا لوگ ہیں جو اس کی تمنا نہیں کرتے

..........☆..........

بیاں عظمتِ مصطفےٰ کیا کریں گے
ثنائے حبیب خدا کیا کریں گے

نبی کی غلامی ہماری سپر ہے
زمانے کے تیغ آزما کیا کریں گے

ترا کھا کے بھی جو ترے نکتہ چیں ہیں
ترا حشر میں سامنا کیا کریں گے

وفادار جو آج ترے نہیں ہیں
وہ بدبخت روزِ جزا کیا کریں گے

نہ چھوڑا نہ چھوڑیں گے ہم ان کا دامن
جفا اور اہل جفا کیا کریں گے

ہمیں سینکڑوں نعمتیں تو نے بخشیں
ترا شکریہ ہم ادا کیا کریں گے

گدا ہم اس آقائے نعمت کے در کے
کسی اور در پر صدا کیا کریں گے

محمد کے ٹکڑوں پہ ہم پلنے والے
کسی اور سے التجا کیا کریں گے

سرِ پل حفاظت خدا سے شفاعت ۔۔۔ ہمارے لئے آپ کیا کیا کریں گے
مکمل کرے گا خدا نور اپنا ۔۔۔ مخالف عناصر بھلا کیا کریں گے

حصول سعادت کی کوشش ہے طارقؔ
رقم نعت خیر الوریٰ کیا کریں گے

............☆............

تازہ ایماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے ۔۔۔ شادماں جاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
نوریوں کی بزم میں جس کا نہیں عشرِ عشیر ۔۔۔ وہ چراغاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
عاصیوں کی منتظرِ ہے رحمتِ پروردگار ۔۔۔ فضل یزداں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
زائرانِ تربت انور پہ واجب ہے جناں ۔۔۔ عام اعلاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
جو تہی دامن ہیں زادِ خیر سے ان کیلئے ۔۔۔ ساز و ساماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
خالی رہ جائے کسی سائل کا دامانِ طلب ۔۔۔ کب یہ امکاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
بھیک کے طالب، گدا صورت، قطار اندر قطار ۔۔۔ خیلِ شاہاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
گنبدِ خضرا کے سائے میں ہے آرام و سکوں ۔۔۔ لطف احساں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
اعترافِ جرم مشکل ہی سے کرتا ہے کوئی ۔۔۔ کتنا آساں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
تھا زمانے کی نظر میں ایک معمولی جو فرد ۔۔۔ فخرِ دوراں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
مرجعِ ارباب حق، بابِ رسولِ حق نما ۔۔۔ حق نمایاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
حسنِ جنت پر بجا ہے نازشِ رضواں مگر ۔۔۔ کون خواہاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
میں زمانے کے مسیحاؤں کے پیچھے کیوں پھروں ۔۔۔ میرا درماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے

اس میں کوئی شک نہیں عابدؔ نے طارقؔ سچ کہا
''راحتِ جاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے''

............☆............

فکر پاکیزہ عطا کر مجھے احساس لطیف ۔۔۔ میرا فن ہے ترے محبوب کی یارب توصیف
ہر کوئی اس کا طرفدار ہے جو شاداں ہے ۔۔۔ اور وہ سینہ فگاروں کا مربی و حلیف
خود خدا اور فرشتے اسے بھیجیں صلوات ۔۔۔ کون کرسکتا ہے ممدوحِ خدا کی تعریف
ترے محبوب پہ یارب وہ گراں گزرے گی ۔۔۔ کوئی پہنچی جو غلامانِ نبی کو تکلیف
رہبرِ نوعِ بشر ہے تری شرعِ کامل ۔۔۔ ہر زمانے کا مسیحا ہے ترا دین حنیف
اک تبسم سے ترے ہوگئی تسخیر قلوب ۔۔۔ کرگئی ایک نظر تری دلوں کی تالیف
ہوگئی حاوی مدینے میں سب آوازوں پر ۔۔۔ تری آواز جو مکے میں تھی کمزور ونحیف
دشمنِ جاں بھی ترے لطف وکرم سے دلشاد ۔۔۔ تجھ سے دیکھی ہی نہیں جاتی کسی کی تکلیف
ہم خطا کاروں پہ اے رحمت عالم تیرا ۔۔۔ وہ کرم ہے کہ نہیں ہوتی ہے جس میں تخفیف
ہے محمد کی غلامی مرا سرمایہء ناز ۔۔۔ میرا شیوہ نہیں کرنی کسی شہ کی تعریف
یہ ترا لطف وکرم ہی تو ہے میرے آقا ۔۔۔ لکھے طارقؔ سا گنہگار تری نعت شریف

............☆............

خوب و محبوب و یکتا ہمارا نبی ۔۔۔ آپ ہی آپ جیسا ہمارا نبی
اس کی تعظیم میں گردنِ وقت خم ۔۔۔ کل خدائی سے اعلیٰ ہمارا نبی
عبدہ سے نمایاں ہے جس کا مقام ۔۔۔ بندہء حق تعالیٰ ہمارا نبی
کوئی چرخِ چہارم کوئی طور پر ۔۔۔ عرشِ اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی
سب سے بڑھکر حسین وجمیل وجیہہ ۔۔۔ کبریا نے بنایا ہمارا نبی
تاقیامت ہے جس کی نبوت کا دور ۔۔۔ ہے یقیناً ہمارا ہمارا نبی
جس میں مضمر ہے انسانیت کی فلاح ۔۔۔ ایسا پیغام لایا ہمارا نبی
قاسمِ نعمت و مہربان و کریم ۔۔۔ لطف و رحمت سراپا ہمارا نبی
غمزدوں کا رفیق وشفیق و انیس ۔۔۔ درد مندوں کا ملجا ہمارا نبی

خوں کے پیاسوں کا بھی مونس وغمگسار
دشمنوں کا بھی اپنا ہمارا نبی

انتقام ور عونت سے نا آشنا
درگزر کرنے والا ہمارا نبی

ظلم سہہ کر پُر امید و باحوصلہ
زخم کھا کر شکیبا ہمارا نبی

جَہل وغفلت کی تاریکیوں کے لئے
آگہی کا اجالا ہمارا نبی

☆

دلِ ناشاد اپنا بھی الٰہی شاد ہوجائے
کبھی بزمِ محمد میں ہماری یاد ہوجائے

وہ لہجے کی حلاوت غیر بھی جس سے بنے اپنا
وہ میٹھی گفتگو دشمن بھی جس سے شاد ہوجائے

جہاں گوہر فشاں ہولمحہ بھر ابرِ کرم ان کا
زمینِ شور گلشن کی طرح آباد ہوجائے

یقیناً سرخ روئی حاصل ہوگئی دین ودنیا میں
ہمارا ہر عمل سرکار کا ارشاد ہوجائے

غلامانِ نبی کا بال بیکا کر نہیں سکتی
بلا سے گردشِ دوراں ستم ایجاد ہوجائے

ادب گاہِ محمد میں ذرا بے احتیاطی سے
تعجب کیا جو ہر نیکی تری برباد ہوجائے

کچھ اس انداز سے ہم گیت گائیں ان کی آمد کے
یہ ساری بزمِ ہستی محفلِ میلاد ہوجائے

سمِ قاتل ہو جاں پرور اگر ہو التفات ان کا
کرم ان کا نہ ہو تو باغباں صیاد ہوجائے

نظامِ مصطفےٰ انصاف وعدل وامن کا ضامن
جہاں یہ ہو وہاں معدوم استبداد ہوجائے

صلہ محنت کشوں کا ان کی محنت کے مطابق ہو
کسی مزدور کی ضائع نہ استعداد ہوجائے

بگڑ جائے توازن، وہ نہ ہوں تو نظمِ عالم کا
زمانے کا سکونِ زندگی برباد ہوجائے

اسیرِ زلفِ محبوبِ خدا ہوکر میں یوں خوش ہوں
کہ جیسے کوئی قیدی یک بہ یک آزاد ہوجائے

مری ہر سانس طارقؔ اس حیاتِ چند روزہ کی
خدا کا ذکر محبوبِ خدا کی یاد ہوجائے

☆

عزو شرف غلامیء سرور کے ساتھ ہے
امت کا فخر وناز پیمبر کے ساتھ ہے

جو شخص خاندان پیمبر کے ساتھ
طوفان میں کنارِ سمندر کے ساتھ ہے

اصحابِ پاک وعترتِ اطہر کے ساتھ ہے
الفت لواحقینِ پیمبر کے ساتھ ہے

محشر کا روزِ گرم ستائے گا کیا ہمیں
نسبت ہماری ساقیء کوثر کے ساتھ ہے

ہے مرضیء حبیب خدا مرضیء خدا
حق کی رضا رضائے پیمبرؐ کے ساتھ ہے

حسن آل ان کے کرم پر ہے منحصر
حسنِ عمل نہ حسنِ مقدر کے ساتھ ہے

ایذا رساں خدا کے ولی کیلئے ہے جو
جنگ آزما وہ داورِ محشر کے ساتھ ہے

دل درد کے بغیر کسی کام کا نہیں
آئینہ قیمتی ہے تو جوہر کے ساتھ ہے

قائم ہوان سے اپنا تعلق کچھ اس طرح
مربوط جیسے موج سمندر کے ساتھ ہے

غم میں بھی خوش ہوں ان کے کرم کی امید پر
اک موجہء نسیم بھی صرصر کے ساتھ ہے

نادم ہوں اپنی فردِ عمل پر کریم سے
امید ہے کرم کی مگر ڈر کے ساتھ ہے

شایانِ شاں نہیں مرے بندہ نواز کے
بخشش اگر سوال مکرر کے ساتھ ہے

ہوں مفتخر غلامی سرکارؐ کے طفیل
کانٹے کا اعتبار گُلِ تر کے ساتھ ہے

سرچشمۂ حیات ہے کُل جزو کیلئے
موجوں کا اضطراب سمندر کے ساتھ ہے

یارب براہ گنبد خضرا ہے استوار
جو کچھ ہمارا ربط ترے گھر کے ساتھ ہے

زاہد بجا ہے الفتِ توحید بھی مگر
محمود حبِ شافعِ محشر کے ساتھ ہے

اس کربلائے وقت میں ہر باضمیر شخص
حُر کی طرح حسینؓ کے لشکر کے ساتھ ہے

اسوہء نبی کا شیوہء پورِ بتولؓ بھی
اخیار کا جہاد سدا شر کے ساتھ ہے

میں کامران ہوں سر میدان حشر بھی
نعت نبی کا سہرا مرے سر کے ساتھ ہے

ہر خوبیٔ جمال تری شخصیت کا جزو
مخصوص ہر ادا ترے پیکر کے ساتھ ہے

دنیا میں جو عزیز تھے مجھ کو ز ہے نصیب
جنت میں ان کا گھر بھی مرے گھر کے ساتھ ہے

فیضان مدحتِ شہِ خوباں عروجِ فکر
حسنِ بیاں ثنائے پیمبرؐ کے ساتھ ہے

دربان کا ہے خوف نہ دستک ہے لازمی
ہم سائلوں کا واسطہ جس در کے ساتھ ہے

ہر فرد خاندان محمد کا جاں نثار
طارق یہ اختصاص میرے گھر کے ساتھ ہے

☆

درِ کرم وہ کرمگار جس پہ باز کرے
بجا ہے خوبیٔ قسمت پہ گروہ ناز کرے

یہ لطف خاص بھی اب وہ گدا نواز کرے
مجھے بھی گام زن جادۂ حجاز کرے

رہِ حرم میں مجھے بھی ادب شناس کوئی
رفیقِ راہ بنائے شریکِ راز کرے

کشادہ ظرف سخی بار بار آمد سے
برا منائے نہ منگتوں میں امتیاز کرے

سیاہ دل تھے جو صدیوں کے بدقماش انہیں
صفائے قلب عطا کر کے پاکباز کرے

کرے جسارت شاہیں کبوتر کو
بہ یک نگاہ مُمولے کو شاہباز کرے

گُلاب پاش و ثمر بار اس کی موجِ نفس
سموم دشت کو بادِ چمن طراز کرے

نکالے پستی و تاریکیٔ جہالت سے
بشر کو نورِ بصیرت سے سرفراز کرے

ہر امتحان میں بے چارگانِ امت پر
نوازشات نہ کیا کیا وہ چارہ ساز کرے

ترے کرم سے ہے سرسبز میر کشتِ حیات
ترے کرم کا خدا سلسلہ دراز کرے

امیدوار ہے طارق گدائے کہنہ نیاز
عطائے تازہ وہ سلطانِ حسن و ناز کرے

☆

بلند مرتبہ و بختیار ہم بھی ہیں
زہے نصیب سگِ کوئے یار ہم بھی ہیں

کہیں گے خلق سے سارے نبی قیامت میں
فقط تمھی نہیں، بے اختیار ہم بھی ہیں

سفید مُو ہیں مگر ہے سیاہ فردِ عمل
امید وارِ کرم شرمسار ہم بھی ہیں

تم حشر میں ہو سیاہ و سفید کے مالک
کمینہ بردے مگر نابکار ہم بھی ہیں

نہیں ہے اَور کچھ اپنی فضیلت و خوبی
ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

یہی ہے سب سے بڑا ناز و امتیاز اپنا
ترے غلاموں میں اے تاجدار ہم بھی ہیں

سروں پہ ہم کو بٹھاتے ہیں سرکشانِ جہاں
ترے خدم شۂ گردوں وقار ہم بھی ہیں

ہماری خاک ہے چشمِ جہاں کو سرمۂ ناز
نیاز مند ترے، خاکسار ہم بھی ہیں

رسول بھیج کے احسان ہم پہ فرمایا
عبادِ شاکر پروردگار ہم بھی ہیں

خلافِ مصلحتِ عشق ہے، فُغاں ورنہ
لقائے شہ کیلئے بیقرار ہم بھی ہیں

ہمارے عیب و ہنر جانتے ہیں سب پھر بھی
نوازتے ہیں وہ کیا ذی وقار ہم بھی ہیں

ہمیں ملی سعادت ثنائے خواجہؐ کی
فرید و منفردِ روزگار ہم بھی ہیں

یہ سب ''حدائق بخشش'' کا فیض ہے طارق
رسولِ پاکؐ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں

☆

ہم اپنے دل میں جو آقا کی یاد رکھتے ہیں
انھیں خبر ہے یہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں

یہ عاشقانِ نبیؐ پاک دل عفیف نگاہ
دل و نظر کا عجب اتحاد رکھتے ہیں

خدا کے بعد قلندر مصافِ ہستی میں
رسول ہاشمی پر اعتماد رکھتے ہیں

وہ دو جہاں میں رہیں مہرباں ہم اس کے سوا
نہ کوئی شوق نہ کوئی مراد رکھتے ہیں

رہا خیال سرِ عرش بھی غلاموں کا
وہ ہر مقام پہ فکرِ عباد رکھتے ہیں

نہیں ہے دعویٔ ایمان معتبران کا
عزیز ان سے جو اپنا مفاد رکھتے ہیں

ہیں ان کی سیرتِ اطہر سے اس لئے بےفیض
ہم اپنے قول و عمل میں تضاد رکھتے ہیں

بشر سمجھتے ہیں خیر البشرؐ کو اپنی طرح
یہ حوصلہ بھی کئی بدنہاد رکھتے ہیں

فقط خدا کی رضا کیلئے خدا آگاہ
کسی سے اُنس، کسی سے عناد رکھتے ہیں

ہمیں نہیں ہے کسی نسخہء طرب کی تلاش — دلِ حزیں غمِ جاناں سے شاد رکھتے ہیں

عطا سے اس شہِ والا کی اپنے دامن میں
ہزار نعمتیں ہم خانہ زاد رکھتے ہیں
کرم کریں سرِ حشر بھی وہ طارقؔ پر
کریم اپنے فقیروں کو یاد رکھتے ہیں

............☆............

بھیج سلطانِ امت پہ لاکھوں سلام — کہہ نگہبانِ امت پہ لاکھوں سلام
اس سکونِ دل عاشقاں پر درود — راحتِ جانِ امت پہ لاکھوں سلام
جانِ ایمان ہے احترامِ نبی — جانِ ایمانِ امت پہ لاکھوں سلام

............☆............

خیر اندیش امت پہ لاکھوں سلام — اس سراپا عنایت پہ لاکھوں سلام
ہوگئی ذات پر اس کی تکمیلِ دین — اس کی کامل نبوت پہ لاکھوں سلام
اب نہ آئیگا تا حشر کوئی رسول — اس کی جامع رسالت پہ لاکھوں سلام
پیکرِ استقامت پہ صدہا درُود — کوہسارِ عزیمت پہ لاکھوں سلام
عارفِ رمز ہائے فاَوْحیٰ ہے وہ — شاہِ قوسین خلوت پہ لاکھوں سلام
کُحل مازاغ سے جس کی روشن نظر — ناظرِ حسنِ قدرت پہ لاکھوں سلام
وہ تدلّیٰ مقام و دَنیٰ منزلت — نیّر اوجِ عظمت پہ لاکھوں سلام
اوّلیں نغمہء ساز بزم وجود — وجہ آغازِ خلقت پہ لاکھوں سلام
محرمِ راز ہائے زمان و مکاں — شہرِ علم و بصیرت پہ لاکھوں سلام
وہ ہمہ علم و آگاہی و معرفت — کائنات بصیرت پہ لاکھوں سلام
اس نے توحید کا بول بالا کیا — جلوۂ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام

فتح مکہ کے دن اس کی شانِ کرم — عام اعلانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
اس کے ظاہر پہ باطن پہ بیحد درود — اس کی صورت پہ سیرت پہ لاکھوں سلام
اس کے معمولِ بخشش پہ صد آفریں — اس کی طرزِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
اس کے اسلوبِ جود و عطا پہ درود — اس کے اندازِ رافت پہ لاکھوں سلام
قدر افزا ہے وہ نوعِ انسان کا — محسنِ آدمیت پہ لاکھوں سلام
دورِ فکر و تدبر کا بانی ہے وہ — عہد ساز اس کی بعثت پہ لاکھوں سلام
سب کے سب ان کے نقشِ قدم پر چلے — جانشینانِ حضرت پہ لاکھوں سلام
بہر امت ہیں وہ مثلِ کشتی نوح — اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام
خدمتِ دین سرکار جن کا شعار — پاکبازانِ امت پہ لاکھوں سلام
جزوِ ایمان ہے جن کا حُبِّ نبیؐ — ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام
عاشقانِ جمالِ حبیبِ خدا — پاک نیت جماعت پہ لاکھوں سلام
خسروانِ جہاں اس کے نعلین بوس — سرورِ ذی وجاہت پہ لاکھوں سلام
مونسِ حشر ہے کون ان کے سوا — دوستدارِ قیامت پہ لاکھوں سلام
قابلِ ہر ستائش ہے بعد از خدا — لائقِ ہر سعادت پہ لاکھوں سلام
پرتوِ حسنِ مستور، کونین میں — ذاتِ باری کی حجت پہ لاکھوں سلام

مظہرِ حق پہ طارقؔ کروڑوں درود
اس یگانہ فضیلت پہ لاکھوں سلام

............☆............

اپنے رب کا چہیتا ہمارا نبیؐ — لاڈلا کبریا کا ہمارا نبیؐ
روح پرور ہیں سب اس کے القاب بھی — نجم و یٰسٓ و طٰہٰ ہمارا نبیؐ
رونقِ محفلِ فرش کے ساتھ ساتھ — زیبِ عرشِ معلّٰی ہمارا نبیؐ

دیتے آئے ہیں جس کو تمام انبیا
معتبر وہ حوالا ہمارا نبیؐ

زخم دست وزباں سے جنھوں نے دیے
ان کا بھی چارہ فرما ہمارا نبیؐ

پیشوا مانتے ہیں اسے اولیں
گرچہ آخر میں آیا ہمارا نبیؐ

لاکھ شکل بشر میں وہ آئے نظر
روشنی ہے سراپا ہمارا نبیؐ

بزم یاراں میں عقدہ کشا وحکیم
رزم ہو تو صف آرا ہمارا نبیؐ

حبس وحدت میں تھے جاں بلب شرق وغرب
ٹھنڈا جھونکا ہوا کا ہمارا نبیؐ

کنہِ حق غایتِ کن فکاں سرِّ ذات
کوئی سمجھا تو سمجھا ہمارا نبیؐ

کس محبت سے الطّالحُ لِی کہے
عاصیوں کا ہے شیدا ہمارا نبیؐ

بیکسوں کا مددگار و پرسانِ حال
بے بسوں کا سہارا ہمارا نبیؐ

اس کے وصفِ امانت کے قائل حریف
دشمنوں کا بھی سچا ہمارا نبیؐ

خلوتِ بزمِ قوسین کا باریاب
چشمِ مازاغ والا ہمارا نبیؐ

تھا جب اک پیکرِ آب و گل بوالبشر
اس گھڑی بھی نبی تھا ہمارا نبیؐ

فضل و رحمت بنا کر جہاں کیلئے
ذاتِ باری نے بھیجا ہمارا نبیؐ

رجعتِ شمس وشقِ القمر ہیں ثبوت
اختیارات والا ہمارا نبیؐ

خاکِ کوئے مبارک ہے جس کی شفا
ہے شفا بخش ایسا ہمارا نبیؐ

ہر زمانے کے امراض و اسقام کا
لے کے آیا مداوا ہمارا نبیؐ

فرشیوں کیلئے ہے سراپا کرم
عرش پر جانے والا ہمارا نبیؐ

عرصۂ حشر سے کیوں ڈریں ہم جہاں
ہوں گے ہم اور ہوگا ہمارا نبیؐ

کج کلاہوں کو جس کی غلامی پہ فخر
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبیؐ

اعلیٰ حضرتؒ نے کیا خوب طارق کہا
"تاجداروں کا آقا ہمارا نبیؐ"



واپس درِ حبیب سے مشکل سے آئے ہیں
عاشق ہی جانتے ہیں کہ کس دل سے آئے ہیں

عالم ہزاروں نیّرِ فاراں کے نور سے
تنویرِ حق میں ظلمت باطل سے آئے ہیں

ان کے درِ کرم پہ پہنچنے کی دیر ہے
جائیں گے خندہ لب جو دکھے دل سے آئے ہیں

ہر وقت ان کے در پہ ہے عشاق کا ہجوم
کچھ دور کچھ قریب کی منزل سے آئے ہیں

کیا کیا ہے ان پہ رشک ہمیں جو سعید لوگ
ہو کر رسول پاک کی محفل سے آئے ہیں

دنیا میں لائے فکر ونظر کا جو انقلاب
پہلے وہ سیکھ کر تری محفل سے آئے ہیں

ان کیلئے ہے سیرتِ سرکار رہنما
عاجز جو زندگی کے مسائل سے آئے ہیں

زورِ بیان و حسن تکلم کے مدعی
شرمندہ ہوکے ترے مقابل سے آئے ہیں

کوئے نبی سے اب نہیں آسان واپسی
یہ حاضری کے دن بڑی مشکل سے آئے ہیں

یہ اہتمامِ نعتِ محمد ہے واقعی
لب پر ہیں جتنے شعر، تہ دل سے آئے ہیں

سن کر ریاض نعت میں طارق کے زمزمے
گلدستے تہنیت کے عنادل سے آئے ہیں

طارق یہ میرا کوئی نہیں ہے کمال فن
گل ہائے نعت عرش کی محفل سے آئے ہیں



اللہ کے محبوب طرحدار کا چہرہ
خلاق کا شہکار ہے سرکار کا چہرہ

یاد رخ جاناں ہی سے فرصت نہیں ملتی
ہم نے کبھی دیکھا نہیں اغیار کا چہرہ

سائل کو ضرورت نہیں اس در پہ صدا کی
پڑھ لیتے ہیں سرکار طلب گار کا چہرہ

وَاللّیل کا مفہوم ہے زلفِ شہِ خوباں
وَالشَّمس ہے اللہ کے دلدار کا چہرہ

خالی رہا دامانِ طلب عمر بھر ان کا — تکتے رہے نادان جو اغیار کا چہرہ
کیا خوب گھڑی ہوگی پس مرگ جب عاشق — دیکھیں گے لحد میں شہِ ابرار کا چہرہ
لو ہو گئے سرگرم شفاعت وہ سرِ حشر — نظروں میں ہے ایک ایک گنہگار کا چہرہ
امت کے لئے مرحلہء حشر ہے آسان — ہے سامنے امت کے نگہدار کا چہرہ
آقا نے کیا حشر میں مجھ پر کرمِ خاص — نیکوں میں نمایاں تھا گنہگار کا چہرہ

کیا شان عطا ہے کہ ثنا خوانوں میں ان کے
لکھا گیا طارقؔ سے گنہگار کا چہرہ

............☆............

میں جب سے نواگر ہوں محمد کی ثنا میں — شامل دمِ جبریل بھی ہے میری نوا میں
مر کر بھی کئی زندوں سے بڑھ کر ہیں وہ زندہ — جیتے ہیں جو جاں بخش مدینے کی فضا میں
تعظیم محمد کریں پہلے انھیں کہہ دو — جو لوگ بہت آگے ہیں تعظیمِ خدا میں
جو فرض تھا آقا نے بخوبی کیا پورا — آئی نہ کمی گرچہ رقیبوں کی جفا میں
ناموس نبی کی جنھیں دنیا میں رہی فکر — بے خوف ہیں وہ کشمکش روزِ جزا میں
غیروں سے کسی شے کے طلبگار ہوں کیوں ہم — کیا چیز نہیں دامنِ محبوبِ خدا میں
آجائے بیک وقت اگر سارا زمانہ — آسکتی نہیں پھر بھی کمی ان کی عطا میں
یادِ رخ و گیسوئے نبی سے ہیں مسلسل — پرنور و معطر بری صُبحیں مری شا میں
جو بُعد تھا تسلیمِ محمد سے ہوا دُور — دامانِ کرم اور مرے دست دعا میں
انجام بھی محمود ہو آغاز کی مانند — باقی بھی کٹے عمر محمد کی ثنا میں

طارقؔ سر محشر بھی کرے پیش خدایا
گل ہائے ثنا خدمت شاہِ دوسرا میں

............☆............

توفیق سخن ملی تو ہم نے — توصیف نبی پسند کی ہے
آقا تری دید کے سوا کیا — حسرت دلِ دردمند کی ہے
سرکار نے کثرتِ بتاں میں — وحدت کی صدا بلند کی ہے
کھولا درِ خیر آدمی پر — ہر روزنِ فتنہ بند کی ہے
تاریکی و گمرہی کی ہر راہ — اس بدرِ حرا نے بند کی ہے
آواز نبی کے تذکرے کی — اللہ نے خود بلند کی ہے

طارقؔ مرے فکر و فن کی خوبی
مدحتِ شہ ارجمند کی ہے

............☆............

ہے نعت نبی شیوہء ابرار مسلسل — عشاقِ محمد کا ہے یہ کار مسلسل
فردوسِ تصور ہے رخِ یار مسلسل — وجدان پہ ہے بارشِ انوار مسلسل
رہتا ہے کھلا میکدۂ یار مسلسل — رندوں پہ نوازش ہے لگاتار مسلسل
ہوں جلوۂ جاناں کا طلبگار مسلسل — ظلمت میں مجھے نور ہے درکار مسلسل
اک جلوہ جاناں ہے مرادائمی مطلوب — دنیا کی کوئی شے نہیں درکار مسلسل
ہر چند غلاموں کے گناہوں کی نہیں حد — آقا کی عنایت کا ہے اظہار مسلسل
طیبہ کے سخی نے انھیں بھرپور نوازا — ہر سمت سے ہوتا رہا انکار مسلسل
کچھ اور کشادہ کرو دامن ذرا اپنے — منگتوں سے ہے داتا کا یہ اصرار مسلسل
اَلطَّالِحُ لِیْ سے یہ حقیقت ہے نمایاں — سرکار کو پیارے ہیں گنہگار مسلسل
تشریف وہ جب لائے نہ تھے نوعِ بشر کا — افسردہ و بے کل تھا دلِ زار مسلسل
آکر مرے آقا نے کرایا اسے آزاد — انسان تھا صدیوں سے گرفتار مسلسل
اے امتِ سرکارِ مدینہ ذرا احساس — شاہد ہیں ترے حال کے سرکار مسلسل

دنیا میں بھی محشر میں بھی وہ مشفق امت — ہر عاجز و بیکس کے ہیں غمخوار مسلسل

مشکیں ہیں ترے شہرِ دل آویز کی گلیاں — پھیلی ہے تری زلف کی مہکار مسلسل

یہ ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک کی شہادت — ہر لحظہ ہے اونچا ترا تذکار مسلسل

اس محفلِ کن میں ہے جہاں حمد خدا کی — ہے نعتِ محمد بھی بہ تکرار مسلسل

کل بھی ترا کردار تھا پیمانہء تقلید — ہے آج بھی سیرت تری معیار مسلسل

گل کارِ حقائق چمن آرائے معانی — اُمّی لقبی کاشفِ اسرار مسلسل

اقبالؒ و رضاؒ، خسروؒ و جامیؒ کا ہوں پیرو — ہے نعت محمد مرے اشعار مسلسل

سرکار کے مداح تھے میرے اب و جد بھی — اک نعت کدہ ہے مرا گھر بار مسلسل

ہے نعت کے چاند اور ستاروں سے مزین — صد شکر مرا مطلعِ افکار مسلسل

دم بھر کی جدائی بھی گوارا نہیں آقا — طارقؔ کو رکھیں حاضرِ دربار مسلسل

............☆............

وظیفہ بس میری زندگی کا ثنائے سرکار ہے مسلسل
غم و طرب کا ہو کوئی عالم مرا یہی کار ہے مسلسل

دل حزیں تری بے کلی کی یہ کیفیت مستقل نہیں ہے
جو ہے غلامِ رسولِ رحمت وہ کب دل افگار ہے مسلسل

وہ ہیں شکستہ دلوں کے مونس وہی ہیں خستہ دلوں کے مشفق
جو ہر گدا کو کرے تو انگر انھی کا دربار ہے مسلسل

زہے مقدر جو ہے غلام نبی انھیں وہ عزیز تر ہے
کرم کا بخشش کا مہربانی کا اس پہ اظہار ہے مسلسل

مرے تصور کی بزم خلد نظر ہے اس مہ کی چاندنی سے
مرے تخیل کے آسماں پر وہ مہر ضو بار ہے مسلسل

اسیر پنجہء غم بُصیریؒ کو شادماں کرنے والے آقا

وہ غمگساری وہ لطف پیہم مجھے بھی درکار ہے مسلسل

کسی مصیبت میں مجھکو تنہا وہ چھوڑ دے یہ نہیں ہے ممکن
وہ دائمی میرا مہرباں ہے وہ میرا غمخوار ہے مسلسل

تری و خشکی کریں لحاظ و ادب غلامانِ مصطفیٰ کا
فلک، [illegible] کے نیاز مندوں کا ناز بردار ہے مسلسل

وقار قائم ترے فقیروں کا ہے تری بندہ پروری سے
ترے کرم سے ترے غلاموں پہ فضلِ غفار ہے مسلسل

سنوں فسانہء غیر طارقؔ نہ اس کی خواہش نہ اس کی فرصت
کہ ذوق افزا و روح پرور حکایتِ یار ہے مسلسل

............☆............

نادم ہے خجل ہے یہ سیہ کار مسلسل — وہ جانِ کرم اور کرم گار مسلسل

اس قاسم نعمت کے خزانوں میں کمی کیا — ہوں رحمتِ خواجہ کا طلبگار مسلسل

تکلیف جو پہنچائیں انھیں بھی وہ دعا دیں — اعدا کے بھی ہمدرد ہیں سرکار مسلسل

ہر قلب شکستہ کو وہ کر دیتے ہیں شاداں — رہ سکتا نہیں میں بھی دل افگار مسلسل

ہر فکر حیات و غم عقبیٰ سے ہوں آزاد — ہیں شاہِ مدینہ مرے غمخوار مسلسل

تا حشر رسالت ہے رسولِ عربی کی — وہ مہرِ نبوت ہے ضیا بار مسلسل

جس راہ سے گزرے وہ معطر ہے بدستور — ہے زُلفِ محمد کی یہ مہکار مسلسل

سلطانیء جاوید ہے آقا کی غلامی — رکھ ان کی غلامی سے سروکار مسلسل

میں ان پہ تصدق مرے ماں باپ تصدق — سرکار پہ قرباں، مرا گھر بار مسلسل

وہ زندہ ہیں لاریب حیات ان کی مسلّم — امت کے نگہباں ہیں لگاتار، مسلسل

ہر آن فزوں سے ہے فزوں تر تری عظمت — اونچا ہے ترے ذکر کا معیار مسلسل

مجھکو کرمِ غیر کی حاجت نہیں طارقؔ
محسن ہیں مرے احمدِ مختار مسلسل

☆

بخشش کا نرالا ہی معیار تمھارا ہے
سائل پہ کرم بڑھکر ہر بار تمھارا ہے

کہنے کو مدینے میں گھر بار تمھارا ہے
قوسین کی خلوت میں دربار تمھارا ہے

اللہ کو دیکھا ہے دیکھا ہے تمھیں جس نے
دیدار خداوندی دیدار تمھارا ہے

ہر دور کے انساں کی تقلید کی خاطر جو
پاکیزہ نمونہ ہے کردار تمھارا ہے

ان کے درِ رحمت سے منگتو نہ کبھی ہٹنا
کون اور دو عالم میں غمخوار تمھارا ہے

یہ شان عنایت کی دنیا میں نہ تھی پہلے
دشمن پہ کرم کرنا کردار تمھارا ہے

کتنے ہی سماں بدلے کتنے ہی چلے طوفاں
سیرت کا تروتازہ گلزار تمھارا ہے

صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ، حیدرؓ، بوذرؓ، سلمانؓ
ایک ایک جو ساتھی ہے شہکار تمھارا ہے

کچھ اور دو عالم میں مطلوب نہیں مجھ کو
خیرات کا اِک ٹکڑا درکار تمھارا ہے

اس پر بھی بُصیریؒ کی مانند نوازش ہو
طارقؔ بھی قصیدہ گو سرکار تمھارا ہے

☆

دور رہ کر بھی وہ ہر آن مدینے میں رہے
برگزیدہ کئی انسان مدینے میں رہے

ہر جگہ وہ میری بہبود کا رکھتا ہے خیال
عرش پر یا مرا سلطان مدینے میں رہے

حالِ امت سے وہ رہتا ہے بخوبی آگاہ
لاکھ امت کا نگہبان مدینے میں رہے

نہ رہی اور کسی در پہ صدا کی حاجت
پورے ہو کر مرے ارمان مدینے میں رہے

شرفِ تام کی تحصیل یونہی ممکن تھی
بن کے جبریل بھی دربان مدینے میں رہے

کارِ دنیا کا تسلسل رہے قائم بیشک
سحر و شام مرا دھیان مدینے میں رہے

کوئی لاکھوں کروڑوں میں مجھے دکھلا دے
آدمی وہ جو پریشان مدینے میں رہے

دو جہاں کی ہمیں حاصل تھی وہاں ہر نعمت
ہم کہاں بے سروسامان مدینے میں رہے

کر سکے پھر بھی حقِ نعت کہاں ان کا ادا
حشر تک ان کا ثناخوان مدینے میں رہے

انتہائے کرم شاہِ عرب ہے طارقؔ
ایک عجمی سگِ حسانؓ مدینے میں رہے

☆

مسعود ہر انسان کی منزل ہے مدینہ
ہر صاحبِ ایمان کی منزل ہے مدینہ

طیبہ ہے مری روح کے طائر کا گلستاں
دل کی نگری جان کی منزل ہے مدینہ

ہر قافلۂ عشق رواں ہے سوئے بطحا
ہر جادہ عرفان کی منزل ہے مدینہ

سرکار کی خیرات کا محتاج نہیں کون
درویش کی، سلطان کی منزل ہے مدینہ

جو خود پہ ہوا مرتکبِ ظلم گنہگار
اس طالبِ غفران کی منزل ہے مدینہ

حاضر ہیں ملائک بھی شب و روز، بشر بھی
کس تمکنت و شان کی منزل ہے مدینہ

ممنون ہوں، اظہارِ تشکر ہے ضروری
شرمندہء احسان کی منزل ہے مدینہ

گستاخِ محمد کو یہاں ملتا نہیں بار
عشاق ادب دان کی منزل ہے مدینہ

پہنچے گا یقیناً کسی دن پڑھتا ہوا نعت
آقا کے ثناخوان کی منزل ہے مدینہ

ہر چند نہیں زادِ سفر ذوقِ سفر ہے
اس بے سروسامان کی منزل ہے مدینہ

طارقؔ نے رہِ نعت چنی سوچ سمجھ کر
عجمی سگِ حسانؓ کی منزل ہے مدینہ

☆

کرم وہ جس پہ شہ انس و جاں نے خوب کیا
اسے سعید رب دو جہاں نے خوب کیا

حبیبِ خالقِ ارض و سما کے جو نہ بنے
ذلیل و خوار انھیں آسماں نے خوب کیا

منات ولات کے مرکز میں حق پرستی کا — علم بلند شہِ انس و جاں نے خوب کیا
بشر کا ربط شکستہ خدا سے جوڑ دیا — یہ کارنامہ شہ دو جہاں نے خوب کیا
درِ حضور پہ پانا ہے اب سکونِ ابد — یہ فیصلہ مرے قلب تپاں نے خوب کیا
خوشا نہ آئی مدینے سے واپسی کی گھڑی — تمام کام اجل ناگہاں نے خوب کیا
لحد میں دید ہوئی تاجدارِ خوباں کی — طرب نصیب غم بیکراں نے خوب کیا
قیام اس مرے ویران دل کی بستی میں — خیال یار ترے کارواں نے خوب کیا
ہر اس حشر میں خوش غمزدہ غلاموں کو — قسیم کوثر و باغ جناں نے خوب کیا
وہ بے مثال ہیں تاریخ آدمیت میں — یہ تجزیہ کسی تاریخ داں نے خوب کیا
کہیں عمرؓ، بھی بلالِ نبی کو سیدنا — بلند ان کا مقام امتحاں نے خوب کیا
دل آشنا مرا کب کیف اضطراب سے تھا — یہ التفات اس آرامِ جاں نے خوب کیا
دنیٰ کی رات جمال و جلال یزداں کا — مشاہدہ شہ دیدہ وراں نے خوب کیا
مسخر و متاثر قلوب اعدا کو — رسولِ پاک کے حُسنِ بیاں نے خوب کیا
عطا کیا ہے مجھے ذوق و شوق نعت حبیب — یہ لطف خاص بھی اس مہرباں نے خوب کیا

وہ جانِ نور ہے طارقؔ مقیمِ حجرہء جاں
اجالا دل میں رخ میہماں نے خوب کیا

............☆............

دامن میں چھپالیں میرے سرور میرے آقا — ہو جاؤں نہ رسوا سر محشر مرے آقا
اب حد سے بڑھی گرمیِ محشر مرے آقا — کر دیجے عطا ساغر کوثر مرے آقا
اس جیسا زمانے میں نہیں ہے کوئی خوش بخت — ہے چشم کرم آپ کی جس پر مرے آقا
ہر لحظہ ہے تقسیمِ خزائن تری جاری — منعم ہیں سوالی ترے در پر مرے آقا
سرکار ہیں ہر عہد کے چارہ گرو محسن — ہر دور کے ہیں ہادی و رہبر مرے آقا

خوش ہیں کہ خفا مجھ سے زمانہ نہیں پروا — جب آپ کرم گار ہیں مجھ پر مرے آقا
دنیا میں بھی عقبیٰ میں بھی امت کے نگہبان — یا آپ ہیں یا دَاورِ محشر مرے آقا
ہیں محفلِ قوسین کی زینت شب معراج — ہر حد تخیل سے گزر کر مرے آقا
تو غایت کن، باعث تخلیق صد عالم — کیا ہے تری شان اللہ اکبر مرے آقا
ہر شے ترے اللہ نے بکثرت تجھے بخشی — کہتا ہے یہی سورۂ کوثر مرے آقا
جملہ بشریت کیلئے قابلِ تقلید — معیار تری سیرت اطہر مرے آقا
شاگرد ترے قائد و استادِ زمانہ — خدام ترے طغرل و سنجر مرے آقا
ہے کس کو تری ذات کا عرفان مکمل — کس پر ترے پورے کھلے جوہر مرے آقا
لہرائے تھے جن میں چمن آرا ترے گیسو — اب بھی وہ فضائیں ہیں معطر مرے آقا
ہر ذرہ پامال تری راہگذر کا — عشاق کا ہے نجم مقدر مرے آقا
یا ذکر خدا یا ہے ترا ذکر کہ جس سے — پاتا ہے تسلی دل مضطر مرے آقا

لکھتا ہے تری نعت ترے لطف و کرم سے
طارقؔ نہ سخن ور نہ ہنر ور مرے آقا

............☆............

وہ بلالیں مجھے در پر انھیں کیا مشکل ہے — ورنہ میرے لئے یہ کام بڑا مشکل ہے
نسبتِ خواجہ و عرفانِ محمد کے بغیر — یہ حقیقت ہے کہ عرفانِ خدا مشکل ہے
ہوگیا سہل وہ جب میرے نبی نے چاہا — کام جو سارے زمانے نے کہا، مشکل ہے
سرِ محشر کرم خاص کریں مجھ پہ حضور — مرحلہ یہ میری ہمت سے سوا مشکل ہے
ان پر مر مٹنے سے ملتی ہے حیاتِ جاوید — جاں نثارانِ محمد کی فنا مشکل ہے
جادہء عشق محمد پہ نہ رکھے وہ قدم — جس کو پابندیء آئین وفا مشکل ہے
یہ بلند حوصلہ طائف کے مسافر ہی کا تھا — ظالموں کیلئے رحمت کی دعا مشکل ہے

نقش پا کی طرح اے گردشِ دوراں ہمکو
اب درِ یار سے اٹھنا بخدا مشکل ہے

طلب و بخشش پیہم مدینے میں عجیب
شرم سائل کو نہ داتا کو عطا مشکل ہے

ہو ملک کوئی مقرب کہ بشر کوئی جلیل
مرتبہ دانیء شاہِ دوسرا مشکل ہے

گرمیء عشق نبی سے ہوں دل وجاں ہمہ سوز
ہر سخن ور سے محمد کی ثنا مشکل ہے

یہ سعادت نہیں ہر ایک کو ملتی طارق
نعت میں ہمسریء مہر ورضا مشکل ہے

............☆............

ہے تیرا کرم تری عطا سرورِ عالم
اپنا مرے دامن میں ہے کیا سرورِ عالم

محبوب بنانا تھا تو بے مثل خدا نے
بے مثل تجھے پیدا کیا سرورِ عالم

لاریب اسی میں ہے فلاحِ بشریت
جو تو نے کیا تو نے کہا سرورِ عالم

ہر فعل ترا رُشد و ہدایت کا نمونہ
ہر قول ترا خوب بجا سرورِ عالم

تو ہی نے تو بندوں کو خدا سے کیا مربوط
یہ کام کچھ آسان نہ تھا سرورِ عالم

ہے تاج رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ترے سر پر
کیا شان تری صَلِّ علیٰ سرورِ عالم

منگتوں میں ترے در پہ نہیں ہے کوئی تفریق
یکساں ہیں تجھے شاہ و گدا سرورِ عالم

امید کرم کیوں ہو مجھے اور کسی سے
منعم مرا محبوبِ خدا سرورِ عالم

سرکار کا مخصوص نہیں دَور قیادت
ہر دَور کے ہیں راہ نما سرورِ عالم

اس امتِ مرحوم کا ہر افتاد و بلا میں
اللہ مدد گار ہے یا سرورِ عالم

طارق ہے گنہگار، مگر اس کی شفاعت
ترے لئے دشوار ہے کیا سرورِ عالم

............☆............

ان کا دولت کدہ جس شہرِ طرب ناک میں ہے
نہ زمینوں میں مثال اس کی نہ افلاک میں ہے

دلِ مشتاق نبی میری کفِ خاک میں ہے
ایک گوہر بھی ہجوم خس و خاشاک میں ہے

ہے محمد کی غلامی سند آزادی کی
خسروی بندگیء سیدِ لولاک میں ہے

اور کوئی اسے لا سکتا نہیں زیر کمند
وہ ہے آزاد جو بستہ ترے فتراک میں ہے

کس کی رفعت ہے رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ سے عیاں
کس کی عظمت کا بیاں نکتہء لولاک میں ہے

وہ مری حدِ تصور سے بہت دُور سہی
عکس کس کا ہے جو میرے دلِ صد چاک میں ہے

............☆............

ہے دوعالم میں وہی میرے شرف کا باعث
عشق سرکار کا جوہر جو مری خاک میں ہے

ہر جگہ خطرہء جاں ہے مرے آہوئے حیات
عافیت میرے نبی کے حرم پاک میں ہے

بخدا معرفت و عظمت و شوکت ان کی
نہ بشر کی نہ فلک کی حدِ ادراک میں ہے

بزمِ کُن میں سَحَر و شام ہے تیرا چرچا
روز و شب دھوم تری گنبدِ افلاک میں ہے

میں ہوں اک بلبلِ گلزارِ مدینہ طارقؔ
سخت ناداں ہے جو صیاد مری تاک میں ہے

☆

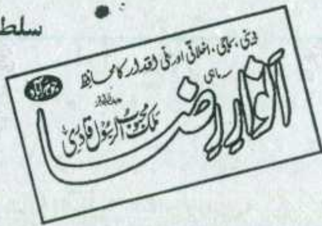
اس کو فقط بشر ہی نہ کوتاہ بیں کہے ۔۔۔ نورِ خدا بھی اس کو کتابِ مبیں کہے
جانِ جہاں حبیبِ جہان آفریں کہے ۔۔۔ اس کو زمانہ سرورِ دنیا و دیں کہے
اصلِ وجود اس کو کہے جو ہے حق شناس ۔۔۔ عارف اسے اساسِ زمان و زمیں کہے
حسن و جمال میں نہ عروج و کمال میں ۔۔۔ اس کا کوئی مثیل ہے روح الامیں کہے
ناطق وہ روحِ عصر ہو جب تو لسانِ وقت ۔۔۔ اس کے اک ایک لفظ پر سو آفریں کہے
بدخواہ اس کے حسنِ تکلم سے خیر خواہ ۔۔۔ وہ جب بھی کوئی بات کہے دل نشیں کہے
ہو اور کیا بلندیء کردار کا ثبوت ۔۔۔ صادق عدو بھی، غیر بھی اس کو امیں کہے
کوئی کرے سوال مکرر تو وہ سخی ۔۔۔ اس پر ہو یقیں نہ گدا کو ''نہیں'' کہے
پامال ناز اس کے خزف کو گہر شناس ۔۔۔ بازارِ کائنات کا دُرِ ثمیں کہے
سورج کے سامنے ہے کیا ذرّے کا اعتبار ۔۔۔ کون اس کی بزمِ ناز میں خود کو حسیں کہے
مجھ پر خدا کی خاص عنایت ہے بالیقیں ۔۔۔ اک کم سواد نعت شہِ مرسلیں کہے

طارقؔ! کہے ہیں نعتیہ اشعار عمر بھر
نادم ہوں ان کی شان کے شایاں نہیں کہے

☆

تمّت بالخیر الحمد للہ!

سلطان الشعراء نمبر



سلطان الشعرا نمبر

حصہ دوم

چیف ایڈیٹر

ملک محبوب الرسول قادری

علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

اداریہ ثانی

سید محمد عبداللہ قادری

۱۸اپریل ۲۰۱۵/ ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ کورات ۹ بجے ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے غم ناک خبر سنائی کہ حضرۃ طارق سلطانپوری داغ مفارقت دے گئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ شعروسخن، علم وادب کا درخشندہ ستارہ تھے۔ یہ ستارہ ۵ جون ۱۹۳۸ءکوطلوع ہوا۔ بعمر ۷۸ سال ۱۸اپریل ۲۰۱۵ء کو ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ آپ درویش صفت انسان تھے خودنمائی سے دور بھاگتے تھے۔ انہوں نے ہرصنف میں شاعری کی۔ عمرعزیز تک نعت گوئی اورتاریخ گوئی کوساتھ رکھا۔ آپ فن تاریخ گوئی میں بڑے تاک تھے انہوں نے کئی ہزار قطعات تحریر کئے ہیں۔ یہ قطعات بڑے زوردار ہیں۔ انہوں نے ہرشخص کی فرمائش پوری کی قطعہ وصال کتب پر قطعہ طباعت تحریر کئے۔ سہرے لکھے جیسا کسی نے کہا شعرکی زبان میں اظہار کیا۔ بعض لوگوں نے تو اپنے پورے پورے خاندان کے قطعہ ہائے وصال لکھوالئے۔ بعض نے تو اپنی اور دوستوں کی فرمائش بھی مدتوں تک پوری کروائی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انہوں نے قطعات لکھوانے کا ٹھیکہ لے رکھا۔ لیکن اس مردخدا نے کبھی انکارنہ کیا۔ کبھی کبھار طارق صاحب فرماتے یہ مرض (تاریخ گوئی) میرا پیچھا نہیں چھوڑتی جتنا دور بھاگتا ہوں اتنا ہی پکڑلیتی ہے۔ وہ بیٹھے بیٹھے فون پر ہی قطعات لکھوادیتے! جب کبھی خرابی طبیعت کی وجہ سے نہ لکھ سکتے تو وہ لوگ ناراض ہوجاتے جیسے طارق سلطانپوری ان کے زرخرید ہیں۔ طارق صاحب جلسہ گاہ یا کسی اور پروگرام میں ہوتے توفی البدیہ قطعہ کہہ دیتے۔

۲۴ مئی/۲۰۱۵ء کوطارق صاحب مرحوم کاحسن ابدال محلہ عطاران میں چہلم ہوا۔ میں نے ان کے بہت سے ملنے والوں کوان کی رحلت، چہلم کی اطلاع دی اوران کے متعلق کچھ لکھنے کوبھی کہا کہ تعزیتی نمبر میں چھپ جائے طارق صاحب کی محبت میں دم بھرنے والے ان

کے جانے کے بعد ایک لفظ بھی نہ لکھ سکے۔ بعض نے تو فرمایا۔ کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے اور کاموں اور پروگراموں میں مصروف ہیں۔ ہم لکھ ہی نہیں سکتے! مجھے یوں لگتا ہے کہ طارق صاحب ان کے لکھے کوشاید قبول ہی نہ فرمائیں یاپسند ہی نہ کرتے ہونگے۔ اسی لئے اللہ نے انہیں قلم اٹھانے کی توفیق ہی نہیں دی۔ بحیثیت مجموعی ہم احسان فراموش قوم ہیں۔

زندگی تک دوستی تھی بعد مرگ دوستی ختم، تعلقات بھی ختم، تعزیتی کلمات بھی ختم۔ اس سے زیادہ ضمیر فروشی اور بے حسی کیا ہوسکتی ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے۔ احسان فراموش۔ خود فراموش ہوتا ہے۔ خودفراموش۔ خدافراموش ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کوخودسوچنا چاہیے وہ کس زمرے میں آتے ہیں۔ بعض لوگ سوچتے ہیں اب کون سا طارق سلطانپوری نے آکر دیکھنا ہے۔ بھلے خداتو دیکھتا ہے۔ ویسے مومن کی نگاہ دورتک دیکھتی ہے۔ طارق صاحب جیسے لوگ مرکرامرہوتے ہیں۔ حضرت احمد ندیم قاسمی نے خوب کہا ہے

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مرجاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

جب تک طارق سلطانپوری کی تحریرزندہ رہے گی وہ زندہ رہے گا۔ نعتیہ کلام تو روزحشر تک زندہ رہے گا!

طارق سلطانپوری صاحب کے متعلق پیرسید نصیرالدین نصیر گولڑہ شریف فرماتے ہیں طارق سلطانپوری کے قطعات اوراشعار مختلف مقامات پرپڑھنے اور سننے کو ملے بہت ہی اچھا لکھتے ہیں۔

مجھ سے کسی دوست نے پوچھا کہ یہ طارق سلطانپوری کون ہیں؟ میں نے کہا کہ علم و ادب ان کی پہچان ہے یعنی دو چیزیں ہیں ایک علم وادب اوردوسری طارق انہوں نے کہا یہ کیا؟ میں نے کہا کہ میں قرآن سے ثابت کروں۔

والسماء والطارق۔ آسمان اور طارق۔ طارق یعنی ستارہ جس طرح ستارہ آسمان پراچھا

لگتا ہے اسی طرح طارق علم وادب کے آسمان پر اچھا لگتا ہے۔تم بتا سکتے ہو طارق کون ہے؟
وماادرک ماالطارق۔اور تمہیں کیا معلوم کہ طارق کون ہے؟
انجم الثاقب۔ یہ تو علم وادب کے آسمان پر چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ طارق صاحب نے مجھے اپنے اشعار پڑھنے کو دیئے کہ ایک نظر دیکھ لیں میں کوئی اتنے علوم کا ماہر تو نہیں پھر بھی

معرا ہوں ہنر سے میں، سراپا عیب ہوں اکبر
عنایت ہے احباء کی اگر اچھا سمجھتے ہیں

خدا انہیں خوش رکھے۔

(خطاب ۲۳ دسمبر ۲۰۰۸ء جامعہ رضویہ انوار العلوم ۱۲۴ ایچ واہ کینٹ شمولہ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد نمبر ۱۹ طارق سلطان پوری نمبر)

..........☆☆☆..........

......میں نے چند مادہ ہائے تاریخ وفات اخذ کئے ہیں ملاحظہ ہوں......

سردار محمد عبدالقیوم خاں یوسف زئی
المعروف بہ طارق سلطانپوری حسن ابدال رحمتہ اللہ علیہ ۱۴۳۶ھ

''واجد قادر نعت گو شاعر'' ۱۴۳۶ھ
واجد ماہ مصر فیض یوسف
نقی سردار محمد عبدالقیوم طارق حسن ابدال
جامع زیب چراغ محفل عرفانِ حق

وزیب وجاہ وخوبی واعزاز رفت
''ضیائے علم وعرفان نبی''
''ومتاع مدینہ خیر''

وآواز فوز فیض بغداد (۲۰۱۵ء)

''عجیب پختگی فکر واحد''
''ظہور علی لباس گل ولالہ''
''زجمیل چراغ بزم عجم''
''حامد، زکی محبت رسول عظیم''
''ملک بزم فیض عرفان طیبہ''

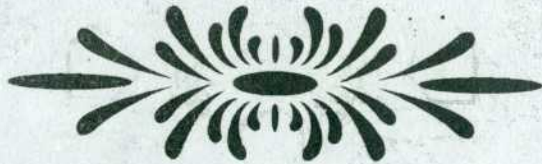
زعبد قیوم طارق سلطانپوری مقبول شیخ
۲۰۱۵ء

(سید محمد عبداللہ قادری)

سلطان الشعراء نمبر



پیغامات



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

پیغامات...... حسن ترتیب

ادارہ کی معذرت۔ قلم کاروں سے

جن احباب کے مضامین، مقالات، منظومات، تعزیت نامے ''حضرت سلطان الشعراء نمبر'' میں شائع نہیں ہو پائے۔ ادارہ ان سے معذرت خواہ ہے البتہ آئندہ کسی اشاعت میں انہیں شامل اشاعت کر لیا جائے گا۔ انشاء اللہ

(ادارہ)

..........☆☆☆..........

......پیغام......

محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان

میں ذاتی طور سے حضرت محمد عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری سے کبھی نہیں ملا، مگر ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے وسیلہ سے طارق سلطان پوری صاحب سے یاد اللہ تھی، وہ چشتی، نظامی، قادری اور گولڑوی نسبتوں کے حامل صوفی تھے، فکری پاکیزگی، محبت اولیاء اللہ اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پہچان تھی۔ ہر چند کہ وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں مگر ان کا کردار وخلوص دل میں گھر کر جانے والا کلام ایسے لگتا ہے جیسے کہ وہ یہیں کہیں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ مگر ہم ادراک نہیں رکھتے۔ طارق سلطان پوری صاحب فن تاریخ گوئی میں یکتا نہیں تھے بلکہ ایک قادر الکلام شاعر، پرتاثیر نعت نگار اور امید و آرزو کے پیکر تھے۔

جمال گنبد خضرا الٰہی — دم آخر ہو طارق کی نظر میں

جناب طارق سلطان پوری اپنے ماحول سے جڑے ہوئے صوفی تھے وہ ایک ایسے سچے اور کھرے مسلمان تھے جو پوری ملت اسلامیہ کے لئے اثاثہ تھے، وہ مزاجاً فقیر تھے اور شہرت سے گریز کرتے تھے۔ انھوں نے قومی زبان اردو کے فروغ کے لئے نظم ونثر میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ایسے لوگ قوموں کی پہچان اور انسانی دوستی کا بیش بہا نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کا وصال شب ہجراں کی سحر ہے۔

لائے گی صبا حاضری کا مژدہ کسی روز — طارق شب ہجراں کی سحر ہو کے رہے گی

اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

والسلام۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان

☆ بین الاقوامی شہرت کے حامل عظیم ایٹمی سائنسدان اور وطن عزیز میں قائداعظم محمد علی جناح کے بعد دوسری بڑی شخصیت

......پیغام......

زینت السادات آبروئے علم وقلم حضرت

پیر سید محمد فاروق القادری

.....................o.....................

وہ حلم وتواضع اور وہ طرز خود فراموشی

خدا بخشے جگر کو لاکھ انسانوں کا انساں تھا

جانے والوں کی قطاریں لگی ہیں معلوم نہیں اس قدر جانے کی جلدی انہیں ہے کیوں؟ میر درد نے تڑپ کر کہا تھا۔

آہ معلوم نہیں ساتھ سے اپنے شب وروز

لوگ جاتے ہیں سو یہ کیدھر چلے

حیرت ناک افسوس تو اس بات کا ہے جو جاتا ہے اپنی جگہ خالی کر جاتا ہے۔ طارق سلطان پوری کا نرم ونازک دل ہر جانے والے کے ساتھ دھڑکتا تھا انہوں نے علماء شعراء مفکرین، دانشوروں، سیاستدانوں اور درویشوں کے مرتبے انکی تاریخائے وفات کی صورت میں ہزاروں کی تعداد میں لکھے اردو زبان کی اس صنف پر انہیں جو دسترس حاصل تھی ان کے پر معنی ہزاروں اشعار اسکی بولتی تصویر ہیں۔

راتم السطر کے ساتھ مرحوم کی محبت سرمایہ زندگی ہے جو کبھی نہیں بھولے گی۔ الحمراء کی ایک تقریب میں ان سے اس طرح ملاقات ہوئی کہ ان کی کرسی میرے ساتھ تھی مجھے دیکھتے ہی تڑپ کر اٹھے ماتھا چوما سید ہونے کے ناطے ہاتھ چومے میں نے غور سے دیکھا تو آنسو کے موتی ان کے رخساروں سے ڈھلک کر اعلان کر رہے تھے۔

☆ مصنف، مترجم، محقق، سجادہ نشین: خانقاہ قادری، شاہ آباد شریف، گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان

0300-7827527

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

DR. A. Q. KHAN
NI & BAR, HI

"Mountain View"
207, Hillside Road,
E-7, Islamabad.
Pakistan

Date: ۲۰ مئی ۲۰۱۵

حضرت طارق سلطان پوری۔

میں ذاتی طور سے حضرت محمد عبدالعظیم خان طارق سلطانپوری سے کبھی نہیں ملا، مگر ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے وسیلے سے طارق سلطانپوری صاحب سے یاد اللہ تھی، وہ چشتی نظامی قادری اور ابوالعلائی نسبتوں کے حامل صوفی تھے، فکری پاکیزگی، محبت اولیا اللہ اور جذبۂ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پہچان تھی۔ ہر چند کہ وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں مگر ان کا کردار، خلوص دل میں اتر جانے والا کلام ایسے لگتا ہے جیسے کہ وہ یہیں کہیں ہمارے درمیان موجود ہیں مگر ہم ادراک نہیں رکھتے۔ طارق سلطانپوری صاحب فن تاریخ گوئی میں یکتا ہی نہیں تھے بلکہ ایک قادر الکلام شاعر، پرتاثیر نعت نگار اور امید و آرزو کے پیکر تھے۔

جمال گنبد خضرا الٰہی،

دم آخر ہو طارق کی نظر میں

جناب طارق سلطانپوری اپنے ماحول سے جڑے ہوئے صوفی تھے وہ ایک سچے اور کھرے مسلمان تھے جو پوری ملت اسلامیہ کے لئے اثاثہ تھے، وہ مزاجاً فقیر تھے اور شہرت سے گریز کرتے تھے۔ انہوں نے قومی زبان اردو کے فروغ کے لئے نظم و نثر میں کئی کتابیں تصنیف کیں جو اپنے تئیں قوموں کی پہچان اور انسان دوستی کا بیش بہا نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کا وصال شب ہجراں کی سحر ہے۔

لائے گی صبا حاضری کا مژدہ کسی روز

طارق شب ہجراں کی سحر ہو کے رہے گی۔

اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان

والسلام۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان

عمرنز دل جبال الراسیات و قلبھم

عن الحب ہ نجلووہ یتزلزل

میرے تمام بزرگوں کی تاریخائے وفات نکالتے ہوئے انھوں نے ان کی زندگی کے مشن اور جدوجہد کو حسن خوبصورتی کے ساتھ خوبصورت اشعار کی زینت بنایا وہ آب زر سے لکھنے کے لائق نہیں۔

ساری زندگی انکا میرے ساتھ قلمی رابطہ محبت استوار رہا صد افسوس آج ہر جہان کا اتم کرنے والے دوست کا ماتم کرنے پہنچا ہوں سچ کہا ہے کسی نے

عمر بینے کا اعتبار نہ رونے کا اعتبار

کیا زندگی ہے جس پہ فدا ہو گیا ہوں میں

طارق سلطان پوری! مجھے یقین ہے کہ آپ حقیقت کی پر کیف فضاؤں میں اپنے خوبصورت قطعات اور اشعار سے خوبصورت محفلیں جمائے ہوئے ہوں گے اگر ممکن ہو تو میں دور افتادہ بیمار دوست کا سلام بھی پہنچاتے رہیں۔

بآں گرہ کراز ساغر وفا مستند

سلامِ ما برے تید ہر کجا پسند

............☆☆☆............

گلدستہ مناقب

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

امیرِ جیشِ حرم، پیشوائے اہلِ یقیں
دعائے شاہِ اممؐ، مدعائے سرورِ دیںؐ
دوم خلیفۂ راشد، وہ جانشینِ عتیق
وہ ساعتی کا نرقع وہ پیکرِ تمکیں
عمرؓ کی بات کی تائید وحیِ حق نے بھی کی
کہا نبیؐ نے عمرؓ کی زباں کو حق آگیں
دلاورِ دل میں قد آور، وہ کوہِ عزم و ثبات
عمرؓ مجسمۂ جرأت و حمیتِ دیں
وہ جس نے قوتِ ایمان و زورِ بازو سے
کچل دیا سرِ شر و فساد، فتنہ و کیں
اڑان اس کی فتوحات کے پھریرے کی
عراق و فارس و فلسطیں سے، تا بہ سرحدِ چیں
وہ بے مثال مدبر کہ چشمِ عالم نے
نہ کوئی دیکھا پھر اس جیسا شہ دماغ کہیں
عمرؓ کا دورِ امارت۔ مبارک و مسعود
عمرؓ کا دورِ خلافت، مثالی و زریں
وہ بیکسوں کا طرفدار، غمزدوں کا انیس
وہ بے سہاروں کا ہمدرد و غمگسار و معیں
مثالِ ابرِ بہاراں زمینِ سوختہ پر
وہ جس کی ذات ہے صحرا میں چشمۂ شیریں
کرے گا ذکر کہاں تک کوئی ستائش اگر
ہزار خوبیاں طارقؔ اس ایک شخص میں تھیں

☆☆☆

سید الشہداء حضرت امام حسینؓ

عکسِ نبیؐ ہے صورت و سیرت حسینؓ کی
اس سے زیادہ کیا ہو فضیلت حسینؓ کی
شبیرؓ کون، راکبِ دوشِ رسولِ پاکؐ
ظاہر تھی ناناجانؐ پہ عظمت حسینؓ کی
سدِ سکندری بنی باطل کے سامنے
حق کیش، مختصر سی جماعت حسینؓ کی
بچے بھی شیر خوار کیے دین پر فدا
کیا منفرد ہے دین کی خدمت حسینؓ کی
ہے انتہائے ظلم و ستم پر بھی شکرِ حق
حیران کن ہے صبر کی طاقت حسینؓ کی
اس شان سے کوئی سرِ مقتل نہیں گیا
بے مثل ہے جہاں میں شہادت حسینؓ کی
ہر دور کے یزید سے بے خوف کر دیا
ممنون ہے حضورؐ کی اُمت، حسینؓ کی
ہے احترامِ آلِ نبیؐ، دین کی اساس
ایمان کا ہے جزو محبت حسینؓ کی
اُمت کے اتحاد کا ایک معتبر نشان
والا صفات ذات ہے حضرت حسینؓ کی
طارقؔ نہیں یہ دور بھی کچھ کربلا سے کم
ہر روز بڑھ رہی، ضرورت حسینؓ کی

☆☆☆

حضرت امام زین العابدینؒ

نورِ چشمِ سید الابرارؓ، زین العابدینؒ
وردِ باغِ حیدرِ کرارؓ، زین العابدینؒ
عبدیت کا محرمِ اسرار، زین العابدینؒ
عابدوں کا قافلہ سالار، زین العابدینؒ
خیر و خوبی کا علم بردار، زین العابدینؒ
حسنِ سیرت، زینتِ کردار، زین العابدینؒ
پیکرِ حسنِ عمل، شبیرؓ کا لختِ جگر
نقشِ دل آویزیٔ گفتار، زین العابدینؒ
پیشوائے اولیائے حق، رئیس الاصفیاء
زہد کا، اخلاص کا مینار، زین العابدینؒ
ضابط و قانت، تحمل فطرت و قانع مزاج
نیرِ علم، و سیہ ایثار، زین العابدینؒ
ایک مقصد، ایک نصب العین، ایک آئینِ زیست
اِک اُصول، اِک فکر، اِک معیار، زین العابدینؒ
صبر و استقلال کی زندہ علامت بن گیا
کربلا کا منفرد بیمار، زین العابدینؒ
مشرقِ فقر و غنا، علم و ادب کا آسماں
ایک خورشیدِ تجلی بار، زین العابدینؒ
اُس کا ذوقِ نعت ہے "مبلغ سلامی" سے عیاں
نعت گوئے احمدِ مختارؐ، زین العابدینؒ

☆☆☆

کلام:۔ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

......پیغام......

محقق العصر استاذ الاساتذہ مفتی محمد خان قادری

طارق سلطانپوری اُن لوگوں میں سے تھے جو قوموں کو انعام کے طور پر عطا کئے جاتے ہیں وہ ایک شعوری انسان تھے اعلیٰ قدروں کے امین تھے بڑوں کی یادگار تھے صائب فکر اور صاحبِ فکر بھی تھے۔ تقریباً دو عشروں سے ہمارا ان کا باہمی قلبی تعلق تھے اور محترم ملک محبوب الرسول قادری اس متعلق داری کا ذریعہ بنے چونکہ وہ مردم شناس آدمی ہیں لہٰذا طارق صاحب بھی انہی کی دریافت تھے۔ تادمِ آخر میں حضرت طارق سلطانپوری سے ہمارا تعلق قائم و برقرار رہا اور اب ان کی رحلت کے بھی ہے سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد کے ''سلطان الشعراء نمبر'' کی اشاعت نہ صرف ایک بزرگ دوست کو خراجِ تحسین پیش کرنے کی ایک کوشش ہے بلکہ ملک وقوم تھے ایک محسن کی خدمات کا اعتراف قومی فریضہ ہے جسے نبھا کر محترم ملک محبوب الرسول قادری ایک اجتماعی ذمہ داری کی ادائیگی میں سرخروئی و نیک نامی حاصل کررہے ہیں اللہ پاک ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ہمارے اجتماعی قومی ضمیر کو بیداری وتحرک عطا کرے۔ آمین

لحد میں صورتِ تاباں ہیں طارق   وہ دیکھو خلد میں شاداں ہیں طارق

طاہر سلطانی (کراچی)

☆ امیر: کاروانِ اسلام، بانی وشیخ الجامعہ: جامعہ اسلامیہ لاہور 4-042-35300353

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ۷۱۹

ب۔ "صلوٰۃ علی محمد حبیب اللہ" "صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم"

ب۔ صلوٰۃ علی محمد حبیب الرحمٰن" ۵۱۶

۱۹۲۱ء = ۵۱۶ + ۷۱۹ + ۶۸۶

۱۹۲۱ء (سالِ وصالِ اعلیٰحضرت بریلوی)

یہ یکتا مادۂ تاریخ ہے۔ اعلیٰحضرت بریلوی کا یہ ارشاد میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو ایک پر "اللہ" (یا "یا اللہ") لکھا ہوگا اور دوسرے پر "محمد" (یا "یا محمد") تحریر ہوگا۔ یہ یکتا مادۂ تاریخ اعلیٰ حضرت کے اس فرمانِ محبت نشان کا مظہر جلالِ شان ہے

نذرِ خلوص۔ بحضور محب امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مکرمی ملک محبوب الرسول قادری مدیرِ اعلیٰ جریدۂ وحیدہ "انوارِ رضا" جوہر آباد۔ جو "آوازِ حق بکرِ رضا" ہیں۔ اور تسلسل سے دنیائے رضویات میں قاسم "تجلیاتِ محفلِ رضا" ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ دعا ہے کہ "انوارِ رضا کا سعید" ۱۴۳۴ھ رسی ذوق و شوق اور آب و تاب سے یہ "محفل ادبِ انوارِ رضا" ۱۴۳۴ھ تا دیر سجاتا اور سنوارتا رہے۔ آمین

دعاگو

والہ و شیفتۂ محاسن رضا

محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری

حسن ابدال

اللّٰہم صلّ علیٰ محمد حبیب اللہ ۵۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ۶۸۶ — ۷۱۹ (۷۱۹)

صلوٰۃ علی محمد حبیب اللہ ۵۱۶

اللّٰہم صلّ علیٰ محمد حبیب اللہ ۱۹۲۱

......پیغام......

پیر طریقت استاذ العلماء علامہ صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی

اللہ ربّ العالمین انسان کو عقل و شعور، رزق اور علم کی نعمتوں سے نوازتا ہے تو پھر اس کو نیکی و خیر کی طرف متوجہ کرتا ہے خیر و شر میں امتیاز کا حکم دیتا ہے صلاحیتوں کے درست استعمال پر اپنے بندوں سے خوش ہوتا ہے۔

ہمارے سماج میں علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمتہ اللہ علیہ شعر و سخن اور فن تاریخ گوئی کے حوالے سے علم الاعداد میں لیاقت و قابلیت کا استعارہ خیال کئے جاتے تھے قدرت نے انہیں یہ ملکہ وافر عطا کیا تھا اخلاص کی نعمت نے اس فراوانی میں اور زیادہ برکت و کثرت پیدا کر دی تھی۔ شاید ہی اہل سنت کا کوئی ایسا جریدہ ہو جس میں وہ خواہش و جستجو کے ساتھ شائع نہ کئے جاتے ہوں۔ ہمارے دیرینہ تنظیمی و تحریکی ساتھی ملک محبوب الرسول قادری کے ساتھ تو اُن کی دوستی اٹوٹ انگ تھی اور وہ باہم یک قالب دو جان کی مثال تھے۔ ملک صاحب نے 2009ء میں ان کی فکر و فن پر نہایت جاندار کام کیا اور اپنے موقر جریدہ کی ایک اشاعت اُن کے نام کر دی۔ اب حضرات سلطانپوری اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں تو ملک صاحب اُن کے نام، کام اور پیغام کو عام کرنے کے لئے ایک اور اشاعت کا اہتمام کرنے جا رہے ہیں۔ میں اس موقع پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور معاشرے میں قدر دانی و قدر افزائی کی ایک عمدہ مثال قائم کرنے پر بے حد مسرور ہوں۔ ربّ العالمین کی بارگاہ میں دست دُعا ہوں کہ وہ اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول بخشے۔ حضرت طارق سلطانپوری کے درجات بلند ہوں۔ انوار رضا کا "سلطان الشعراء نمبر" مقبولیت کی بلندیوں کو چھوئے اور یہ اشاعتِ خاص ہمارے ماحول میں صحت مند قدروں کی بحالی کا ذریعہ و حصہ بنے۔ آمین

☆ سابق مرکزی صدر: انجمن طلباء اسلام 0300-4107809

......پیغام......

حضرت صاحبزادہ محبوب حسین بیربل شریف

سلطان الشعراء حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری ہمارے معاشرے کا قابل افتخار اثاثہ ہیں ان کی رحلت پوری قوم کے لئے صدمہ کا باعث ہے۔ ہمارے نامور صحافی ملک محبوب الرسول قادری سے ان کی دوستی بہت پرانی ہے اور ان کا باہمی رابطہ زندگی بھر مضبوط رہا۔ اس فرقت و غم کی گھڑی میں ملک صاحب نے ان کی یاد میں دوسرے شاندار خصوصی نمبر کا اہتمام کر کے اپنی روایت کو ایک بار پھر دہرایا ہے میں انہیں اس اقدام پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک جناب طارق سلطانپوری کی مغفرت فرمائے اور ملک صاحب کو جزائے خیر دے۔ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں ملک صاحب نے ایک شاندار پروگرام منعقد کیا جو ہمارے لئے عزت کا باعث ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا (الکہف ۳۰)

ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

☆ سجادہ نشین دربار عالیہ بیربل شریف، بانی و پرنسپل ادارہ معین الاسلام بیربل شریف (سرگودھا)

انوار رضا کا خصوصی یادگاری شمارہ

سلطان الشعراء نمبر شاعر کی نظر میں

﴿نتیجہ فکر: صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی 0301-6207716﴾

طارق سلطان پوری ذی اولیٰ — وہ یگانہ مادح خیر الوریٰ
اس کو ہر صنف سخن پر تھا عبور — تھا وہ سلطان و امامِ اذ کیا
اس کی عظمت کا زمانہ معترف ہے — ہے مقام اس کا بلند نزدِ خدا
بہترین ہے یہ خراج اس کے حضور — خوب ہے جذبہ، ملک محبوب کا
لایقِ تحسین معاون بھی ہیں سب — جن کی کاوش سے ہے نمبر یہ چھپا
پر معانی اس کی ہر تحریر ہے — داد دے گا اس کی ہر شیخ و فتا
اس کا ہے سال رسا فیضؔ الامیں — خاص نمبر ''گہر روش مرحبا''

2015ء

............☆☆☆............

تاریخ وصال بشکلِ مربع

سلطان الشعراء عبیدِ محمد سردار عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری

ارفع 351	رونق داد 365	صادق القول 362	مقبول مسعود 358
آبروئے اہل حق 363	زوود رقم 357	مردحق 352	کشادہ دل 364
رونق 356	فصیح اللسّان 350	پاک مرقد 367	نادر زمان 353
شادکام 355	جوہر علم 354	دانش 355	صاحب کرم 361

استخراج:۔ صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی 0335-0451148

نوٹ: دائیں بائیں یا اوپر نیچے اعداد کو جمع کریں تو 1436 برآمد ہوگا جو کہ حضرت سلطان الشعراء کا سال وصال ہے۔

تاریخ وصال 6 مئی 2008ء
29 ربیع الثانی 1429ھ

تذکرۂ تاباں

پاک طینت بندۂ یزداں ملک عبدالرسول
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعِ فرماں ملک عبدالرسول
اہل بیت اطہار و اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محبّ
سرخوشِ حُبِ شہ جیلاں ملک عبدالرسول
جرأت و صولت، حمیّت کا درخشاں آفتاب
سطوتِ حق کا مہ تاباں ملک عبدالرسول
شیفتہ اسلام کا، دلدادہ پاکستان کا
سرفرازِ قوتِ ایماں ملک عبدالرسول
سربکف مردانِ میداں کا شکوہ و دبدبہ
زینتِ بزم حق آگاہاں ملک عبدالرسول
اک مجاہد کی طرح اس نے گذاری زندگی
بے ہراس انساں، دلیر انساں ملک عبدالرسول
ولولہ انگیز و جرأت بخش طارقؔ اس کا ذکر
داستانِ شوق کا عنواں ملک عبدالرسول

غازیٔ اسلام جانثار پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حضور

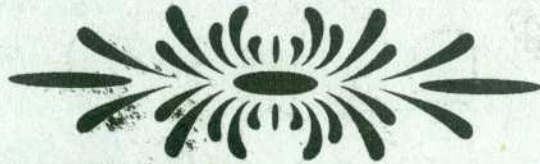
قادرالکلام شاعر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کا منظوم خراج عقیدت

سلطان الشعراء نمبر



تاثرات وآرا

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
129	حضرت طارق سلطان پوری اہل دانش وبینش کی نظر میں۔ محمد رفیق قادری	1
132	علامہ تاج محمد مظہر صدیقی کی نظر میں مقام حضرت طارق۔ سید محمد عبداللہ شاہ قادری	2



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

PUBLISHER

FORM
(SECTION 10)

DECLARATION OF THE PUBLICATIONS UNDER SECTION 10 OF THE PRESS NEWS PAPERS, NEWS AGENCIES & REGISTRATION ORDINANCE 2002.

I, MAHBOOB-UR-RASOOL QADRI
S/O MALIK ABDUR RASOOL
Resident HOUSE NO.198, BLOCK NO.4, JAUHARABAD

DO hereby declare that under the authority of Mahboob-ur-Rasool Qadri, I am the "Publisher" of the newspapers entitled "Anwar-i-raza" appearing as Quarterly in Urdu/ English and printed and published at Commandar Printing Press Jauharabad.

Signature [signature]
Mahboob-ur-Rasool Qadri
S/O Malik Abdur Rasool
198/4 Jauharabad (41200)

Authenticated by me this 20th day of the month of Nov, 2007, under Section 10 of the press, Newspapers, News Agencies & book Registration Ordinance 2002.
The declaration is liable to be cancelled in case of violation of any of the provision contains in the press, News Papers, News Agencies & Book Registration Ordinance 2002.

[signature]

DISTRICT COORDINATION OFFICER
KHUSHAB

Memo No. 1165/GB-100 Dated: 21-11-07.

3- Copy forwarded to the Director General Public Relation, Pres Laws Branch Government of Punjab Civil Secretariat, Lahore. With reference to his letter No. PR(PLS)2004/5731 Dated: 27-11-2004.

4- District Information Officer Khushab.

[signature]

DISTRICT COORDINATION OFFICER
KHUSHAB

اصلاح احوال کے لئے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا

دس نکاتی فارمولا

حضور سیدی غوث پاک رضی اللہ عنہ نے تقوی کے دس ضابطے وضع فرمائے اور ایک ایسا ہمہ جہت فارمولا مرتب فرمایا جو سالکان راہ طریقت ومعرفت کے لئے مینارۂ نور کا درجہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے ضابطے پر عمل پیرا ہو جائے اسے ایمان کی حلاوت اور تقوی کی حقیقی لذت نصیب ہو جائے گی۔ آپ کے اس فارمولے کے دس نکات یہ ہیں۔

۱۔ غیبت سے اجتناب

۲۔ بدگمانی سے بچنا

۳۔ کسی کا مذاق نہ اڑانا یعنی ٹھٹھہ سے باز رہنا

۴۔ حجاب کا اہتمام کرنا یعنی نامحرم سے آنکھوں کو محفوظ رکھنا

۵۔ سچائی کو ہمیشہ مدنظر رکھنا اور اس پر کاربند رہنا

۶۔ رب کریم کے احسان کو پہچاننا

۷۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

۸۔ نخوت وغرور سے بچنا اور تکبر کو قریب نہ آنے دینا۔

۹۔ فرض نمازوں کا ان کے اوقات میں تمام آداب کے ساتھ ادا کرنا

۱۰۔ نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ اور اجماع امت پر کاربند رہنا

اللہ اکبر! یہ ایسا ضابطہ ہے کہ اس کو مدنظر رکھنے والا شخص دارین کی سعادتوں کو سمیٹ سکتا ہے اس میں انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا پورا سامان موجود ہے۔ یہ ایسے روشن اصول ہیں جو معاشرے کو حقیقی اسلامی معاشرہ بنا سکتے ہیں بلا شبہ ان کے مطالعہ سے ایک طرف معاشرتی اصلاح میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اور دوسری طرف حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت ایک مفکر و مصلح کی حیثیت سے بھی نکھر کر سامنے آتی ہے یہی وہ عظیم نکات ہیں جن کے ذریعے سے حضور شہنشاہ بغداد نے ملت کے تن مردہ میں ازسرنو بیداری کی روح پھونک دی اور محی الدین کے لقب سے ملقب ہوئے

حضرت طارق سلطان پوریؒ

﴿اہل دانش وبینش کی نظر میں﴾

(انتخاب: محمد رفیق قادری، حسن ابدال)

شعر وسخن کی آبرو حضرت طارق سلطان پوری کی زندگی گزارنے کی روش نہایت قابل رشک تھی۔ والطارق میرا یہ نجم ثاقب ہماری دنیا اندھیر کر گیا۔ یقیناً ان کی قبر درخشاں درخشاں رہے گی اللہ کریم اپنے اور اپنے حبیب کے طفیل انھیں اور ان کی کمی محسوس کرنے والوں کو سکونِ قلب عطا فرمائے!

(محمد روز خان)

عبدالقیوم طارق صاحب کی وفات کا انتہائی دکھ ہے۔ آج مجھے اپنے سب عزیزوں میں بیٹھ کر ان کی بہت یاد آئی۔ وہ ایک نہایت شریف النفس انسان اور بہت اچھے شاعر تھے اور ہماری کلاس کے ٹاپ تین بچوں میں سے تھے۔ نیشنل بینک میں انھوں نے بہت خوش اسلوبی سے اپنی سروس انجام دی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں رکھے اور سب الواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے!

(مقسوم الٰہی)

نامور تاریخ گو، نعت گو، غزل گو شاعر حضرت طارق سلطانپوری حسن ابدال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عہد ساز شخصیت تھے۔ رب جلیل عزوجل شانہ نے انھیں بے پناہ خوبیوں سے مالا مال کر رکھا تھا۔ بہت نفیس انسان تھے۔ مطالعہ کے شوقین تھے۔ اہل علم وفضل سے علمی روابط تھے۔ جبکہ دانش ور، شعراء، ادیب ان سے مسلسل رابطہ میں رہتے تھے اور طارق صاحب سے اپنی کتب پر تاریخی قطعات لکھواتے تھے۔ آپ نے ہزاروں کی تعداد میں قطعات تحریر کئے

ہیں۔ جن میں قطعہ وصال، سہرے وغیرہ شامل ہیں۔ شاعری میں انھیں بہت ملکہ تھا۔ قدرت نے ان پر خصوصی رحمت فرمائی ہوئی تھی۔ نعت گوئی میں بہت نام کمایا۔ ہر روز ایک نعت لکھنا ان کے معمول میں شامل تھا۔ رب کریم عزوجل شانہ صدقہ نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے! (آمین)

(سید محمد عبداللہ قادری)

آج صبح سیدی صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی سے ایس ایم ایس ملا جس میں پاکستان کے عظیم نعت گو شاعر اور علم الاعد کے ماہر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری صاحب کی اچانک رحلت کی اطلاع تھی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔** سب سے پہلے ہم سب مل کر اپنے مہربان اور پالنے والے اللہ سے فاتحہ خوانی کریں کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب تاجدار انبیا ختم الرسل جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے! اور محترم محمد عبدالقیوم طارق رحمۃ اللہ علیہ کے لواحقین اور سب محبین کو یہ ناقابل برداشت صدمہ پر صبر وحوصلہ عطا فرمائے آمین۔ جناب محمد عبدالقیوم طارق رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کے ساتھ ساتھ علم الاعداد کے ماہر تھے۔ وہ ایک فرد نہیں ایک انجمن تھے۔ اللہ پاک نے ان سے زندگی میں بہت بڑا کام لیا۔ اللہ ان کی نعت گوئی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان پر اپنی رحمت کا نزول جاری وساری رکھے! آمین بجاہ سید المرسلین۔

(محمد طفیل قادری)

ہمارے مہربان دوست، معروف نعت گو، تضمین نگار، تاریخ گوئی میں یکسوئی رکھنے والے، منظوم سفرنامہ حج تجلیات حرمین کے مصنف طارق سلطانپوری آج ہمیں داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے! تجلیات حرمین میں

انھوں نے ایک جگہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجا کی تھی

بلا ہی لیجئے طارق کو بابِ رحمت پر
اب انتظار زیادہ حضور ہوتا نہیں

طارق اب حضور کے بابِ رحمت میں حاضر ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت طارق سلطانپوری کو عطا فرمائے! آمین

(محمد ارشد)

موت فنا کا نام نہیں، بقا کا نام ہے۔ الموتُ جسر موت پل کا نام ہے جو محبّ کو محبوب سے ملا دیتی ہے۔ غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان کو معلوم ہو جائے کہ موت کے بعد اس کے لئے کیا ہے تو وہ کبھی بھی زندگی کی تمنا نہ کرے میرے بلکہ ہم سب کے محترمی و معظمی جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب آج اپنے رب کریم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انکی بخشش ومغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے! آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عزت مآب محترمی طارق صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ 20 سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ ایک عظیم شخصیت، فنافی المرشد، ہمدرد انسانیت ذات تھی، اب سفر آخرت پر روانہ ہو گئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل انھیں اپنی زیارت سے سرفراز فرمائے! آمین

(افتخار احمد حافظ قادری)

..........☆☆☆..........

......پشاور سے نامور عالم و دینی اسکالر......

علامہ تاج محمد مظہر صدیقی کی نظر میں مقامِ حضرت طارق

سیّد محمد عبداللہ شاہ قادری

اس حوالے سے حضرت مولانا تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری اندرون ''یکہ توت پشاور'' نے اپنے مکاتیب بنام حضرت محمد عبدالقیوم خاں طارق سلطانپوری علیہ الرحمۃ 'میں انھیں ان القابات سے یاد کیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اور ہمارے ممدوح کے مرتبہ ومقام کا اندازہ کریں۔

☆ محترم وبزرگوارم مست بادہ قیوم جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔

(۲۵ ستمبر ۱۹۹۸ء)

☆ عزیز معظم محسن مکرم محترم و بزرگوارم جناب فیض مآب مظہر نوار محبّ شاہ حجاز (مظہر قیوم) محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔

(۲۶ ستمبر ۱۹۹۸ء)

☆ کشور اقلیم تاریخ گوئی وتاجدار بزم حق گوئی جناب تقدس مآب مستغنی از القاب محمد مظہر قیوم عبدالقیوم قبلۂ محبت وکعبۂ الفت محسنِ مَن طارق سلطانپوری۔

(۲۷ ستمبر ۱۹۹۸ء)

☆ تاجدار اقلیم تاریخ گوئی، ثاقب الشعرا، محبّ الفقرا، منیر الشعرا، مست بادہ قیوم محمد مظہر قیوم جناب طارق سلطانپوری۔

(۱۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء)

☆ تاجدار اقلیم تاریخ گوئی صاحب شیم مرنج نعیم التواریخ۔

(۲۳/اکتوبر ۱۹۹۸ء)

☆ تاجدار اقلیم تاریخ گوئی، ثاقب الشعرا جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔

(۴ نومبر ۱۹۹۸ء)

☆ محبّ معظم وخلیق مکرم فخر بادہ کشان میخانہ قادریہ تاج تاجوران بتخانہ چشتیہ، تاجدار اقلیم تاریخ گوئی، محسن روحانی ومحب عرفانی، عاشق محبوب ربانی، طالب مولائے زمانی غلام غوث صمدانی، کشتۂ عشق سرکار معین ماہ تابانی، شہدائے بابوئے نورانی، جناب فیض مآب قبلۂ دل وکعبۂ جان حضرت طارق سلطانپوری۔

(۱۸/نومبر ۱۹۹۸ء)

☆ تاجدارِ ہفت اقلیم تاریخ گوئی، طالب حق گوئی، طارق نیم شب آشنائی، عاشق محبوب کل خدائی، مست بادہ قیوم محمد عبدالقیوم محترم بزرگوارم جناب طارق سلطانپوری۔

(۷ دسمبر ۱۹۹۸ء)

☆ محترم وبزرگوارم صاحب نعیم التواریخ طارق سلطانپوری صاحب دام الطافکم الی یوم القیامہ۔

(۱۹ دسمبر ۲۰۰۱ء)

☆ تاجدار اقلیم تاریخ گوئی، منبع حق گوئی محترم وبزرگوارم جناب طارق سلطانپوری۔

(۱۲/جنوری ۱۹۹۹ء)

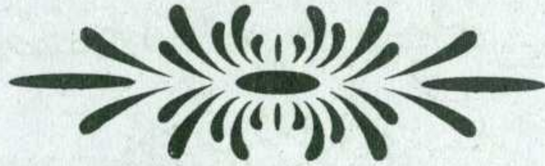
..........☆☆☆..........

کوفی مظفر مورق مزہر میں حدیث مبارک

رانس الحکمة مخافة الله۔

سلطان الشعراء نمبر





مقالات خصوصی

علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

ANWAR-E-REZA

Jauharabad

Barkat - e - Seerat wa Milad Number

Chief Editor
M. Mahboob-ur-Rasool Qadri

Editors
M. Qamar-ul-Islam
M. Fawad Ali Qadri

International Ghousia Forum
ANWAR-E-REZA Library
Block No 4, Jauharabad (Pc41200) Pakistan
0321/0300/0313-9429027
mahboobqadri787@gmail.com

میرے سلطان

﴿ایک عظیم باپ کو جانِ پدر کا خراجِ عقیدت﴾

ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر ☆

سلطانِ گلستانِ ''علم و معرفت'' — ہوگئے خاموش آخر کار، آہ!
آپ ہیں ''بابا'' گوہرِ دامانِ ''علم و معرفت'' — خاک میں مِل کر بھی نہ کھوئیں گے چمک

میں ''منیرہ'' اِک فقیرِ مقبولِ بارگاہِ الٰہی کی بیٹی ہوں۔ یہ میرے رَب کی مجھ پر خاص مہر اور لُطف وعنایت ہے۔ اس کی نعمت عظیم ہے۔ سوچتی ہوں خدا سے اب اور کیا مانگوں آپ کو پانے کے بعد۔ آپ کی [illegible] محشر مجھے اور امی کو یقین ہے کہ

''ہاں بخشش کے طلب گار ہم بھی ہیں''

آپ کا ذہن خدا کا بنایا ہوا اک شہکار اور علم اِک بہتا ہوا دریا تھا۔ نعت کے لئے ہمیشہ بہترین اِنسانی الفاظ کا چناؤ کیا جیسے موتی پرو دیے ہوں۔ آپ نے کبھی بھی آزاد شاعری نہیں کی۔ فی البدیہہ لکھنا اور شعر کہنا آپ کی عظیم خصوصیت تھی اور یہی خوبی بابا کو باقی شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔ آپ اپنے نبیؐ کے حقیقی عاشق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ایک ایسا درود پاک اَلقا کیا گیا جس کی اِس سے پہلے انسانی اور اِسلامی دونوں تاریخوں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اِس درود میں حضورؐ کے آباء خصوصاً (والدین حضرت عبداللہ اور بی بی آمنہؓ اور دادا حضرت عبدالمطلب پر درود سلام بھیجنے کا حکم ہوا) لفظ ''آباء'' اَلقا ہے۔ اِس خصوصی نوازش نے بابا کو بڑے بڑے قلندروں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ مجھے بابا نے ایک دن باتوں باتوں میں یہ خوشخبری سنائی اور کہا کہ بارگاہِ رسالتؐ کے اِس کرم پر ہماری غلامی کی سند بھی پکی ہے۔

☆ اکلوتی دخترِ نیک اختر حضرت طارق سلطانپوری رحمتہ اللہ علیہ

(حضرت کے فرزند نسبتی محترمی راجہ طاہر ایوب کا رابطہ نمبر 0300-5120512 ہے)

آپ اپنے رَب کے چُنیدہ لوگوں میں سے تھے اور اُس کے اُن ''مومن'' بندوں میں شامل تھے جن کی بندگی اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے اور مقبول ہے۔

آپ کئی نسلوں سے ثنا خوانِ رسولؐ ہیں۔ آپ کا خاندان ایک ایسی مالا پر مشتمل ہے جس کا ہر موتی مثالی اور نادر تھا اور مجھے زندگی بھر کے لئے یہی ناز کافی ہے۔

بابا! اگر آپ کی ظاہری کتابِ زندگی کا عنوان صِرف منیرہ تھی تو میں بھی یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرے بھی دل کے سلطان صرف آپ ہیں! آپ کی مجھ سے ایک انوکھی محبت تھی جو دنیا کے کسی ترازو میں تولی نہیں جاسکتی۔ آپ میرے گہرے دوست تھے۔ کبھی باپ کی طرح آپ کو سمجھ ہی نہیں سکی۔ آپ کا میری غلط بات کو بھی درست کہہ دینا۔ مجھے کبھی نہیں بھولے گا۔ آپ کے فقر اور محبت سے میری غلطیاں بھی اصلاح میں تبدیل ہوتی چلی گئیں۔

جب میرا نِکاح کیا اور دعا کی تو کہا کہ ''چونکہ میرے نبیؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کا نکاح کیا تھا اسی لئے آج میں اپنی بیٹی کا نکاح کررہا ہوں ورنہ میں یہ کام کبھی نہ کرتا'' بابا کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ آفرین ہے آپ کی خوبصورت سوچ پر، اِس خوبصورت بات پر اور اپنے نبیؐ کے عمل پر اس ادا میں پیروی کرنے پر''! آپ کی اِک نِگاہ ہی میری کامیابیوں اور سب خوشیوں کی ضامن تھی۔ جہاں جہاں تھا میرا احترام سب آپ سے تھا۔ آپ میرے لئے روحانی سکون کا مرکز تھے۔ ڈاڑھی کمی کر گئے ہیں۔

سرِ آئینہ بھی آپ ہیں اور پسِ آئینہ بھی آپ۔ میری نظریں ڈھونڈتی ہیں آپ کو، مگر پتھروں کے بُتوں میں میرا ہیرا کہیں کھوگیا ہے۔ دِل تڑپ جاتا ہے جب میں اُن تمام جگہوں سے گزرتی ہوں جہاں جہاں آپ کھڑے رہ کر بہت دیر تک میرا انتظار کیا کرتے تھے۔ میرا دامن آپ کی عظیم دُعا کے بنا خالی ہے کیوں کہ اس دعا نے ہی تمام عمر مجھے تھام کر رکھا ہے۔

آہ! بے حد افسوس کہ ہمارا بہت قیمتی خزانہ دفن ہوگیا۔ آپ کے یُوں چلے جانے سے میری زندگی کی رنگینی بہار بھی کہیں کھوگئی ہے جیسے دنیا میں شام آگئی ہو۔ کوئی میرے دل سے پوچھے کہ میں نے کیا کھویا؟ تو حقیقت کھودی صِرف سراب رہ گیا۔

بابا! آپ کی محبت ہیروں سے بھی مہنگی ہے، یہ انمول ہے اِس کی کمی شدت سے محسوس کرتی ہوں۔ وُہ پیار بھری مسکراہٹ ہمیشہ مجھے مضطرب رکھے گی۔ آپ کی یاد تو میری سانسوں کے ساتھ ساتھ ہے۔ میری ذات کی سب نمی آپ سے تھی۔ آپ کی یہ کلی مرجھا گئی ہے۔ آنسو اب خشک ہیں۔ کُھلی آنکھوں سے رووں گی ہمیشہ، مگر بند دِل کے رستے!

آپ کے کمرے میں آپ کے جوتے اُسی طرح پڑے ہیں جب اُن پر نگاہ پڑتی ہے تو اُن خوبصورت پاؤں کی درد بھری داستان بھی تڑپاتی ہے پھر آپ بہت یاد آتے ہیں ---- بہت یاد آتے ہیں! اللہ نے آپ کو فقیری میں بھی بادشاہی سے نوازا یہ قدرت کا حسین امتزاج تھا بس آپ کا رَب اِس کے صدقے ہی مجھ پر بھی اپنا انعام کرے! بابا! آپ مجھ سے راضی رہنا کیوں کہ خدا بھی آپ کی رَضا سے مجھ سے راضی ہوگا۔

کیسے سمجھاؤں زمانے کو کہ میں نے کِس طرح
کر دِیا اِک گُلِ نایاب خدا، جانِ رحمت کے سپرد

امی کی طرف سے:

پیر نصیر الدین کا شعر ہے۔

سُنے کون میرا قصۂ درد و غم — میرا غم گُسار چلا گیا

راجہ طاہر ایوب: آپ شرافت اور عاجزی کا پیکر ہے اللہ نے ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور پیدا کی ہے مگر چراغ لے کر بھی ڈھونڈا جائے تو بابا جیسے انسان کا ملنا ناممکن ہے جس کو اللہ نے ہر خوبی سے نوازا۔

نوٹ: میری بابا کے اُن تمام احباب سے گذارش ہے جن کے پاس بابا کی کوئی قلمی تحریریں یا کتابیں موجود ہیں تو وہ ہمیں لوٹادیں کیوں کہ یہ بابا کی امانت ہیں۔ خصوصاً پیر صابر شاہ بخاری، پیر عبدالقادر صاحب، صدیق صابر وغیرہ، واضح رہے کہ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب نے ان کی نعتیہ ڈائریز جو اُن کے پاس امانت تھیں ہمیں واپس کردی ہیں۔ آئندہ خط و کتابت طارق سلطانپوریؒ کے داماد راجہ طاہر ایوب کے نام اس ایڈریس پر کریں طارق سلطانپوری اکیڈمی محلہ حقّاراں، حسن ابدال۔

سفیرِ عشقِ رسول

حضرت طارق سلطانپوریؒ (اپنے کلام کی روشنی میں)

ملک محبوب الرسول قادری

حبِ رسول ﷺ وہ متاعِ عزیز ہے جو ہر دور میں اہلِ ایمان کے ہاں فوز و فلاح اور دارین میں کامیابیوں، عزت و وقار اور نجات کا ذریعہ سمجھی جاتی رہی ہے۔ کیونکہ رب العالمین کا منشا یہی ہے کہ ہر کوئی اس کے محبوب کو اپنا محبوب جانے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اسی لیے تو کہا تھا کہ:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کر دے

تمام صحابہ وصحابیات علیہم السلام اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان ہمیشہ یہی پیغام دیتے رہے کہ محبت واطاعتِ نبوی ﷺ ہی قربِ خداوندی کے حصول اور معرفتِ ذات کا ذریعہ ہے۔ اللہ کی محبت حضور ﷺ کی محبت واطاعت ہی میں پنہاں ہے۔ گویا رب العزت نے کتابِ مبین میں ارشاد فرمادیا کہ آپ ﷺ فرمادو! کہ لوگو اگر تم چاہتے ہو کہ تم اللہ رب العالمین سے محبت کرو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ میری (سیدنا محمد ﷺ) کی اطاعت کرو۔ اس کا ثمر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ اسی لیے شاعرِ آفاق، ترجمانِ حقیقت مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال نے وصیت کی تھی کہ:

ذرۂ عشقِ نبیؐ از حق طلب — صدقِ بوذرؓ و علیؓ از حق طلب

حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ احمد میروی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

حبِ حق، حبِ محبوبانِ حق — در دلِ احمد بود ہر دم سبق

ہمارے ممدوح، رفیقِ گرامی اور برادرِ ایمانی علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کہتے ہیں کہ:

طارق نجات کی کوئی صورت نہیں ہے اور — حبِ نبیؐ و آلِ نبیؐ ناگزیر ہے

نعت نگاری اور اس کا ثمر، جذبۂ عشقِ رسول ﷺ، حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوریؒ کو وراثت میں ملا تھا۔ خود ان کا کہنا ہے کہ:

مدحتِ سرکار ﷺ میرا خاندانی وصف ہے — میں کئی پشتوں سے ہوں طارق غلامِ مصطفیٰ

دوسری جگہ کہتے ہیں کہ:

ہے اس پہ محمدؐ کی غلامی کا نشان ثبت — خوبی ہے یہی ایک میری لوحِ جبیں کی

اب زیبِ سر، اس کی ہے ترابِ درِ سرکار ﷺ — پروا نہیں طارق کو کسی تخت نشیں کی

اپنے وصفِ ثنا نگاری پر اتراتے نہیں بلکہ اعترافِ عجز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

شانِ جمالِ خسروِ خوباں بیاں کرے — کب یہ صلاحیت ہے بیان و خطاب کی

طارق کو ذوقِ نعت خدا نے عطا کیا — اک ذرہ کیا کرے گا ثناء آفتاب کی

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

خدا کی خاص عنایت ہے ذوق و شوقِ ثنا — کمالِ فکر کی، زورِ قلم کی بات نہیں

پھر کہا:

یہ تیرا لطف و کرم ہی تو ہے میرے ساتھ — لکھے طارق سا گنہگار تیری نعت شریف

سلطانپوریؒ اپنی دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے اللہ رب العالمین کی بارگاہِ عالی جناب میں فقط محبوبِ خدا ﷺ ہی کو اپنا آسرا، وسیلہ اور سہارا سمجھتے ہیں:

پرسانِ حال و یاورِ روزِ جزا نہیں — ان کے بغیر کوئی میرا آسرا نہیں

پھر حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں استغاثہ عرض کرتے ہیں:

دنیا میں، حشر میں مجھے پیشِ نظر رکھیں — سرکار ﷺ اور کوئی میرا آسرا نہیں

ان کے اعتقاد کی پختگی کو ملاحظہ کرنا مقصود ہو تو اسی نعت کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

در سے کسی گدا کو تہی دست بھیج دیں — یہ شیوہ و شعارِ حبیبِ خدا نہیں

طارق سلطانپوریؒ حقانیتِ دعویٰ کی دلیل عمل کو قرار دیتے ہوئے یہی بات بڑے احسن طریقے سے یوں بیان کرتے ہیں کہ:

عمل سے دعویٔ عشقِ حضور ﷺ ہے مشروط — فقط زبان سے قول و قسم کی بات نہیں

نوازتے ہیں، درِ پاک پر جو بھی آئے — عرب کی بات نہیں ہے عجم کی بات نہیں

اپنی ذات پر عنایاتِ بارگاہِ عالی جناب کا ذکر کرتے ہوئے آرزو کا اظہار یوں کیا:

درِ نبی ﷺ سے جو خیرات مل رہی ہے ہمیں — سدا وہ ملتی رہے، بیش و کم کی بات نہیں

فقیرِ شہرِ عطائے حبیب ﷺ ہوں طارق — میرے کلام میں ''اہلِ کرم'' کی بات نہیں

اللہ رب العالمین کے خزانوں کو تقسیم کرنے والے محبوبِ رب العالمین ﷺ ہیں۔ خود سرکارِ

ابدکرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں نعمتیں تقسیم کرتا ہوں۔"

سلطانپوریؒ اس ارشادگرامی پر اپنے یقین محکم اور پھر بارگاہِ عالی جناب کی عنایات کا اظہار بڑے احسن پیرائے میں کرتے ہیں۔ دیکھئے!

ان کے درِ کرم پہ گیا بار بار میں — پورا یقین مجھ کو نبی ﷺ کی عطا کا تھا
کر دی عطا کریم نے ہر چیز بے طلب — ورنہ کب اس گدا کو سلیقہ صدا کا تھا

سرکارِ رحمتِ ہر عالم ﷺ کی شفقت وکرم نوازی کو کیسے بیان کر دیا ذرا توجہ سے پڑھئے! سرکار ﷺ کی معجز بیانی کا حسن، طارق کو شرفِ ہم کلامی اور پھر کریم کے حسنِ بیان کے تذکار کو دیکھ کر ایمان تازہ کیجئے:

ایجاز و ندرت و اثر انگیزی و نفوذ — جامع اک ایک لفظ لبِ مصطفیٰ ﷺ کا تھا

حبِ رسول ﷺ طارق سلطانپوریؒ کا اعزاز ہے۔ ان کا بنیادی عقیدہ بھی ہے اور بنیادِ عقیدہ بھی ہے، اور وہ اسی جذبۂ حسین کے فروغ کے لیے زندگی بھر مصروفِ جہد رہے، گویا وہ سفیرِ حبِ رسول ﷺ تھے۔ ایک فارسی نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

محبوب مرا نیست سوائے شہِ بطحا — دارم ز ازل شوق لقائے شہِ بطحا
این بزمِ گل و آب بہ نیرنگی و ندرت — تخلیق خدا کرد برائے شہِ بطحا
بنیادِ عقیدہ قوی از حبِ محمد ﷺ — ایمان توانا ز ولائے شہِ بطحا

حبِ رسول ﷺ کی دعوت کو عام کرنے کے لیے کہتے ہیں بغرضِ ترغیب:

حشر میں ہو گی فقط ان کی شفاعت سے نجات — اور جتنے ہیں وہ بیکار سہارے ہوں گے
رحمتِ باری تعالیٰ بھی اسی سمت ہو گی — جس سمت آپ کی رحمت کے اشارے ہوں گے
کوئی عاشق سرِ محشر نہ رہے گا محروم — ان کے شیدائی جزا یافتہ سارے ہوں گے

سلطانپوریؒ آپ ﷺ کی دید کو اپنا مقصدِ حیات خیال کرتے ہیں، اور بارگاہِ نبوی ﷺ سے وفا شعاری کا اپنا ازلی معمول بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

مجھے جنت کی خواہش بھی ہے ان کی دید کی خاطر — نہ میرا مدعا جنت نہ کوئی اور حاجت ہے
خدا کا بھی ہے نافرمان، نافرمان احمد ﷺ کا — محمد ﷺ کی اطاعت، ربِ اکبر کی اطاعت ہے
خدا بخشے حفیظِ حق آشنا کو، خوب فرمایا — "یہ دنیا ایک صحرا ہے مدینہ باغ جنت ہے"
ازل سے ہم ہیں دربارِ محمد ﷺ کے گدا طارق — اسی دربار سے پوری ہماری ضرورت ہے

اپنے جذبۂ حبِ رسول ﷺ اور غلامیٔ رسول ﷺ کے اعزاز پر اس قدر فرحاں وشاداں ہیں کہ اس کے علاوہ ہر شے کو ہیچ خیال کرتے ہیں۔ فرمایا:

طارق ہوں غلام ابن غلامِ شہِ ابرار ﷺ — جو کچھ ہے یہی میرا حسب اور نسب ہے

قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہوئے طارق کا کہنا ہے کہ:

اے خوشا آج ہے شمار میرا — نعت کے ذوق آشناؤں میں
میں تو روزِ ازل سے ہوں بخدا — ان کی دہلیز کے گداؤں میں
روزِ محشر بھی گزرے گا طارق — ان کے لطف وکرم کی چھاؤں میں

دوسری جگہ طارق سلطانپوریؒ پورے یقین واعتماد کے ساتھ کہتے ہیں کہ:

کرم کریں گے سرِ حشر بھی وہ طارق پر — کریم اپنے فقیروں کو شاد رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی مخلوق پر عام ہے حضور سید دوعالم ﷺ رحمۃ العالمین ہیں وہ اپنے محبین پر خاص کرم فرماتے ہیں اور بعض اوقات اپنے عشاق کو دنیا میں ہی رہتے ہوئے آخرت کی منازل دکھا دیتے ہیں، کہ یہ بھی بشارت کی قبیل سے ہے۔ سلطانپوریؒ کہتے ہیں:

اُس مسافر کا مقدر منزلِ مقصود ہے — جس بلند اختر کو ان کی رہبری اچھی لگی
عشقِ محبوبِ خدا ہی نام ہے ایمان کا — ہے وہی مومن جسے ذاتِ نبی ﷺ اچھی لگی
ان کے در پر ہو گئی مجھ پر کرم کی انتہا — ان کو طارق کوئی میری نعت ہی اچھی لگی

ایک اور مقام پر حضرت طارق کا کہنا ہے:

عرصۂ حشر سے کیوں ڈریں ہم جہاں — ہوں گے ہم اور ہوگا ہمارا نبی ﷺ
اعلیٰ حضرتؒ نے کیا خوب طارق کہا — "تاجداروں کا آقا، ہمارا نبی ﷺ"

انہیں ہر لحہ آخرت وعاقبت کی فکر دامن گیر رہی اور وہ ہمیشہ امیدوارِ شفاعتِ رسول ﷺ رہے۔ وہ نجات کا دارومدار اسی کو خیال کرتے تھے۔ سنیئے:

طارق ہے گنہگار مگر اس کی شفاعت — تیرے لیے دشوار ہے کیا سرورِ عالم ﷺ

اپنے شرفِ ثنا گوئی اور اس کے انعام پر سرشار ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

میں ہوں اک بلبلِ گلزارِ مدینہ طارق — سخت ناداں ہے جو صیاد میری تاک میں ہے

وہ جہانِ نعت کے ایسے حُدی خواں ہیں کہ روح اور جسم کے ساتھ اس میں مکمل سرشار ہیں، اور اس

جہان کو ابدالاباد تک ہمیشہ آباد دیکھ رہے ہیں۔ کیا خوب کہا:

حشر تک نعتیہ تحریر مقالے ہوں گے
مگر ہر دور کے انداز نرالے ہوں گے

پھر کہا:

کہہ رہی ہے آج بھی حسانؓ و بوصیریؒ کی روح
اوج دارائی رسول پاک ﷺ کی مدحت ہے

اپنے فن نعت گوئی کو کہاں سے مہمیز ملی انہی کی سنیئے:

آداب ثنائے شاہِ امم سیکھے ہیں حدائق بخشش سے
جتنا سمجھا، جو کچھ جانا، طارق فیضانِ رضا جانا

مزید کہا:

یہ سب حدائق بخشش کا فیض ہے طارق
رسول پاک ﷺ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں

بارگاہِ رسالت پناہ میں استغاثہ عرض کرتے ہوئے یوں رطب اللساں ہیں:

اس پر بھی بوصیریؒ کی مانند نوازش ہو
طارق بھی قصیدہ گو سرکار تمہارا ہے

کلام طارق میں رنگ رضا جھلکتا ہے اور طرز مہر علی نمایاں ہے۔ اس وصف پر طارق کا انداز اظہار ملاحظہ ہو:

یہ سعادت نہیں ہر ایک کو ملتی طارق
نعت میں ہمسری ء مہر و رضا مشکل ہے

وہ حضرت حسان بن ثابتؓ سے خاص محبت رکھتے تھے۔ علامہ محمد اقبالؒ کے عاشق تھے۔ انہوں نے اقبالؒ کے تتبع میں اپنی دختر نیک اختر کا نام منیرہ رکھا، ان کے فکر و کلام سے متاثر تھے۔ اظہار خوب کیا اور مگر اصل توجہ نعت ہی پر رہی۔

ایک طارق ہی نہیں حسانؓ و اقبالؒ و رضاؒ
آپ کے مداح سب ہیں، آپ کی کیا بات ہے

ایک نعت کا مطلع یوں ہے:

پا رہا ہوں نعتِ اقبالؒ و رضاؒ سے روشنی
محفلِ جاں میں ہے آقا کی ثنا سے روشنی

ایک کمال کا شعر ہے:

طارق نے رہِ نعت چنی سوچ سمجھ کر
عجمی سگِ حسانؓ کی منزل ہے مدینہ

ایک شعر حاضر کرتا ہوں کیا حسنِ ترغیب اور حسنِ ارادت ہے:

کہہ رہی ہے آج بھی حسانؓ و بوصیریؒ کی روح
اوج دارائی رسول پاک ﷺ کی مدحت سے ہے

ایوانِ نعت تو تاریخ عالم میں ہمیشہ آباد و شاد نظر آتا ہے۔ طارق سلطانپوریؒ کے یہ دو اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

قدرت نے عطا کی مجھے توفیق ثنا کی
مرغوبِ قلم نعت ہے محبوبِ خدا کی

ایوانِ تمدن میں تیرے رخ کا اجالا
تہذیب، تجلی تیرے نقشِ کفِ پا کی

ایک اعترافیہ شعر یوں ہے:

طارق یہ میرا کوئی نہیں کمالِ فن
گل ہائے نعت عرش کی محفل سے آئے ہیں

طارق سلطانپوریؒ عاشق رسول ﷺ تھے۔ حب رسول ﷺ سے سرشار دل رکھتے تھے، اور اسی وصف کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ کی طرح قبر کا اجالا قرار دیتے تھے۔ اعلیٰ حضرت بریلویؒ فرماتے ہیں کہ:

لحد میں عشقِ رُخِ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اب طارق کو سنیئے کیا کہتے ہیں:

مرکزِ انوار بن جاتی ہے عاشق کی لحد
پھوٹتی ہے جب جبینِ مصطفیٰ ﷺ سے روشنی

اور جب قدرت نے ان کو ان کے اخروی مقامات دیکھا دیئے تو طارق پکار اٹھے؛

میں لحد میں بھی ہوں طارق واصفِ نورِ خدا
بڑھتی جاتی ہے محمد ﷺ کی ثنا سے روشنی

انہوں نے زندگی بھر مدح و توصیف پیغمبر ﷺ پر کامل توجہ مرتکز رکھی اور الحمدللہ آج اسی کا صلہ پا رہے ہیں۔ رب کریم ان کی قبر کو حبیبنا و حبیب ربنا مصطفیٰ ﷺ کے نور سے بقعہء نور بنائے۔ ان کے کلام کے ذریعے ان کے فیض کو عام کرے۔ ان کے فکر و فن پر باقاعدہ تحقیق کی ضرورت ہے ایم فل اور پی ایچ ڈی کے ریسرچ اسکالر اس عظیم ہستی کے کام سے بھی اکتساب فیض کر سکتے ہیں اور اگر کسی حکومت کو شعور نصیب ہو جائے تو وہ اس عظیم دانشور، مفکر، اسکالر، قادرالکلام شاعر، فن تاریخ گوئی کے امام اور ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کروا کے اپنا مقدر جگا سکتی ہیں کہ طارق سلطانپوریؒ جیسے لوگ قوموں کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ وہ کسی ایک خاندان، قبیلہ، علاقہ یا خطہ تک محدود نہیں ہوئے بلکہ اپنے لافانی اور آفاقی پیغام کے سبب امر ہو جاتے ہیں، اور ان کا علم و فن آنے والی نسلوں کی امانت ہوتا ہے۔

میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ طارق سلطانپوریؒ کے افکار کو ہمارے سماج میں عام کرے، جذبہء عشق رسول ﷺ کو فروغ دے اور برزخی و اخروی زندگی میں ان کے ساتھ وہ سلوک کرے جس کی بشارات رب کریم کے آخری رسول حضور سیدنا رحمۃ للعالمین نے مومنین کاملین کے تعلق سے بیان فرمائی ہیں۔

..........☆☆☆..........

وہ ایک شخصیت بے مثال

ڈاکٹر محمد ذوالفقار علی ملک ☆

بے مثل تاریخ گو منفرد اسلوب کے نعت گو وغزل گو شاعر ماہر علم الاعداد تضمین نگار، شعروسخن کی آبرو، بقول پروفیسر سرور شفقت صاحب مدظلہ ''فن تاریخ کے آخری امام'' مصنف ''تجلیات حرمین'' ہمارے پیارے بابا جان عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں کون جانتا تھا کہ 1938ء میں حضرت مولانا عبدالعزیز علیہ رحمۃ کے گھر موضع سلطانپور میں پیدا ہونے والا وہ بچہ ایک دن ملت اسلامیہ کا روشن چراغ اور عالم اسلام کے ماتھے کا جھومر بن کر ابھرے گا اور وہ بھی یوں کہ ولی وقت حضور نصیر ملت سید نصیرالدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف اپنی زندگی کے آخری خطاب میں عوام الناس کو اس گوہر بے بہا سے روشناس کروا گئے وہ بھی قرآن پاک کے حوالے سے، انہوں نے سورہ الطارق کی پہلی آیات تلاوت کیں، ترجمہ کرتے ہوئے تشریح میں فرمایا:

کہ طارق تو شعروسخن کے آسمان پر چمکنے والا ستارہ ہے

حضور نصیر ملت علیہ الرحمۃ کو قریب سے جاننے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کسی کو بٹھا کر اس کی تعریف کرنے کے قائل ہی نہیں تھے بلکہ تعریف کے قابل احباب کی ہمیشہ ان کی غیر موجودگی میں تعریف کرتے تھے۔ لیکن یہاں چونکہ مکرمی ومحترمی حضرت طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اصل شخصیت کا اظہار مقصود تھا تو اپنی طبیعت کے بالکل برخلاف حضرت طارق صاحب علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں پہلی اور آخری بار یہ اظہار فرمایا تا کہ سند رہے۔

بابا جان علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں پہلی اور آخری بار یہ اظہار فرمایا انکے معمول میں شامل تھا۔ اپنی شادی کے بعد ان کی تمام تر زندگی حسن ابدال میں ہی گزری۔ راقم نے جب سے

☆ پسر ملک عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ محلہ حطاراں حسن ابدال 0333-4672659

ہوش سنبھالا تو اپنے والد گرامی قدر علیہ الرحمۃ کے ساتھ ساتھ انہیں بھی ہمیشہ ویسا ہی شفیق، محبت کرنے والا، شفقت پدری عطا کرنے والا پایا۔ یقیناً شعروسخن کی طرف راقم کے رجحان کی ایک بڑی وجہ بابا جان کی توجہ بھی تھی بقول ملک محبوالرسول دام ظلہ وہ چھوٹوں کو بڑا بنانے والے تھے۔

عام زندگی میں انتہائی سادہ طبیعت، سادہ مزاج، انتہا کو پہنچی ہوئی سادگی، محبت و شفقت، حلاوت، نرمی انکی طبیعت کا خاصہ تھے۔ غصہ کرنا تو گویا انہوں نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ بخیلی اور حسن کس چڑیا کا نام ہے وہ تو اس سے آشنا تک نہ تھے۔ ہر وقت چہرے پہ مسکراہٹ، انکساری وعاجزی اس قدر کہ ملنے والا یہی سمجھتا تھا کہ ان سے زیادہ عاجز ومنکسر المزاج شائد ہی کوئی ہو اور یہی حقیقت بھی تھی۔ انتہائی بے ضرر انسان کہ تمام عمر کسی کا دل نا دکھایا ہر کسی کی دل آزاری نہ کی بلکہ اپنا دل دکھانے والوں کیلئے ہمیشہ دعا گو رہے۔

بابا جان علیہ الرحمۃ حسن خلق میں بے مثال تھے۔ ایک مثالی شوہر، ایک مشفق اور مہربان باپ، بہترین ہمسایہ، پرخلوص اور بے غرض دوست الغرض ہر حیثیت میں بابا جان اسلاف کی تصویر تھے۔ وضعداری کا ایک کامل نمونہ، دوستوں کے دوست اور فی سبیل اللہ محبت کرنے والے تھے۔ نامساعد سے نامساعد حالات میں بھی کبھی انکے ماتھے پر شکن نہ آئی۔

ایک صحیح العقیدہ وراسخ العقیدہ عشق رسول میں ہمہ وقت ڈوبے ہوئے انسان تھے۔ گستاخان رسول وغیر مقلد حضرات کیلئے ہمیشہ شمشیر برہنہ ثابت ہوئے اور اللہ ورسول اللہ ﷺ کی رضا کو ہر حال میں مقدم رکھتے ہوئے اس راہ میں ہمیشہ سربکف رہے انکی ہزار ہا تحریر میں انکے عشق رسول کی گواہی کے طور پر تا قیامت باقی رہیں گی۔ انشاء اللہ

شیرینی گفتار آپکی طبیعت کا خاصہ تھی۔ ہمہ وقت چہرے پہ ایک دلنواز تبسم برقرار رہتا۔ آپ پیکر اخلاص ومحبت تھے۔ اس قدر تپاک سے سب سے ملتے کہ ہر ملنے والا یہی سمجھتا کہ آپ سب سے زیادہ اسی پر مہربان ہیں۔

آج انکی وفات کو تقریباً ایک ماہ بعد بھی جو ملتا ہے اور جس سے بھی بات ہوتی ہے وہ

یہی سمجھتا اور کہتا ہے کہ اس پہ سب سے زیادہ شفقت فرماتے تھے۔

"اب ڈھونڈ انہیں چراغ رخ زیبا لے کر"

قبلہ والد گرامی قدر ملک عبدالحمید علیہ الرحمۃ کے ساتھ سکول کے زمانے سے آخر عمر تک متعلق رہے اور باہم دونوں میں تمام عمر سگے بھائیوں سے بھی بڑھ کر محبت رہی اور اکثر سفر و حضر کے ساتھی رہے اور اس قدر گہرا ربط رہا کہ سال گزشتہ 2014ء والد صاحب کے پردہ فرمانے پر جو اشعار موزوں کیے اسکا مقطع اپنی ذات کیفیات کا ترجمان بنایا۔ ان الفاظ میں

"بازو تھا مرا، توڑ دیا دستِ اجل نے طارق جو مرا دکھ ہے، وہ ہے سب سے زیادہ اس کے بعد سے کم از کم راقم نے انہیں کبھی کھل کر مسکراتے نہیں دیکھا فرماتے تھے کہ میرے پاس اب وقت کم ہے۔ اتنا کہ سکتے ہیں کہ اس ایک سال میں مطالعے کے اوقات بھی بڑھا لئے تھے اور امت کی زبوں حالی پہ پہلے سے زیادہ اداس رہنے لگے تھے اور اکثر اسکا برملا اظہر بھی فرمایا کرتے تھے

بابا جان ایک وجیہہ انسان اور حسین وجمیل شخصیت کے مالک تھے۔ عشق رسول ﷺ انکی طبیعت کا حصہ تھا اور انکی عمر بھر کی کمائی بھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ فصاحت و بلاغت ہو یا الفت ومحبت سادگی وانکساری ہو یا ذہانت وفطانت، وجاہت ہو یا شجاعت، سنجیدگی ومتانت ہو یا تبسم وحلاوت غرضیکہ کسی بھی خوبی کا نام لیں وہ آپ کو باباجان علیہ الرحمۃ میں مل جاتی تھی اور اور بدرجہ اتم ملتی تھی

علم الاعداد میں آپ کی مہارت درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی برصغیر پاک وہند میں شائد ہی کوئی ایسا ماہر ہو جسکی مہارت اس درجہ تک ہو۔ بقول سیّدی عبداللہ شاہ دام ظلہ اعداد وتواریخ طارق صاحب کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے گویا زبان حال سے کہ رہے ہوں کہ مجھے چن لیں مجھے چن لیں۔ تاریخ گوئی میں شائد ہی کوئی آپ سا ماہر چشم فلک پھر دیکھ پائے۔ تاریخ نکالنا اور پھر اسے اشعار میں موزوں کرنا ہر دو مشکل ترین اصناف میں آپ فی

البدیہہ تصرف فرماتے تھے، کبھی کبھی تو یوں لگتا تھا کہ تاریخی مادہ اور اشعار آپ کی نوکِ زباں پہ رکے ہوں جیسے ادھر کسی نے فرمائش کی تو ادھر زبان گوہر بار سے ادا ہو گئے۔ اگر اسے مبالغہ نہ سمجھا جائے تو آپ باباجان علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں ہزارہا بلکہ کئی لاکھ اشعار بصورت قطعات وتواریخ رقم فرمائے۔ جن میں سن وصال، سن پیدائش، کسی جریدے کا اجراء، سہرے، کوئی غمی وخوشی کا موقع، کسی کا نیا گھر بنا ہو یا کسی کا نام رکھا جانا مقصود ہو الغرض شائد ہی کوئی موضوع ہو جس پہ باباجان علیہ الرحمۃ نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔ وہ تو ایک سمندر تھے جس سے ہر کسی نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق فیض حاصل کیا۔ ہزارہا قطعات وتواریخ آپ نے لکھوانے والوں کو اس اجازت کے ساتھ عنایت فرمائے کہ بعد ازاں انہوں نے اپنے اپنے ناموں سے چھپوائے لیکن بحال ہے جو اس مردِ قلندر کے ماتھے پہ کوئی شکن تک آئی ہو یا کبھی بھول کے بھی کسی سے ذکر کیا ہو کہ میں نے لکھا تھا۔ سمندر تو سمندر ہوتا ہے۔ اسے اس سے کیا غرض کہ کتنے دریا اور کتنے ندی نالے اس سے فیض پاتے ہیں۔ اس نے تو بس اپنا فیض بانٹنا ہوتا ہے سو یہی کیفیت ہو بہ ہو باباجان علیہ الرحمۃ کی تمام زندگی رہی کسی نے ایک قطعہ مانگا آپ نے دو لکھ دیئے کسی نے ایک تاریخ مانگی آپ نے 10 نکال کے دے دیں

مناسب ہوگا کہ ان تمام احباب کا بھی بطور خاص شکریہ ادا کردوں جو باباجان علیہ الرحمۃ اکی 35 روزہ علالت کے دوران مسلسل رابطے میں رہے اور انکی صحت یابی کیلئے دعا گو رہے۔ اور خصوصی شکریے کے مستحق ہیں وہ تمام احباب، عزیزان جو باباجان کی علالت کے دوران انکے علاج معالجے میں دامے درمے قدرے سخنے شریک رہے۔ بالخصوص شفا انٹرنیشنل ہسپتال کے ڈاکٹر سعیداللہ شاہ (کارڈیالوجسٹ) اور برادرم ڈاکٹر عاقب لاشاری (اسسٹنٹ کنسلٹنٹ ICU) اور انکی ٹیم جو شروع سے آخر تک انکی صحت کی بحالی میں کوشاں رہے اور یقیناً کامیاب بھی رہے یہ اگرچہ انکی ڈیوٹی کا تقاضا تھا لیکن یقیناً اس مردِ حق آگاہ طارق سلطانپوری علیہ الرحمۃ کے علاج میں شرکت ان سب کے درجات کی بلندی کا سبب بنے گی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ (آمین)۔ عزیزم ماجد

(icus) کہ جنھوں نے آخری پانچ رات دن بابا جان کی خدمت کی اللہ انکی کاوشوں کو بھی قبول فرمائے اور انکے لئے بلندیٔ درجات کا سبب بنائے (آمین)

اور بالخصوص حضرت بابا جان علیہ الرحمۃ کے داماد برادرم راجہ محمد طاہر ایوب صاحب اور راقم الحروف کے برادران بالخصوص ملک وقار حسن اور ملک مبشر علی جو شروع سے آخر تک ہمہ وقت بابا جان کے ساتھ موجود رہے اور انکی صحت کی بحالی کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے اور اس تمام عرصے میں ہر تین اشخاص نے اپنی تمام تر مصروفیات اور آرام کو پس پشت ڈالے رکھا اور رات دن بھاگ دوڑ میں لگے رہے۔ راجہ طاہر ایوب بھائی بغیر حیل ومحبت دن میں بسا اوقات دو دو چکر بھی واہ کینٹ سے اسلام آباد کے لگانے پڑے ملک وقار حسن بھائی کہ جو جو دن رات مسلسل ہسپتال رہنا پڑا تو ماتھے پہ شکن لائے بغیر رہے، کہ بس کسی طرح بابا جان صحتیاب ہو کے گھر تشریف لے آئیں اگرچہ خالق کون ومکاں کی مرضی کچھ اور تھی۔ اگرچہ ہر سہ اشخاص نے اپنا فرض ادا کیا کہ یہ ان سب کے فرائض منصبی میں شامل تھا لیکن یقیناً ان سب کی کاوشیں اور سعی قابل قدر ہے اور یہ احباب خصوصی شکریے اور تحسین کے مستحق ہیں۔ یقیناً بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی اسقدر خدمت کے صلے میں اللہ تعالیٰ ان سب کو بے پناہ امر عظیم سے نوازے گا۔ راقم الحروف بھی دعا گو ہے کہ اللہ ان سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور انھیں دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے (آمین)

خصوصی تعریف اور شکریے کی مستحق ہیں ہماری بہنیں اور بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی ڈاکٹر منیرہ سحر کہ جنھوں نے بے پناہ صدمے کے باوجود ایک بیٹی اور خصوصاً ایک ڈاکٹر بیٹی ہونے کا حق ادا کر دیا اور اپنے بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی صحت کی بحالی کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور انسانی حد تک ہر ممکن کوشش کی اور اس میں تمام علاج معالجے کو بہ نظر طبیب بھی دیکھتی رہیں اور تمام معالجین سے ہمہ وقت رابطے میں رہیں اور بڑی حد تک بابا جان کی زندگی بچانے میں کامیاب بھی رہیں لیکن وقت آخر آن پہنچے تو کوئی حیلہ کارگر نہیں رہتا۔ اللہ

تبارک وتعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے، انکی کاوشوں کو قبول فرمائے اور زندگی کی طرح بعد از انتقال بھی انہیں بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی توجہات سے بہرہ مند فرماتا رہے۔ (آمین)

نہایت ضروری ہے کہ میں بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ اور اپنی پھپھو استاذ الاساتذہ کو خراجِ تحسین پیش کروں کہ بابا جان رحمتہ اللہ علیہ نے زندگی میں ہر دم انکو بہترین الفاظ سے یاد کیا اور انکے ساتھ کو ہمیشہ سراہا۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ بابا جان رحمتہ اللہ علیہ گولڑہ شریف سے ایک نسبت حضور بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت کرنے سے ملی اور دوسری خصوصی نسبت یوں ملی کہ حضور پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی پیر محمود شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کے سسرال ایک ہی گھر قرار پایا۔ اول الذکر کے گھر میرے والدِ گرامی قدر کی پھپھو اور مؤخر الذکر کے گھر راقم الحروف کی پھپھو رونق افراز ہوئیں (شادی ہو کے گئیں) یوں حضور پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے سگے بھتیجے اور میرے والدِ گرامی قدر اور حضرت بابا جان کی اہلیہ محترمہ کے درمیان ماموں زاد و پھپھوزاد بہن بھائی کا رشتہ ہے۔

بابا جان کی بیماری و مختصر علالت کے دوران بھی انھوں نے دعا و دوا دونوں کا خوب اہتمام کیا اور روپے پیسے کی بالکل پروہ نہ کی اور انکی صحت کی بحالی کے لئے ہر ممکن حد تک جانے پر زور دیتی رہیں۔ اللہ انکے ساتھ کو انکی کاوشوں کو انکی، دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

سپاس گزار ہوں محبی و مخلصی اور ہمارے باب جان رحمتہ اللہ علیہ کے رفیقانِ خاص جناب ملک محبوب الرسول صاحب، سید عبداللہ شاہ صاحب، پروفیسر شفقت صاحب، سید صابر حسین شاہ صاحب اور دیگر احباب کا کہ جن کی معیت میں باب جان رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا پیشتر حصہ گزارا اور جو کماحقہ انھیں جانتے اور سمجھتے تھے۔ بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی طرح یہ سب اپنی اپنی شخصیات میں ایک انجمن ہیں۔ اور سب ہی باب جان سے بے حد و بے حساب محبت فرماتے تھے اور ہیں اور محبی محمد مقصود اویسی صاحب کراچی جو حضرت بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کیلئے بصد اہتمام ایصال ثواب کے لئے کثیر تعداد میں اور اردو وظائف و کلام

پاک ہدیہ فرماتے ہیں (اللہ قبول فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے)

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کا سایہ ملت اسلامیہ کے سروں پہ تادیر قائم رکھے حضرت بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کے لئے ان سب کی کاوشوں اور محبتوں کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ خصوصاً ملک محبوب الرسول قادری صاحب کہ جنھوں نے بابا جان کی حیات میں بھی ان پر اپنے جریدے ''انوار رضا'' کا ایک خصوصی نمبر شائع کیا اور اب بعد از وفات بھی انکی خدمات کے اعتراف میں ایک نمبر کا اجرا فرما رہے ہیں۔ یقیناً تاریخ اسلام میں ان سب حضرات کا نام تابندہ و درخشاں رہے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو بے پناہ رحمتوں و برکتوں سے نوازے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آسمان شعر وسخن ونعت گوئی وتاریخ گوئی کا یہ آفتاب عالم تاب بتاریخ 18 اپریل 2015ء بمطابق 28-29 جمادی الآخر 1436ھ 9:15 بجے شب اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اور بتاریخ 19 اپریل 2015ء، 29 جمادی الآخر 1436ھ کو منوں مٹی کے نیچے اپنی ابدی آرامگاہ میں قرار پذیر ہوگیا۔

خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہا ہوگئیں

دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ ہمارے بابا جان عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمتہ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ان کے عشق رسول کی برکت سے انکی قبر انور پہ تاقیامت رحمتوں و برکتوں کا نزول فرمائے۔ ان کے صدقے انکے اجداد اور انکے متعلقین کی بھی مغفرت فرمائے اور درجات میں بلندی عطا فرمائے اور انکے تمام سوگواران، غم خواران اور محبین کو یہ صدمہ جانکاہ برداشت کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور بابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی توجہات وکرم ہم سب پہ قائم ودائم فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

☆☆☆



سلطان الشعراء

علماء ومشائخ کی نظر میں



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

اعترافِ عظمت......حسنِ ترتیب

طارق سلطانپوری کا کلام، عشق رسول کا عکاس

﴿پیر طریقت حضرت کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی☆﴾

محترم محمد عبدالقیوم خان یوسف زئی المعروف طارق سلطان پوری حسن ابدال ضلع اٹک کے باسی تھے۔ وہ بیک وقت نعت گو، غزل گو، نظم گو، منقبت گو، تضمین نگار اور تاریخ گو کے ساتھ ساتھ علم الاعداد کے ماہر تھے۔ انہوں نے شاعری کی ہر صنف میں بہت کچھ لکھا ہے ان کے اشعار عشق رسول کی عکاسی کرتے ہیں۔ عشق رسول کا یہ خاصا ہے کہ یہ جس دل میں آجائے تو بندے کو عزت ووقار اور تقدس احترام کے ساتھ ساتھ عوام الناس میں ممتاز کردیتا ہے۔ مرحوم جناب عبدالقیوم خان المعروف طارق سلطان پوری سے میری ملاقات ایک سچے عاشق رسول جناب ملک محبوب الرسول قادری کے ہمراہ ایک مرتبہ ہوئی۔ جناب مرحوم نے حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مبارک کے وصال پر مناقب بحضور اخندزادہ مبارک اور قطعہ تاریخ رحلت عطا فرمایا۔ جوکہ اولیاء اللہ سے عقیدت اور مرحوم کی محبت کی ترجمانی کرتا ہے۔

جناب طارق سلطانپوری مناقبت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس نے بانٹی دولت عشق خدا و مصطفےٰ — بزم دنیا سے گیا وہ خادم دین رسولؐ
ہرقدم پر امتحاں، تھیں مشکلیں ہر گام پر — جادہ حق سے ہٹا ہرگز نہ مرد بااصول
عمر بھر تبلیغ دین مصطفےٰ کرتا رہا — اس خدمات جلیلہ ہیں یہ پیش حق مقبول
خدمت دین میں گزارا اس نے لمحہ ایک ایک — کب بسر کی زندگی اس بندہ حق نے فضول
اس کے مرقد پر گل افشانی کرے دائم فلک — اس کی تربت پر سدا ہو ابر رحمت کا نزول
دل فگار و سوختہ جاں اس کی فرقت سے محبؔ — اس کی رحلت سے ہوئے خدام دین حق ملول

☆ سجادہ نشین: آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ترنول اسلام آباد

مرشد دوراں سے اظہار محبت کیلئے　　اس کی خدمت میں کیے ہیں پیش طارق نے یہ پھول

فکر تھی تاریخ کی آئی یہ آواز سروش　　سیف رحماں مردِ حق "قندیل فیضانِ رسول"

اللہ پاک مرحوم جانب طارق سلطان پوری کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

............☆☆☆............

بیادِ عندلیبِ ریاضِ رضوی علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری مرحوم

بے قدریٔ ہنر سے تھا مجروح و داغ داغ　　حاصل نہ ہو سکا جسے تا عمر کچھ فراغ

بلبل کہوں کہ طوطیٔ شکر شکن کہوں　　سُن کر کلام اس کا دل ہوتا باغ باغ

شہبازِ اہل سنت و شاہینِ اہلِ درد　　بدمذہب اس کے سامنے تھے کرگس و کُلاغ

تھا صورِ اسرافیل وہ دیوبند کے لیے　　گوکائیں کائیں کرتے رہے سارے اہلِ زاغ

حسّان کون کہتا ہے طارق گزر گیا　　اہلِ سخن میں زندہ ہے وہ صاحبِ بلاغ

......☆......

وہ حضرتِ طارق جو تھے سلطانپوری　　بے دام غلام اس کی رہی نامورَی

سلطان تھا وہ شعر و سخن کا بے شک　　ہر شعر تھا سچ اس کا تو ہر بات کھری

......☆......

آباد تھا طارقؔ سے یہ ایوانِ قلم　　تھا چاک محبت سے گریبانِ قلم

سب اہلِ قلم مل کے کریں پیش سلام　　بے شُبہ تھا سلطان پُوری سلطانِ قلم

☆☆☆☆

(امیر البیان میر حسان الحیدری سہروردی)

0301-3991299

............☆☆☆............

سلطانِ قلم۔ طارق سلطانپوری

اثر خامہ: امیر البیان میر حسان الحیدری سہروردی

برادر عزیز ملک محبوب الرسول قادری صاحب زید مجدہ نے جب فون پر سلطان القلم جناب طارق سلطانپوری کے داغ مفارقت کی خبر سنائی تو دل بجھ سا گیا اور زبان پر بے ساختہ حکیم الامتؒ کا یہ مصرعہ آگیا ہے۔ ؎

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

جناب طارق سلطانپوری گو ظاہری طور پر فقیرِ راہ اور گدائے خاک نشین تھے، مگر دل کے بادشاہ اور مملکتِ شعر و سخن کے بے تاج سلطان تھے بلاشبہ انھیں شہنشاہِ سخن اور سلطان الشعرا کہا جاسکتا ہے حضرت طارق سلطانپوری نے ہر موضوع پر اور ہر صنفِ سخن میں شعر و سخن کے گل بوٹے سجائے اور باغ لگائے ہیں اگر ان کا سارا کلام یکجا کیا جائے تو بلا مبالغہ کئی مجموعے منظر عام پر آسکتے ہیں، مگر معاف کیجئے گا اہل سنت کہلانے والے طائفہ بے حس اور گروہِ ناقدر شناسان نے پہلے کس نابغۂ روزگار سُنی کے نوادرات سے اپنی دکانیں سجائیں اور محفلیں جمائی ہیں جو بے چارے طارق سلطانپوری کے لئے کمرِ ہمت باندھ کر میدانِ عمل میں آجائیں گے۔ میرے خیال میں تو یہ وہ قوم ہے جو چالیس سال تک میدان تیہ میں من و سلوٰی مفت میں کھانے کے باوجود ناشکر گزار رہی۔ کیا اس بے حس قوم سے کوئی یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ وہ سلطان الشعرا کے نام پر کوئی اکیڈمی قائم کر کے ان کے نوادرات کو زندگی بخش سکے۔ ویسے تو مشہور ہے کہ مسلمان قوم زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد اپنے اکابر کو زندہ کرنے کی کوشش کرتی ہے، مگر میرے خیال میں سُنی مسلمان بالخصوص علما و مشائخ، اہل قلم اور اہل ظرف سُنی حضرات اپنے اکابر کی قدر دانی نہ تو زندگی میں کرتے ہیں اور نہ ہی پس مرگ اِلاّ یہ کہ اس

☆ شہرہ آفاق دینی صحافی اور قادر الکلام شاعر، مصنف، مترجم عالم دین، سابق مدیرِ طوفان ملتان

0301-3991299

شخصیت کی قبر سے کوئی دینی، دنیوی یا سیاسی مفادات وابستہ ہوں۔

موجودہ دورِ نا ہنجار میں تو بدمذہبوں کے اشارے پر یا منافق قسم کے سینوں کی انگیخت پر نام نہاد سُنی صحافیوں، فتویٰ فروش مُلاؤں، جعلی اور نفس پرست پیروں، جاہل واعظوں اور خطیبوں نے ہمارے کیسے کیسے نامور اہلِ محبت، اربابِ علم وفضل اور علماومشائخ کے خلاف بڑے بڑے محاذ بنائے، فتوے لگائے، جھوٹے الزامات کے طوفان کھڑے کیے اور ابھی تک ان دشمنانِ اہلِ سنت کی اپنے ہی اکابر کے خلاف یہ جھوٹی انا کی جنگ جاری وساری ہے گویا۔ ؎

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف   اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

بہر حال حضرت طارق سلطانپوری بھی زندگی بھر اپنوں اور غیروں کے ہاتھوں سدا مجروح اور زخمی رہے، واقعی بعض کرم فرمائیں نے ان کی زندگی میں اپنے جذبات کی رو میں بہتے ہوئے ان کے خلاف من مانے فتووں کے تیر چلائے اور ان کے خلاف اپنے خطوط معاصر رسائل میں شائع بھی کروائے اگرچہ انہیں اپنی غلطی کا احساس جلد ہوگیا تاہم حضرت طارق سلطانپوری کا اس عمل سے ہمیشہ دکھی ورنجیدہ ہے۔ مگر کسی کو پلٹ کر جواب دیا اور نہ ہی کسی کی دل آزادی کی۔ وہ اہل سنت کے مقبول عوامی شاعر تھے کسی عالم، درویش یا پیر کے گھر بچہ پیدا ہوا یا کوئی سُنی شخصیت عالم فانی سے رخصت ہو، کسی مسجد، مدرسہ یا خانقاہ کا افتتاح ہو یا از سرِ نو تعمیر ہو، کسی بزرگ کا عرس ہو، اہل سنت کی کوئی کانفرنس ہو، سیمینار ہو، جلسہ ہو یا مجلس ہو۔ اہل سنت کی ناقدر شناسی سے زخم زخم ہونے کے باوجود طارق سلطانپوری علم لے کر میدان میں آجاتے تھے اور اہل سنت کے کام اور نام کو زندہ رکھنے کے لئے طویل ترین نظمیں، قطعات، رباعیاں اور قصائد لکھ کر خراج عقیدت پیش کرتے رہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کون کون سلطان القلم طارق سلطانپوری کو زندہ رکھنے کے لئے اپنی انگلیاں فگار کرتا ہے۔ ہائے طارق، وائے طارق!

؎ مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

شاعرِ اسلام حضرت طارق سلطانپوری

......مبلغِ یورپ علامہ ریاض احمد صمدانی (لندن)......

ماہ نامہ ضیائے حرم (مئی ۲۰۱۵ء) کے ذریعے شاعرِ اسلام حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ کے وصال پُر ملال کی افسوسناک خبر پڑھی گئی، جو گہرے دکھ اور انتہائی قلبی صدمہ کا باعث بنی۔ آپ کے انتقال سے میدانِ نعت وتاریخ گوئی، ایک بلند پایہ، صاحب طرز خاص شاعر، نعت گو اور تاریخ گو سے خالی ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

راقمِ سطور کا حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ کے ساتھ حضرت علامہ تابش قصوری مدظلہ العالی کی وساطت سے قلمی بلکہ قلبی تعلق تھا۔ آپ راقمِ سطور پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ آپ ایک مایہ ناز شاعرِ اسلام تھے۔ اور تاریخ گوئی میں تو آپ اپنی مثال آپ تھے۔ عشقِ نبی آپ کی شاعری کا محور تھا۔ علماء دینِ متین، صوفیائے کاملین سے آپ کو بڑی عقیدت تھی، پاک وہند کے اکثر علما ومشائخ دین کی تصانیف اور ان کی وفیات پر آپ کے تاریخی قطعات اس حقیقت پر شاہد ہیں۔

راقمِ سطور کے پیرومرشد کاملِ تاجدارِ نیریاں شریف، حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنوی قدس سرّہ کے وصال پر اور آپ کے احوال وآثار پر آپ کی سوانح ''حیات محی الدین غزنوی'' جو کہ راقمِ سطور کی تالیف ہے۔ اس کی دوسری طباعت پر، مرحوم نے: منظوم ومنثور تاریخی قطعات رقم فرمائے۔ جو شامل کتاب ہیں۔ حضرت قبلہ عالم پیر صاحب ہی کی شخصیت پر، تاریخی نام ''آفتابِ نیریاں شریف'' (۱۳۹۵ھ) کی تیسری طباعت پر بھی آپ نے کتاب کے سالِ طباعت پر منظوم ومنثور تاریخ رقم فرمائے۔ بلکہ حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ، نے مؤخر الذکر کتاب میں، مذکور اٹھارہ، اکابرین کی تواریخ وصال رقم فرمائیں۔

☆ مقیم لندن (مکتوب بنام: سیّد صابر حسین شاہ بخاری ضلع اٹک) (محررہ ۲۸ مئی ۲۰۱۵ء)

جس کو خود مرحوم نے ''یہ طرزِ خاص ہے ایجاد میری'' قرار دیا۔

دعا ہے، مولیٰ تعالیٰ مرحوم و مغفور کی مغفرت فرمائے۔ فردوس بریں میں مقام رفیع عطا فرمائے اور ان کے سوگوار خاندان ولواحقین کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل ارزانی فرمائے! آمین بجاہِ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

..........☆☆☆..........

خطہ کی اہم علمی وادبی شخصیت۔ طارق سلطانپوری

از: شیخ الحدیث علامہ مفتی سیّد شاہ حسین گردیزی

محترم طارق سلطان پوری ہمارے خطہ کی ایک علمی وادبی شخصیت تھی۔ وہ ایک ہر دل عزیز انسان تھے بزرگانِ دین سے محبت اور ان کا ادب، ان کا شیوہ ءحیات تھا۔ وہ کئی دفعہ میری دعوت پر ہمارے گاؤں تشریف فرما ہوئے گھنٹوں ان سے گفتگو رہتی۔ وہ جب بھی کراچی آتے یہاں کی علمی وادبی شخصیات سے ملاقات کرتے اور لگتا یہ تھا کہ یہی ان کا مشن تھا۔ خواجہ رضی حیدر صاحب سے روزانہ علمی وادبی محفل ہوتی ان کے سیکھنے اور حاصل کرنے کا عمل آخر وقت تک جاری رہا۔ وہ میرے پاس بھی ہر روز تشریف فرما ہوتے اور ہر روز نئے موضوعات پر گفتگو ہوتی۔ اب وہ اس دنیا سے عقبیٰ میں منتقل ہو گئے ہیں۔ میں ان کے انتقال کے روز اپنے آبائی گاؤں میں تھا جو حسن ابدال سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اس لئے ان کی الوداعی میں شرکت رہی اللہ تعالیٰ حسن ابدال میں ان کی تربت پر ہمیشہ رحمت کی بارش برساتا رہے!

والسلام۔ شاہ حسین گردیزی

..........☆☆☆..........

☆ کراچی 0300-2533274

سلطان الشعراء کے ساتھ بیتے لمحوں کی یاد

﴿حضرت علامہ پیر عبد القادر﴾

محترم محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میرے تعلق کافی عرصے سے تھے۔ وہ مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے ہر آنے والے سے محبت سے پیش آتے۔ فکری طور پر انکا تعلق اعلحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث زمان پیر سیّد مہر علی شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ ماہنامہ فیضان مصطفےٰ واہ کینٹ میں کئی بار انھوں نے ''مہر و رضا'' کے عنوان کے تحت بہت سے اشعار لکھے۔ جو مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور محبت اہل بیت اولیا کاملین سے سرشار رہتے۔

ان کی مجلس محبتوں سے لبریز ہوگی۔ وقت کا احساس ہی نہ ہوتا اور باقی کسی دوسرے وقت کے لئے ملتوی ہو جاتا۔ اہل سنت وجماعت کی تنظیم اور تحریک کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تنظیمی اور تحریکی کئی سفر ہم نے اکٹھے کئے۔ گولڑہ شریف حاضری انکا معمول تھا اور اس حاضری میں ہم دونوں اکٹھے جاتے۔ میرے ساتھ ان کی قلبی محبت تھی۔ جامعہ رضویہ انوار العلوم اور دربار عالیہ غوثیہ قادریہ جنڈی شریف کے لئے ہر سال نئے اشعار لکھتے۔ کئی کئی گھنٹے ہماری مجلسیں رہتیں۔

ہسپتال میں داخل ہونے سے ایک دن قبل وہ جامعہ رضویہ انوار العلوم میں تشریف لائے اور تقریباً چار گھنٹے تک مجلس گرم رہی۔ انھوں نے اپنے احباب کا تذکرہ کیا۔ اہل سنت و

☆ پرنسپل: جامعہ رضویہ انوار العلوم (ر) ۲۴۔ ایچ واہ کینٹ
سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ قادریہ جنڈی شریف

جماعت کے لئے بعض کام کرنے والے دوستوں کا ذکر کیا۔ اُس وقت مجھے ایک نظم لکھوائی جو اُنکی آخری نظم تھی وہ بولتے گئے اور میں لکھتا گیا۔ میرے دونوں بیٹوں صاحبزادہ محمود احمد عباسی اور صاحبزادہ محمد عثمان عباسی سے انھیں دلی محبت تھی اور نظم میں دونوں کا تذکرہ بھی کیا۔

یہ چلتا پھرتا جنتی انسان تھا۔ تاریخ گوئی میں بھی انھیں کمال حاصل تھا۔ لمحوں میں تاریخ نکال لیا کرتے تھے۔ انھوں نے کئی ہزار تاریخی مادے نکالے ہیں۔ انکی وارث ڈاکٹر منیرہ سحر بھی عاشق رسول اور اپنے والد گرامی کے ورثہ کی امین ہے۔ امید کامل ہے کہ وہ اس قیمتی ورثہ کو شائع کر کے نعت کے گلشن میں اضافہ کریں گی۔

محترم محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے اعلحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام پر تین تضمینیں لکھیں جو منفرد کام ہے۔ یہ عظیم شخصیت ہم سے جدا ہوئی۔ ان کے کن کن اوصاف کا تذکرہ کیا جائے۔ وہ ہمہ صفت موصوف تھے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　　ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

علامہ محبوب الرسول قادری مدظلہ العالی جنھوں نے تحریری میدان میں وسیع کام کیا۔ وہ بزرگان دین جن کو بھلا دیا گیا تھا ان کے نمبر شائع کر کے تاریخی کام کیا۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک تحفظ ناموس رسالت پر ان کا کام قابلِ رشک ہے۔ ان کے رسالہ ''انوار رضا'' کے انوار کنزالایمان، تاجدارِ بریلی نمبر، حضرت سفیر اسلام نمبر، قائد ملت اسلامیہ شاہ احمد نورانی نمبر مجاہد ملت نمبر مولانا عبدالستار خان نیازی نمبر اور دیگر کئی نمبر شائع کر کے اہل سنت و جماعت کو اپنی تاریخ سے آشنا کرنے کی خوبصورت کوشش ہے۔ آج بھی انوار رضا کے یہ نمبر مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے انھیں یہ لافانی کام مزید سرعت کیساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے

پیر محمد طاہر حسین قادری

گرامی قدر علامہ عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا خیال آتے ہی میرے سامنے ایک نہایت شریف النفس اور منکر المزاج شخصیت نمودار ہوتی ہے جو اپنے علمی وادبی قد، کاٹھ کے باوجود عجز و درویشی اور قناعت و سادگی کی تصویر نظر آتی ہے۔ میری ان سے بالمشافہ ملاقات بھی ہوئی۔ مجلس بھی جبکہ ٹیلی فون پر رابطہ گذشتہ چار پانچ سالوں میں اکثر ڈیڑھ دو ماہ کے وقفہ میں ضرور ہوتا رہا۔ جب بھی گفتگو ہوئی ان کے لب ولہجہ کی مٹھاس کئی دنوں تک رہی۔

وہ زندہ دل اور باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے، گفتگو میں فطری حیا اور فروتنی ہمیشہ نمایا رہتی، خانقاہوں سے منسوب افراد کیلئے ان کے سرشت میں ہی والہانہ خلوص واحترام تھا۔ وہ خانقاہی نظام کے نہ صرف دلدادہ تھے بلکہ اس ماحول کا خود بھی حصہ بن چلے تھے۔

اللہ رب العزت نیانہیں وافر خوبیوں سے نوازا تھا۔ ایسے لوگ روز، روز پیدا نہیں ہوتے، آج تو ویسے بھی قحط الرجال ہے۔ جگر مراد آبادی نے ایسے ہی زندہ دل لوگوں کیلئے کہا تھا۔

جہل خرد نے دن یہ دکھائے　　　گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے

آجکل بہت سارے شاعر نعت گوئی کی طرف مائل ہیں مگر ایسے افراد آج بھی کچھ زیادہ نہیں جو نعت شریف کے آداب کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہوں۔ حضرت طارق سلطانپوری کی نعتوں میں ہر جگہ عقیدت کی پاسداری نظر آتی ہے۔ ان کے اشعار میں علم وادب بھی ہے اور سوز وگداز بھی۔ نعت شریف لکھتے ہوئے ان پر جو والہانہ کیفیت طارق ہوتی وہ قابل تقلید ہی

☆ دربار عالیہ قادریہ قطبیہ منگانی شریف جھنگ 0345-7605097

نہیں قابل رشک بھی تھی۔ وہ ہمیشہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت والفت میں ڈوب کر نعت لکھتے بھی اور پڑھتے بھی، ہمارے عہد کے قادر الکلام شاعر تھے۔ ہر صنف سخن میں کامل و دسترس رکھتے تھے، حمد، نعت، منقبت، غزل، قطعہ، تضمین، تاریخ گوئی، غرض شاعری کی کون سی قسم ہے جس پر انہوں نے طبع آزمائی نہیں کی، الفاظ ومعانی، ترکیب، صنائع بدائع اور بحور وغیرہ میں مہارت ان کی علمی صلاحیتوں کی غماز تھی۔ الفاظ کا چناؤ نہایت بے تکلفانہ تھا۔

خاص طور پر صلحائے امت اور علمائے ملت کے سنینِ وصال کے تاریخی مادوں کا استخراج اور قطعات میں وہ فی الوقت اپنی مثال آپ تھے۔ اعداد کی زبان خوب سمجھتے تھے۔ ایسے خوبصورت الفاظ کا انتخاب کرتے کہ شعری ذوق رکھنے والا کوئی شخص بھی محفوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ بیسیوں تاریخی مادے انہوں نے قرآنی آیات سے استخراج کئے جو کہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس سے علم الاعداد پر ان کی کامل گرفت کا پتا چلتا ہے۔

ان کے کلام میں اسلام کیساتھ سچی محبت، اکابر دین سے وارفتگی، علوم دینیہ سے گہری دلچسپی اور حق گوئی واضح طور پر جھلکتی ہے۔ تضمین نگاری اگرچہ مشکل فن ہے لیکن اس میں بھی ان کی کاوشیں نہایت باوقار اور کامیاب رہیں۔ کلام میں روانی اور سلاست دیکھتے ہوئے صاف پتا چلتا ہے کہ یہ آمد ہے، آورد نہیں، حال ہے، قال نہیں،

انہوں نے اکابر اہلسنت کی زندگی بھر جو خدمت کی ہے، اسے صدیوں تک یاد رکھا جائے گا، ایک طویل عرصہ نہ صرف معاصر کتب بلکہ قومی جرائد اور مذہبی رسائل میں ان کا کلام شائع ہوتا رہا، انہوں نے بغیر کسی صلہ وستائش کے اپنے فکر وقلم سے جرائد اہلسنت کو زینت بخشی اور بہت کچھ لکھا، جسے محفوظ کرنے کیلئے بھی کافی محنت درکار ہوگی۔ اللہ کریم اپنے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق سے ان کے درجات عالیہ مزید بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاصان الٰہی کی رفاقت ومعیت حاصل رہے۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد

پسِ نوشت! مجھے کل پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب نے اسلام آباد سے فون کیا اور محترم ملک محبوب الرسول صاحب کا پیغام دیا کہ وہ حضرت طارقؔ سلطانپوری کے حوالے سے کوئی نمبر شائع فرما رہے ہیں۔ میں بھی اپنے تاثرات ارسال کروں ساتھ ہی ٹائم کی قلت سے بھی آگاہ کیا کہ 24 مئی سے پہلے تاثرات ہمیں ملنے چاہیے کیونکہ جون کے پہلے عشرے میں نمبر شائع ہونا ہے، جس کیلئے صرف تین دن میرے پاس تھے، میں اسوقت برطانیہ میں بیٹھا ہوں جہاں حضرت طارقؔ سلطانپوری کی ایک بھی کتاب مجھے دستیاب نہیں کہ اسوقت انکی شخصیت کے حوالے سے جو کچھ میرے ذہن میں آیا قلمبند کر دیا ہے، ملک محبوب الرسول صاحب میرے نہایت محترم دوست ہیں اور میں ان کے علمی کاموں میں مشغولیت کا معترف ہوں، حضرت طارقؔ سلطانپوری کی حیات وخدمات اور فکر وفن کے حوالے سے انہوں نے سہ ماہی ''انوار رضا'' کا 2009ء میں ایک ضخیم نمبر شائع کیا تھا جسے علمی حلقوں میں سراہا گیا، اللہ تعالیٰ ملک صاحب کے علم وعمل اور عمر میں برکت اور توفیقات میں مزید وسعت فرمائے تا کہ علمی وادبی کاموں کا سلسلہ یونہی جاری وساری رہے۔

طارق سلطان پوری صاحبِ طرز شاعر

حضرت خواجہ غلام قطب الدین فریدی☆

گزشتہ دور میں شاعری سے متعلق ایک اہم پہلو تاریخ گوئی خاص اہمیت کا حامل ہوتا تھا محنت سے لوگ اس دلچسپ اور ٹیکنیکل موضوع پر بڑی عرق ریزی سے کام کرتے تھے یوں قطعہ ہائے تاریخ شاعری میں ایک بلند مقام حاصل کر جاتے تھے آج کے دور میں یہ شغف بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے جب کبھی تاریخ نویسی کی ضرورت پیش آتی ہے تو ایسے لوگ بہت کم دستیاب ہوتے ہیں جو تاریخ نکال کر شاعری کی انگوٹھی میں اس کا جڑاؤ بھی کر سکیں طارق سلطان پوری مرحوم ایک ایسی باکمال شخصیت تھے جنکو قدرت نے ان ہر دو کمالات سے نوازا ہوا تھا۔ وہ تاریخ نکالنے میں تو دیر نہیں لگاتے تھے اسے مختلف زاویوں سے مختلف پیرایہ ہائے اظہار میں لکھتے اور لکھتے چلے جاتے تھے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت کلام انکے کمالات کا آئینہ دار ہوتا تھا انہوں نے بڑا نام کمایا اور اپنی شاعری کو بلند مقام تک لے گئے اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک نیک سیرت انسان بھی تھے۔ ان کا باطن شفاف اور محبت سے لبریز تھا۔ جب اندر سچائی ہو تو اشعار سچائی کا روپ دھار کر پذیرائی کے اعلیٰ مدارج طے کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر اَمر ہو جاتے ہیں۔

............☆☆☆............

☆ سجادہ نشین: آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی گڑھی شریف رحیم یار خان
صدر: نیشنل مشائخ کونسل پاکستان 0300-9411696

حضرت طارق سلطانپوری رحمتہ اللہ علیہ کا سانحہ رحلت

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت لکھتے لکھتے حضرت طارق سلطانپوری واصل بحق ہو گئے، ابتدائے شباب میں عمدہ غزلیات بھی لکھیں، جملہ اصناف سخن پر استادانہ مہارت حاصل تھی مگر جب نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حلاوت اور چاشنی نے انہیں اپنے حصار میں لیا پھر وہ یا تو نعت لکھتے تھے یا پھر دولت عشقِ رسالت مآب کو قریہ قریہ کوچہ کوچہ پھیلانے والے علماء اور مشائخ کی مناقب، مدح اور ان کے سالھائے وصال کی تاریخ کا استخراج کیا، وہ حضرت بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ تھے مگر انہوں نے کبھی تنگ نظر کو قریب پھٹکنے نہیں دیا، وہ ہر اس عالم اور شیخ طریقت کے حوالے سے تاریخی قطعہ لکھتے تھے جس کے وجود سے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک ملتی تھی۔

وہ ایک سفید پوش مگر خوددار اور غیور انسان تھے، انہوں نے اپنی سفید پوشی کے باوجود اپنے قلم کے تقدس کا ہمیشہ خیال رکھا، جس قلم سے انہوں نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت لکھی اسے پھر دنیاداروں کی مدح سرائی سے آلودہ نہیں ہونے دیا آج ایسے خوددار اور غیور انسان ڈھونڈنے سے نہیں ملتے، اللہ کریم انہیں مدحتِ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے برزخی زندگی میں دیدار مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذریعے راحت و سکون عطا فرمائے۔ اور انہیں جنت کے اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔

والد گرامی علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمتہ اللہ علیہ حضرت طارق سلطانپوری رحمتہ اللہ علیہ سے بہت محبت فرماتے تھے جس کا اظہار انہوں نے اپنی ایک مختصر مگر جامع تحریر میں کیا تھا، جو کہ انوار رضا کے ''حضرت طارق سلطانپوری نمبر'' میں چھپ چکی ہے۔ دوسری طرف سے حضرت طارق سلطانپوری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی حضرت والد گرامی کے وصال پر نہایت محبت سے ایک تاریخی قطعہ تحریر فرمایا تھا، اللہ کریم ان دونوں حضرات کی آرام گاہوں پر انوار و

☆ فاضل جامع الازہر مصر، سجادہ نشین درگاہ حضرت شرف ملت مولانا عبدالحکیم شرف قادری لاہور

تجلیات کی بارش فرمائے۔

ہمارے فاضل دوست محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری مدظلہ العالی مورخہ گیارہ جون 2015ء کو ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں حضرت طارق سلطانپوری سیمینار کا اہتمام کر کے ایک اجتماعی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔ اللہ کریم انہیں اور حضرت صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کو اس عظیم ملی خدمت پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین یاد

☆☆☆

ایک سچے عاشق رسول اور صوفی باصفا

پیر توصیف النبی نقشبندی مجددی

فن تاریخ گوئی ایک منفرد فن ہے اب اس طرف اہل علم حضرات کی توجہ کم ہوتی جا رہی ہے جسے ہمارے قدیم شعراء اُدبار حکماء اپنے علم کا حصہ جانتے تھے۔ لیکن اب معاملہ اس کے برعکس ہے دورِ حاضر میں جس ہستی نے اس فن کی روشنی کی لو کو آگے بڑھانے کی کشش کی وہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری تھے جس نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور ذاتی شوق و ریاضت سے مہارت حاصل کی۔ آپ اس فن کے ماہر ہی نہیں بلکہ اس کے اہم نکات میں بھی خاصی دسترس رکھتے تھے۔

اس سلسلے میں ان کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ تاریخ گوئی کے حوالے سے ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ طارق سلطان پوری شاعر ادیب تو تھے ہی لیکن وہ ایک سچے عاشق رسول مقبول اور صوفی باصفا بھی تھے میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں بلند مرتبہ عطاء فرمائے۔ آمین۔

☆ زاویہ نشین: زاویہ نقشبندیہ محمد احمد سٹریٹ (گیان سٹریٹ) گوالمنڈی لاہور

0320-9453345, 0300-9453345

تاجدار فن تاریخ گوئی

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی ☆

واہ کینٹ میں دارالعلوم جامعہ رضویہ انوار العلوم کا سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا تھا سردیوں کا موسم دسمبر 2008 کی بات ہے بڑے بڑے جید علماء مشائخ اسٹیج پر جلوہ افروز تھے ہر طرف سے نبی علیہ السلام کے غلاموں کی زبانوں پر نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت و نعرہ حیدری بلند ہو رہا ہے پرکیف ایمان افروز وجدانی محفل عروج پر ہے اس دوران محفل دولہا بڑی شان وشوکت علمی وروحانی وجاہت کے ساتھ لحن داؤدی میں مظبوط دلائل قرآن وحدیث سے بیان کرتے ہوئے تقریر کر رہے ہیں دوران گفتگو فرمایا۔

مجھ سے کسی دوست نے پوچھا کہ یہ طارق سلطانپوری کون صاحب ہیں میں نے اسے جواب دیا یہ علم وادب کی پہچان ہے میں نے دو باتوں کو بیان کیا ہے کہ ایک علم وادب اور دوسرے طارق مجھ سے پوچھنے والے نے کہا یہ آپ نے کیا کہہ دیا میں نے اسے جواب دیا کہ قرآن کریم سے ثابت کر دوں والسما الطارق آسمان اور طارق طارق سے مراد ستارہ ہے جس طرح ستارہ آسمان پر اچھا لگتا ہے اسی طرح علم وادب کے آسمان پر طارق اچھا لگتا ہے تم بتا سکتے ہو کہ طارق کون ہے وما ادرک ما الطارق اور تمہیں کیا معلوم طارق کون ہے النجم الثاقب یہ تو علم وادب کے آسمان پر چمکتا دمکتا ہوا ستارہ ہے یہ طارق سلطانپوری ہیں خدا انہیں خوش رکھے'' یہ الفاظ کسی عام واعظ خطیب کے نہیں بلکہ جس کو دنیا چراغ گولڑہ عکس علوم مہر علی شاہ ہفت زباں حضور قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمائے ہیں ایک عظیم شخصیت جو علم وعرفان کا مہر درخشاں ہے ان کی

☆ پرنسپل: گورنمنٹ مولانا ظفر علی خان کالج وزیر آباد 0300-6256500

طرف سے حضرت طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کیلئے بہت بڑا خراج عقیدت ومحبت ہے۔

حضرت قبلہ نصیر ملت رحمۃ اللہ نے یہ الفاظ اس لئے نہیں فرمائے کہ حضرت طارق سلطانپوری گولڑہ شریف سے ارادت + بیعت پر تھے بلکہ ایک قادر الکلام شاعر ہی ایک قادر الکلام شاعر کو سمجھ سکتا ہے بلکہ آپ کے متعلق یہ بات کسی نے سچ کہی ہے۔

کہ طارق درسخن گوئی بود چون سعدی دوراں

سعدی دوراں، تاریخ ونعت گو عظیم شاعر تضمین نگار صوفی باصفا خود دار وغیور جامع علم و حکمت حضرت عبید محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے اہل سنت کے ہاں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ علماء ومشائخ کے وصال سے اسی خاندان یا دیگر خاندان سے احباب اہل سنت محنت وجدوجہد سے اس خلا کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہاں معاملہ برعکس ہے جس وادی کے مسافر حضرت طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ تھے یہ سفر بڑا کٹھن اور مشکل ہے ایسی عظیم ہستی دور دور تک نظر نہیں آتی۔

مت سہل انہیں جانو پتھر ہے فلک رسول — تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ بطفیل نبی دو عالم ﷺ آپ کے درجات ومراتب بلند فرمائے نور مصطفیٰ ﷺ قبر کے ظاہر وباطن کو بقعہ نور بنائے آپ نے کیا خوب کہا تھا۔

مدحت سرکار میرا خاندانی وصف ہے
میں کئی پشتوں سے ہوں طارق غلام مصطفیٰ

ہمارے ہاں یہ بڑا عجیب رواج ہے کہ جب کوئی عظیم علمی وروحانی شخصیت پردہ فرماتی ہے تو تب اس کے محاسن واوصاف بیان کرتے ہیں حفیظ جالندھری کے بقول۔

زندگی میں قدردانی زندگانی کی نہیں ہوتی
شمع جب چپ لیتی ہے تب پروانہ آتا ہے

مگر برادرم ادیب لبیب محقق اہلسنت ترجمان ملت اسلامیہ حضرت ملک محبوب الرسول

قادری مدظلہ العالی نے چند سال قبل 2009 میں انوار رضا کا ایک خاص نمبر ''حضرت طارق سلطانپوری نمبر'' کے عنوان سے شائع کیا تھا اور آج پھر حضرت کے وصال کے بعد بھی حق محبت ودوستی نبھاتے ہوئے آپ کی خدمات کو اجاگر کرنے کیلئے سوانح حیات شائع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت ملک صاحب کی اس بے لوث دینی، علمی خدمت کو قبول فرمائے (آمین)

انوار رضا کیلئے راقم الحروف نے جو مضمون لکھا تھا وہ پیش خدمت ہے راقم الحروف کے حقیقی ماموں حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام محبوب سبحانی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حسن ابدال کی مرکزی جامع مسجد غوثیہ کے خطیب تھے آپ کی وساطت سے حضرت طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے آشنائی ہوئی متعدد ملاقاتیں ہوئی آستانہ عالیہ اعظمیہ رحیمیہ سالک آباد شریف کے اکثر پروگراموں میں حاضری کا موقع ملا وہاں حضرت سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ ملاقات ہوتی رہی آپ کی عادت تھی کہ اکثر فون کرتے اور خیریت دریافت کرتے رہتے گولڑہ شریف کی نسبت کی وجہ سے بھی چونکہ ہم دونوں ہی حضور قبلہ قطب عالم حضرت بابوجی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں اس حوالے سے بھی رابطہ رہا۔ اعراس مبارکہ گولڑہ شریف میں شمولیت جبکہ چمبہ پنڈ اور حسن ابدال میں مختلف عرسوں اور جلسوں میں ملاقاتیں رہیں یہ سب یادیں بڑی خوشگوار ہیں جس خلوص ومحبت سے آپ نظر شفقت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

﴿محمد آصف ہزاروی﴾

..........☆☆☆..........

ایک راسخ العقیدہ غیّور دوست

علامہ کوکب نورانی

یوسف زئی پٹھان، سرخ وسپید، خندہ رُو، مرنجاں مرنج، محترم جناب محمد عبدالقیوم خاں کو ''طارق سلطان پوری'' کے نام سے پہچانا گیا۔ علمی گھرانے کے چشم و چراغ، راسخ العقیدہ، غیور اور دوست شخص تھے۔

ماہ وسال یاد نہیں کہ کب پہلی ملاقات ہوئی۔ کراچی شہر میں وہ (غالبًا) نیشنل بینک سے وابستہ تھے، مگر ان کا اپنا بھی ایک بینک تھا۔ رفاقتوں، محبتوں اور عقیدتوں کے حوالے سے وہ رابطے اور واسطے کا ہنر جانتے تھے۔ انھیں مشاہیر اور قد آور شخصیات کے حصار میں رہنا مرغوب تھا۔ میرے والد گرامی علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ مجھے ان کا جانشین پایا تو بہت خوش ہوئے اور عقیدت ومحبت کے تسلسل کو جاری رکھا۔ ہر سال از خود وہ منظوم قطعہ بھجواتے جو کتابی سلسلہ ''الخطیب'' کے سالانہ یادگاری مجلے میں شامل ہوتا۔ والد گرامی علیہ رحمہ کے لیے ان کے کہے ہوئے دو شعر آج بھی میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کے مرقد مبارک کے سرہانے کندہ ہیں اور ان کی یادگار ہیں۔

انھیں نعت گوئی سے شغف ہوا تو ان کے جواہر کھلے، کیا خوب کہتے تھے۔ مجھ کو ان کے کلام سے فیض یاب ہونے کا زیادہ شرف نہیں ملا۔ فن تاریخ گوئی سے جانے کب انھیں لگاؤ ہوا۔ اس فن میں ان کی مہارت قابلِ داد تھی۔ اس فن سے اپنی وابستگی کے باوجود میں انھیں بہت سراہتا تھا۔ تاریخ گوئی کے ساتھ ان کی شعر گوئی یعنی مادہ ہائے تاریخ استخراج کر کے انھیں منظوم کرنا، یقین مانیے، شخصیت ہو یا کتاب، بلاشبہ وہ آئینہ کر دیتے تھے۔

مدت ہوئی حضرت سیّد شرافت نوشاہی اس حوالے سے نمایاں تھے لیکن جناب طارق

☆ فرزند و جانشین خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

عکس مکتوب

علامہ کوکب نورانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)



Maulana Okarvi Academy (Al-A'lami)

53-B Sindhi Muslim Housing Society, Karachi - 74400, Pakistan

Phone :(021) 452 1323

سلطان پوری کی سرحدیں وسیع تھیں۔ محترم مولانا سیّد وجاہت رسول قادری نے ایک شب فون پر طارق صاحب کی شدید علالت کی خبر دی۔ طارق صاحب کی دختر سے تفصیل معلوم ہوئی تو حزن دامن گیر رہا اور اگلے روز ان کی وفات کی خبر آ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان کی کامل مغفرت فرمائے! آمین۔

جناب ملک محبوب الرسول نے اپنے مؤقر جریدے ''انوار رضا'' کی ایک اشاعت طارق سلطان پوری کی زندگی میں ان کے لیے خاص کی تھی۔ اب وہ ان کی یاد میں ایک اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں ملک صاحب کے لیے دعائیں ہیں کہ وہ سناٹے سے مانوس نہیں، گونج سے آشنا ہیں۔ اللہ کریم انھیں جزائے خیر عطا فرمائے!

مادہ ہائے سنِ وصال:

☆''شاعرِ اہل سنت رحمہ اللہ''(1436)۔

☆''اہل شخصیت''(1436)۔

☆''غریقِ حبّ قوی''(1436)۔

☆''اک دعا: رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''(1436)۔

☆''لاجواب علّامہ تاریخ گوئی''(1436)۔

☆''گلِ مرادِ مغفرت''(2015)۔

☆''تاریخِ وصال محبِّ اولیا''(1436)۔

☆''خراجِ تاریخ''(2015)۔

☆''راضی بارضا''(2015)۔

(اعداد کے شمار میں کوئی سہو ہوا ہو تو معذرت خواہ ہوں!)

..........☆☆☆..........

جہانِ ادب......حسن ترتیب

شہر میں اِک چراغ تھا نہ رہا

○ پروفیسر حسن عسکری کاظمی

طارق سلطان پوری نے رختِ سفر باندھا اور شہرِ بے مثال حسن ابدال کی فضا میں ہر طرف سوگ کا سماں دکھائی دیا۔ ہر صاحبِ نظر دل گرفتہ اور غم واندوہ کی تصویر بنا دیوار سے ٹیک لگائے اپنے محبوب سخن ور کو حسرت ویاس سے دیکھتا رہا کہ اس شہر با کمال کا یہ فرد منفرد تہ خاک چھپا دیا گیا دوستوں کی آنکھ سے بہنے والے آنسو ان کے دلوں کا احوال بتا رہے تھے، طارق سلطان پوری کی رخصتِ آخر پر جہاں ان کے خاندان کا ہر فرد رنج والم میں ڈوبا نظر آیا وہاں ان کے اعزہ واقرباء ایسے مہربان اور سراپا شفقت انسان کے اٹھ جانے پر ملول و مضطرب تھے۔ انہیں قبر میں اتارنے اور سپرد خاک کرنے کے وقت یہی ایک خیال رلانے کے لئے کافی تھا کہ

ہزاروں سال نرگس اپنے بے نوری پہ روتی رہی
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یقیناً ہمارا محبوب شاعر طارق سلطان پوری دیدہ ور اور نورِ بصیرت سے بہرہ ور دانشور اور صاحب فکر ونظر ہونے کے ناتے اس عہد کا صاحب قامت اور بلند بخت مومن نیز سیرت زیبا کا مالک تھا۔ میری ملاقات حسن ابدال میں ہوئی۔ یہ آج سے بارہ برس پہلے کی بات ہے کہ میں اپنے فرزند ارجمند پروفیسر ارتضٰی حسن کے پاس کیڈٹ کالج آیا ہوا تھا، مجھے ایک مضمون کی فوٹو کاپی درکار تھی، دکان پر کچھ دیر ٹھہرنا ہوا۔ اسی مقام پر طارق سلطان پوری سے تعارف حاصل ہوا۔ پہلی ملاقات میں ان کی عالمانہ گفتگو نے وہ جادو جگایا کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے مسلسل ملاقات کی تمنا رکھتے اور صدیق صابر اس سلسلے میں بھرپور معاونت کرتے، جب

○ نامور شاعر و ادیب واپڈا ٹاؤن لاہور 042-35228108,0423596136

تک میں حسن ابدال میں قیام پذیر رہا طارق سلطان پوری سے مکالمہ ہوتا رہا، وہ تاریخ نویسی میں ید طولیٰ رکھتے تھے، پاکستان میں تاریخ نویسی کا فن زوال پذیر ہے لیکن ایسا بھی نہیں ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں اور ان کے دم قدم سے حروف ابجد سے تاریخ اخذ کرنے میں ہمارے کلاسیکی شعراء دلچسپی رکھتے ہیں البتہ طارق سلطان کو جنون کی حد تک اس فن سے لگاؤ تھا۔

مجھے صدیق صابر اور دوسرے احباب نے ان کے انتقال پُر ملال کی اطلاع پہنچائی تو بیتے دن یاد آئے جب ان کا مسکراتا ہوا چہرہ اور معلومات سے بھرپور گفتگو مجھے روحانی طمانیت مرحمت کرنے کا سبب بنتے۔ طارق سلطان پوری کا عہد شباب کراچی میں گزرا جہاں صاحبان علم وادب کی کہکشاں آسمان شعر وسخن پر نظر کو نور وفور اور دلوں کو سرور وکیف سے نوازتی رہی، رئیس امروہوی، جان ایلیا، راغب مراد آبادی، شان الحق حقی اور اس قبیل کے لوگوں کی صحبت نے طارق سلطان پوری کی شخصیت کو نکھارا اور ان میں چھپی صلاحیتوں کو ابھرا۔ انہوں نے جملہ اصناف سخن میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کی شاعری میں زبان وبیان کی صحت اور محاورہ وروزمرہ کا لحاظ رکھنا شامل ہے لیکن اس سے بڑھ کر پاکیزہ جذبوں کی فراوانی، صداقت شعاری اور احترام آدمیت جیسے موضوعات پر قلم برداشتہ لکھنا ان کے پیش نظر رہا۔

طارق سلطان پوری فروغِ نعت نگاری میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں، نعت نگاری سراپا اظہار عقیدت ہے اور عقیدت میں اپنے ہی انداز کا حسن ہوتا ہے، انہوں نے نعت گوئی میں سادگی کے ساتھ واردات قلبی کا اظہار کیا۔ وہ جانتے ہیں کہ نعت نگاری کے لئے قلب ونظر کا باوضو ہونا ضروری ہے۔ بارگاہِ نبوت میں حاضری کا مرحلہ ذوق آگہی کے بغیر طے نہیں ہوسکتا۔ جملہ اصنافِ نظم میں نعت ایسی صنف سخن ہے، جس کی فضیلت مسلمہ ہے نعت کہنے کے لئے آئینہ دل کی صفائی ضروری ہے۔ دل کی مہارت کے بغیر نعت کا تصور بھی ممکن نہیں۔ طارق سلطان پوری بحیثیت نعت گو شعراء صف اول میں شمار کئے جائیں گے، وہ بظاہر ہماری نظروں

سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ لیکن بارگاہ نبوت میں وہ خوش وخرم ہیں کہ انہوں نے آنسوؤں سے باوضو ہو کر اذنِ تخلیق کا اعزاز پایا ہے۔ ان کی نعت نگاری میں نئے اسالیب، نئے موضوعات اور نئے تجربات برتے گئے، وہ ایسے نعت نگار ہیں کہ عشقِ رسالت مآب اور آلِ اطہار میں سرشار رہے۔ یہی ان کی مغفرت کے لئے بہت ہے کہ وہ صبح وشام نعت نگاری کی۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا — تابناک روایت کو پیش نظر رکھتے رہے

نمونہ کلام ملاحظہ ہو ۔

اُن کی فرقت میں جو پلکوں پہ ستارے ہونگے — ظلمتِ قبر میں وہ چاند ہمارے ہونگے

رسولوں انبیا کے پیش وا کی آمد آمد ہے — تھا جس کا انتظار اس راہنما کی آمد ہے

اللہ اللہ یہ سعادت بھی میری قسمت میں تھی — پیش کی تھی نعتِ سرور سبز گنبد دیکھ کر

حسین گلشنِ زہرا کی پھول ابن رسول — حسین جانِ علی و بتول ابن رسول

بُو تراب و تاجدارِ ھل اتی، زوج بتول — نورِ چشم، ساقیِ کوثر، علی المرتضیٰ

☆☆☆

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا
غفران میں کچھ خرچ نہ ہو گا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف
جس میں تیرا کچھ خرچ نہیں دے مولیٰ

[اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی]

کارواں بگذشت

جبار مرزا☆

حضرت عبید محمد عبدالقیوم المعروف طارق سلطان پوری مبرور و مغفور ایک ایسے بیکنٹھ باشی تھے کہ جنکا وصال دو حوالوں سے مجھے بے کل کر گیا ہے ایک یہ کہ وہ ہم سے پردہ فرما گئے اور دوسرا یہ کہ میں ان کی زیارت سے محروم رہا۔ جناب مولانا محبوب الرسول صاحب قادری اکثر انکا ذکر کرتے انکے خلوص اور انسان دوستی کی باتیں سنایا کرتے انکی قادر الکلامی کی باتیں ہوتیں، تضامینِ کلام اور تاریخ گوئی سے لے کر انکے منظوم سفر ناموں، جن میں مسجد الجن، غارِ حرا اور غارِ ثور کی تجلیات ہوا کرتیں۔

کرے گا ذکر کہاں تک کوئی ستائش گر
ہزار خوبیاں طارقؔ اُس ایک شخص میں تھیں

ممتاز محقق اور استاد ماہر تعلیم ڈاکٹر وحید قریشی نے کہا تھا کہ ''طارق سلطان پوری جیسے لوگ قوموں کے لئے نیک نامی کا استعارہ اور بہترین سرمایہ ہوتے ہیں قومی زبان اردو کے فروغ کے لئے نظم و نثر میں جو گراں قدر خدمات انہوں نے انجام دی ہیں ان کے سبب میرے دل میں اُن کا بڑا احترام ہے، ان کا کلام اور فنِ تاریخ گوئی میں بلند مقام، ہر علم دوست کے لئے قابلِ رشک ہیں''۔

جوہرآباد کے سہ ماہی دینی، مذہبی اور روحانی مجلّے ''انوارِ رضا'' سن 2009ء کا تیسرا شمارہ جو حضرت طارق سلطان پوری کا خصوصی نمبر کے طور پر چھپا تھا میں طارق صاحب اپنے اور اپنے گاؤں سلطانپور کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''میرے اجداد کرام اس گاؤں میں کب تشریف لائے اس کا تعین مشکل ہے اندازاً ڈیڑھ سو سال قبل میرے پردادا حضرت مولانا

☆ کالم نگار روزنامہ جنگ 0308-3052292,0333-5120692

عبدالرحمٰن یوسف زئی زینی اولاد کے ساتھ اس علاقے میں تشریف لائے اور قبلہ والد صاحب مولانا عبدالعزیز یوسف زئی نقشبندی نے 1979ء میں دارالبقا کی طرف سفر کیا اور اسی گاؤں میں ابدی نیند سو رہے ہیں وہ لگ بھگ ایک درجن زبانوں پر عبور رکھتے تھے ناچیز اپنے بارے میں بقول اقبال یہی کہے گا۔

در بیاباں ہمچوں چوبِ نیم سوز
کارواں بگذشت و من سوزم ہنوز

☆☆☆

اہلسنت ہوش سے کام لیں!

(دیوان سالک، نعیمی)

دردمندان اہل سنت کے نام حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

اہل سنت بہرِ قوالی و عرس
دیوبندی بہرِ تصنیفات و درس
خرچِ نجدی بر علوم و درسگاہ
خرچ سنی بر قبور و خانقاہ

بیادِ حضرتِ طارق

راجا رشید محمود ☆

حمد و نعت ۔۔۔۔۔۔

محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری اپنے، میرے اور کائنات کے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامور خوش کلام اور خوش گو مادح و ناعت تھے۔ ان کے کلام میں حکمت کے لعل و جواہر اور دانائی کے موتی نگینوں کی طرح جڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی فکر انگیز شاعری کی اساس مدّاحِ محبوبِ خالق و خلائق علیہ الصلوٰۃ والسّلام تھی جس میں قدرتِ کلام ان کے قدم بہ قدم چلتی تھی اور ان کے شعری لہجے کی کھنک میں خلوص اور تولاّ کی چمک آج تک بصارتوں اور بصیرتوں کو متاثر کرتی ہے۔ ان کے آئینۂ شعر میں آفاقیت ضوفگن ہے۔

نعتِ حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کے ساتھ ساتھ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تعلق داروں اور نام لیواؤں سے طارق صاحب کی محبت و عقیدت انھیں منقبت گوئی پر بھی مائل کیے رکھتی تھی۔ اولیاء اللہ بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے جلالت مآب گروہ کی تعریف و توصیف میں بھی انھوں نے زندگی بھر قلم اٹھایا اور اس میں ان کا تخصّص واقعیت پسندی رہی۔

میں نے دیکھا ہے کہ شاعر حضرات منقبت لکھتے ہوئے ممدوح کی سیرت و کردار، اس کی خصوصیات اور کمالات کے بیان کے بجائے لفاظی اور غلو پر زیادہ توجہ دیتے ہیں لیکن لائق صد احترام طارق سلطانپوری مقتضیاتِ نعت و منقبت سے واقف تھے اور ممدوح ہستی کی سیرت و سوانح کے تخصصات پر زیادہ توجہ دیتے تھے۔ جس کا مقصد ممدوح کے فضائلِ اخلاق، عظمت اور خوبیاں بیان کرتے ہوئے ان کی تقلید و تتبع کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور ان کی راہ پر چلنے کی اہمیت بیان کرنا ہوتا تھا۔

میں ۲۴ سال پوری باقاعدگی سے ماہنامہ ''نعت'' نکالتا رہا جس کا ہر شمارہ نعت اور سیرت کے کسی موضوع پر خاص نمبر ہوتا تھا۔ کم ہی ایسا ہوا کہ کسی شمارے پر طارق سلطانپوری صاحب نے اپنے قطعاتِ تاریخ سے نہ نوازا ہو۔ میں نے جب ''مناقبِ صحابہ'' لکھی تو ان

☆ شاعر حمد و نعت 0313-6692530

سے فرمائش کر کے قطعہ تاریخ لکھوایا۔ فنِ تاریخ گوئی میں طارق صاحب کی حیثیت ایسی ہے کہ میں نے حافظؔ پیلی بھیتی اور طارق سلطانپوری کے مقام کے قریب بھی کسی تاریخ گو شاعر کو نہیں دیکھا۔ ان کی مخترع طبیعت اس فن میں بھی کمالات دکھاتی رہی۔ قرآنی کلمات سے تشریح اور موضوع کی معنویت سے تطابق کے لحاظ سے ان کا ثانی نہیں ملتا۔

طارق سلطانپوری کی نعت گوئی، منقبت نویسی اور تاریخ گوئی بے مثل ہے لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ ان کی علمیت کا بہت معترف ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ علم تکبر نہیں، عجز سکھاتا ہے اور میں انھیں صحیح معنوں میں صاحبِ علم مانتا ہوں کہ علم نے انھیں قصرِ انا میں داخل ہی نہیں ہونے دیا۔ شعر گوئی، علمِ دین اور معارفِ قرآن سے پوری واقفیت اور برتنے والے شخص کا اتنا خوش خُلق، ملنسار اور مرنجاں مرنج آدمی ہونا آج کے دور میں خوشگوار حیرت کا باعث ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہر راست فکر آدمی کی طرح مجھے بھی عقیدت ہے۔ میں نے ان کی زمینوں میں پچاس نعتیں کہی ہیں لیکن مشہورِ زمانہ ''سلامِ رضاؔ'' پر تضمین کی کوشش میں محض دو شعروں پر اکتفا کیا، اس لیے کہ عموماً تضمین نگار شعرا ردیف و قافیہ پر توجہ دیتے ہیں حالانکہ تضمین کا حق تو مضمون کے معاون مصرعے ادا کرنے سے ہوتا ہے۔ ایسے میں طارق سلطانپوری نے ''سلامِ رضا'' پر تین تضمینیں لکھیں جو ان کی قدرتِ کلام پر دالّ ہیں۔

۲۰۰۱ء کے اواخر میں محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب نے ''سیّد ہجویرؒ نعت کونسل'' بنائی اور احقر کو اس کا چیئرمین نامزد کیا۔ میں نے جنوری ۲۰۰۲ء سے ماہانہ طرحی مشاعرے شروع کیے جن میں کچھ عرصے کے بعد حمدیہ دَور کا اضافہ کر دیا گیا۔ طارق صاحب ان میں بھی کبھی کبھار شامل ہوتے رہے لیکن حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر طارق سلطانپوری احقر کی گذارش پر ہر سال ''مشاعرہ منقبتِ سیّدِ ہجویر'' میں شامل ہوتے رہے اور اپنی گراں قدر منظومات سے سامعین کو محظوظ کرتے رہے۔

اللہ کریم ان کی نعتیہ اور دیگر عقیدت مندانہ کاوشوں کو قبول فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور شعر گوؤں اور صاحبِ علم لوگوں کو ان کی۔ للّٰہیت اور اخلاص کے راستے پر چلائے! آمین!

سلطان الشعرا حضرت طارق سلطان پوری کے سانحہ ارتحال پر خانہ فرہنگ ایران کے سابق ڈائریکٹر جنرل اور معروف قادر الکلام شاعر آقائے دکتور محمد حسین تسبیحی کے فن پارے

خانہ فرہنگ ایران کے سابق ڈائریکٹر جنرل اور معروف قادر الکلام شاعر آقائے دکتور محمد حسین تسبیحی نے حضرت سلطان الشعرا حضرت طارق سلطان پوری کے سانحہ ارتحال پر گہرے دکھ اور صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے تقریباً تیس مادہ ہائے تاریخ استخراج فرمائے اور ساتھ ہی اپنے قلبی جذبات کا اظہار انوارِ رضا نامہ کے عنوان سے موزوں فرمائے۔ انہوں نے معروف سفرنامہ نگار سیاح اور مصنف کتب کثیرہ جناب افتخار احمد حافظ قادری کے ذریعے مدیر اعلیٰ ملک محبوب الرسول قادری کے نام سلطان الشعراء نمبر کے لئے اپنے دونوں فن پارے عنایت کئے جس پر ادارہ ان کا شکرگزار ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے فن سے سارے عالم کو مستفیض فرمائے اور علم الاعداد کے روشنی میں فن تاریخ گوئی کا باب روزافزوں ترقی کرے۔ اس موقع پر ہمیں جناب افتخار احمد حافظ قادری کی خصوصی توجہ پر انکا شکریہ بھی ادا کرنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت طارق سلطان پوری کی رحلت جہاں اسلامیان پاکستان کے لئے ایک بڑا نقصان ہے وہاں وطن عزیز میں فن تاریخ گوئی کو بھی ان کے اٹھ جانے سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اگر حضرت ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کی زیر نگرانی پاکستان کے شعراء اس فن شریف کے تحفظ، فروغ اور ابلاغ کے لئے توجہ کریں تو پاکستان میں اس فن کو نہ صرف بچایا جا سکتا ہے بلکہ اس کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ دکتور محمد حسین تسبیحی آئندہ بھی انوارِ رضا کے ساتھ اپنی شفقتوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ملک محبوب الرسول قادری، مدیر اعلیٰ)

سرودہ: دکتر محمد حسین تسبیحی (رہا)

۷۸۶

۹۲ + ۱۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہ نام خدای بسیار بخشایندۂ بخشایشگر مہربان

به مناسبت گذشتی های مجلۂ انوار رضا، برای بزرگداشت مرحوم مغفور مبرور حضرت آقای سلطان الشعراء طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً با همکاری و همراهی جناب آقای ملک محبوب الرسول قادری سلمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۹۴ ھ ش / ۱۴۳۶ ھ ق / ۲۰۱۵ م

انوار رضا نامہ

انوار رضا نشان عشق و عرفان
گویای کلام عارفان گردیده
محبوب رسول قادری کوشنگر
غمگین شده از وفات یار شاعر
پیموده رہ وفا بہ عشق یارش
مکتوب بہ شریف حافظ احمد آمد
آن طارق پاکدل از این جہان رفت
الفاظ و کلام و شعر و مادۂ تاریخ
اکنون شده او بقا بہ عرش اللہ
انوار رضا محبت او گردیده
مخصوص شمارہ نشر انوار رضا
انوار رضا بہ حق شناسی مشہور
خورشید ادب کہ شد فنا فی اللہ
رسم فن و رحمت خدا بر او باد
این بود رضا بہ یاد "طارق" ہر دم

انوار رضا بیان شوق و ایمان
پیمان محبت ہمہ دم با قرآن
در جان و دلش ہمارہ اللہ گویان
آن طارق شوق و عشق و عرفان
انوار رضا محبت است و احسان
افسردہ غمین و دیدہ گریان
بنشستہ کنون کنار حور و غلمان
سلطان جہان و شاعر پاکستان
او گشتہ کنون بکام حق جاویدان
با نام محمد عبد قیوم سلطان
اشعار و مقالات جمیع یاران
راضی و رضایت و رضا و رضوان
باقی شده باللہ و بہ جنت شادان
یادش ہمہ جا بود بہ خوبی الحاد
سلطان جہان شعر و حکمت پیمان

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کا "انوارِ رضا نامہ"۔۔۔۔۔۔ کلام شاعر بقلم شاعر

بنام آفتاب احمد حافظ قادری

۲۰۱۵/۵/۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہ نام خدای بسیار بخشایندهٔ بخشایشگر مهربان

مادّہ تاریخ ھای وصال (=وفات) حضرت آقای زندہ یاد الحاج سلطان الشعراء محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔ خدا اورا رحمت کناد آمین!

مادّہ تاریخ ھای ۱۳۹۴ ھ ش

«به صحت و سلامت باشند» ۱۳۹۴ ھ ش، «فرزند افضل الناس» ۱۳۹۴ ھ ش

«یا غفار یا مالک» ۱۳۹۴ ھ ش، «شهید عشق خدا» ۱۳۹۴ ھ ش، «هادی روشن تحری» ۱۳۹۴ ھ ش

«هوطی ذی احترام» ۱۳۹۴ ھ ش، «فرزند تربیت طلب» ۱۳۹۴ ھ ش، «اشغال نبی» ۱۳۹۴ ھ ش

مادّہ تاریخ ھای ۱۴۳۶ ھ ق

«یا غفور حبیب معز» ۱۴۳۶ ھ ق، «آب بلاغت» ۱۴۳۶ ھ ق، «با بلاغت» ۱۴۳۶ ھ ق

«محافظت ابد» ۱۴۳۶ ھ ق، «احباب خیرخواه» ۱۴۳۶ ھ ق، «هادی ذی اقتدار» ۱۴۳۶ ھ ق

«حاجی خوش اوقات» ۱۴۳۶ ھ ق، «باغ ایزدی» ۱۴۳۶ ھ ق، «ذکر معشوق» ۱۴۳۶ ھ ق

«زائر شاه خراسان» ۱۴۳۶ ھ ق، «خسرو شیرین» ۱۴۳۶ ھ ق، «تعزیه دانا» ۱۴۳۶ ھ ق

مادّہ تاریخ ھای ۲۰۱۵ م

«یا غنی خوشدل» ۲۰۱۵ م، «وداد الحفیظ فرخ فال» ۲۰۱۵ م، «یا حافظ اعظم» ۲۰۱۵ م

«یا حفیظ غیب جواب» ۲۰۱۵ م، «یا وهاج خسرو خلق» ۲۰۱۵ م، «یا وفیاض زر بخش» ۲۰۱۵ م

«خوشا محبوب ابر فیض» ۲۰۱۵ م، «خوش لقا خرشید نوا آید» ۲۰۱۵ م، «آب باده شربت خرد افروز» ۲۰۱۵ م

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کے استخراج شدہ تاریخی مادے انہی کے ہینڈ رائٹنگ میں

کیا موت فنا کا نام ہے؟

افتخار احمد حافظ قادری

موت فنا کا نام نہیں بلکہ موت تو بقاء کا نام ہے اور بقاء تک پہنچنے کیلئے موت ایک پل کا کام سرانجام دیتی ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے ''المؤمنون لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار'' کہ ایمان والوں کو موت نہیں آتی بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ سید کائنات، فخر موجودات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشادِ مبارک ہے ''تحفۃ المؤمن الموت'' کہ موت ہی تو مومن کا تحفہ ہے۔

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ''انما خلقتم للأبد والبقاء ولکنکم تنتقلون من دار الی دار'' کہ تم فنا ہونے کے لئے تو پیدا نہیں کئے گئے بلکہ تم تو باقی رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف سفر کے لئے موت تو صرف ایک وسیلہ ہے۔

شہنشاہِ بغداد، محبوب سبحانی، غوث صمدانی، سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بذریعہ الہام مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اے غوث اعظم! اگر انسان کو معلوم ہو جائے کہ اس کے لئے موت کے بعد کیا ہے تو وہ اس دنیا کی زندگی کی آرزو نہ کرے اور بارگاہِ خداوندی میں ہر لمحہ و ہر لحظہ یہی کہے کہ اے رب! مجھے موت عطا کر۔ جو اس عارضی زندگی کی آرزو کرتا ہے وہ ہرگز خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔

جس جا ملک الموت کا ممکن نہ گزر ہو
مرتے ہیں تیرے عشق میں عشاق کچھ ایسے

☆ افتخار احمد حافظ قادری، خادم درود وسلام ومصنف کتب، زیارت مقدسہ، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ

0308-5060173,0344-5009536

قرآن پاک کی آیت مبارکہ ''کل نفسٍ ذائقۃ الموت'' کا مفہوم یہی ہے کہ اس موت کا ذائقہ ہر ذی روح نے چکھنا ہے۔

علم و ادب، شاعری اور فن تاریخ گوئی کی دنیا کے ایک درخشندہ و تابندہ ستارے، ہمارے ممدوح محترمی و معظمی جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب بھی اپنے اہل خانہ، عزیز و اقارب، اصحاب و یاران، عقیدت مندوں اور اپنے محبت کرنے والوں کو مستقل الوداع کہنے کے بعد داغِ مفارقت دیتے ہوئے بروز ہفتہ 18 اپریل 2015 رات کی خاموشی میں خاموشی سے بارگاہ رب العزت میں پیش ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جس پر نہ صرف آپ کے اہل خانہ، عزیز و اقارب بلکہ اہلیان حسن ابدال واٹک کی ہر آنکھ غمناک اور سوگوار ہے۔

کلنا الیوم فی فراقکم لمحزونون، یا ابو منیرہ

لانک قد فارقت اهلک و اصحابک یا ابو منیر

(اے ابومنیرہ! آج ہم سب آپ کے فراق میں غمگین و پریشان ہیں کیونکہ آپ اپنے اہل خانہ اور احباب کو داغِ مفارقت دے گئے ہیں)

ها هی بنتک الوحیدة حزینة، یا ابو منیرہ

وجمیع اهلک و احبابک و طاهرک حزین یا ابو منیرہ

(اے ابومنیرہ! یہ آپ کی اکلوتی صاحبزادی آج حیران و پریشان اور اداس ہے آپ کے جملہ اہل خانہ، احباب اور آپ کا طاہر (داماد) بھی انتہائی حزین و غمگین ہے)

جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب سے اس بندہ ناچیز کی نیازمندی ایک طویل عرصہ پر محیط ہے۔ ابتداء میں تو حسن ابدال میں ہی آپ کی قیام گاہ (محلّہ حطاراں) پر ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، پھر جب کچھ عرصہ سے بوجوہ عارضی طور پر واہ کینٹ منتقل ہو گئے تو اس قیام گاہ پر بھی کئی بار ملاقاتوں کا شرف حاصل رہا۔ ان جملہ ملاقاتوں کے سرفہرست

موضوعات محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محبت غوث اعظم رضی اللہ عنہ، محبت تاجدار گولڑہ، محبت مرشد کریم اور علمی، تحقیقی اور نشر و اشاعت کے کام ہوا کرتے تھے۔ بسا اوقات قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے ننھیال کا حسن ابدال سے تعلق، استاد القراء حضرت قاری حفاظ محبوب علی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ اور ملک ضیاء الدین رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ گولڑہ شریف میں خدمات سے متعلق گفتگو ہوا کرتی۔

محترمی طارق سلطانپوری صاحب کو اپنے مرشد کریم فرزند مہر علی حضرت قبلہ غلام محی الدین المعروف بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے انتہاء درجہ محبت تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں غمناک ہو جایا کرتیں۔

یہ بندہ ناچیز جناب کو اپنے جملہ بلادِ اسلامیہ میں زیارات مقدسہ کے سفروں سے مطلع کرتا جس پر آپ بہت خوش ہوا کرتے اور ہمیشہ دعا کے لئے بندہ کو فرماتے کہ جس مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کرو، میرا ہدیہ اسلام ضرور پیش کرنا، یہ بندہ بھی اسی طرح ان سے محبت کا اظہار کرتا اور واپسی پر ان بزرگوں کی بارگاہوں سے جو تبرکات عنایت ہوتے آپ کو بھی کچھ ارسال کرتا۔ ایک مرتبہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کی چادر کا ایک قطعہ ارسال کیا تو اس پر پورا ایک منظومہ تحریر کر کے ارسال فرمایا۔ سال ۲۰۰۰ میں ایران و افغانستان میں موجود زیارات مقدسہ کے سفرِ مبارک سے واپس لوٹنے پر جب آپ کو اولیائے کرام کے مزاراتِ مبارکہ کی چادروں کے قطعات ارسال کئے تو اس پر بھی ایک قطعہ تاریخ رقم کر کے ارسال فرمایا چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

خاصانِ حق کے دیکھے ہیں تو نے کئی مزار — یہ اولیاء خدا و حبیب خدا کے ہیں

فخر جہان و نازشِ ایوانِ روزگار — تیرے لئے بنے گا سبب افتخار کا

یہ منفرد سفر جو کیا تو نے اختیار — تاریخ اس سفر کی کہی روئے ''جہد'' سے

الحمدللہ! ''والسی ما مجد وافتخار''

1417+3=1420 ھجری

محترمی طارق سلطانپوری صاحب کی خدمات بالخصوص فنِ تاریخ گوئی تو وطن عزیز کی حدود کو عبور کرتے ہوئے اب تو دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی پہنچ چکی ہیں جن سے ان کا مزید تعارف ہو رہا ہے۔ بندہ نے سال ۱۹۹۹ میں جب تحریر کے میدان میں قدم رکھا اور پہلی علمی کاوش بلاد اسلامیہ میں زیاراتِ مقدسہ پر ایمان افروز تذکرہ بنام ''زیاراتِ مقدسہ'' منظر عام پر آئی تو اسمیں منظوم تبصرہ قطعہ تاریخ صرف محترمی طارق سلطانپوری صاحب کا ہی تھا۔ اس کے بعد پھر جتنی بھی علمی کاوشیں منظرِ عام پر آئیں تقریباً ان سب کتب پر آپ جناب نے اس بندہ ناچیز کو اپنے منظوم کے ثمرات سے ضرور نوازا، جو ہر کتاب کی زینت بن چکے ہیں۔ جن پر تبصرہ اور ان سب کو اس خصوصی نمبر میں تحریر کرنا محال ہے، لیکن حصولِ برکت، شھادت اور ریکارڈ کے لئے چند کتب سے چند اشعار تحریر کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

اشعار سے قبل تحدیث نعمت کے طور پر ان سطور کو غنیمت جانتے ہوئے تالیف قلوب اور بشارت کے طور پر محترمی طارق صاحب کی اکلوتی صاحبزادی، ان کے جملہ عزیز و اقارب اور قارئین کرام کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جناب اپنے تحریری و علمی کام کی بدولت لوگوں کے دلوں میں زندہ تو رہیں گے لیکن درود و سلام کی کتب بالخصوص اور زیارات مقدسہ کی کتب پر آپ نے جو کام کیا ہے، جب تک یہ کتابیں موجود رہیں گی اور پڑھی جاتی رہیں گی وہاں محترمی طارق صاحب کا ذکر بھی بلند سے بلند ہوتا رہے گا اور انکو تاابد اسکا ثواب ملتا رہے گا۔ کیونکہ ان تمام کتب میں آپ کے گل ہائے عقیدت موجود ہیں۔ بحمد للہ! اس وقت یہ کتابیں کثیر تعداد میں مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، قونیہ شریف، استنبول، شام شریف، اردن، تیونس، مراکش، الجزائر، ایران، متحدہ عرب امارات، بحرین اور دنیا کے کئی علاقوں میں موجود ہیں اور پڑھی جا رہی ہیں۔ درود و سلام کی چند کتب میں سے چند گل ہائے عقیدت کے اشعار پیش ہیں۔

............☆☆☆............

کتاب مستطاب ''خزانۂ درود و سلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

ذکرِ محبوب حق سے ہے معمور   محفل آب و خاک و آتش و باد
بالیقین افضل الوضائف ہے   ہے یہی ورد سیّد الاوراد
جوکیا کارِ خوب حافظ نے   اسمیں شامل ہے اسکی بھی امداد
اس کا موضوع ہے درود و سلام   ہرورق اسکا جلوہ گاہِ رشاد
اس کا طارق سنِ طباعت ہے
''فخرنِ رحمت نبی جواد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

1421ھ

درود و سلام کی کتاب مستطاب

''التفکر والاعتبار'' مؤلف سیدی احمد ثابت المغربی (مراکش)

''آوازۂ عظمتِ شانِ مصطفیٰ''

2010

ہے کارنامہ بڑا افتخار احمد کا   یہ سعی خوب ہے اسکی نہیں اسمیں کلام
جسے درود سے دلچسپی ہے سلام سے ربط   وہ خوش نصیب ہے اسکو بڑا ملا ہے مقام
خدا بھی اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں درود   ہویدا اس سے ہے اوج و کمال چند والانام
یہ کاوشِ ادب آموز افتخار، خوشا   ہمیشہ اسکو سرائیں گے مصطفیٰ کے غلام
کہیں ہے اسکی طباعت کی میں نے یوں تاریخ
''جبین نور نبی، مخزنِ درود و سلام''

1431 ھجری

سال 2014 میں اس بندۂ ناچیز اور اسکے ایک برادر محترم خادمِ درود و سلام محترم

جناب ڈاکٹر محمد ذیشان انجم قادری کو ایک عظیم سعادت اور خوش بختی مقدر بنی کہ درود و سلام کی 40 نادر کتب کا ایک انسائیکلوپیڈیا، 2 جلدوں پر مشتمل A-4 کے 2300 صفحات پر شائع کرنے کا نہ صرف شرف حاصل ہوا بلکہ اسکا پہلا نسخہ بغداد شریف میں حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مشہور زمانہ لائبریری، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، الجزائر، مراکش، ترکی، ایران، عرب امارات، بحرین، اجمیر شریف، برطانیہ۔۔۔۔ میں اسکے نسخے ارسال کئے، جس پر ہمیں ہدیہ تبریک کے لئے کئی پیغامات و تاثرات موصول ہوئے ویب سائٹ WWW.SALAT-O-SALAM.COM سے بھی ایک کثیر تعداد اس مقبول عمل کے فیوضات و برکات سے مستفیض ہو رہی ہے۔

قارئین کرام! اس نادر و اولین انسائیکلوپیڈیا کے آخری صفحہ نمبر 2300 پر محترمی طارق سلطانپوری صاحب کے درود و سلام پر گل ہائے عقیدت موجود ہیں۔

قطعہ تاریخ سال طباعت ''انسائیکلوپیڈیا درود و سلام''

نے قبول بارگاہ حق کبھی ہوتا نہیں   غور کے قابل ہے یہ تخصیص و تفرید درود
خود خدا بھی اور کرتے ہیں فرشتے بھی یہ کام   اہل ایمان کو بھی ہے تلقین و تاکید درود
اس کی برکت سے عطا ہوتی ہے ہرغم سے نجات   مشکلیں آسان ہوتی ہیں یہ تاثیر درود
خوش مقدر، کیا سعادت مند ہے ذیشان بھی   جس نے پھیلائی ہے یہ خوشبوئے جاوید درود
مژدہ بخشش ہے حافظ افتخار احمد تجھے   خوب و دل آویز کی ہے تو نے تصویر درود
اسکی تکرار 'ادب' سے یوں کہی تاریخ چاپ   نور چشم عاشقاں ''تنویر خورشید درود''

''غبارِ راہ طیبہ'' محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

انسائیکلوپیڈیا مذکورہ بالا کا ایک نسخہ جب محترمی طارق سلطانپوری صاحب کو پیش کیا تو جواباً اس پر بھی ایک طویل منظومہ ارسال فرمایا۔ صرف 5 اشعار پیش خدمت ہیں۔

درود و سلام کا انسائیکلوپیڈیا

''واہ چراغِ باب درود''

یہ درودی فیض سے لبریز یہ نوری کتاب   مجھ سے کیا تعریف ہو اسکی جو اسکی شان ہے
بے بدل یہ کام کر سکتا ہے طارق بس وہ شخص   خاص جس پہ لطفِ حق ہے رحمتِ رحمان ہے
افتخار احمد کا ہے یہ ثمرہ سعی جمیل   جو حبیب پاک کا پروردہ فیضان ہے
اس مبارک کام کی تکمیل میں ہو کر شریک   نام ہے ذیشان جسکا واقعی ذیشان ہے
مجھ سے ہاتف نے کہا طارق کہ از روئے ''درود''   اسکی تاریخ طباعت ''خوب عظیم الشان'' ہے

2010+14=2014

درود و سلام ہی ایک وہ واحد وظیفہ، ورد یا عمل ہے جو ہر حال میں قبول و منظور ہے۔ جہاں درود و سلام کی ان کتب (جو اسوقت دنیا میں پھیلی ہو چکی ہیں) میں موجود صیغہ ہائے درود و سلام پڑھے جاتے رہیں گے۔ وہاں پر طارق سلطانپوری صاحب کی شرکت سے ان کا ذکر بھی تا ابد بلند و بالا ہوتا رہے گا جو انکی بخشش و مغفرت کا واضح پروانہ ہے۔

اب زیاراتِ مقدسہ کی کتب میں موجود محترمی طارق صاحب کے گل ہائے عقیدت میں سے اشعار کا ایک گلدستہ پیش خدمت ہے۔

بندہ کی پہلی تصنیف ''زیارات مقدسہ'' پر جناب نے اپنی عقیدت کا کچھ اسطرح سے اظہار فرمایا:

یہ کتاب خوب و نادر جسمیں حافظ نے کیا   تذکرہ صاحبان احتشام و تمکنات
اسکی خوبی سے بشاشت پائیں گے ارباب عشق   اہل عرفان کو کرے گی شاد اسکی خاصیت

کسی زبان کے منظومے کو نثر کے قالب میں تو آسانی سے ڈھالا جا سکتا ہے لیکن کسی زبان کے منظومے کو دوسری زبان میں نظم کرنا انتہائی مشکل کام ہے، ہمارے ممدوح کو نہ صرف فارسی زبان پر قدرت حاصل تھی بلکہ یہ ان کا خاصا اور ملکہ تھا کہ وہ فارسی زبان کے منظومے کو

اردو زبان میں بھی نظم کرتے تھے۔ اس بندہ کی دوسری تصنیف جو سرزمین ایران و افغانستان میں موجود زیارات مقدسہ کا سفرنامہ تھا اسمیں بندہ کے استاد محترمی ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رھا نے ایک طویل نظم فارسی میں رقم کی۔ ہمارے بزرگ حضرت طارق سلطانپوری صاحب نے اسکو کس طرح اردو نظم میں ڈھالا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں صرف چند اشعار پیش ہیں:

افتخار احمد شدہ روشنگر فرہنگ دین — حافظ قرآن بود پیوستہ علم الیقین
افتخار احمد، عطا جسکو ہوئی تفہیم دیں — حافظ قرآن ہے اور صاحب ذوقِ یقیں
جملہ منشور ھای اسلامی بہ دل گردش کنان — عکس و تصویر مقدس در کتاب راستین
چند اسلامی ممالک کا سفر اس نے کیا — اس سفرنامے میں شامل اسنے تصویریں بھی کیں
ھر چہ دیدہ در قلم آوردہ با تصویر خوب — در کتاب اور بخوان آثار فخر الکاملین
اس نے جو دیکھا کیا تحریر تصویروں کے ساتھ — یہ کتاب خوب ہے آثارِ فخر الکاملین
جانِ من شادان بود از دیدن آثار او — چون زیارات مقدس آمدہ نور مبین
میں ہوا مسرور یہ آثار رعنا دیکھ کر — یہ کتاب دلکش ہے مطلع طور مبین
این "رھا" و افتخار احمد گل و خوشبو گل — سالکان منزلِ حق راہ پاک مرسلین

محترمی طارق سلطانپوری نے طویل فارسی منظومہ کو اردو قالب میں ڈھالنے کے بعد اپنی انکساری اور دعاؤں کا اظہار کرتے ہوئے دو شعر مزید رقم کر دیئے۔

رشک کے قابل دونوں کو مقام معرفت — واسرو شد ہے ان دونوں کا طالق کم تریں
نور پھیلاتے رہیں دونوں غلامِ وقت میں — یہ مکرم عاشقان نور رب العالمین

مدینہ منورہ کے متبرک و تاریخی مقامات مقدسہ پر بندہ کی کتاب "دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" 1422ھ میں منظر عام پر آئی تو یوں رقم طراز ہوئے اور مادہ تاریخ اسطرح نکالا کہ:

"الصلاۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب اللہ"

1422 ھجری

حبیب کبریاء کا شیفتہ ہے — مکرم افتخار، ذوقِ پرور
گزارے مکہ و طیبہ میں اسنے — کئی لیل و نہارِ ذوق پرور
لکھے احوال اسنے مع تصاویر — یہ کلک، مشک باد، ذوقِ پرور
بڑی قدرت کے بعد اہل نظر کو — نظر آیا نگارِ ذوقِ پرور

کتاب جنوب کا سالِ طباعت
کہا طارق "بہار ذوق پرور"

1422

بندہ نے سال 1422ھ میں حضور غوث الثقلین کے قصائد مبارکہ کو جمع کر کے کتابی صورت میں جب شائع کیا تو اس پر آنجناب یوں گویا ہوئے۔

قصائد غوث اعظم کے کیئے جمع — یہ کارِ خوب اُن پر آفریں باد
جو ہیں محبوب سبحانی جہاں میں — وہ سیدِ مجلس اقطاب و اوتاد

طباعت کا کہنا ہے سال طارقؔ
خوشی سے "وہ زیب فقر بغداد"

1422

سال 1429 ھجری میں جب بندہ کا سفرنامہ زیارت مراکش شائع ہو تو طارق صاحب نے یوں تحریر فرمایا:

یہ ہے صدیوں سے اہل حق کا مسکن — ہیں بے پایان سعادات مراکش
فضیلت یاب حافظ نے ہیں دیکھے — مقدس تر مقامات مراکش
محبان رجال حق کی خاطر — یہ ہے حافظ کی سوغاتِ مراکش

"سلام" اس لفظ سے تاریخ طارقؔ
کہی "حُسنِ زیارات مراکش"

1298+131=1429

سال 1433 ھ میں سفر نامہ زیارات ایران شائع ہوا تو اسکی طباعت پر طارق سلطانپوری صاحب یوں رقم طراز ہوئے۔

اولیاء کے ذکر سے تاریکیاں کرتا ہے دور — افتخار احمد کا مدت سے قلم ہے نور بار
عالم اسلام کا لاریب "سیاحِ عظیم" — ہے مسلّم اسکا ارباب نظر میں اعتبار
اسنے ذوق وشوق سے طارق کیا آراستہ — وہ گلستاں جو قیامت تک، رہے گا پر بہار

اس کتاب خوب کی طارق کہی تاریخ چاپ
بالیقین یہ ہے "سہانی جدوجہد افتخار"
1433 ھجری

اس کے علاوہ بندہ ناچیز کے والد گرامی، خوش دامن، ہمشیرہ صاحبہ اور کئی دوسرے عزیز واقارب کے قطعہ ھائے تاریخ وصال رقم فرمائے اسی طرح ہر خوشی کے موقع پر وہ ہمارے ساتھ شامل ہوتے اور تہنیتی منظومہ جات سے نوازتے۔

19 اپریل 2015 بروز اتوار علی الصبح فون کی گھنٹی بجی اور مجھ سے مخاطب محترمی طارق صاحب کی ایک انتہائی قریبی شخصیت جناب ڈاکٹر ملک ذوالفقار صاحب تھے جنہوں نے مجھے یہ افسردہ خبر دی اور جنازہ کا بتایا۔ وہ کینٹ اور حسن ابدال کا موسم انتہائی خوش گوار ہوگیا بلکہ جنازہ سے قبل آسمان بھی برسا کیونکہ آج ایک عاشق کا جنازہ اٹھنا تھا۔ الحمد اللہ! انتہائی رش میں آپ کے جنازہ مبارکہ کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جنازہ گاہ میں آپ کا جسد مبارک لایا گیا، صفیں درست ہوئیں ایک جم غفیر تھا جو دور ونزدیک سے اس لئے آیا تھا کہ آج ایک عاشق کا جنازہ پڑھیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد دعا ہوئی پھر دعوت زیارت دی گئی۔

"عُشاق کا رنگ"

قارئین کرام! آپ کو یقیناً معلوم ہوگا کہ عشاق کا رنگ کیسا ہوتا ہے۔ چلیں ہم حضرت رومی سے پوچھ لیتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ شہر قونیہ

شریف کے قلعہ کی خندق کے کنارے کھڑے تھے، قراطائی مدرسہ سے چند فقہاء نکلے اور بطور امتحان حضرت مولانا سے سوال کیا کہ حضرت! اصحاب کہف کے کتے کا کیا رنگ تھا، حضرت مولانا نے رحستبہ ارشاد فرمایا! زرد رنگ تھا، اس لئے کہ وہ کتا عاشق تھا اور عاشقوں کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ حضرت طارق سلطانپوری کے جسدِ اطہر کی زیارت کرنے والوں کی کیفیات اور محسوسات الگ الگ ہوں گے یہ بندہ ناچیز اپنی کیفیت اور محسوسات کا ضرور اظہار کرنا چاہے گا جیسے ہی پہلی نگاہ پڑی تو یوں محسوس ہوا کہ ایک عاشق اپنی اگلی منزل کے لئے تیار ہے اور اسکا رنگ زردی ائل ہے کیونکہ عشاق کا یہی رنگ ہوا کرتا ہے اور جب لحد مبارک میں پہنچے ہوں گے تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس عاشق اور دوست کو کیسے محروم فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں آپ تو دشمنوں پر نظر کرم فرمانے والے ہیں اس عظیم شخصیت پر آپکی رحمت کا کیوں نہ سایہ ہوگا بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

دوستاں را کجا کنی محروم
توحضرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ با دشمنان نظر داری

آج ہر طرف ان کے لئے محافلِ قرآن خوانی، درود سلام اور ذکر واذکار کئے جارہے ہیں یقیناً یہ سب آپکی بلندی درجات کے لئے ہیں۔

کم اشخاص یدعون لک بالمغفرة یا ابو منیره

ندعو لک متبر روضة من ریاض الجنة ، یا ابو منیره

اے ابو منیرہ! یہ آپ کا ایک ادنی محبت کرنے والا حافظ افتخار، آپکی بارگاہ اقدس یہ ھدیہ عقیدت پیش کرتا ہے۔

محترمی جناب ملک محبوب الرسول قادری مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے اُن سے دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے انکی حیات مبارکہ میں بھی "انوار رضا" کا ایک خصوصی نمبر ان کے لئے شائع کیا اور اب بعد از وصال بھی ان کے لئے ایک

خصوصی شمارے کا اہتمام کر رہے ہیں اللہ تبارک وتعالےٰ ان کی اس سعی مبارکہ کو مقبول ومنظور فرمائے اوران کے جملہ امور میں ان کا حامی وناصر ہو جائے۔ آمین

آخر میں بارگاہ رب العزت میں انتہائی عجز وانکساری اور خلوص دل سے دعا کرتے ہیں کہ یارب العالمین! اپنے پیارے حبیب لبیب رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس عاشق کی قبر مبارک کو انوار وتجلیات سے بھردے اور آپکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔

آپکی اکلوتی صاحبزادی مبارکہ کو صبر جمیل عطا فرما، آپ کے داماد ملک طاہر کو جوانھوں نے خدمات پیش کیں اس پر اجر عظیم وکثیر عطا فرما۔ آپ کے اہل خانہ، جملہ عزیز واقارب، دوست واحباب اور عقیدت مندوں کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرما بجاہ۔ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

............☆☆☆............

نصف صدی کا قصّہ ہے دوچار برس کی بات نہیں

پروفیسر سرور شفقت ☆

آج سے پچاس برس یوں کہہ لیں کہ نصف صدی پہلے بغداد شریف جاتے ہوئے حسن ابدال سے میرا پہلی بار گزر ہوا۔ ہمارا چالیس افراد پر مشتمل قافلہ اپنی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ لاہور سے براستہ خشکی افغانستان۔ ایران ہوتا ہوا عراق حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس سراپا قدس میں شرکت کے لئے بغداد شریف جارہا تھا۔ پھر ایک سال بعد کیڈٹ کالج حسن ابدال میں ایک ہفتہ گزارنے کا موقع ملا۔ میرے خالہ زاد بھائی فزکس کے شعبہ میں آچکے تھے لیکن اس ایک ہفتہ میں مجھے حسن ابدال اندرون شہر جانے کا موقع نہ ملا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ میرے کزن ملازمت کے سلسلہ میں نائیجریا جاچکے تھے انہیں کئی سال وہاں بیت گئے تھے کہ مجھے کیڈٹ کالج میں خدمت کا موقع ملا۔ قریباً ربع صدی یعنی پچیس سال تک میرا کالج میں قیام رہا۔ کالج کے علاوہ شہر میں بھی میرے حلقہ احباب میں علم دوست افراد شامل ہوتے گئے حتیٰ کہ شہر میں درود وسلام، نعت خوانی اور ذکر کی محفلیں قائم ہوگئیں۔ محترم طارق سلطانپوری کی کراچی سے واپسی کے بعد ہم نشینی کا اعزاز حاصل رہا۔ محترم طارق سلطانپوری، محترم صدیق صابر، محترم صابر بخاری اور راقم الحروف شریکِ محفل ہوتے۔ ان محترم شخصیات کی موجودگی میں ایک علمی، ادبی اور روحانی محفل جم جاتی جس سے بندہ ناچیز بھی استفادہ کرتا۔ چہار درویش کی یہ محفل عموماً اتوار کے روز ہر ماہ ایک یا دو بار صابری الیکٹرک سٹور پر منعقد ہوتی۔ احباب کے تعاون سے محترم طارق سلطانپوری نے کاروانِ درود وسلام کے نام سے تنظیم قائم کی جس کے تحت کسی نہ کسی دوست کے ہاں محفل درود وسلام اور محفل نعت ہوتی۔ اس سے پہلے محافلِ نعت اور درود وسلام کا ایک اور سلسلہ پہلے ہی شروع ہو

☆ پوسٹ بکس نمبر 12، راولپنڈی کینٹ 0300-9129912,0313-9129912
0332-9129912

چکا تھا۔ یہ مخلصین جناب صدیق صابر، بندہ ناچیز، جناب عبدالصبور، جناب اسرارالحق صدیقی
خواجہ گلاس فیکٹری کی رہائش گاہ پر بالترتیب پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے جمعۃ المبارک
کو ہوتیں پھر ان میں مزید اضافہ ہوتا گیا اور عبدالشکور عثمانیہ کلاتھ ہاؤس کے گھر ہزارہ روڈ میں
ہر ماہ کی دوسری جمعرات کو۔

فن تاریخ گوئی کے حوالے سے علم الاعداد کا گہرا تعلق ہے طارق سلطانپوری اپنے اہلِ
خانہ کو بتایا کرتے تھے کہ ان کی زندگی میں ایک کے عدد کی بڑی اہمیت ہے۔ یعنی
28,19,10,1 ان سب اعداد کا الگ الگ مجموعہ (1) ہے یعنی 1=1+0, 10=2+8,
19 10=1+9 ۔ ان کا وصال 28 جمادی الثانی 1436ھ کو رات 9 بجے واہ کینٹ میں
ہوا اور 19 اپریل 2015ء کو حسن ابدال کے آبائی قبرستان میں بعد نمازِ ظہر دفن ہوئے۔
دوسرے وہ موت کو دوست کا تحفہ سمجھتے تھے۔ موت کے بعد اہلِ جنت کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا
اس سے بڑا اعزاز کیا ہوسکتا ہے۔

ہم ذرا ماضی میں جھانک کر دیکھیں کہ شہر ہوں یا دیہات ان کی رونقیں پہلے سے فزوں
تر ہیں آبادی اور زندگی کی سہولتوں میں اضافہ ہو چکا ہے لیکن پچاس ساٹھ سال پرانی وہ
صورتیں نظر نہیں آتیں۔

لوگ کہتے ہیں کسی ایک کے جانے سے زندگی رُک نہیں جاتی لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ
لاکھوں کروڑوں کے مل جانے سے اس ایک کی کمی پوری نہیں ہوتی۔

روانی بتاتی ہے ان آنسوؤں کی
کہ آنکھوں میں دریا سمایا ہوا ہے

دوست تو زندگی کے ہر دور میں بڑی رحمت ہوتے ہیں لیکن بچپن کے دوست اور پھر عمر
رفتہ میں سفید بالوں والے دوست دونوں ایک عظیم نعمت ہوتے ہیں۔

Health and Wealth are the fruits of life, but family

and friends are roots of life. We can manage without the fruits but can never stand without the roots.

صحت اور دولت زندگی کے پھل ہیں لیکن خاندان اور دوست اس کی جڑیں ہیں۔ ہم
پھلوں کے بغیر شاید زندگی گزار سکیں لیکن جڑوں کے بغیر ہم قائم نہیں رہ سکتے۔

اچھے لوگوں کی یہ علامت ہوتی ہے کہ ہر ملنے والا سمجھتا ہے کہ وہ میرے زیادہ قریب
ہیں اور مجھ پر زیادہ مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وسیع حلقہ احباب سے نوازا، جس شہر میں
بھی میرا قیام رہا ہم ذوق دوستوں کی رفاقت نصیب رہی۔ لیکن محترم طارق سلطانپوری
میرے مخلص ترین دوستوں میں سے تھے وہ ہماری محفل کا درخشاں اور روشن ستارہ تھے یعنی
طارق ہمہ صفت موصوف۔

اُن کا تعلق الحمد گروپ سے تھا آپ سوچیں گے کہ یہ کون سا گروپ ہے۔ پاکستان میں
اس گروپ کے لوگ بہت کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو انواع واقسام کی نعمتوں سے نوازا
ہے۔ یعنی یہ خطہ پاک سورۃ رحمٰن کی تفسیر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان نعمتوں سے مستفید
ہونے کے باوجود ہم ہمہ وقت شکوہ اور شکایت کا پیکر بنے رہتے ہیں اور اُس کا بہت کم شکر ادا
کرتے ہیں۔ آپ کے لئے کا پیغام ہے کہ مصیبت پر صبر کریں اور نعمت پر شکر۔ مزا تو تب ہے
کہ رنج و آلام میں بھی ہمارے دل طمانیت سے لبریز اور زبانیں شکر کے کلمات سے تر ہوں۔
نامساعد حالات کے باوجود محترم طارق سلطانپوری سے کبھی شکوہ نہیں سنا، ہر حال میں صابر و
شاکر رہے۔

دوسری نمایاں خوبی جو ہم لوگوں میں بہت کمیاب بلکہ نایاب ہے کہ ہم اپنے رشتہ
داروں اور دوستوں کی عدم موجودگی میں ان کی غیبت کرنے سے باز نہیں آتے لیکن پچیس تیس
سال کے طویل عرصہ میں ان کے زبان سے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں سُنی۔
حق گوئی ان کا ایک اہم وصف تھا۔ بات کو ڈپلومیٹک انداز سے نہیں کرتے تھے بلکہ

سیدھی بات دوٹوک انداز میں لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ وہ محبتیں بانٹنے والے تھے۔ نفرتیں بانٹنے والے تو ہم میں پہلے بھی بہت ہیں۔ ان کا لباس سادہ لیکن صاف ستھرا ہوتا تھا۔ کھانے پینے میں بھی سادگی کو پسند کرتے تھے۔ پُر تکلف اور مرغّن کھانوں سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ گھر پر دودھ، کیلا اور شکر اُن کی محبوب غذا تھی یعنی میٹھی چیزیں۔

میں انہیں کے اشعار پر اپنی بات ختم کرتا ہوں:

طارق نے رہِ نعت چُنی سوچ سمجھ کر
عجمی سگِ حسان کی منزل ہے مدینہ

کچھ ایسی کشش تجھ میں ہے اے شہر مدینہ
گو حاضری سو بار ہو حسرت نہیں جاتی

وہ آسمانِ ادب کا ایک درخشندہ اور تابندہ ستارہ اور فن تاریخ گوئی کے امام۔ عالمِ برزخ کی کیفیات سے لبریز روح پرور شعر پر اجازت چاہتا ہوں۔ (بہ ادنیٰ تغیّر)

ہم بروز حشر جا پہنچیں گے طارق خُلد میں
پڑھتے پڑھتے نعتِ پیمبر، دیکھتے ہی دیکھتے

............☆☆☆............



گلشن مدحت کا گل سر سبد

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری☆

حضرت عبدالقیوم طارق سلطان پوریؒ گلشن مدحت کے ایک ایسے گل سر سبد ہیں جن کی خوشبوئے نعت کے گلستان کو ہمیشہ مہکائے رکھے گی۔ وہ ہمارے محکمے کے اگرچہ اکثر مہمان بنے لیکن میری اُن سے ملاقات ایک ہی ہے اور وہ بھی سر راہ ہے۔۔۔ تقریباً تین سال قبل حضرت سلطانپوری۔۔۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کی عظیم الشان جامع مسجد کے مرکزی ہال سے غالباً عصر یا ظہر کی نماز ادا کر کے برادرم محبوب الرسول قادری کی معیت میں باہر تشریف لا رہے تھے اور میں مسجد کے ہال میں نماز کے لیے داخل ہو رہا تھا۔ میں نے آپؒ کا نام تو بہت سُن رکھا تھا مگر چہرے سے شناسائی نہ تھی۔ برادرم محبوب الرسول قادری صاحب نے تعارف کروایا۔ زائرین کے اس ہجوم میں زیادہ ٹھہرنے کا موقع کہاں ملتا ہے۔ تاہم یہ مختصر ملاقات اور اس کا تاثر ہمیشہ ذہن میں محفوظ بلکہ دل پہ منقش رہا۔ اُن کا ظاہری حلیہ ہمارے روایتی شاعروں والا نہ تھا۔ بلکہ خوش عقیدگی اور مُحبتِ رسول ﷺ کی چمک ان کی جبین کو مزیّن کیے ہوئے تھی۔ جناب راجا رشید محمود کی سربراہی میں سید ہجویر نعت کونسل کے زیر اہتمام حضرت داتا گنج بخشؒ کے سالانہ عرس پر "مشاعرہ منقبت" کا ہمیشہ اہتمام ہوتا، جس میں حضرت سلطانپوری تشریف فرما ہو کر "ہدیۂ منقبت" پیش کرتے، داتا دربار کے ان مشاعروں اور اُن میں شریک شعراء کا اپنا جداگانہ رنگ ہوتا ہے، جس کا سبب از خود راجا رشید محمود اور اُن کے قدیمی رفقاء، جن میں حضرت سلطانپوری سرِ فہرست تھے۔ میرے والد گرامیؒ کے وصال کے موقع پر حضرت سلطانپوریؒ نے تعزیت نامہ ارسال کرتے ہوئے ان کی "تاریخِ وصال" کے مادہ کے ساتھ چند اشعار بھی ارسال کیے، جو میرے دل کے تار ہمیشہ چھیڑتے اور حضرت سلطانپوریؒ کی بے لوث محبت کو تازہ رکھتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

☆ ڈائریکٹر جنرل اوقاف پنجاب

حضرت پیر سیّد محمد فاضل شاہ بخاریؒ نارنگ شریف

وصال: ۲۹ جمادی الآخر ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۱/اپریل ۲۰۱۳ء

قرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)

"یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا"

۱۴۳۴ھ

قطعاتِ تاریخ (سالِ وصال)

جن سعید افراد نے دیکھا اُسے — وہ کریں گے اس کے جلوؤں کو تلاش
اُس کے فیضانِ نظر سے ہو گئے — بندگانِ نیک، جو تھے بدقماش
اُس نے ضربِ اللہ ہو سے کر دیئے — غفلت و عصیان کے بُت پاش پاش
اُس نے کھولے عُقدے لاینحل جو تھے — کر دیے سربستہ اُس نے راز فاش
سلسلہ اُس کے فیوضِ فقر کا — جاری رہتا اور بھی کچھ روز کاش
اہلِ حق، اُس کے محبوں کے لیے — اُس کی رحلت ہے نہایت دِل خراش
زخم زخم اہل محبت کے قلوب — اُس کے دیوانوں کے دل ہیں قاش قاش

کی رقم طارق نے تاریخ وصال
"پاک، زیبا شخصیت وہ نور پاش"
۳ ۱ ۰ ۲ ء

وہ باغِ بو ترابی کا حسین پھول — بتاؤں شان اس کی، میں ہوں قاصر
ہوا پنہاں زمانے کی نظر سے — علی حیدر کا خورشیدِ بصائر

کہی تاریخ "بزمِ طیبہ" کہہ کر
۷۵
زہے یہ "فوز و افضال و مفاخر"
۷۵ + ۱۹۳۸= ۲۰۱۳ء

(تعزیت کناں مع ہدیۂ مودّت: محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال) ۳۰/اپریل ۲۰۱۳ء)

عاشقِ رسولؐ طارق سلطان پوریؒ ایک عہد ساز شخصیت

حاجی محمد رفیق قادری

نمازِ عصر میں ابھی کچھ وقت باقی تھا ہم علاقے کی ہر دلعزیز شخصیت جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی تدفین کے بعد واپس لوٹ رہے تھے طارق سلطانپوری ایک ماہ اور دو دن تک الشفاء انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد میں زیر علاج رہے ڈاکٹروں نے سرتوڑ کوششیں کیں لیکن مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا آپ نے پسماندگان میں ایک بیوہ اور ایک بیٹی ڈاکٹر منیرہ چھوڑی ہے۔ عبدالقیوم طارق سلطانپوری زندگی بھر شہرت کی بلندیوں پر فائز رہے آپ علم اعداد کے ماہر، معروف نعت گو، سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فن تاریخ گوئی میں یکتا، حسن سلوک ایسا کہ ملاقات کرنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ آپکا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا آپ ۵ جون ۱۹۳۸ء کو اپنے وقت کے جید عالم دین عبدالعزیز خان کے ہاں متولد ہوئے جبکہ آپ کے دادا مولانا عبدالجبار خان اپنی جوانی میں ہی پشاور سے نقل مکانی کر کے تحصیل حسن ابدال کے معروف دیہات سلطان پور میں آباد ہو گئے تھے یہیں آپ کی پیدائش ہوئی اس زمانے میں سلطان پور، برھان غور غشتی علمی حوالے سے بڑی شہرت کے حامل دیہات تھے موضع سلطان پور میں شیخ الحدیث والتفسیر پیر سیّد ضیاء الدین شاہؒ جو خود کھیتی باڑی بھی کرتے اور دور دراز سے آئے ہوئے تشنگان علم کی پیاس بھی بجھاتے آپ کے صاحبزادگان میں پیر سید علامہ غلام محی الدین شاہؒ، پیر سید عبدالرحمٰن شاہؒ اور شیخ الحدیث پیر سید حسین الدین شاہ شامل تھے تینوں صاحبزادگان نے علم کے شہر آباد کئے۔ بڑے دونوں صاحبزادے اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں جبکہ حضرت پیر سید حسین الدین شاہ پیرانہ سالی کے باوجود راولپنڈی میں قائم مدرسہ جامعہ ضیاء العلوم کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔

☆ صدر، تحصیل پریس کلب حسن ابدال 0321-5758398

طارق سلطان پوری اس حوالے سے انتہائی خوش نصیب انسان تھے جنھیں والد گرامیؒ کے ساتھ ساتھ اپنے ہی گاؤں میں اپنے دور کی نامور علمی شخصیت کی معیت اور سرپرستی حاصل رہی آپ کو لڑکپن سے ہی دینی محافل میں جانا، علمی لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا، اخبار کا مطالعہ کرنا اور شعرگوئی کا شوق تھا۔ آپ کے دیرینہ دوست پیر سید صابر حسین شاہ بخاری جن سے مجھے بھی نیازمندی کا شرف حاصل ہے فرماتے ہیں کہ طارق صاحب نے مجھے اپنے لڑکپن کا ایک واقعہ سنایا طارق صاحب نے کہا کہ میرے بچپن کے ایک دوست کی زمانہ طالب علمی میں وفات ہوگئی میں نے اس کی وفات پر ایک نظم قلم بند کی اور ان کے گھر بھجوادی جب نظم اس دوست کے والدین نے پڑھی تو مرحوم دوست کے والد نے فوراً آکر مجھ سے کہا کہ بیٹے یہ نظم تم خود آکر ہمارے گھر پڑھو آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تعمیل میں سر جھکا دیا جب وہاں پہنچا، نظم پڑھی تو محفل میں موجود خواتین وحضرات اس طرح دھاڑیں مار مار کر رونے لگے گویا ان کے بیٹے کی آج ہی وفات ہوئی ہو۔ آپ نے 1959ء میں میٹرک کا امتحان حسن ابدال میں نمایاں حیثیت سے پاس کیا پھر کراچی چلے گئے جہاں نیشنل بینک میں ملازمت کرنے کے ساتھ ساتھ منشی فاضل اور اردو فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ ۱۹۹۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی۔اے اور پھر فارسی میں ایم۔اے کیا۔

آپ میں خودداری اور اپنے حق کی خاطر ڈٹ جانے کا ملکہ بدرجہ اتم موجود تھا آپ قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے جہاں کہیں بھی رہے حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے رہے۔

کراچی سے واپسی پر 1990ء کے ابتدائی دنوں میں ان سے پہلی ملاقات ڈاکٹر عبدالقادر قادری مرحوم کے کلینک پر ہوئی جو خود بھی انتہائی باذوق اور علمی شخصیت اور میری مربی تھے طارق سلطانپوری کے علمی کمال، تاریخ پر گہری نظر اور صوفیاء سے محبت، آپ کی شاعری اور علم وفن نے اتنا متاثر کیا کہ ملاقاتوں کا سلسلہ طویل ہوتا چلا گیا ربع صدی پر محیط تعلق کے اس عرصے میں میں نے ان کے منہ سے کبھی شکوہ سنا نہ ہی چہرے پر کبھی غم کے آثار

دکھائی دیے۔ 1999ء میں آپ کو حج اکبر کی سعادت نصیب ہوئی اس مبارک اور روحانی سفر میں آپ کی اہلیہ اور اکلوتی بیٹی بھی آپکے ساتھ تھیں آپ نے اپنے اس سفرِ حج کو ”تجلیات حرمین“ کے نام سے منظوم کیا ہے مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی نے 2002ء میں اس سفرنامے کو شائع کیا۔ اس روحانی سفرنامے میں طارق سلطانپوری نے سعادت حج کے تمام احوال کو انتہائی احسن انداز میں بیان کیا ہے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں کہ؛

ایک مدت سے ہوں مشتاق مدینہ طارق
ہر نئے سال پہ کہتا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

حج کی سعادت حاصل ہونے پر اظہارِ تشکر کرتے یوں کہتے ہیں کہ

شرف گھرانے کو ملا ہے حج اکبر کا
یہ توصیف محمد ﷺ کا صلہ بخشا گیا مجھ کو

راقم الحروف سے ملاقات کے دوران ایک دفعہ فرمانے لگے کہ میں نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی سلامت رکھنا عینک سے بے نیاز ہوکر توصیف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتا رہوں اور تعلق بالقرآن قائم رہے دوسرا یہ کہ زندگی کے آخری دن تک مجھے کسی لاٹھی کے سہارے کی ضرورت نہ پڑے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ آخری دن تک عینک کے بغیر لکھتے اور پڑھتے رہے اور نہ ہی چلتے وقت انھیں کسی لاٹھی کی ضرورت محسوس ہوئی ایک دن فرمانے لگے کہ قادری صاحب! میری زندگی کا کچھ پتہ نہیں کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آجائے لیکن میں آپ کو وصیت کررہا ہوں کہ بے شک مجھے اپنا گاؤں سلطان پور بہت عزیز ہے لیکن میری قبر یہاں حسن ابدال میں ہی بنانا۔ دنیا سے چلے جانے والوں پر ہمیشہ مضامین لکھے جاتے ہیں لیکن بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی کی زندگی میں اس پر کوئی کتاب چھپی ہو طارق سلطانپوری کی زندگی میں چیف ایڈیٹر سہ

ماہی ''انوار رضاء'' ملک محبوب الرسول قادری جوہر آبادی نے 2009ء کا شمارہ ان سے منسوب کرتے ہوئے ملک بھر سے 160 اہل علم و دانش سے انکی شاعری اور علمی خدمات پر آراء جمع کیں اور طارق صاحب کی نعتیہ شاعری کو یک جا کر کے 426 صفحات پر مشتمل ایک مکمل کتاب شائع کر دی طارق سلطانپوری کو نعت گوئی اور تاریخ گوئی میں اوج کمال حاصل تھا وہ شعری ذوق کے حامل تو تھے ہی مگر انہیں شعر گوئی میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ انہوں نے ملک بھر کے علمی اور ادبی حلقوں کو متاثر کیا ان کے اقربا بلکہ اہل علم و دانش کی پورے ملک میں ایک بڑی تعداد موجود تھی اس قافلۂ شوق میں سابق پروفیسر کیڈٹ کالج حسن ابدال پروفیسر سرور شفقت قادری، جناب پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود، مشہور محقق جناب صابر حسین شاہ بخاری، معروف صحافی و ادیب جناب صدیق صابر ایاز، سابق صدر بار ایسوی ایشن و چیئرمین کاروان ادب' جناب وقار عالم جدون' جیسے افراد شامل تھے طارق سلطانپوری عمر بھر حسن ابدال میں علم و فکر کی روشنی کو جلا دینے میں مصروف عمل رہے یہ ان ہی کی کوششیں تھیں کہ حسن ابدال میں ''کاروان ادب'' کا پلیٹ فارم قائم کرنے میں مدد ملی جس کے تحت علم و فن، ادب، نعت گوئی، شخصیت نگاری، محافل سالمہ اور نعتیہ مشاعرہ جیسے پروگرام ہونے لگے۔

جناب طارق سلطانپوری نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ کے شہرہ آفاق سلام ''مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پر تین تضامین لکھیں جو ان کی زندگی میں ہی شائع ہوئیں ان پر معروف اہل علم و دانش نے جاندار انداز میں تبصرے کئے جنہیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ طارق سلطانپوری کس پایہ کی علمی شخصیت تھی۔ نعت گو شاعر جناب صدیق صابر ایاز نے طارق سلطانپوریؒ کے حوالے سے کہا کہ وہ حسن ابدال کی پہچان تھے وہ اپنے احباب کے دکھ درد کے ساتھی تھے۔

آخری چند دن فاطمہ میموریل ہسپتال واہ کینٹ میں زیر علاج رہے بالآخر ۱۸/اپریل ۲۰۱۵ء رات 9 بجے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ''انا للہ وانا الیہ راجعون''! آپ

کی وفات کے دن صبح سے دو پہر تک بارش رہی جنازہ سے دو گھنٹے قبل بارش تھم گئی جنازہ محلہ سیداں کی وسیع جنازہ گاہ میں ادا کیا گیا امامت کے فرائض سجادہ نشین دربار عالیہ سالک آباد پیر محمد اعظم طارق ثانی نے انجام دیے جبکہ دیگر مقتدر شخصیات میں پیر سیّد حسین الدین شاہ راولپنڈی، غلام مصطفےٰ گجرات، ملک محبوب الرسول قادری جوہر آباد، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد، پیر تصور حسین شاہ، پروفیسر خضر حیات خان، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، پیر سید اعجاز علی رامپوری، سیفی برادران، تحریک منہاج القرآن کے قائدین و کارکنان، دعوت اسلامی کے ورکرز سمیت علاقہ بھر سے مختلف مکاتب فکر کے لوگ جنازے میں شریک تھے۔ تدفین کے بعد ملک محبوب الرسول قادری کی قبر پر چادر پوشی کے بعد پھولوں کی پتیوں سے قبر کو ڈھانپ دیا گیا جس سے پوری فضا معطر ہوگئی۔ آخر میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خانؒ کے شہرہ آفاق کلام ''مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے چند اشعار پڑھنے کے بعد پیر سید صابر حسین شاہ بخاری کی رقت آمیز دعا کے بعد طارق سلطان پوریؒ کا سفر آخرت مکمل ہوا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے! آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

..........☆☆☆..........

شریعت اور طریقت

''شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع' شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا' طریقت کی جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے' شریعت ہی پر طریقت کا دار و مدار ہے' شریعت ہی اصلِ کار اور محک و معیار ہے' شریعت ہی وہ راہ ہے، جس سے وصول الی اللہ ہے' اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور پڑے گا' طریقت اس راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے' طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعتِ مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے' جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔''

حضرت طارق سلطان پوری اور ان کی چند یادیں

راجہ نور محمد نظامی

حسن ابدال ٹیکسلا کے علاقے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ہزاروں سال سے یہ خطہ زمین تہذیب وتمدن کے ساتھ ساتھ علم وعرفان کا منبع بھی ہے۔ یہاں پر ہر دور میں بڑی بڑی نامی گرامی عالمگیر شہرت کی حامل علمی، ادبی، اور روحانی شخصیات پیدا ہوئیں۔ مثلاً چند مشاہیر مسلمان حضرات میں سے حضرت محبوب المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی دہلوی کے استاد الحدیث حضرت مولانا کمال الدین زاہد کھٹڑ۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی مدفن عثمان کھٹر عہد مغلیہ کے [illegible] محدث حضرت مولانا نصر اللہ بن عبدالسلام بھیروی انکی موضع بھیرہ، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان چشتی تونسوی کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ گڑھی افغاناں، شیخ الاسلام پیر مہر علی شاہ گولڑہ کے استادگرامی فاضل اجل مولانا قاضی محمد شفیع قریشی بھوئی گاڑ، حضرت خواجہ شمس الدین سیال شریف کے خلفاء حضرت حافظ سعد اللہ شموئی اور حضرت سید مبارک شاہ مشہدی جہان آباد، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے بانی حضرت مولانا سید ضیاء الدین شاہ سلطان پوری وغیرہ وغیرہ کی خطہ زمینی کے گاؤں سلطان پور میں دنیا اسلام کے نامور شاعر نعت گو، منقبت گو، تاریخ گو، غزل گو، نظم گو، اور تضمین نگار محمد عبدالقیوم خان المعروف طارق سلطان پور نے جنم لیا۔

میرا گاؤں بھوئی گاڑ جو علمی درسگاہ کے حوالے سے برصغیر پاک وہند کے علاوہ ایران، افغانستان اور نجارا تک مشہور تھا اسی خطہ زمین میں ٹیکسلا سے چند میل شمالی کی طرف دریائے ہیرو کے دائیں کنارے واقع ہے اس سے مزید چند میل شمالی مغرب کی طرف دریائے ہیرو کے بائیں کنارے سلطان پور واقع ہے۔ یہ دونوں گاؤں انتظامی لحاظ سے ضلع اٹک کی تحصیل حسن ابدال میں واقع ہیں۔

☆ ڈائریکٹر: ارکنالوجیکل اینڈ ہسٹاریکل کلچرل اکیڈمی اٹک 0301-5081664

طارق سلطان پوری صاحب نے 5 جون 1941ء کو مولانا عبدالعزیز خان بن مولانا عبدالجبار خان بن مولانا عبدالرحمٰن خان بن یوسف زئی افغان قبیلے کی شاخ بڑیچ سے تعلق رکھتے تھے کے گھر پیدا ہوئے۔

آپکے پردادا مولانا عبدالرحمٰن خان زمانہ طالب علمی میں یہاں پڑھتے رہے تھے اور پھر اس خطہ زمین سے ایسا تعلق پیدا ہوا کہ فراغت علوم دینیہ کے بعد اپنے وطن سمہ سوات میں جا کر اپنے اہل وعیال کو بھی لے آئے اور بمعہ اپنی اولاد کے سلطان پور میں آباد ہوئے اس گاؤں کی شرقی مسجد میں امامت اور تدریس کرتے رہے اور وہاں ہی فوت ہو کر دفن ہوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن خان عالم فاضل اور درویش صفت بزرگ تھے آپ انیسویں صدی عیسوی کے ربع آخر میں سلطان پور میں آ کر آباد ہوئے تھے۔ ان کے فرزند مولانا عبدالجبار خان نے والد گرامی کے علاوہ سلطان پور اور بھوئی گاڑ کے علماء سے تعلیم حاصل کی۔ والد ماجد کی جگہ امامت وتدریس کرتے رہے۔ سلطان پور میں ہی فوت ہو کر دفن ہوئے۔

ان کے فرزند مولانا عبدالعزیز خان بھی جید عالم دین صاحب امامت وتدریس اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ نے تبلیغ واشاعت اسلام کے لیے برصغیر پاک وہند کے دور دراز کے علاقوں کے سفر کیلئے اور کئی غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ آپ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی نقشبندی مجددی کے نبیرہ مولانا رحمت اللہ کے دست گرفتہ تھے۔ عربی، فارسی، اردو، پشتو، پنجابی کے علاوہ کئی مقامی زبانوں پر بھی آپ کو عبور حاصل تھا 1399ھ بمطابق 1979ء کو فوت ہو کر سلطان پور میں دفن ہوئے۔

طارق سلطان پوری کے نام سے آشنائی 1980ء کی دہائی میں اٹک شہر کے ایک بزرگ شاعر محقق، مصنف ومترجم، بانی مجلس، نوادرات علمیہ اٹک جناب چوہدری غلام محمد صاحب المعروف نذر صابری صاحب کی محفلوں میں ہوئی۔ حالانکہ میرے اور طارق صاحب کے گاؤں کے درمیان صرف چند میل کا فاصل ہے۔ تقریباً 1990ء کی بات ہے روزنامہ

نوائے وقت راولپنڈی میں آپ کی ایک نظم حسن ابدال کے بارے میں شائع ہوئی۔ جب میں نے پڑھی تو فوراً اسی روز ہی میں آپ کے گھر میں پہنچ گیا جو محلہ حطاراں حسن ابدال شہر میں ''نوری مسجد'' کے قریب واقع ہے چونکہ طارق سلطان پوری تعلیم سے فراغت کے بعد تلاش روزگار میں کراچی چلے گئے اور وہاں سے جب واپس آئے تو سلطان پور کی بجائے اپنے سسرالی شہر حسن ابدال میں رہائش پذیر تھے۔ جب ملاقات پر میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنا نام بتایا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا نظامی صاحب آپ کے علمی کام اور کتب خانہ کے متعلق دوست احباب سے بہت کچھ سن رکھا ہے اور ملاقات کی بہت خواہش تھی پھر گھر کے ایک کمرہ میں لے گئے جہاں بہت سے کتب پڑی ہوئی تھی بڑی دیر تک حسن ابدال اور اور کی علمی ادبی، تاریخ سے لے کر اہل علم علماء کرام اور مشائخ عظام کا تذکرہ ہوتا رہا۔ مولانا محمد امام غزالی ساکن ٹمن ضلع چکوال کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے کچھ عرصہ سندھ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا تھا اور مجھے کچھ دوستوں نے بتایا تھا کہ ان کا تعلق حسن ابدال کے علاقے سے تھا آپ کو ان کے متعلق کچھ معلومات ہیں تو بتائیں۔ میں نے جب بتایا کہ حضرت مولانا محمد امام غزالی کے آباؤ اجداد حسن ابدال کے موضع سبز پیر کی دلہ زاک افغان قبیلے سے تھے آپ حضرت خواجہ احمد چشتی خلیفہ حضرت خواجہ فاضل شاہ میرا شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے مرید تھے۔ بعدازاں موضع ٹمن تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال میں آباد ہو گئے تھے آپ کی اولاد اب بھی وہاں موجود ہے۔ مولانا محمد امام غزالی کا ایک مکتوب اور آپ کے اسلاف و اخلاف کی قلمی و مطبوعہ کتب میرے ذاتی کتب خانہ بھوئی گاڑ میں محفوظ ہیں۔ طارق سلطان پوری صاحب یہ معلومات سن کر اور زیادہ خوش ہوئے اور میری علمی معلومات کی بڑی داد دی اس ہی دوران چائے لائے جو ہم دونوں نے پی اور بڑی مشکل سے واپسی کی اجازت ملی واپسی پر آپ نے چند کتب بھی میرے کتب خانہ کے لیے تحفہ دیں۔ یہ پہلی ملاقات ہی ہم دونوں کے درمیان قربت اور دوستی میں بدل گئی جیسے ہم صدیوں سے ایک دوسرے کو چاہنے والے تھے اس کے بعد آنا جانا، غمی شادی، محفلیں، خط و کتابت اور اکثر فون پر رابطہ رہتا تھا۔

حسن ابدال کی ادبی سوسائٹی ابدالی اور حسن ابدال اور کاروان ادب حسن ابدال کی محافل کے ساتھ ساتھ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سالک آباد شریف کی ماہانہ تبلیغی محفل میں ہم دونوں اکثر شرکت تھے۔ کئی بار اکٹھے سفر کا بھی اتفاق ہوا۔

آپکا کلام ملک بھر کے اکثر اخبارات، رسائل میں شائع ہوتا تھا۔ بعض اہل علم اور طارق سلطان پوری کے مشترکہ دوست تھے۔ جن میں سے چند نام یہ ہیں۔ مفتی پیر سید محمد عارف شاہ ترمذی حویلیاں، سید محمد عبداللہ شاہ قادری واہ کینٹ، مولانا عبدالحفیظ نقشبندی کراچی، سید صابر حسین شاہ بخاری برھانی، محمد صدیق صابر ایاز حسن ابدالی وغیرہ وغیرہ۔ 1419ھ بمطابق 1999ء میں آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اس مبارک سفر کے تمام مشاہدات و محسوسات کو آپ نے اردو میں منظوم کر کے ''تجلیات حرمین'' موسوم بہ اسم تاریخی ''رابطہ بخشش'' 1419ھ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جو مکتبہ ضیائیہ بازار تلواڑاں راول پنڈی نے 2002ء میں شائع کی تھی۔ اس سفر میں اہلیہ محترمہ اور صاحبزادی بھی ہمراہ تھیں۔ آپ نے ایک ملاقات میں جب آپ میرے کتب خانہ میں بھوئی گاڑ تشریف لائے تھے۔ اس پر ایک تحریر لکھی جس میں آپ کی راقم الحروف کے ساتھ محبت اور پیار کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے بھائی کی طرح تھے یعنی میرے بڑے کے ہم عمر تھے وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

ضلع اٹک کے نامور تاریخ دان و ماہر آثاریات صاحب علم، صاحب ذوق، محقق و لکھاری، برادرم محترم راجہ نور محمد نظامی صاحب کی خدمت میں ان کے کتب خانہ کیلئے نہایت خلوص و محبت کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

منجانب: ناچیز طارق سلطانپوری 10 فروری 2003ء

چند مشاہیر اہل علم نے آپ کی سلام رضا پر نظمیں برہان رحمت پر نثر و نظم میں طارق سلطان پوری صاحب کو خراج تحسین پیش کیا تھا۔ جن کو ایک کتابچہ بنام ''جواہر تضمین'' سید

صابر حسین شاہ بخاری نے مرتب کر کے شائع کیا تو ایک ملاقات میں جو آپ کے گھر ہوئی تھی راقم الحروف کو پیش کی تو لکھا

صاحب ذوق محقق مکرمی راجہ نور محمد نظامی کی خدمت میں ہدیہ اخلاص

منجانب:: ناچیز طارق سلطانپوری 18 مئی 2002ء

چند سال قبل کی بات ہے اپنی اکلوتی صاحبزادی منیرہ سحر کی شادی واہ کینٹ کی بزرگ سیاسی وسماجی شخصیت راجہ محمد ایوب صاحب رہنما مسلم لیگ نواز کے صاحبزادے راجہ طاہر ایوب کے ساتھ طے کی تو خصوصی طور پر رخصتی کی تقریب میں شمولیت کی دعوت دینے کے لیے میرے ہاں تشریف لائے اور بعد ازاں دوبارہ موبائل پر شمولیت کی یاددہانی کروائی۔ آخر میں نے کہا طارق سلطان پوری صاحب بار بار کیوں شرمندہ کرتے ہیں تو فرمایا کہ آپ کی ایک ہی بھتیجی ہے اس لیے بار بار کہہ رہا ہوں۔ رخصتی والی رات جب میں گریس شادی ہال جی ٹی روڈ واہ کینٹ پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں تو ملک بھر کے منتخب مشائخ عظام، علمائے کرام، اہل علم، شعراء اور نثر نگار حضرات کا ایک خوبصورت مجمع تھا۔ جن میں سے چند حضرات یہ ہیں حضرت پیر سلطان آغا صاحب پشاور، صاحبزادہ پیر محمد اکرم شاہ صاحب گڑھی افغاناں، مولانا محمد منشاء تابش قصوری، صاحبزادہ غلام نظام الدین جامی گولڑہ شریف، سید محمد انور شاہ بخاری وڈپگہ چارسدہ، ملک محبوب الرسول قادری جوہر آباد، سید محمد عبداللہ شاہ قادری واہ کینٹ، سید صابر حسین شاہ برہان، حکیم سید اعجاز علی رام پوری، صدیق صابر ایاز، محمد رفیق قادری، محمد شاویز خان رہنما مسلم لیگ حسن ابدال شیخ اشتیاق علی صدیقی وغیرہ وغیرہ۔

تمام حضرات کی دعاؤں کے ساتھ آپ کی صاحبزادی کی رخصتی ہوئی۔ آپ نے پر تکلف کھانا دیا بڑی شاندار تقریب تھی۔

سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد (ضلع خوشاب) کے چیف ایڈیٹر ملک محبوالرسول قادری صاحب نے اپنے مجلّہ کی جلد نمبر 3 شمارہ نمبر ۲-۳ ۲۰۰۹ء کا خصوصی شمارہ حضرت طارق

سلطان پوری نمبر شائع کیا جس کے صفحہ 208 تا 212 پر میرا مقالہ جناب طارق سلطانپوری اور سلطان پور کی علمی وادبی تاریخ شامل تھا بار کونسل حسن ابدال میں ایک محفل مشاعرہ کے دوران راقم الحروف کو اپنے ہاتھوں پیش کی اس پر تحریر کرتے ہیں۔

صاحب تحقیق ونظر عمیق

علمی و تحقیقی اعتبار سے انتہائی معتبر شخصیت

محترمی جناب نور محمد نظامی مدظلہ العالی کی خدمت میں بڑے خلوص کے ساتھ

ناچیز: محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

۲۹ دسمبر ۲۰۰۹ء

گزشتہ سال میں نے خانقاہ چشتیہ سلیمانیہ فاضلیہ گڑھی افغاناں تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی جس کے بانی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان المعروف شاہ پٹھان تونسہ شریف کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ چشتی سلیمانی تھے کہ متعلق ایک ضخیم کتاب ''بنام'' تاریخ وتذکرہ خانقاہ فاضلیہ گڑھی افغاناں تصنیف کی تو اس پر آپ نے قطعہ تاریخ طباعت لکھا (کتاب ابھی زیر طبع ہے) جو درج ذیل ہے۔

قطعہ تاریخ طباعت ''تاریخ وتذکرہ خانقاہ فاضلیہ گڑھی افغاناں''

جس میں شرع محمد مصطفےٰ ﷺ کی روشنی ۔۔۔ ہے مہ طریقت کا بھی موجود اس میں نور
یہ بزرگان گڑھی افغاناں کا روح پرور تذکرہ ۔۔۔ اس سے محفوض ہونگے اہل ذوق وارباب شعور
دائمی ہے تذکرہ زندہ دلان عشق کا ۔۔۔ مرکز انوار حق ہیں ان کی پاکیزہ قبور
اولیاء حق ہیں تابندہ وزندہ بعد از مرگ ۔۔۔ یہ خدا کی مہربانی ہے اور فیض حضور
قابل تحسین ہے کار نظامی بالیقین ۔۔۔ اولیاء کے چاہنے والے سرائیں گے ضرور
اس عجوبہ کار کی خدمت میں ۔۔۔ باخلاص تام پیش کرتا ہے مبارک طارق سلطانپور
اے نظامی تہنیت تجھ کو تیرے اس کام پر ۔۔۔ معترف ہے دل سے تیرا طارق سلطانپور

اس کی تاریخ طباعت ہے از روئے آفریں

یہ نظامی کی ہیں ''الحق زیبا تحقیقات نور''

۱۴۳۴+۱۱=۱۴۳۵ھ

آپ اپنے دور کے ایک نامور شاعر تھے اردو فارسی میں کلام کہتے تھے حمد، نعت، نظم، کے علاوہ اپنے دور کے مشہور تاریخ گو شاعر بھی آپ جیسے تاریخ گو شاعر اس زمانے میں بہت ہی کمیاب ہیں عصر حاضر میں اہلسنت والجماعت کے اکثر و بیشتر لکھاریوں کی کتب پر آپ کے قطعات تاریخ، تصنیف، وطباعت کے علاوہ مشہور واقعات اور بزرگوں کی وفات پر بھی بے شمار قطعات تاریخ لکھے۔اپنے دور کی فن تاریخ گوئی میں نابغہ روزگار شخصیت تھے۔

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ بمطابق 19 اپریل 2015ء بروز اتوار کی صبح میرے موبائل فون کی گھنٹی بجی میں نے فون لیس کیا تو دوسری طرف سے طارق سلطانپوری صاحب اور میرے مشترکہ دوست محمد صدیق ایاز صابر صاحب سیکرٹری کاروان ادب حسن ابدال نے بڑی مشکل سے روتے ہوئے یہ روح فرسا خبر سنائی کہ نظامی صاحب طارق سلطانپوری صاحب چل بسے ہیں اوران کی نماز جنازہ آج دن ڈھائی بجے جنازہ گاہ قبرستان قدیم حسن ابدال شہر میں ادا کی جائے گی خبر سن کر فوراً زبان سے نکلا

انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ جب جنازہ گاہ پہنچا تو ملک کے طول عرض سے مشاہیر، مشائخ عظام، علمائے کرام اور اہل علم کے علاوہ عوام وخواص کا ایک سمندر جمع تھا آپکی نماز جنازہ کی امامت خانقاہ نقشبندی مجددیہ رحیمیہ اعظمیہ سالک آباد شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد اعظم طارق نے کی اور ہزاروں اشکبار آنکھوں اور سینکڑوں آہوں کے درمیان آسمان علم کے روشنی ستارے کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ان ہی کے ایک شعر جو آپ کی نعت ''مدحت کے گلاب'' کا آخری شعر اپنے مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔

ان کی مدحت ہو دم نزع زبان پر طارق　　حشر آئے تو اٹھوں نعتیہ اشعار کے ساتھ

......☆......

نامور سخن شناس۔طارق سلطانپوری رحمتہ اللہ علیہ

............اپنی مراسلت کے آئینے میں ترتیب دیا گیا ایک اہم مقالہ............

سید محمد عبداللہ قادری

پاکستان پنجاب ضلع اٹک میں ایک قصبہ سلطان پور موجود ہے جس میں کاظمی مشہدی سادات بھی موجود ہیں جن میں سید ضیاء الدین شاہ، سید غلام محی الدین، سید عبدالرحمٰن شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ جیسے لوگ شامل ہیں! اس قصبہ میں قبلہ یوسف زئی کے ایک فرد فرید مولانا سردار عبدالعزیز خاں ولد سردار عبدالجبار خاں یوسف زئی رحمتہ اللہ علیہ مضافات پشاور ہجرت کر کے آباد ہوئے۔سردار عبدالعزیز خان یوسف زئی مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے پوتے مولانا رحمت کے فیض یافتہ تھے۔آپ کئی زبانوں کے ماہر تھے خاندانی سطوت ووجاہت کے پیکر تھے۔رب جلیل عزوجل شانہ ہم نوالہ نے ۵ جون ۱۹۳۸ء کو سردار عبدالعزیز خاں کو ایک فرزند عطا کیا اسم گرامی سردار محمد عبدالقیوم خان اور علم و ادب کی دنیا میں طارق سلطانپوری کے نام سے معروف تھے۔طارق صاحب نے ۱۹۵۵ء میں مڈل کیا ۱۹۵۹ء میں میٹرک (حسن ابدال) ۱۹۷۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی اے پھر ایم اے فارسی کیا۔منشی فاضل اور اردو فاضل کے امتحانات بھی دیئے۔۶۲-۱۹۶۱ء کے لگ بھگ حضرۃ پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑہ شریف کے فرزند ارجمند حضرۃ سید غلام محی الدین گیلانی المعروف بابو جی رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے! آپ کچھ عرصہ نیشنل بینک شیر شاہ ویج کراچی میں ملازم رہے ملازمت دگرگوں حالات کی نذر ہوگئی۔طارق صاحب بہت اچھے شاعر تھے۔انہوں نے شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی۔غزل، نظم، منقبت، نعت وتاریخ گوئی کی۔آپ نے آخری عمر تک نعت گوئی کی ہر روز باوقت سحر نعت لکھنا ان کے معمول میں شامل تھا۔تاریخ گوئی بھی آخر دم تک کی اس فن میں بڑے تاک تھے۔

☆ رفیق خاص حضرت طارق سلطانپوری، محقق، قلمکار، مصنف، واہ کینٹ 0301-5031096

اس ناپید فن کو زندہ رکھا۔ مادہ ہائے تاریخ ان کے ذہن میں ہر وقت موجود ہوتے تھے۔ گل دستوں کی شکل میں جہاں سے مرضی ہو پھول چن لیا تاریخ کہہ دی۔ قرآن حکیم کی آیات سے مادے اخذ کرتے تھے۔ طارق صاحب نے مجھے ایک بار بتایا کہ میں کراچی گیا تو وہاں ایک صاحب سے ملا تو انہوں نے مجھے اپنی مرتبہ کتاب متعلق مادہ ہائے تاریخ'' پیش کرنا چاہی تو میں نے کہا حضرۃ مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے رب کریم نے مجھے صدقہ نبی رؤف الرحیم حضرۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سلسلہ میں وافر معہ عطا کیا ہے۔ ان سہاروں کی مجھے ضرورت نہیں!

بعض لوگ تو طارق صاحب سے بذریعہ فون ہی قطعہ تاریخ لکھوا لیتے تھے! مجھے اکثر فرماتے تھے ''سید صاحب'' میں قطعات لکھ لکھ کر تھک گیا ہوں لیکن کیا کروں جان نہیں چھوٹتی۔ ویسے بھی شاعر جو علم، ادب کا رسیا ہو صاحب مطالعہ ہو جوں جوں اسکی عمر بڑھتی ہے تو پھر نادیدہ سوتے بھی پھوٹنے لگتے ہیں۔ تمام عمر کے تجربات تخیلات اسکے سامنے ہوتے ہیں۔

طارق سلطانپوری شعر و سخن کا بحر بیکراں تھا ان سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے بہت سوں نے ''کلام طارق'' سے اپنا نام کمایا ہے طارق صاحب بے لوث انسان تھے ان کا حال کچھ اس طرح تھا کہ سمندر میں سے کوئی ایک چونچ پانی بھر لے تو اسے کیا فرق پڑتا ہے ایسے ہی طارق سلطانپوری کی ذات کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ بعض اوقات انسان کسی کے سہارے سے اب کام کر جاتا ہے جس سے واہ واہ ان کی بن جاتی ہے لیکن جب کبھی اسے خود کرنا پڑے تو گرفت میں آجاتا ہے ویسے ہم لوگ سرقہ کو عیب نہیں سمجھتے!

طارق سلطانپوری کی زندگی شاعرانہ پر حافظ، غالب، خسرو، سعد، رومی و جامی، مہر علی، احمد رضا بریلوی، علامہ محمد اقبال کی گہری چھاپ تھی ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا ایرانی زید مجدہ نے فرمایا:

ے کہ طارق درسخن گوئی بود چوں سعد دوراں

طارق سلطانپوری صاحب سے غالباً میری پہلی ملاقات ۱۹۹۲ء کے ابتدا میں ہوئی۔ ماہ نامہ ضیائے حرم دسمبر ۱۹۹۱ء میں میرے والد گرامی قدر سید نور محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ چک نمبر ۱۵ شمالی ضلع منڈی بہاء الدین (گجرات) کا مضمون قاضی سلطان محمود اور حافظ مظہر الدین شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون طارق صاحب کی نظر سے گذرا تو انہوں نے میرے والد گرامی قدر کو خط تحریر کیا!

محلہ حطاراں حسن ابدال

۸۔ دسمبر ۱۹۹۱ء

محترمی جناب سید صاحب (نور محمد قادری)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ

آپ کے بلند پایہ مضامین سے ضیائے حرم کے وسیلہ سے محظوظ ہوتا رہتا ہوں۔ دو تین ماہ پہلے جناب طاہر فاروقی صاحب (ڈاکٹر) مرحوم و مغفور کے متعلق آپ کا وقیع مضمون نظر سے گذرا اور معلومات میں اضافہ ہوا۔ اس مضمون میں حضرت بابا عبیداللہ درانی صاحب کا ذکر خیر بھی تھا بابا صاحب پردہ فرما چکے ہیں سوات میں سید علی ترمذی المعروف بہ پیر بابا کی خانقاہ معلّی کے قریب قادر نگر میں ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مجھے ان کی زیارت اور استفادے کا شرف حاصل ہے وہ ایک نابغہ عصر روحانی شخصیت تھے۔ دسمبر کے ضیائے حرم میں حافظ مظہر الدین کا بابرکت ذکر آپ نے کیا ہے اور حضرت قاضی صاحب (آداں شریف) کا بھی۔ حافظ صاحب سے ان کی سیّد پوری قیام گاہ پر کئی مرتبہ یہ ناچیز ان کے ملفوظات عالیہ سے مستفید ہوا وہ سوز و گداز اور ذوق و شوق کا مجسمہ تھے منفرد نعت گو۔۔۔! میں نے ان کے اسلوب نعت سے اپنی محفل نعت کی آب و تاب قائم کی ہوئی ہے خداوند کریم انہیں اعلیٰ علیین میں جاگزیں فرمائے۔ آمین

حضرت قاضی سلطان محمود قادری صاحب آوان شریف کی سوانح عمری کافی عرصے

سے مجھے مطلوب ہے آپ کی محنت وجستجو کے نتیجے میں چھپ چکی ہے تو براہ کرم بتائیں کہاں سے منگوائی جاسکتی ہے قاضی صاحب کی بلند و بالا شخصیت سے مجھے غایت عقیدت ہے ان کی سوانح حیات کا مطالعہ کا ازحد اشتیاق ہے آپ راہنمائی فرمائیں۔

نیازمند طارق سلطانپوری

حضرت سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کا جوابی خط:

......☆......

چک نمبر ۱۵ شمالی۔ڈاک خانہ چک نمبر ۵

ضلع گجرات۔۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء

گرامی قدر طارق سلطانپوری صاحب زادلطفہ وعزہ

السلام علیکم۔کرم نامہ شرف صدور لایا۔یادفرمائی کا شکریہ۔

جواباً عرض ہے۔

سیّد ریاست علی قادری صاحب کی وفات حسرت آیات کا معلوم ہو کر دلی رنج ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے فقیر سے بھی آشنائی تھی ان کے بہت سے قیمتی خطوط میرے پاس محفوظ ہیں ان کی وفات اہل سنت کے لئے ایک المیہ۔سے کم نہیں آپ کا نکالا ہوا مادہ تاریخ ''رضا شناس'' بہت خوب ہے۔

مجھے بھی اس فن سے لگاؤ ہے میرا ایک بڑا وقیع مقالہ ''مرزا حاجی سرحدی اوران کی تاریخ گوئی'' کے عنوان سے صحیفہ لاہور میں چھپ چکا ہے اب اس موضوع پر بشرط صحت ایک مفصل مقالہ دو قسطوں میں لکھنے کا ارادہ ہے ایک قسط میں ایسی تاریخیں ہوں گی جو سالم الاعداد ہوگی دوسری ایسی تاریخیں جو ناقص الاعداد ہوں گی۔

آپ کی مرسلہ نعت حسن عقیدت کی عمدہ مثال ہے درج ذیل شعر کا کیا کہنا۔

ایوان تمدن میں تیرے رخ کا اجالا تہذیب تجلی تیرے نقش کف پا کی

عزیزم سیّد محمد عبداللہ قادری کو خط لکھ دیا ہے اگر اس کے پاس ''اردو کی بہترین نعتیہ غزلیں'' کی کوئی کاپی موجود ہوتو وہ آپ تک پہنچادے اگر اس کا جواب نفی میں آیا تو میں ایک کاپی بذریعہ ڈاک ارسال کردوں گا میرے پاس چند نسخے موجود ہیں۔

حضرت علامہ محمد اقبال پر میں نے بہت کام کیا ہے لیکن سب سے زیادہ محنت ایک کتاب ''اقبال کا آخری معرکہ'' اور ایک مقالے ''علامہ اقبال کی عقیدت اولیائے عظام سے'' پرکی ہے یہ مقالہ ''اقبال ریویو'' کے شمارہ جنوری ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا افسوس کے اس شمارہ کی صرف ایک ہی کاپی ریکارڈ میں محفوظ ہے۔حضرت علامہ کا ایک شعر سنیئے:

روز محشر اعتبار ماست او درجہاں ہم رپدہ دار ماست او

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب دربار آوان شریف ضلع گجرات (م مئی ۱۹۱۹ء) واقعی غوث زماں تھے والد صاحب مرحوم حافظ عبداللہ شاہ (م دسمبر ۱۹۴۱ء) حضرت کے سب سے پہلے مرید وخلیفہ مجاز تھے وہ ۱۸۸۰/۱۸۸۱ء کے لگ بھگ مرید ہوئے تھے۔میرے پاس قاضی صاحب کے تین خطوط محفوظ ہیں جن میں پہلا ۱۸۹۱ء کا ہے تینوں خط فارسی میں ہیں۔ میں اور میرا بیٹا سیّد محمد عبداللہ قادری حضرت صاحبزادہ محبوب عالم قادری (م ۷ دسمبر ۱۹۸۲ء) سجادہ نشین دربار آوان شریف سے بیعت ہیں۔میں جب واہ کینٹ آیا تو آپ کی خدمت میں حضرت کی ایک وقیع اور بلند پایہ سوانح عمری پیش کروں گا! جناب عبدالقادر صاحب سے بھی سلام ممنون عرض کریں۔

والسلام مخلص

سید نور محمد قادری

طارق سلطانپوری صاحب کا ایک مکتوب نام (راقم سید محمد عبداللہ قادری ملاحظہ فرمائیں)

جناب سیّد محمد عبداللہ قادری صاحب

حسن ابدال (اٹک)

۲۸ جنوری ۱۹۹۲ء

السلام علیکم! آپ کے والد صاحب قبلہ گاہی سید نور محمد قادری مدظلہ العالیٰ کا بھی دلی شکر گذار ہوں کہ وہ بھی اس ناچیز ہیچ میدان پر مسلسل لطف فرماتے ہیں۔

داماں نگر تنگ و گل حسن تو بسیار   گل چین بار تو ز داماں گلہ دارد

ان کی مرتب فرمودہ کتاب مجموعہ نعت ''اردو کی بہترین نعتیہ غزلیں'' کے مطالعہ سے روحانی کیف واحتراز حاصل ہوا ان کے اعلیٰ ذوق نعت اور بلند معیار انتخاب نے اس کتاب کو ایک امتیازی شان عطا کردی ہے اور ۲۷ صفحات پر محیط مقدمہ نے اسکی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں ایسا مقدمہ وہی لکھ سکتا ہے جو موضوع کا مکمل عرفان وادراک رکھتا ہو کیوں کہ

ہے رگ ساز میں صاحب ساز کا ہو

نعت کا شیدائی اس مجموعہ سے بے نیاز نہیں رہ سکتا روح پرور، ایمان افروز نعتوں کی ایسی یک جائی نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے ارمغان نعت، مرتبہ شفیق بریلوی کے علاوہ ایسا دل آویز مجموعہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

آپ کے والد سیّد نور محمد قادری صاحب اے کہ مجموعہ خوبی بہ چہ نامت خوانم کا صحیح مصداق ہیں قدرت نے انہیں فکر ونظر کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے، محقق، ناقد، ادیب، مبصر، عالم، سخن فہم، عارف غرض کہ ہر فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا۔

آپ کو ایک ایسی ہمہ صفت شخصیت کی رہبری وسرپرستی حاصل ہے۔ آپ واقعی خوش نصیب ہیں جیسا کہ حضرت علامہ محمد اقبال نے ایک سید کے گھرانے کے فیض کا اعتراف کیا ہے۔

مجھے اقبال اس سید کے گھر سے فیض پہنچا ہے   جو اس کے دامن میں وہی کچھ بن کے نکلے ہیں

آپ بھی بفضلہٖ تعالیٰ ''سید'' کے گھرانے کے فیض یافتہ ہیں اور کچھ بن کر نکلنے کے لئے یہ فیض جس قدر کارگر ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

چہ باید مرد را طبع بلندے شرب نابے   دل گرمے، نگاہ پاک بینے جان بیتابے

آپ کے والد صاحب، مردان کامل کی ان خصوصیت کی تجسیم ہیں یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے۔

والسلام نیاز آگین

طارق سلطانپوری



۱۹۹۲ء سے سال رواں ۹ مارچ ۲۰۱۵ء تک مجھے طارق سلطانپوری کی رفاقت نصیب رہی ہے۔ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جوں جوں میں طارق صاحب کے قریب تر ہوتا گیا تو مجھے یہ احساس ہوا۔ اس گوشہ گمنامی میں زندگی گزارنے والے شخص پر کوئی کام کیا جائے تاکہ اہل علم استفادہ کرسکیں۔ میں نے آہستہ آہستہ کام شروع کیا۔۔۔! طارق سلطانپوری نے ہی میرا تعارف۔ ملک محمد محبوب الرسول قادری زید لطفہ جوہرآبادی سے کروایا تھا۔ کیوں کہ طارق صاحب اور ملک صاحب کی گہری چھنتی تھی۔ ملک محمد محبوب الرسول قادری صاحب کے چند خطوط میرے والد گرامی سید نور محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ (۱۵ مئی ۱۹۲۵ء/ ۱۵ نومبر ۱۹۹۶ء) کے نام ہیں۔ ستمبر ۱۹۸۱ء تا نومبر ۱۹۸۳ء تک مجھے حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ (جون ۱۹۲۷ء۔ نوبر ۱۹۹۹ء) کے ہاں رہنے کا موقع ملا حکیم صاحب مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور کے بانی تھے۔ یوں ملک محمد محبوب الرسول قادری، تھوڑا بہت پہلے بھی میرے نام سے آشنا تھے۔ ملک صاحب نے طارق صاحب سے متعلق اہل علم، اہل قلم سے لکھوانا شروع کیا مضامین، تاثرات، پیغامات وغیرہ سب کو یک جا کر کے ملک

صاحب نے طارق صاحب کی زندگی میں ہی ان پر ۴۴۸ صفحات پر مشتمل ''طارق سلطانپوری نمبر'' شائع کر دیا جوان کے سہ ماہی مجلّہ انوار رضا کا تیسرا شمارہ ۲۰۰۹ء ہے۔ ویسے ہمارے ہاں زندہ شخص کی قدر کا رواج نہیں ہے۔۔۔! ملک صاحب نے یہ نمبر شائع کر کے ثابت کر دیا ہے زندہ شخص کو کیسے خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ شاید کوئی اور بھی اس راہ پر چل پڑے۔

طارق سلطانپوری نمبر سے پیشتر رزم نو گجرات کے ایڈیٹر سید روح الامین نے جون جولائی ۲۰۰۲ء میں میرا مرتبہ مقالہ۔ طارق سلطانپوری اور ان کی شاعری'' کا خصوصی نمبر شائع کیا۔ ''رزم نو'' کا مذکورہ نمبر جب سید انور علی انور ایڈووکیٹ کراچی کی نظر سے گذرا تو انہوں نے ۱۳ جولائی ۲۰۰۲ء کو مجھے ایک خط تحریر کیا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''محترم طارق سلطانپوری صاحب کا کلام پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایسا باکمال اور قادر الکلام شاعر ۶۱ سال کی عمر تک گوشہ گمنامی میں رہا آپ نے انہیں متعارف کروا کر دنیائے شعرو ادب پر احسان کیا ہے ان کے کلام میں بلا کی سادگی، صفائی، روانی اور بیساختگی ہے انہیں حرف و بیان پر پوری قدرت حاصل ہے ان کا کلام حسرت موہانی کے اس شعر پر پورا اترتا ہے۔

شعر دراصل وہی ہے حسرت   سنتے ہی دل میں جو اتر جائے''

طارق صاحب نے اعلیٰ حضرت بریلوی الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قادری قدس سرہ کے سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام پر دو تضمین تحریر کی تھیں: ملک محبوب الرسول قادری جوہرآباد یا لاہور سے جب کبھی اس طرف آتے ہیں تو میرے فقیر خانہ پر تشریف لاتے ہیں پھر یہیں وہ طارق صاحب اور سیّد صابر حسین شاہ بخاری کو بلوا لیتے تھے۔ گھنٹوں علمی و ادبی محفل جمتی۔ طارق صاحب سے آخری ملاقات ۹ مارچ ۲۰۱۵ء کو ان کے داماد جناب راجا طاہر ایوب ولد راجا محمد ایوب کے ہاں مکان نمبر ۵۲ لائن نمبر ۲ آفیسر کالونی واہ کینٹ میں ہوئی۔ اس ملاقات میں ملک محمد محبوب الرسول قادری، سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور راقم

(سید محمد عبداللہ قادری) بھی شامل تھا۔ طارق صاحب علیل تھے انہوں نے کمال مہربانی فرمائی ملاقات ہوگئی اس وقت وہ ڈاکٹر کے ہاں جانے والے تھے۔ طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو الشفاء ہسپتال اسلام آباد داخل کروا دیا گیا۔ اس عرصہ میں طارق صاحب کی طبیعت کے متعلق ان کے داماد راجہ طاہر ایوب صاحب اور ان کے برادر نسبتی ملک عبدالحمید صاحب کے بیٹے ملک ڈاکٹر (ہومیو) ذوالفقار علی سے فون پر رابطہ ہوتا رہا الشفا ہسپتال سے دوبارہ واہ کینٹ آگئے۔ ۱۸ اپریل ۲۰۱۵ء/ ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ کی شام کو طبیعت پھر بگڑ گئی فاطمہ ہسپتال لالہ رخ واہ کینٹ میں داخل ہوئے رات ۹ بجے کے قریب دنیائے شعر و ادب کا درخشندہ ستارہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۹ اپریل ۲۰۱۵ء کو بعد نماز ظہر محلہ حطاراں حسن ابدال میں جنازہ ہوا۔ طارق صاحب کو ملک ضیاء الدین مرحوم کے خاندانی قبرستان میں انہیں ان کے سُسر ملک غلام سرور کے قُرب میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ طارق صاحب نے اپنے شعروں میں ہی اپنی بخشش کا ساماں بھی کر رکھا تھا فرماتے ہیں۔

قبر میں بھی ہوں آسودہ سر محشر بھی   ہر جگہ ان کے کرم سے میرا حال اچھا ہے

ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیں۔

خوشی ہے اس قمر طلعت پہ طارق جان دی میں نے
میری خاک عاشقوں کی آنکھ کا تارہ ابھی تک ہے

بقول حسن شاد:

میں نے جس پر دل کا افسانہ لکھا   ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

عبدالعزیز خالد صاحب نے اپنی تالیف کتاب العلم ''مطبوعہ لاہور'' میں تحریر کیا ہے۔

علم ہے صدقہ جاریہ!

''اگر ایک ورقہ بھی مومن پس مرگ چھوڑے کہ جس پر کوئی علم کی بات تحریر ہو تو یہ ورقہ قیامت کے دن اسکے اور آگ کے درمیان آڑ بن جائے گا اور اسکو خداوند کریم ہر ایک حرف

نوشتہ کے بدلے کرے گا عطا شہر ایسا جو دنیا سے ہو سات دفعہ بڑا"

طارق صاحب نے ایک ورق تو نہیں ہزاروں ورق تحریر کئے ہیں۔ انہی میں ان کی بخشش کا ساماں موجود ہے۔

طارق سلطانپوری صاحب نے بہت سوں کو سخن دان اور سخن ور بنا ڈالا ہے۔ خواہ وہ اس اہل تھے یا نہیں۔

بقول حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ ؎

جناب داغ کی اقبال یہ ساری کرامت ہے ترے جیسے کو کر ڈالا سخن داں بھی سخن ور بھی

میں آخر میں دعا گو ہوں کہ اے رب جلیل عزوجل شانہ صدقہ نبی رؤف الرحیم حضرۃ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طارق صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام نصیب فرما ان کی قبر کو بقعہ نور بنا اور تا حد نگاہ کشادہ فرما آمین ثم آمین۔

میں طارق سلطانپوری کی بخشش کے لئے انہی کے ایک شعر کو بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں

نظر میں رکھنا بروز حساب طارق کو بہ حقِ دختر و اُمِ رسول ابن رسول

اے رب کریم عزوجل شانہ! اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ طارق سلطانپوری کے متعلقین، متوسلین، احباء واعزاء کو صبر جمیل عطا فرما آمین ثم آمین!

(سیّد محمد عبداللہ قادری بن سیّد محمد نور محمد قادری)

۲۳ جون ۲۰۱۵ء

☆☆☆.........



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک "محمد" آٹھ دفعہ لکھا گیا ہے۔

......حضرت طارق سلطان پوری......

مدحت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار

مختار جاوید منہاس

محترم ومکرم جناب ملک محبوب الرسول قادری کے ارشاد کی تعمیل میں ملک کے ممتاز و معروف نعت گو شاعر حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ کے حضور نذر عقیدت کے طور پر کچھ بے ربط کلمات رقم کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ مجھے اپنی بضاعتی اور کم مایگی کے ساتھ ساتھ حضرت کی پہلو دار شخصیت سے کما حقہ، آگاہی نہ ہونے کے باعث، حق ادا نہ کر سکنے کی کمزوری کا مکمل ادراک ہے۔

حق تو یہ ہے کہ کسی بھی شخصیت کے متعلق پورے وثوق کے ساتھ گفتگو کا حق کسی ہمدم دیرینہ کو ہی ہوت ہے۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ ممدوح محترم، میرے ہم عمر، ہم مسلک، ہم مشرب اور ہم پیشہ بھی تھے۔ جی ہاں! ہم دونوں ہی اپنے اپنے حصے کا رزق، نیشنل بینک آف پاکستان سے کشید کرتے رہے۔ لیکن اس کو کیا کہئے کہ زندگی کے ان طویل برسوں میں ان سے ہم جلیسی اور ہم کلامی کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ پہلی اور آخری باران کے زیارت، استاد الشعراء حضرت فدا حسین فدا کی یاد میں منعقدہ تقریب میں ہوئی۔ آپ کے کلام کو مجھ جیسے عام سا معین سے کہیں زیادہ، محفل میں موجود معروف شعرائے کرام نے داد وتحسین کے پھول نچھاور کرتے ہوئے سنا۔

تقریب ختم ہونے پر برادر عزیز جناب ظہور الدین خان امرتسری نے حضرت سے تعارف کروایا۔ ملنے والوں کی بھیڑ میں یہ تعارف تو وہیں کہیں کھو گیا۔ ہاں! میرے ہاتھوں پر حضرت کے پرخلوص لمس کو میں آج بھی محسوس کر سکتا ہوں۔

قارئین کرام سے ان تمہیدی جملہ ہائے معترضہ پر معذرت کے بعد اصل موضوع کی

☆ محقق، کالم نگار 0300-4596234

طرف آتے ہیں۔ اب تک جو کچھ عرض کیا' بتانا یہ مقصد تھا کہ حضرت کے نام اور کام سے تو یہ عاجز' ایک مدت سے آگاہ اور متاثر ومعترف تھا۔ لیکن بالمشافہ نیازمندی کی نوبت کبھی نہیں آئی۔

خود اپنی تحریروں میں وہ جا بجا اپنا اولین تخلیقات سخن کے متعلق اقرار کرتے ہیں کہ انہوں نے غزل کے میدان میں جو کچھ محنت کی، اگرچہ فن کے قدردانوں نے اس کی خوب سراہنا کی، مگر وہ اس کو وقت کا ضیاع ہی سمجھتے تھے۔ پھر یہ سعادت مدحت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک الگ اور یہ اعلیٰ ترین پہچان رکھنے والے مرد درویش جناب حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی کہ وہ حضرت طارق سلطان پوری کو حسنِ فانی کی مدح سرائی کے بیاباں سے نکال کر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار صدا بہار کی چوکھٹ پر لے آئے اور گوہر مراد پانے کیلئے مجرب ترین نسخہ' سیدی ومولائی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا مجموعہ کلام ''حدائق بخشش'' بطور راہنما عطا فرمایا۔ اقبال کیا برموقع یاد آئے ہیں۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

محبوب ومقصود کیا بدلا، دنیا ہی بدل گئی۔ کلام کے موضوع کی رفعت نے حسنِ کلام کو بھی چار چاند لگا دیئے اور حضرت سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ نعت گو شعراء کی صفِ اول میں جگمگانے لگے۔ میرا یہ منصب نہیں کہ ان کے کلام کی فنی باریکیوں پر لب کشائی کروں۔ مگر شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ان کے پیش کردہ گل ہائے عقیدت میں سے' چند اشعار قارئین کی روح کی غذا اور ایمان کی جلد کیلئے پیش کر رہا ہوں۔

بے زبانی ہی مواجہ میں ہے انداز بیاں — کون جاتا ہے وہاں طاقت گفتار کے ساتھ
ان کی مدحت ہو دم نزع زباں پر طارق — حشر آئے تو اٹھوں نعتیہ اشعار کے ساتھ

کچھ مانگنے' کہنے کی' سخی سے نہیں حاجت — وہ جانتے ہیں' ان کے گدا کی جو طلب ہے
طارق ہوں غلام ابن غلام شہہ ابرار ﷺ — جو کچھ ہے یہی میرا حسب اور نسب ہے

عاصیوں کا اور بڑھ جاتا ہے بخشش کا یقیں — ان کی چوکھٹ پہ پہنچ کر، سینہ گنبد دیکھ کر
ایک ہی ارمان ہے' ہو جائے پورا اے خدا — جان آ جائے لبوں پر' سبز گنبد دیکھ کر

انتہا بندہ نوازی کی طارق لاریب — مجھ سیاہ کار نے بھی گنبد خضرا دیکھا
اب اگر بند بھی ہو جائیں تو افسوس نہیں — ان نگاہوں نے شہنشاہ کا روضہ دیکھا

جب حاضری ہوئی در سرکار پہ میری — دونوں جہاں تھے میرے برابر کھڑے ہوئے
کیا حسن کیا جمال درِ مصطفٰی کا تھا — ہر گام پہ تھے نور کے پیکر کھڑے ہوئے

یہ چند اشعار میں نے اپنے ذوق کے مطابق' بارگاہ' شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے پس منظر میں عرض کئے گئے کلام سے منتخب کئے۔ جناب طارق کے وسیع ترین علمی کام' بالخصوص نعتیہ شاعری کے سمندر کو میں کسی کوزے میں بند کرنے کی جسارت کیسے کر سکتا ہوں۔

جیسا کہ ہم جان چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی' فکری اور تخلیقی' راہنمائی نے جناب طارق سلطان پوریؒ پر اس جہان ہفت رنگ کی نت نئی اور ایمان افروز جہتیں روشن کیں۔ ان کی خداداد صلاحیتوں کو ہم اس وقت اوج ثریا پر متمکن پائے اس جب وہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے کلام بلاغت نظام پر تضمین کی مشکل راہ کا انتخاب کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے زبان زد عام سلام

مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام

پر تضمین کا کام اس پائے کا ہے کہ خود طارق صاحب نے ''بارانِ رحمت''، ''برہان رحمت'' اور ''بستان رحمت'' کے نام سے تین کتابیں اسی سلسلہ میں طبع کروا کر پیش کیں۔ حضرت کی قلمی کاوشوں کا ذکر چلا ہے تو یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ''تجلیات حرمین''، ''انوار الاخیار'' اور ''منظوم سفرنامہ حرمین شریفین'' آپ کی زندگی میں منصہ مشہور پر آ کر اہل علم سے تحسین پا چکی تھیں۔

دو بند نمونہ کے طور پر سلام پر تضمین کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

ان کے جلوؤں سے معمور بزم وجود
رشکِ فردوس یہ محفل ہست و بود
ان کے اذکار کو ہے دوام و خلود
رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود
شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

وہ جو ہیں وجہ تخلیق ارض و سما
وہ جو قاسم ہیں مختارِ ملک خدا
ان کے دست تصرف میں کیا کچھ نہ تھا
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

کوئی واضح شہادت میری نظر سے نہیں گذری جس سے معلوم ہو کہ تاریخ گوئی اور نعت گوئی ایک ہی وقت میں شروع ہوئیں یا یہ کہ نعت کہنے سے پہلے بھی آپ تاریخ گوئی کی ضعف کو برت رہے تھے۔ ایسا گمان ہوتا ہے کہ اپنے روحانی استاذ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے کسب فیض کے دوران ہی حضرتؒ کی تاریخ گوئی' طارق صاحب کیلئے وجہ ترغیب رہی ہوگی۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیفات وتالیفات کے نام تاریخی مادوں کی مناسبت سے تجویز فرمایا کرتے تھے۔

یہ فن خالصتاً مسلمان شعراء کی میراث ہے۔ برصغیر میں مغل دور میں اس فن کو سرکاری سرپرستی حاصل رہی۔ اس سرزمین پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ان ماہرین نے قابل قدر کام کیا ہے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ' فاضل اکبر آبادی' شرافت نوشاہی' حفیظ ہوشیار پوری' سرور انبالوی' مولانا حامد حسن قادری' پیر دستگیر نامی' رئیس امروہوی' مفتی صدر الدین آزردہ۔ پاکستان میں حضرت ابو طاہر فدا حسین فدا' سرور انبالوی' عارف مہجور رضوی' شوکت الہ آبادی' فیض الدین فاروقی' صابر براری' پیرزادہ عاشق کیرانوی اور حسن میرآنی کی خدمات

قابل ذکر ہیں۔ ظاہر ہے جناب طارق سلطان پوری کے کام کے سلسلہ میں ہی ان سربرآوردہ حضرات کا ذکر بھی آگیا ہے۔

حضرت طارق سلطان پوری کو اس فن میں بدطولیٰ حاصل تھا۔ ان کا یہ کام اتنا وسیع ہے کہ اس میں سے نمونے اٹھانا بھی کوئی آسان امتحان نہیں ہے۔ چند مثالیں محض اس خیال سے ہے کہ اس عظیم کارنامہ کی ایک جھلک شامل مضمون نہ کر پاؤں تو شاید تشنگی رہ جائے۔

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

وصال شاعر مشرق کی تاریخ ''نشان عظمت احزاب حق'' ہے
1938

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

ہوگیا چشم زمانہ سے نہاں وا مسرتا ایک رعنا پیکر عرفان و علم و آگہی
بندہ حق حضرت موسیٰ کی تاریخ وصال میں نے ''حسنِ مرکز تبلیغ دین حق'' کہی
1999ء

سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

اس کا سال وصال طارقؔ ''ماہ حسان پیکر برکات''
1420ھ
وا مولانا ابو الحسناتؒ قادری مولانا ابو البرکات سید احمد رضوی

حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

کہا ہاتف نے طارقؔ مجھ سے اس کا ''وقار ارض مشرق'' سال رحلت
1948

پیر سید محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

سنِ وصل ہاتف نے فرمایا طارقؔ ہیں وہ ''زیب خورشید علم و بصیرت''
1418ھ

حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ

کی اس نے مثالی خدمت دیں حضور

رحلت کا سال اس نقیب حق کا

''آواز عشق محمد عبدالغفور''

1970ء

آوازۂ فضلتکم سے ظاہر طارق

ہے نیز سن وصال مداح حضور

بحمداللہ تعالیٰ حضرت عبدالقیوم طارق سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ پاکیزہ راہوں پر چلتے' اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وکمال کے ترانے اٹھاتے' عشق وسرمستی کے منزہ ومصفا جام لنڈھاتے' اپنی زندگی کی نیک کمائی سمیٹے' سرورکون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن عافیت کی چھائی میں رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہیں۔ وہ رب کریم جس نے اپنی رحمت بے پایاں سے مایوسی پر پہرے بٹھادیئے ہیں۔ اپنی حمد اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام ونعت کے نذرانے پیش کرنے والے طارقؒ کو یقیناً اپنی آغوش رحمت میں لے چکا ہوگا۔

عمر خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طبیعت را

☆......☆......



تلاثة تحصن الملك ـ

الرافة والعدل والجور

جہان نعت کا روشن ستارہ

﴿حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوریؒ﴾

حکیم سید اعجاز علی رامپوری القادری☆

دنیا میں جس کریم نے میری رکھی ہے لاج — روز حساب بھی وہ میرا پردہ دار ہے

مالک کائنات اور اس جہاں کو پیدا کرنے والے کے نام سے شروع کرتا ہوں جو دانا اور جس نے زبان کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ شعراء کی عزت و تکریم فرماتے۔ نعت شریف کو وہ شرف حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں شروع ہوا۔ آج تک جاری وساری ہے۔ جواہر العجائب (فخری بروی) میں درج ہے کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ نے شاعری فرمائی۔ حضرت عائشہؓ کے شعر میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصلاح فرمائی۔ صحابہ کرامؓ حضرت میمون بن قلیسؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالکؓ کے نامی گرامی مبارک بہت نمایاں ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کو تو یہ نمایاں اعزاز بھی حاصل رہا کہ آپ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑے ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے یہ شعر دشمنوں کے سینے میں تیروں کی طرح لگتے ہیں۔ نعت مبارکہ کے لئے شاعر کو قرآن' حدیث فقہ کا علم اور آقا دو جہاں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ حیات وصفات سے کا حصہ عبور ہونا ضروری ہے۔ یہ عطیہ خداوندی ہے۔ اہل وعرفان کا حصہ ہے وہی کامیاب ہیں جو شرع کے پابند جنگی زندگی اطاعت اللہ، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظہر ہے۔

جو اصول شرع کا پابند رہ سکتا نہیں — وہ محمد ﷺ کی نعت کہہ سکتا نہیں

☆ سلیمانیہ دواخانہ' صابری بازار حسن ابدال (اٹک) 0322-5741847

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار رسالت میں حاضری اور محفوظ ادب و احترام کا خلاصہ ہے۔ اسکی حیثیت دفاع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مضبوط حصار کی ہے۔ اسکا ایک پہلو جو کئی مقامات پر دیکھنے میں آیا۔ ڈھپلہ دف، موسیقی آلات یا ادائیگی طرز موسیقی ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ نعت برقی شعاعیں میں جو اسکے ادب واحترام کو محفوظ رکھتے ہوئے سنے پڑھے تو ضرور ان شعاعوں کو محسوس کرے گا۔ اس کا حقیقی پہلو یہ ہے کہ دنیا کی آرائشوں سے اپنا دامن بچا کر اپنی ہستی کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت ومحبت میں گم کرے اور اپنے ہر عمل سے اللہ اور اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنے کی سعی کرے۔ انہی میں ایک نام ''محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری'' جو فرماتے ہیں۔

ہم بہ روزِ حشر جا پہنچیں گے طارق خلد میں
پڑھتے پڑھتے نعت سرور دیکھتے ہی دیکھتے

جہانِ نعت کا روشن ستارہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوریؒ
(5 جون 1938ء - 18 اپریل 2015ء)

حبِ توحید ہے اس کے لئے بالکل بے سود / جس موحد کو صحبت نہیں سرکار کیساتھ

اور پھر کیا خوب ارشاد فرمایا۔

مدحتِ سرکار ﷺ میرا خاندانی وصف ہے / عاشقانِ نبی ﷺ کی بات ہے کچھ اور
میں کئی پشتوں سے ہوں طارق غلام مصطفیٰ ﷺ / موت ان کی حیات تازہ ہے

طارق سلطانپوریؒ دنیائے نعت کی معروف شخصیت ہیں ان کا متذکرہ بالا شعر ایسی توحید کا دم بھرنے والوں کیلئے ایک تازیانے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو توحید، توحید کی رٹ لگائے پھرتے ہیں لیکن مقام عظمت ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے خبر ہیں اصول شرع و دین سے آراستہ ''طارق سلطانپوری'' نعت گوئی کا امتیازی وصف رکھتے ہیں اپنی نعتیہ شاعری کے ذریعے عظمت مصطفیٰ ﷺ کی طرف متوجہ کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ حسن ابدال کے

قریبی گاؤں سلطانپور میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام عبدالعزیز خان تھا۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال سے جبکہ بی اے دوران ملازمت کراچی میں کیا۔ دوران ملازمت اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج کرتے رہے۔

شمع کی طرح جئیں بزم گہ عالم میں
خود جلیں دیدہ اغیار کو بینا کردیں

جناب طارق سلطانپوریؒ سے میرا عرصہ 30 سال سے تعلق خاطر ہے۔ لیکن آپ نے کبھی بھی اپنی علمیت کا اظہار نہ فرمایا۔ لیکن جو کہتے ہیں کہ ''مشک بگوید نہ کہ عطار بگوید'' مشک خود اپنا پتہ دیتی ہے عطار کے بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ نہ صرف شاعر بلکہ نعت گو شاعر۔ تضمین نگار اور معروف تاریخ گو ہیں۔

نقاب رخ اٹھایا تھا ذرا سا اس دل آراء نے
حسین پردوں سے باہر سینکڑوں عالم نکل آئے

آپؒ امام احمد رضا خان بریلویؒ سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں بلکہ نعت لکھنے کے حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ میں نے امام احمد رضا خانؒ کی ''حدائق بخشش'' کو اپنا رہبر ورہنما بنایا۔ نعت گوئی میں گویا آپؒ ان کو اپنا امام تصور کرتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے خصوصی محبت ہے اور بابوجیؒ سے نسبت طریقت کا شرف حاصل ہوا مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے بھی نسبت قائم ہے۔ ''تبرکا'' حضرت سیدنا طاہر علاء الدین القادری الگیلانی بغدادی سے بھی بیعت شرف حاصل کی۔ اسکے علاوہ حضرت اختر رضا خان بریلوی مدظلہ سے بھی بیعت کا شرف ملا۔ غرضیکہ حضرت طارق سلطانپوریؒ کو ان کے علاوہ بہت سے روحانی نگینوں سے ملنے کا شرف حاصل ہوا جنکی تفصیل کیلئے بڑے وسیع مضمون کی ضرورت ہے۔

حسن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید دیکھے نہ ہوں مگر ایسے بھی ہیں

حسن ابدال ۔ ے سب سے پہلے نکلنے والے مجلّہ مہر آشنائی ''جو راقم الحروف زیر نگرانی ہے۔ اس میں حضرت طارق سلطانپوری کی نعت کو اہم اولیت سے شائع کیا کرتے تھے۔ جسکا نام تبدیل کرکے چراغ راہ لکھ دیا گیا۔ جس نے جنوری/فروری 2010 خصوصی ایڈیشن بنام نعت چراغ راہ عبدالقیوم طارق سلطانپوری شائع کیا۔ آپؒ نے 400 سے زائد تاریخ مادے، قرآن مجید سے اخذ کئے چونکہ آج کے دور میں تاریخی مادے استخراج کرنے والوں کی کمی شدت سے ہوگئی ہے۔ لہٰذا آپکا وجود مسعود مسعود مملکت خداداد کے رہنے والوں کیلئے ایک نعمت سے کم نہیں ہے۔ فقیر کو بھی حضرت سے یہ شرف حاصل ہے کہ اس حوالے سے ان کے شاگردوں میں نام آتا ہے۔ آپؒ 1999ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ ازاں بعد آپ نے واپسی پر تجلیات حرمین کے نام سے اپنے منظوم تاثرات شائع کئے یہ کتاب تاریخی مادوں سے لبریز ہے۔ حسن ابدال میں شاعروں میں ذوق پیدا کرنے میں آپؒ کا بڑا کردار ہے۔ بالخصوص یہاں کے نوجوانوں کو آپؒ نے ہی شعری ذوق وشوق عطا کیا۔ یہاں (حسن ابدال) کی معروف ادبی تنظیم کاروان ادب کے بانیوں میں آپؒ کا شمار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس تنظیم کے روح رواں وقار عالم جدون ایڈووکیٹ، صدیق صابر ایاز، خالد منیر احمد شیخ ایڈووکیٹ، قیصر دلاور جدون رقم الحرف (حکیم سید اعجاز علی رامپوری القادری) شاہد اعوان، ظفر اقبال ظفرؒ، حاجی رفیق قادری جیسے اہل افراد تنظیم کی ترقی کیلئے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔ اور حال ہی میں تنظیم کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے لائرز فورم قائم کیا گیا۔ جو میں سمجھتا ہوں کی طارق سلطان پوریؒ کی کوشش کا ثمر ہے۔ وہی حسن ابدال کی تنظیم ''دعوت چراغ'' جو دینی ورفاعی کاموں میں مشغول آپؒ کی نظر فیض جہاں عرصہ دراز سے محفل ذکر اللہ ومیلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد ہوتی تا حال جاری ہے۔ جہاں بڑی تعداد علماء کرام کی آتی ہے۔ دعوت چراغ راہ حسن ابدال نے آپؒ کو ''گولڈ میڈل'' ستارہ علم جو کہ حضرت علامہ محمد اویس ہزاروی جامع مسجد غوثیہ دست مبارک سے پہنچایا اور ''خدمات علم وادب'' کی

خصوصی سند آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ حسن ابدال کی طرف سے جو حضرت مولانا محمد عالم امام مسجد بلال مسجد حسن ابدال نے دست مبارک سے عطا فرمائی۔ آپؒ کے تعارف وکلام سے مزین کتابیں۔ (۱) تعارف رضا اکیڈمی (۲) سلام رضا پر طارق رضا کی نعتیں (۳) احترام سادات اور احمد رضا (۴) امام احمد رضاؒ اور انجمن نعمانیہ (۵) امام احمد رضا کاملین کی نظر میں (۶) امام احمد رضاؒ کی بارگاہ میں طارق سلطان پوری کا خراج عقیدت کو دیکھ کر آپؒ کی علمی و نعتیہ کاوشوں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ تمام کتب میرے پیر ومرشد سید صابر حسین شاہ بخاری القادری کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے۔ پھر سلام رضا پر آپؒ کی تین تضمینیں آپؒ کے کلام کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حال میں ہی حضرت طارق سلطانپوری نمبر (یہ خصوصی نمبر سید عبداللہ شاہ قادری اور ملک محمد محبوب الرسول قادری نے شائع کیا یقیناً یہ اہلیان حسن ابدال کیلئے ان کی طرف سے ایک عظیم تحفہ ہے۔ جناب طارقؔ وہ شخصیت جن پر طبع آزمائی طالب علم کی بس کی بات نہیں یہ چند لفظ بھی ان کے فیض نظر میں راقم حکیم سید اعجاز علی رامپوری القادری صدر نشینی میں ''عوامی جمہوری قوم'' کا جنرل سیکرٹری ہندان کے ساتھ رہنے لکھنے پڑھنے کے آداب سے آگہی بھی ملی نیز حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری القادری مدظلہٗ کی طرف تفویض خلافت جن فقیر کے حق میں جناب سلطانپوری صاحب کے دعاؤں کا اثر ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

جہاں نعت کا روشن ستارہ

18 اپریل 2015ء

آہ! 18 اپریل کتنی کرب کی رات تھی۔ جب حضرت عبدالقیوم طارق سلطان پوریؒ کے رخصت دنیا کی خبر ملی۔ 19 اپریل نماز جنازہ۔ صبح تو آسمان بھی افسوس کا اظہار خوب تیز روشن ہوکر کیا۔ پھر دیکھا کہ بادل آئے۔ مختصراً بارش ہوئی۔ آسمان بھی رو دیا پھر برف باری ہوئی۔ ''مومن صادق محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری وقت جوں جوں قریب آتا رہا

آسمان صاف ہوگیا۔ مومن صادق کے جنازہ میں شراکت کرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ یوں علم کا خزانہ ہم سے جدا ہوا۔ میرے لئے مشکل ترین مرحلہ تھا کہ جسکی زندگی سے میں نے بہت کچھ پایا مٹی کے نیچے جاتے دیکھوں۔ میرے صاجزادے میری دلی کیفیت سے آگاہ تھے۔ ہارٹ اٹیک کے مرحلے سے گزرا تھا۔ میرے صاجزادے آگے پیچھے تھے۔ جونہی جنازہ نماز ختم ہوئی۔ دیدار سعادت حاصل کی۔ صاجزادوں میں حکیم سید ساجد علی قادری اور ڈاکٹر سید ریاض علی قادری جو کہ پہلے تیار تھے۔ کس طرح اپنے ساتھ گاڑی میں گھرے آئے۔ سامنے بیٹھ کر قرآن پڑھتے رہے بابا جی ایصال ثواب کیلئے دعا کیجئے گا۔ یہی طریقہ سنت ہے۔ مقصد یہ تھا کہ دل کو کسی طرح اقرار رہے اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات بلند فرمائیں۔ ہمیں نقش قدم ہر مہینے کی توفیق فرمائے۔ آمین

..........☆☆☆..........

درخشندہ ستارہ۔ طارق سلطانپوری

محمد مقصود حسین قادری اویسی ☆

اس جہان رنگ و بو میں کچھ ہستیاں ایسی گزری ہیں جن کے کارہائے نمایاں خدمات دینیہ و دنیا کی بدولت عوام و خاص انھیں خراج تحسین پیش کرنا اپنے لئے باعثِ فخر اور باعث عزو اکرام سمجھتے ہیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنھون نے اس مختصر حیات میں صدیوں پر محیط سرمایہ حاصل کرلیا ہے اور جن کے ان مٹ نقوش قوم کیلئے مشعل راہ کا کام کرتے ہیں۔ قوم ان کی مرہون منت رہی۔ انہی ہستیوں میں سے ایک عظیم ہستی حضرت طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہے۔ یہ وہ خوش نصیب انسان ہے جنھوں نے اس دنیا میں آکر اس اہم ترین حقیقت کو پیش نظر رکھا کہ ہم بڑے محدود وقت کیلئے اس دنیا میں آئے ہیں اور اس کے بعد پلٹ کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے یہ اللہ کے ان محبوب بندوں میں سے ہیں جنھیں اس دنیا میں خصوصی عزت و عظمت، شہرت اور مقبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ آپ اہلسنت کے آسمان شعری صحافت کے درخشاں ستارے ہیں۔ آپ شعرو ادب میں خاص مقام رکھتے ہیں خصوصاً تاریخ گوئی اور مادۂ تاریخ کے استخراج میں کمال رکھتے ہیں۔ یہ فن اگرچہ ان دنوں زوال پذیر ہے۔ ادبی حلقوں میں خال خال ایسے اہلِ علم موجود ہیں جو اپنے اسلاف کے "طریقہ استخراج تاریخ" کی یادوں کو تازہ رکھے ہوئے ہیں۔ موصوف ایک سادہ طبیعت انسان تھے زندگی بینک کی ملازمت میں گزاری مگر بینکر ہونے کے باوجود علمائے کرام کی مجالس کو اپنایا اور اولیاء و مشائخ کی محافل کو زیادہ وقت دیا۔ اہل علم کی صحبتیں میسر رہیں اہل قلم سے شناسائی رہی اور اہل محبت سے آشنائی رہی۔ طارق سلطانپوری اردو نعت گو شاعری میں ایک معتبر نام ہے۔ قومی جرائد اور مذہبی رسائل و کتب میں ان کا کلام عموماً شائع ہوتا رہتا ہے۔

☆ بانی و چیئرمین: فیضِ رضا لائبریری V-105 کنٹری ٹاور فیروں B-15 بفرزون کراچی 0300-2052869

آپکا شمار عصرِ جدید کے ان نعت گو شعراء میں ہوتا ہے جنھوں نے روایتی نعتیہ شاعری کی اہم خوبیوں کو برقرار رکھتے ہوئے افکار و خیالات کو جدید اسلوب پر وسعت بخشنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے گفتگو کو نئے ڈھنگ اور نئے سلیقوں کو متعارف کرایا ہے جس سے اردو ادب کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوا ہے۔ آپکی شاعری میں عجز و ادب بھی ہے اور سوز و گداز بھی۔ محبوب کے در تک پہنچنے کا طریقہ بھی ہے اور ان سے خیرات لینے کا سلیقہ بھی ہے۔

''مرا چمن، مرا سرمایہ بہار درود''

پڑھے گا جو بھی، بہ توفیق کردگار درود
حیات اس کی بنا دیگا خوشگوار درود

یہ بالیقیں ہے دعا کی قبولیت کی سند
عمل کی خوبی و زینت، صلاح کار درود

کرم سے اس کو کئی مرتبہ نوازے خدا
حبیب حق پہ جو بھیجے گا ایک بار درود

کرے گا دنیا میں بھی کامران و عظمت یاب
رکھے گا حشر میں بھی ہم کو باوقار درود

ہر عہد و وقت میں، ہر دور ہر زمانے میں
رہا حضور کے عشاق کا شعار درود

سلام ان کے محبوں نے لاکھوں بار پڑھا
خجستہ بختوں نے بھیجا کروڑوں بار درود

یہ تھا وظیفہ اقبال میرے مرشد کا
رکھے ہوئے ہے لحد اسکی مشکبار درود

ارم جمال و فلک احتشام ہے وہ مقام
جہاں پڑھیں گے محمد کے جاں نثار درود

وفور حسن نمو بخشے کشتِ ویراں کو
زمین شور کو کرتا ہے لالہ زار درود

یہ ملک ان کی عطا ہے، عظیم تر ہوگا
نہ پڑھنا بھولیں اگر اہل اقتدار درود

مری حیات کا ہر زاویہ حسین اس سے
مرا چمن، مرا سرمایہ بہار درود

مری طلب کی جبیں کا سلام ہے سہرا
مری دعا کے گلے کا اثر ہے ہار درود

زہے نصیب، وردِ زباں لڑکپن سے
خدا، فرشتے جو پڑھتے ہیں بار بار درود

درود پڑھ کے اٹھاتا ہوں بہر نعت قلم
مرے کلام کا معیار و اعتبار درود

درود پڑھتے ہوئے ان کے روضہ کے آگے
اجل نصیب ہو طارق، ہو یادگار درود

آپکے کلام میں دعویٰ عشق کی بجائے دامن طلب پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ فارسی کا استعمال بھی عمدہ سلیقے سے کرتے ہیں۔

فقیر پر تقصیر سے آپ فون پر مسلسل رابطہ فرماتے مہینے میں ایک دو بار فون ضرور فرماتے اور نئی کتب بھجوانے کی فرمائش کرتے۔ احقر ان کے حکم پر پہلی فرصت میں آپکی مطلوبہ کتب پارسل بنا کر روانہ کر دیتا۔ پارسل ملتے ہی فون پر اطلاع دیتے اور کتب کا مطالعہ فرما کر بعد میں دوبارہ شکریہ کا فون فرماتے اور کتب پر تبصرہ فرماتے۔

احقر کا آپ سے تقریباً 25 سال رابطہ رہا اس دوران آپ نے تقریباً 35 خطوط بھی احقر کے نام تحریر فرمائے جو کہ میرے پاس محفوظ ہیں۔ ۱۹۹۹ء کے دورہ کراچی میں آپ احقر کے غریب خانہ پر دو رات قیام فرما رہے اور رات گئے تک احقر سے علمی گفتگو فرمائی اور احقر کی لائبریری کی کتب ملاحظہ فرماتے رہے اور خوش ہو کر دعائیں دیتے رہے۔ فون پر بھی آپ احقر کو بہت دعائیں دیتے اور فرماتے ''آپ تو ہمارے لئے علماء و مشائخ کی طرح قیمتی اثاثہ ہیں''، پچھلے برس احقر نے گذارش کی کہ احقر کی مرتب کردہ درود شریف کی کتاب:

''دوائے درد و آلام درود و سلام'' جلد طبع ہونے والی ہے آپ درود و سلام سے متعلق چند اشعار تحریر فرما کر ارسال فرمائیں آپ نے فوراً ہی یہ اشعار لکھ کر ارسال فرما دیئے۔

آپ کے کلام میں یہ اشعار مجھے بہت پسند ہیں

مدحت سرکار میرا خاندانی وصف ہے
طارق ہوں غلام ابن غلام شہہ ابرار

میں کئی پشتوں سے ہوں طارق غلام مصطفیٰ
جو کچھ ہے یہی میرا حسب و نسب ہے

ایک اور مقام پر اپنے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گل افشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

روز محشر کا طارق ہمیں خوف کیا
جب شفاعت کرے گا ہمارا نبی

کرم کریں گے سرِ حشر بھی وہ طارق پر
کریم اپنے فقیروں کو یاد رکھتے ہیں

ان اشعار میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو لطف و کرم اور انعامات آپ پر ہیں ان کا اقرار کیا ہے۔

آپکی علمی و دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپکی شفقت و محبت سب کو آپکا گرویدہ بنا دیتی۔ ہر ملنے والا یہ سمجھتا کہ آپ سب سے زیادہ مجھ پر شفقت فرما رہے ہیں۔

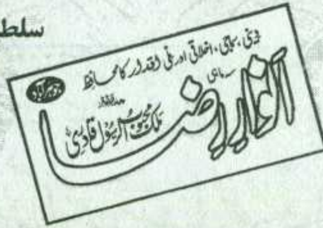
اللہ تعالیٰ آپکی مغفرت فرما کر آپکے اہل خانہ، عزیز و اقارب اور لاکھوں محبین اور عاشقانِ رسول کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آپکی سیات کو حسنات میں تبدیل فرما کر آپکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپکی تربت پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور آپکی جدائی کا صدمہ ہمیں برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مت سہل اسے جانو پھرتا ہے فلک برسوں ۔۔۔ تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

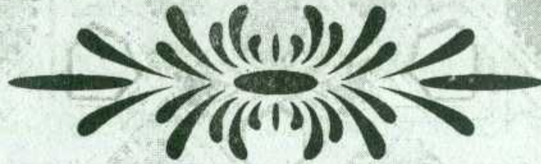
اسیر محبت طارق سلطانپوری

......☆......



علوم وفنون

تاریخ گوئی اور تضمین نگاری



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

سلام بحضور سرورِ کونین سیّدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

از حضرت غلام مصطفیٰ صاحب عشقیؔ رحمۃ اللہ علیہ

يَا شَفِيْعَ الْوَرٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ | يَا نَبِيَّ الْهُدٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ سَلَامٌ عَلَيْكَ | سَيِّدُ الْاَصْفِيَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

اَحْمَدُ لَيْسَ مِثْلُكَ اَحَدٌ | مَرْحَبَا مَرْحَبَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

وَاجِبٌ حُبُّكَ عَلَى الْمَخْلُوْقِ | يَا حَبِيْبَ الْعُلٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

اَعْظَمُ الْخَلْقِ اَشْرَفُ الشُّرَفَا | اَفْضَلُ الْاَذْكِيَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

كُشِفَتْ مِنْكَ ظُلْمَةُ الظُّلَمِ | اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

طَلَعَتْ مِنْكَ كَوْكَبُ الْعِرْفَانِ | اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

مَهْبَطُ الْوَحْيِ مَنْزَلُ الْقُرْاٰنِ | صَاحِبُ الْاِهْتِدَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

اِنَّكَ مَقْصَدِيْ وَمَلْجَائِيْ | اِنَّكَ مُدَّعَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

مَطْلَبِيْ يَا حَبِيْبِيْ لَيْسَ سِوَاكَ | اَنْتَ مَطْلُوْبُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبِيْ مَوْلَائِيْ | لَكَ رُوْحِيْ فِدَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

هٰذَا قَوْلُ غُلَامِكَ عِشْقِيْ

مِنْهُ يَا مُصْطَفٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ



طارق سُلطانپوری اورفنِ تاریخ گوئی

صدیق صابرایاز ☆

برصغیر میں اردو ادب میں فنِ تاریخ گوئی کو شعراء میں خصوصی امتیاز حاصل رہا ہے! قدیم شعراء میں ناسخ، مومن، انشاء اور ذوق اس فن کے ماہرین میں شمار کیئے جاتے ہیں۔ جبکہ قیام پاکستان کے بعد اس فن کی آبرو صابر براری، سرور انبالوی، پیرزادہ عاشق کرانوی، عارف مہجور رضوی، حسن میرانی، صاحبزادہ فیض الامین فاروقی اور عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری جیسے عظیم شعراء نے قائم رکھی ہے۔ قادر الکلام نعت گو شاعر جناب طارق سلطانپوری گذشتہ دنوں داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ ان کی وفات حسرت آیات کسی سانحہ سے کم نہیں ہے کیونکہ وہ اس فن میں اس قدر طاق تھے کہ برجستہ اشعار کے ذریعے فی البدیہہ تاریخ مرتب کردیتے تھے۔ اُن کی وفات کے ساتھ اس فن کے شائقین اس فن کا مستقبل تاریک گردان رہے ہیں۔ شاید قدرت کوئی انتظام کردے کیونکہ ہر رات اپنے دامن میں سحر ضرور رکھتی ہے۔ جناب طارق سلطانپوریؒ نے فن تاریخ گوئی میں ایک گراں قدر اثاثہ چھوڑا ہے۔ جس سے شائقین فن استفادہ کرسکیں گے۔ یہاں ہم طارق سلطانپوری کی فن تاریخ گوئی اور اس کے فنی محاسن پر بات کرنے سے پہلے فن تاریخ گوئی کی جزئیات کی تعریف کرنا چاہیں گے تاکہ معلوم ہوسکے کہ تاریخ گوئی ہے کیا؟

فن تاریخ گوئی کی سادہ اور عام فہم تعریف تو وہی ہے۔ جو لفظ تاریخ گوئی سے ظاہر ہورہی ہے۔ یعنی وہ شخص جو منظوم منظر کشی کرتے ہوئے اس واقعہ کے وقوع کی تاریخ اس طرح بیان کردے کہ پورا مصرع یا پھر خصوصی طور پر کومہ یا انڈر لائن دیے گئے الفاظ کے اعداد سے تاریخ عیسوی یا ہجری کا سال برآمد ہو۔ فن تاریخ گوئی میں ریاضی اور علم الاعداد کے فن سے واقفیت انتہائی ضروری ہے۔ اس فن میں متکلم کسی حادثہ کا وقوع فنِ جمل کے قاعدے

☆ جوائنٹ سیکرٹری: مرکزی سیرت کمیٹی حسن ابدال 0322-5743682

سے بیان کر دیتا ہے۔ فارسی ادیبوں نے اس فن کا حق ادا کیا ہے البتہ ناسخ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس فن کا استعمال انتہائی مشاقی سے کرتے تھے۔ گذشتہ دو دہائیوں میں ہمارے ممدوح جناب طارق سلطانپوری نے فن تاریخ گوئی کو نئی زندگی بخشی ہے۔ انھوں نے تاریخی حوالوں سے کئی قطعات، تواریخ ولادت اور وصال استخراج کئے جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ علامہ قمر رعینی نے حال ہی میں فن تاریخ گوئی پر چھپنے والی اپنی کتاب میں جناب طارق سلطانپوری کی تاریخ گوئی کے حوالے سے مہارت تامہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

اس حوالے سے اہل دانش جناب طارق سلطانپوری کو کیسے دیکھتے ہیں۔ معروف سکالر اور نعت گو شاعر حسن عسکری کاظمی ''تجلیات حرمین'' کے دیباچہ میں طارق سلطانپوری کی تاریخ گوئی کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ فن تاریخ گوئی اگرچہ اس دور میں ناپید ہو چکا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ طارق سلطانپوری اس فن کے آخری امام ہوں گے معروف ادیب جناب ڈاکٹر وزیر آغا نے لکھا کہ طارق سلطانپوری نے شاعری کی ہر صنف میں پورے جذب اور ارتکاز کے ساتھ مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ نیز علم الاعداد اور فن تاریخ گوئی کے حوالے سے جریدۂ عالم پر اپنے فن کا نقش اس طرح ثبت کر دیا ہے کہ حال ہی نہیں بلکہ آنے والے زمانے کے لوگ بھی اس سے مستفید ہوں گے' چیف ایڈیٹر ''انوار رضا'' اپنے اداریے میں لکھتے ہیں۔ کہ علم الاعداد کے ماہر قادر الکلام شاعر (طارق سلطانپوری) فن تاریخ گوئی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں ان کا باطن ان کے ظاہر سے زیادہ روشن و شفاف ہے۔

دور حاضر کے ایرانی محقق اور تاریخ گو علامہ ڈاکٹر محمد حسین رہا تسبیحی نے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

کمال حضرت طارق بود گوئندہ تاریخ
بہ نظم و نثر آمدہ دبابائے تاریخ دال
کہ طارق درسخن گوئی بود چوں سعدی دوراں

دور حاضر میں امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے حوالے سے گراں قدر کام کرنے والے ماہر رضویات پیر سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری اپنے مضمون میں طارق سلطانپوری کے فکر و فن پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تضمین نگاری کی طرح تاریخ گوئی بھی ایک مشکل ترین فن ہے مگر طارق سلطانپوری اس فن میں بھی باکمال نظر آتے ہیں۔ اگر ان کی توجہ کسی خاص شخصیت یا کسی رسالے کے خاص نمبر کی طرف دِلائی جاتی تو منٹوں میں ایمان افروز تاریخی مادوں کا انبار لگا دیتے۔ طارق سلطانپوری کی زندگی میں ان پر تحقیقی کام کرنے والے معروف محقق جناب سیّد عبداللہ شاہ قادری لکھتے ہیں کہ طارق سلطانپوری فنِ تاریخ گوئی میں مولانا حامد حسن قادری، اعلیٰ حضرت بریلویؒ، رئیس امروہوی اور ابوطاہر فدا حسین فدؔا کے معترف ہیں۔

سابق صدر شعبۂ تاریخ کیڈٹ کالج حسن ابدال جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد رقمطراز ہیں کہ طارق سلطانپوری کو فن تاریخ گوئی میں حیرت انگیز ملکہ حاصل ہے اور مہارت کمال تامہ کو پہنچی ہوئی ہے، ''تجلیات حرمین'' میں جا بجا اس حقیقت کا اظہار ہوا ہے۔ آیات قرآنی کے استثناء کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ تاریخی مادے طارق صاحب کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔

طارق سلطانپوری کے فکر و فن پر اس وقت تک اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اس مضمون کی تنگ دامانی ان حوالوں کیلئے گنجائش نہیں رکھتی۔ جہاں تک میرے علم میں ہے۔ کوئی ایک طالب علم ڈاکٹریٹ کرنے کیلئے اپنا مقالہ ترتیب دے رہا ہے۔ جسے خود جناب طارق سلطانپوری کی سرپرستی حاصل تھی۔ فن تاریخ گوئی کے میدان میں جہاں طارق سلطانپوری نے گراں قدر تاریخی مادے اخذ کئے ہیں۔ وہیں ان کے پیش رووَں نے بھی تاریخی حیثیت کے حامل تاریخی مادے اردو ادب کی میراث چھوڑے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے قومی شاعر حضرت علامہ محمد اقبال نے اپنی اہلیہ کی وفات پر

تاریخ وصال کے حوالے سے کہا "سُرمہ ٔ مازاغ" = ۱۳۵۴ھ

شیر میسور حضرت ٹیپو سلطان شہید کی شہادت کے موقع پر کسی نے کیا خوب تاریخ کہی

"شمشیر گم شُد" = ۱۳۱۴ھ

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے اس شعر سے اُن کا سال وصال برآمد ہوتا ہے۔

صدق و اخلاص و یقیں باقی نہ ماند

آں وداع بہ شکست باقی نہ ماند

طارق سلطانپوری علیہ الرحمہ نے زندگی بھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کی۔ وہ تاریخ گوئی میں اپنا نام پیدا کر کے گئے۔ الہام، القا اور آمدن کے یہاں برجستگی اور فی البدیہہ تناظر رکھتی تھی۔ وہ اگر تاریخی مادے بھی اخذ کر رہے ہوتے تو فی البدیہہ کہتے نظر آتے۔ قلم کاغذ لے کر علم الاعداد کی مدد سے مصرع یا حرف ترتیب نہ دیتے بلکہ منٹوں میں تاریخی مادے ترتیب دے دیتے۔

انھوں نے اپنا سب سے پہلا قطعہ تاریخ جامعہ رضویہ سبزی منڈی راولپنڈی کے قیام کے موقع پر لکھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے یہ فن کسی سے باقاعدہ نہیں سیکھا۔ میرا ذوق و شوق ہی مرا رہنما بن گیا۔ طارق سلطانپوری کے چند تاریخی مادے مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں۔

عظیم البرکت اعلیٰ حضرت بریلوی کے لئے کہا۔

اس کی تاریخ وصال باکمال   طالب حق مصدر فقر و غنا   (۱۹۳۱ء)

حضرت حافظ لدھیانوی کیلئے

مکرر "آہ" سے اُس کا سنِ وصل   رئیس کشور نعت محمد

۱۴۰۸ + ۱۲ = ۱۴۲۰ء

حضرت قائد اعظمؒ کے لئے کہا!

کہا ہاتف نے طارق مجھ سے اس کا   "وقار ارض مشرق" سال رحلت

۱۹۴۸ء

جناب طارق سلطانپوری اس فن سے تعلق رکھنے والوں سے بھی رابطہ میں رہتے۔ وہ علم الاعداد سے بھی خصوصی ارتباط رکھتے تھے۔ اپنی ملاقاتوں میں اکثر راولپنڈی کے کوہ قاف ہاؤس والے حضرت پیر پنجر کا ذکر کرتے۔ جو اپنی سیاسی پیشگوئیوں میں خصوصی شہرت رکھتے ہیں۔ طارق سلطانپوری پیشین گوئی تو نہ کرتے تھے۔ لیکن علم الاعداد اور تاریخ گوئی سے تعلق کی بناء پر ان کی اکثر باتیں پیش گوئیوں میں بدل جاتی تھیں۔ وہ اپنے قطعات میں شخصیات کی تصویر کشی اس طرح کرتے کہ شخصیت کی پوری زندگی کا احاطہ کر لیتے اور ساتھ ہی فن تاریخ گوئی پر گرفت رکھنے کی بدولت تاریخ وصال یا ولادت کا استخراج کر لیتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان کے طول و عرض میں اس دار فانی سے رخصت ہونے والے علماو مشائخ کرام کی لوح مزار طارق سلطانپوری کے قطعہ ٔ تاریخ وصال سے خالی ہو۔

وہ سن عیسوی اور سن ہجری دونوں ترتیب دے لیتے۔ جناب طارق سلطانپوری علیہ الرحمہ امام احمد رضا خان بریلویؒ کی نعتیہ شاعری اور تاریخ گوئی کے زبردست معترف تھے اور فن تاریخ گوئی کے ساتھ ان کی وابستگی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ان کے جذباتی لگاؤ کا نتیجہ ہو سکتی ہے امام احمد رضا بریلویؒ نے نعت گوئی کے حوالے سے گراں قدر اثاثہ چھوڑا ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں نئی تراکیب و اصطلاحات ملتی ہیں۔ جن کیلئے علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ انھوں نے اپنی کتابوں کے تاریخی نام رکھے اور اپنے امجاد کی تواریخ وصال و ولادت کا استخراج آیات قرآنی سے کیا ہے۔ جناب طارق سلطانپوری کے ہاں بھی نئی تراکیب آیات قرآنی سے مادہ تاریخ نکالنا اور قطار در قطار تاریخی مادوں کا اظہار فن تاریخ گوئی میں ایک اچھوتا اظہار قرار دیا جاسکتا ہے وہ تو اس جہان فانی کو چھوڑ کر راہ عدم کے مسافر بن گئے ہیں لیکن ان کا فکر و فن ہمیشہ ان کی یاد دلاتا رہے گا۔

سلام رضا پر حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری ۵ جون ۱۹۳۸ء کو سلطان پور (حسن ابدال' اٹک) میں مولانا عبدالعزیز خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی لوئر مڈل تک سلطان پور میں پڑھا' ۱۹۵۵ء میں مڈل کا امتحان وظیفہ کے ساتھ پوڑ میانہ (اٹک) سے پاس کیا۔ ۱۹۵۹ء میں میٹرک کا امتحان حسن ابدال سے نمایاں طور پر پاس کیا اور کراچی چلے گئے اور وہاں نیشنل بنک میں بطور کلرک ملازمت اختیار کر لی۔ ملازمت کے دوران آپ نے منشی فاضل اور اردو فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی اے اور ایم اے فارسی کیا۔ آپ کے یونیورسٹی اساتذہ میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی' ڈاکٹر محمود حسین خاں اور ڈاکٹر غلام سرور کے نام نمایاں ہیں۔

آپ ۱۹۶۱ء میں حضرت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی المعروف قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

آپ کو بچپن ہی سے علم وادب سے شغف رہا۔ ابتداء میں غزل گوئی کی طرف مائل ہوئے، سیاسی نظمیں لکھیں لیکن جب آپ کے ایک دوست نے آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علی کا شہرہ آفاق نعتیہ دیوان حدائق بخشش پڑھنے کے لئے دیا تو آپ کی کایا پلٹ گئی، آپ کا دل و دماغ روشن ہو گیا، غزل گوئی ترک کر کے نعت گوئی کو وظیفہ حیات بنالیا، اس حقیقت کا اعتراف آپ نے راقم کے نام ایک خط میں یوں فرمایا ہے:

''نعت نگاری ایک زمانے سے میرا وظیفۂ حیات ہے، اس وظیفۂ حیات کو اختیار کرنے پر مجھے ''حدائق بخشش'' نے آمادہ کیا۔ اب نعت نگاری میرا سامان زندگی ہے' میری غذائے

☆ مصنف ومحقق، بانی وصدر: ادارہ افکار رضا برھان شریف اٹک
0301-5437701,0311-8164591

روح اور میری متاع حیات ہے کہ ''حدائق بخشش'' کے مطالعے کا ثمرہ شیریں وصلہ دل پذیر ہے' حدائق بخشش'' کا مطالعہ نصیب نہ ہوتا تو کئی دیگر ہم عصر حضرات کی طرح میں بھی بے مقصد اور لاحاصل روایتی شاعری کے لق ودق صحرا میں بھٹکتا پھرتا۔

(مکتوب گرامی بنام راقم محررہ ۱۲ستمبر ۱۹۹۳ء)

اس کا اظہار آپ نے اپنی نعتیہ شاعری میں بھی کیا ہے:

آداب ثنائے شاہ امم سیکھے ہیں حدائق بخشش سے — جتنا سمجھا جو کچھ جانا طارق فیضانِ رضا جانا

یہ سب حدائق بخشش کا فیض ہے طارق — رسول پاک کے مدحت نگار ہم بھی ہیں

یہاں آپ کی تمام نعتیہ شاعری کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا اور نہ ہی آپ کی تاریخ گوئی پر کوئی تبصرہ کیا جاسکتا ہے البتہ سلام رضا پر آپ کی تضمین نگاری کے حوالے سے چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

نعتیہ ادب میں تضمین نگاری ایک مشکل ترین راہ ہے لیکن آپ نے اس راہ کو اختیار کیا اور نہایت کامیابی سے تضمین نگاری کی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی بے پناہ عقیدت ومحبت دیکھ کر راقم نے آپ سے سلام رضا پر تضمین لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ناچیز محرک بنا اور آپ نے اپنے راہوار قلم کو سلام رضا کی تضمین کے راستے پر چلا دیا۔ آپ کا راہوار قلم نہایت روانی اور تیزی سے چلا' یوں تضمین نگاری کا یہ سفر صرف سات دنوں میں طے ہوا۔ چونکہ یہ تضمین صرف ایک ہفتہ کے اندر انوار الٰہیہ اور تجلیات محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکھا میں مکمل ہوئی۔ اسی لئے اس کا نام ہی ''باران رحمت'' رکھا گیا۔

اس تضمین میں جب میں نے آپ کی جوش روانی اور سلامت کا یہ عالم دیکھا کہ کئی اشعار کی تضمین دو دو بندوں پر مشتمل ہے تو راقم نے گذارش کی اے خانہ طارق' سلام رضا پر تضمین ثانی بھی لکھ ہی دے۔ ساتھ ہی شرح سلام رضا از مفتی محمد خان قادری بھی رفیق راہ

کے لئے دے دی۔ بس آپ دوسری تضمین بھی لکھنے بیٹھ گئے صرف پندرہ دنوں میں دوسری تضمین بھی سامنے آ گئی اس کا نام آپ نے ''برہان رحمت'' رکھا۔

فقیر نے پھر دیکھا کہ اس میں بھی کئی اشعار کی تضمین دو دو بندوں پر مشتمل ہے۔ بندہ نے پھر درخواست کی کہ اب تیسری تضمین منتخب اشعار ہی پر لکھ دیں۔ چنانچہ آپ نے اثبات میں جواب دیا اور تیسری تضمین بھی ''بُستان رحمت'' چند دنوں میں مکمل ہو گئی۔

پہلی تضمین ''باران رحمت'' (جس کا انتساب بھی اس احقر کے نام ہے) اور دوسری ''برہان رحمت'' ایک ہی سال ۱۹۹۵ء میں مکمل ہوئیں اور پھر حسن اتفاق سے یہ دونوں تضمین راقم کی تحریک پر ایک ہی سال ۲۰۰۵ء کو الگ الگ کتابی صورت میں الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ نے رضا اکیڈمی لاہور سے شائع کر کے عام کیں۔

تیری تضمین ''بُستان رحمت'' مجلّہ انوار رضا جوہر آباد شمارہ ۲۰۰۸ء حضرت خواجہ احمد میروی نمبر کی زینت بنی۔

پورے عالم اسلام میں ابھی تک ایسا کوئی شاعر سامنے نہیں آیا جس نے سلام رضا پر تین تضامین لکھی ہیں۔ یہ اعزاز یہ انفرادیت صرف میرے ممدوح حضرت طارق سلطان پوری ہی کو حاصل ہے۔

یہاں ان تضامین کے محاسن پر تو سیر حاصل بات نہیں ہو سکتی البتہ ان کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔

سلام رضا کا مطلع ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام   شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اب اس پر حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری بالترتیب ملاحظہ فرمائیے:

باران رحمت

ماہ کنعان رحمت پہ لاکھوں سلام   مہر فارانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مظہر شان رحمت پہ لاکھوں سلام   مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام   میر سامانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شاہ ذی شانِ رحمت پہ لاکھوں سلام   قاسم خوانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

برہان رحمت

مشفق آدمیت پہ لاکھوں سلام   ابر لطف و عنایت پہ لاکھوں سلام

کانِ احسان و رافت پہ لاکھوں سلام   مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام   انتہائے سخاوت پہ لاکھوں سلام

بخشش بے نہایت پہ لاکھوں سلام   اس سراپا کرامت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام   شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

بستانِ رحمت

مہر رخشانِ رحمت پہ لاکھوں سلام   ماہ تابان رحمت پہ لاکھوں سلام

صدر ایوان رحمت پہ لاکھوں سلام

ہر بند سے وضاحت و بلاغت اور شفتگی و سلاست نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔

سلام رضا کا ایک شعر دیکھیے:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان   کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

اب اس پر حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری ملاحظہ فرمائیے:

باران رحمت

اپنے حالات سے ان کو غافل نہ جان   ان کی دانست میں ہے تیری داستان

ان کا ہر دم ہے امت کا جانب دھیان   دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

برہان رحمت

باخبر حال امت سے ہردم ہر آن　　حاضر و ناظر بزم کون و مکان

وہ ہیں لاعلم کوئی کرے نہ گمان　　دورونزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

بستان رحمت

رابطہ ہے، غلاموں سے ان کا ہر آن　　بے خبر ہم سے ہیں وہ غلط ہے گمان

بالیقین وہ ہمارے ہیں احوال دان　　دورونزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

بستان رحمت

سامنے ان کی آنکھوں کے ہے ہر جہان　　واقعی کیا مکان اور کیا لامکان

ان کی شنوائی کو غیر محدود جان　　دورونزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت طارق سلطان پوری نے نہ صرف چابکدستی سے تضمین نگاری کی بلکہ اہل سنت کے عقائد ونظریات کو بھی احسن انداز میں واضح فرمادیا ہے۔

سلام رضا کا ایک مشہور شعر ہے:

بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں　　دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

اب اس شعر پر حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری ملاحظہ فرمایئے: ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے تضمین میں اس شعر کی منظوم شرح کردی ہے۔

باران رحمت

بچپنے ہی سے اظہار احساں کریں　　اپنی شان کریمی نمایاں کریں

شیر نوشی وہ جب شاہِ خوباں کریں　　بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں

دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

برہان رحمت

کیسا انصاف محبوب یزداں کریں　　حق کی کیا اہمیت ہے نمایاں کریں

عدل بچپن ہی سے شاہ خوباں کریں　　بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں

دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

بستان رحمت

کام بچپن سے وہ شاہِ خوباں کریں　　جو بزرگوں کو چھوٹوں کو حیراں کریں

وہ ہیں انصاف گر یہ نمایاں کریں　　بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں

دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

جی تو چاہتا ہے کہ حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری کی مزید جھلکیاں پیش کروں لیکن وقت کی قلت کے پیش نظر ان ہی پر اکتفا کیا جائے۔ بلاشک وشبہ ان تضامین کو شروع سے آخر تک پڑھیئے یہ اپنے اندر بلا کی جاذبیت لیے ہوتے ہیں یہ ایک گلستان نعت ہے۔ جس میں رنگا رنگ پھول کھلے ہوئے ہیں اور ان کی بھینی بھینی خوشبو دل ودماغ کو معطر کردیتی ہے۔ ہر تضمین کا ہر شعر ہی اپنے اندر سوز وگداز کا ایک خزانہ لئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل تضمین نگاری کی بخشش فرماتے اور ان کے درجات بلند فرماتے اور پڑھنے سننے والوں کو بھی دونوں جہانوں میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ اجمعین۔

گدائے کوئے مدینہ شریف

۲۴ مئی ۲۰۱۵ء

(محفل چہلم میں پڑھا گیا مقالہ)

..........☆☆☆..........

مکاتیب براری

ایک مشترکہ دوست کے چند گمشدہ اوراق

《طارق سلطانپوری کے دیرینہ ہم منصب دوست صابر براری کے فنی شہ پارے》

حضرت طارق سلطانپوری کے ہم منصب رفیق سفر اور قادر الکلام شاعر صابر براری نے راقم (ملک محبوب الرسول قادری) کے نام خطوط لکھے جن کا انتخاب نذر قارئین ہے۔

۱۶ اگست ۲۰۰۴ء

برادر محترم ملک محمد محبوب الرسول قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں ۴ اگست کی شام آپکی طرف سے ارسال کردہ پارسل ۱۰، ۱۲ کتابوں پر مشتمل موصول ہوا۔ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ۲ دن سے تمام کتابیں مطالعہ میں ہیں۔ سب سلسلہ وار پڑھ رہا ہوں مگر ابھی اسکی تشنگی دور نہیں ہوئی اسے بار بار مطالعہ کرتا رہونگا۔ ہر کتاب نہایت جامع معلومات کا خزانہ دینی و دنیوی علوم کا خزینہ ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ آپ سے رابطہ بہت دیر میں ہوا دس بارہ سال قبل رابطہ ہوتا تو میں آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر، احسان اور محترم طارق سلطانپوری صاحب کی عنایت ہے جن کے توسط سے ہم میں رابطہ ہوا۔ اس محبت اور خوشی کا سہرا انہی کے سر بندھتا ہے۔

طارق صاحب اکثر کراچی تشریف لاتے اور غریب خانہ کو زینت بخشتے ہیں انکی محبت اور خلوص کا اندازہ اس سے لگایئے کہ وہ اپنے شہر سے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہیں۔

چند ماہ قبل طارق سلطانپوری صاحب ہی کے توجہ دلانے پر جناب مولانا محمد مسعود

قادری صاحب (گجرات) نے حضرت شیخ المشائخ پیر خواجہ محمد اسلم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے خبر دے کر قطعۂ تاریخ وصال طلب فرمایا تھا۔ جو ارسال کیا گیا تھا۔ مگر اس کے بعد ان کا کوئی خط یا رسالہ نہیں آیا۔

آج کتاب ''اعتراف عظمت'' پڑھ کر علم ہوا کہ حضرت کی سوانح حیات پر یہ کتاب بھی شائع ہوئی اس میں صفحہ نمبر 207 پر میرا قطعۂ تاریخ بھی ہے جس کے تاریخی مصرع میں ''صفدر خُلد ہیں مرحوم محمد اسلم'' میں خُلد کی جگہ خلا۔ کتابت کی غلطی سے شائع ہوگئی ہے درست کریں۔

آپ کو میری کتاب (کتابوں پر تاریخی قطعات) پسند آئی مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ میری محنت کامیاب ہوئی۔

۱۹۹۶ء سے قبل محترم عارف محمود مہجور رضوی سے بھی خوب مراسلت تھی۔ ان کی کتابوں پر بھی میں نے قطعات لکھے ان کے صاحبزادہ کی ولادت پر انکی خواہش پر دو تاریخی نام بھی تحریر کئے اور مبارکباد کا قطعہ بھی لکھا۔ مگر وہ اب مجھے فراموش کر چکے ہیں۔ انھوں نے اپنی ایک تصنیف ۱۹۹۶ء میں ارسال کی اسپر نہ تو میرا نام لکھا نہ اپنے دستخط۔ میری عمر کا تقاضا بھی یہی ہے کہ احباب فراموش کرتے رہیں۔

تاجدار بریلی نمبر حصہ اول بھی آپکی ان کتب میں ہے خوب ہے۔

حصہ دوم زیر اشاعت ہے اور معلوم ہوا۔ آپکی فرمائش پر اعلحضرت کے سلسلے میں جو قطعات اور 50 تاریخی فقرے (20-1-۱۹۹۷ء) میں تحریر کئے تھے ارسال کر رہا ہوں۔

یہ غیر مطبوعہ ہیں۔ اس کے علاوہ ۲ یا ۳ دن بعد اعلحضرت کے قطعات اعلحضرت ارسال کردوں گا۔ اگر یہ قابل اشاعت ہوں اور آپکی کتاب حصہ دوم میں گنجائش ہو تو شریک کرلیں ورنہ کوئی شکایت نہیں ہوگی۔

حسب خواہش مولانا نورانی میاں کے قطعۂ تاریخ وصال بھی ارسال کر رہا ہوں افسوس

کہ میری سابقہ تصانیف کی صرف ایک ایک جلد میرے پاس ہے میں آپکو ارسال کرتا البتہ تاریخ رفتگاں جلد سوم باقی ہے وہ ارسال کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

احباب کو سلام عرض ہے۔ دعاؤں کا طالب   صابر براری ۱۶ اگست ۲۰۰۴ء

.......☆.......

۱۰ اگست ۲۰۰۴ء

برادر عزیز مکرم محمد محبوب الرسول قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں کی ڈاک سے اعلحضرت قدس سرہ کے تاریخ وصال کے فقرے۔ قطعاتِ تاریخ وصال اور مولانا نورانی میاں کے وفات پر ۲ قطعے ارسال کیے ہیں جن میں ایک قطعہ صنعتِ ترصیع کے مصرعوں پر مشتمل ہے آج کی ڈاک سے تضمین سلام اعلحضرت اور ۲ عدد مناقب کے علاوہ مولانا نعیم الدین (صدر الافاضل) اور مبلغِ اسلام مولانا عبد العلیم صدیقی کے مناقب بھی ارسال کررہا ہوں۔

۱۹۶۳ء میں ''بہشتِ مناقب'' صحابہ کرام، شہدائے کربلا اور اولیائے کرام ومشائخ عظام کے مناقب پر مشتمل کتاب شائع ہوئی تھی۔ جسکی جلد اب ایک رہ گئی ہے وہ بھی بوسیدہ ہے میری سابقہ کتب نایاب ہوگئی ہیں میں نے ہرایرے غیرے کو دیدیا جس کا افسوس ہے۔

میں آپکی ارسال کردہ کتابیں روزانہ پڑھ رہا ہوں۔ بے حد معلومات ہورہی ہے بعض کتابوں میں میرا بھی تذکرہ ہے۔ (مثلاً نمبر ۱) محنت کی سوغات کے دیباچہ میں پروفیسر حفیظ تائب علیہ الرحمہ کے حوالے سے کتب ندائے نعت کی فہرست میں، (نمبر ۲) انوار رضا کے مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی کے صفحہ ۱۹۵ پر نذر عقیدت۔ بہرحال یہ تمام کتب میرے کتب خانہ کی زینت ہیں۔

میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں اور دعا گو بھی۔

ان کتب کی تصاویر دیکھ کر اندازہ ہوا کہ آپ ایک مدت سے دینی وادبی خدمات انجام دے رہے ہیں اور آپ ان تمام میں کمسن (کم عمر) دانشور اور محقق ہیں۔

؎ اللہ کرے زُورِ قلم اور زیادہ۔

میں صاحب فراش ہوں عمر کے ۷۶ سال۔ ۲ ماہ بعد اکتوبر میں مکمل ہوجائیں گے بس میرے لیے دعا فرمائیں۔ تحریر بھی اب پختہ نہیں ہے۔

آپ جب بھی کراچی آئیں تو غریب خانہ کو اپنے قدم سے مشرف فرمائیں اور اپنی زیارت سے نوازیں رمضان المبارک سے ایک ہفتہ قبل عمرہ کے لئے (معہ اہلیہ) جانے کی تیاری ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت وتندرستی کے ساتھ اس خواہش کی تکمیل فرمائے۔

محترم طارق صاحب واحباب اور پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

اس کی وصولیابی سے مطلع کریں

دعاؤں کا طالب   صابر براری ۱۱ اگست ۲۰۰۴ء

.......☆.......

اعلحضرت فاضلِ بریلوی کے وصال پر مادہ ہائے تاریخ مطابق ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

''جاوداں مادہ ہائے تاریخ''

۱۳۴۰ھ

۱۔ فردوس آشیاں امام اہلِ سنّت   ۱۳۴۰ھ

۲۔ شرَفِ اسلام امام اہل سنّت   //

۳۔ ہادیِ روزگار امام اہلِ سنت بریلوی   //

۴۔ نکتہ داں محدثؒ بریلوی   //

۵۔ چہرۂ نورانی محدث بریلوی //

۶۔ حبیبِ آفاق امام احمد رضا //

۷۔ زبانِ اہلِ حق امام احمد رضا //

۸۔ مُحِبِ حق مولانا احمد رضا //

۹۔ فصیحِ زماں احمد رضا //

۱۰۔ مقبولِ حق احمد رضا //

۱۱۔ پاک دل مولانا احمد رضا صاحب //

۱۲۔ حق بیاں فاضلِ بریلوی //

۱۳۔ نیک نام فاضلِ بریلوی //

۱۴۔ پاک فکر فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ ۱۹۲۱ء

۱۵۔ بزرگِ آفاق اعلیٰحضرت //

۱۶۔ عالی فکر اعلیٰ حضرت //

۱۷۔ عزیزِ جہاں اعلیٰ حضرت بریلوی //

۱۸۔ نافعِ عصر شاہ احمد رضا //

۱۹۔ وجیہہ دین مولانا احمد رضا خاں ۱۹۲۱ء

۲۰۔ بلند قدر الحاج مولانا شاہ احمد رضا //

۲۱۔ ماہِ تمام امام احمد رضا بریلوی //

۲۲۔ معدنِ کرم مولانا احمد رضا قادری //

۲۳۔ نامیِ جہاں جناب احمد رضا خاں //

۲۴۔ علامۂ روزگار امام رضا بریلوی //

۲۵۔ مجددِ دین وملت مولانا احمد رضا حنفی //

۲۶۔ بدرِ لقا مفتی احمد رضا //

۲۷۔ قبلۂ عہد، احمد رضا خاں //

۲۸۔ معزز مکرم مولانا احمد رضا قادری //

۲۹۔ زاہدِ زماں احمد رضا خان صاحب //

۳۰۔ سپہرِ کرم امام احمد رضا بریلوی //

۳۱۔ حبیبِ پنجتن امام احمد رضا بریلوی //

۳۲۔ محدّث احمد رضا قادری //

۳۳۔ حقائق آگاہ شاہ احمد رضا قادری //

۳۴۔ عالی فہم مفتی احمد رضا صاحب //

۳۵۔ محبوبِ جہاں مولانا شاہ احمد رضا قادری //

۳۶۔ ہادیِ کامل امام اہلِ سنت مولانا احمد رضا //

۳۷۔ فقیہ ومحقق معجز قلم مولانا احمد رضا //

۳۸۔ بلند قدر مدّاحِ رسول مولانا احمد رضا //

۳۹۔ مفکّرِ اسلام امام فقہ مولانا احمد رضا //

۴۰۔ گرامیِ عالم عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا ۱۹۲۱ء

۴۱۔ نیک نیت عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا //

۴۲۔ دُرِ آبدار عبد المصطفیٰ احمد رضا //

۴۳۔ گوہرِ منوّر امام احمد رضا بریلوی //

۴۴۔ عبدِ ایزد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ //

۴۵۔ مُحبِ اولیاء امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ //

۴۶۔ حبیب اللہ مولانا احمد رضا خاں //

۴۷۔ گوہرِ یکتا رضا بریلوی //

۴۸۔ گوہر فشاں رضا بریلوی //

۴۹۔ قبلۂ بہجت مدّاح نبی رضا بریلوی //

۵۰۔ مردِ زیرک مولانا احمد رضا بریلوی //

دستخط
صابر براری
15-1-97

......☆......

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

قطعات تاریخِ وصال

۱۹۲۱ء

از نتیجہ فکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صابر براری

(تاریخ معنوی سن عیسوی)

ہائے ہائے چل دیے ہیں اعلیٰحضرت دہر سے   ٹوٹ پڑتا کیوں نہ پھر اس سانحہ پر کوہِ غم
آ گئی صابر براری لب پہ تاریخِ وصال   ''ہیں جناں میں اب شہِ احمد رضا معجز قلم''

۱۹۲۱ء

(تاریخ معنوی عیسوی)

بے شک تھے آپ چودھویں صدی کے وہ فقیہ   جن کی مثال خلق میں اب تک نہیں ملی
صابر کہو یہ مصرع تاریخ حسبِ حال   ''ہیں آب و تاب خلد محدّث بریلوی''

۱۹۲۱ء

(تاریخ معنوی ہجری)

وہ محقق وہ مفکر چل بسے   عالمانِ حق میں تھے جو معتبر
نعت گوئی میں بھی صابر بالیقیں   ''تھے امامِ اہلِ سنّت نامور''

۱۳۴۰ء

(تاریخ صُوری)

تیرہ سو چالیس ہجری میں ہمیں   اعلیٰ حضرت کا غمِ فُرقت ملا
صنعتِ صُوری میں صابر سالِ غم   کہیے سن انیس سو اکیس تھا

۱۹۲۱ء

(در صنعتِ تناصف ہجری)

دینِ حق کے تھے مجدّد جو بزرگِ محتشم   حشر تک وہ اہلِ سنّت کے رہیں گے مُقتدا
بالیقیں صابر تناصف میں یہی تاریخ ہے   ''پاک گو باغ جناں میں ہیں شہِ احمد رضا''

۲۶۸۰÷۲=۱۳۴۰ھ

(در صنعتِ تناصف عیسوی)

وہ اپنے ہوں کہ بیگانے ہیں سب ہی معترف اس کے   امامِ نعت گویاں جان نثارِ شاہِ خوباں ہیں
یہی ہے عیسوی تاریخ اے صابر تناصف میں   ''مصفّا باغِ جنّت میں شہِ احمد رضا خاں ہیں''

۳۸۴۲÷۲=۱۹۲۱ء

(در صنعت تناصف ہجری)

چھا گئے ہر سو غم کے بادل خلقِ خدا ہے بے حد غمگیں
آہ جہاں سے ہو گئے رخصت دیں کے مجدد داعی ملّت
سالِ وصالِ شیخ کامل صنعت میں تناصف کی گر چاہو
کہہ دو صابر ''حبّ ایزد اوجِ امام اہلِ سُنّت''

۶۷۰×۲=۱۳۴۰ھ

(در صنعت اعجام یا منقوطہ سن ہجری)

دیا ہے درسِ توحید و رسالت ایک عالم کو — جہاں میں اس لئے مقبول یہ شیخ طریقت ہیں
سنِ رحلت کہو اب صنعت منقوط میں صابرؔ — "محدّث عارف و مرشدِ امام اہلِ سنّت ہیں"

۱۳۴۰ھ

دستخط

صابر براری

20/1/97

……☆……

تضمین بر سلام اعلیٰحضرت قدس سرہ

☆☆☆از: صابر براری☆☆☆

جلوۂ ذاتِ وحدت پہ لاکھوں سلام — آئینہ دارِ کثرت پہ لاکھوں سلام
مظہرِ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام — مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

روز اول سے روشن ہے بطحا کا چاند — فَرش کا چاند، یہ عرش اعلیٰ کا چاند
بالیقیں ہے یہی دین و دنیا کا چاند — جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے دم سے ہے باغ و بہارِ حرم — جس سے روشن ہیں لیل و نہارِ حرم
جس سے افزوں ہوا ہے وقارِ حرم — شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
دائم نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

دین و دنیا کے مولا پہ دائم دُرود — بے نواؤں کے آقا پہ دائم دُرود
سب رسولوں میں یکتا پہ دائم درود — شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم دُرود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

جن کی تعظیم کو جھک گئے ہیں شجر — جن کی مٹھی میں گویا ہوئے ہیں حجر
چاند سورج بھی ہیں جن کے زیرِ اثر — صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

کون ہے اُن کے در کا جو منگتا نہیں — کس پہ ابرِ کرم ان کا برسا نہیں
فیض سرکارؐ نے کس کو بخشا نہیں — ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

ہوں گدائے درِ خاتم الانبیاء — غوثِ اعظم سے ہے یوں میرا سلسلہ
میرے مُرشد ہیں فرزندِ احمد رضا — ترے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام

اُن سے ہردم رہیں دُور رنج و محن — اُن پہ قائم رہے سایۂ پنجتن
اُن کے جلووَں سے پُرنُور ہوا انجمن — میرے مرشد و ماں باپ بھائی بہن
اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

فکرِ امت میں اکثر جو بھوکا رہا — پیٹ پر جس کے پتھر بندھا بھی ملا
دَرس جس نے دیا صبر اور شکر کا — کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شِکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

قادریت کے خورشید تاباں رَضا — مَسلکِ اہلِ سنّت کے سلطاں رضا
ہو یہ صابرؔ بھی جب ہوں ثناخواں رضا — اُن سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

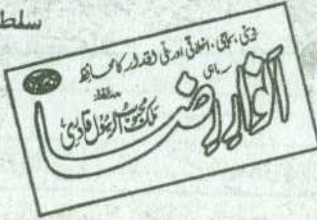
دستخط

صابر براری

(نیچے تاریخ حذف ہوچکی ہے)

……☆……

سلطان الشعراء نمبر



سلطان الشعرا اور انوار رضا



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

دعوتِ خیر

دینی کاموں میں معاون بنیئے!

دینی کُتب اپنے دیگر ساتھیوں کو تحفہ دیں

علماء کو ھدیہ کریں ...... علم کو پھیلائیں

اس کے ذریعے سے آپ تا قیامت

پُوری امت میں چلنے والی نیکیوں کے سلسلوں

کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

نیکی اور خیر کی نیت سے دینی کُتب مفت تقسیم کرنے والوں کے لیے ہماری کتابیں خصوصی رعائیت کے ساتھ دستیاب ہیں۔

☆☆☆

دینی کتب کی معیاری اشاعت کے لیے رابطہ کریں۔

0321-9429027

جہان صحافت...... حسن ترتیب

''انوار رضا'' اور حضرت طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

جب ہر طرف تاریکی تھی، علما و مشائخ خاموش تھے، اہل سُنّت کے مخالفین پوری قوت سے تاریخ کو مسخ کرنے پر تلے ہوئے تھے، انھوں نے ایک منظم سازش کے تحت اکابرین اہل سُنّت بالخصوص مجدد دین وملت لشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ رحمۃ کی تابناک شخصیت کو داغ دار کرنے کی ناپاک جسارت کی تو ان نازک حالات میں لاہور کے ایک مرد قلندر حکیم اہل سُنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ رحمۃ تڑپ اٹھے اور میدان عمل میں کود پڑے اور ۱۹۶۸ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور کی بنیاد رکھی۔ اس مجلس کے تحت صالح لٹریچر چھاپ کر عام کیا، علما و مشائخ کو بیدار کیا اور سنی ادیبوں، قلم کاروں کو خواب غفلت سے جگایا یہاں تک مطلع صاف ہونے لگا، ادیب اور قلم کار آگے بڑھے اور انھوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ رحمۃ کی ہمہ جہت شخصیت پر قلم اٹھایا، چنانچہ تاریکی چھٹ گئی اور حقائق کے اجالے میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ رحمۃ کی تابناک شخصیت سامنے آ گئی۔ مجلس رضا کی طرز پر کئی ادارے قائم ہوئے، رسائل کے جاندار نمبر چھپے۔ ۱۹۷۶ء میں بھی انڈیا سے شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں علیہ رحمۃ کی سرپرستی میں ماہ نامہ المیز ان کا ایک عظیم اور ضخیم امام احمد رضا نمبر سامنے آیا۔ حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ رحمۃ کی ہدایت و رہنمائی میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ رحمۃ کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی مقالات کا ایک مجموعہ بعنوان ''انوار رضا'' ۱۹۷۷ء میں شرکت حنفیہ لمیٹڈ گنج بخش روڈ لاہور سے نہایت آب و تاب سے شائع ہوا۔

اس کی دوسری اشاعت ۱۹۸۶ء میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کے حصے میں آئی۔ ادارہ نے ابتدائیہ میں اس کی وضاحت کچھ یوں کی: ''انوار رضا'' کی طباعت کے سلسلہ میں

☆ بانی ادارہ افکار رضا برھان شریف اٹک 0301-5437701

اگر ادارہ ''المیزان'' ممبئی (بھارت) اور مرکزی مجلس رضا لاہور کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو یہ ناانصافی ہوگئی۔ کیونکہ بیشتر مضامین ماہ نامہ ''المیزان'' سے ماخوذ ہیں۔ اس کے علاوہ حکیم اہل سُنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری صدر مرکزی مجلس رضا لاہور کا تعاون ''انوار رضا'' کی اشاعت میں نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز دونوں اداروں کے لئے تہ دل سے شکر گزار ہے''۔ (ص۳)

اسی عرصے کے دوران واہ کینٹ میں مولانا محمد مسعود قریشی علیہ رحمۃ نے ''انجمن انوار رضا'' واہ کینٹ قائم کی اور اس کے زیر اہتمام فکر واعتقاد کی اصلاح کے لئے کتابیں چھاپ کر مفت تقسیم کیں۔

جہاد بالقلم سے سرشار فاضل نوجوان دوست ملک محمد محبوب الرسول قادری نے بھی اسی حسین سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے ۱۹۸۱ء میں ''بزم انوار رضا ضلع خوشاب'' کی بنیاد رکھی اور خود اس کے صدر مقرر ہوئے۔ بزم انوار رضا جوہر آباد خوشاب کے اغراض ومقاصد کچھ اس طرح تھے۔

۱۔ توحید ورسالت' مقام صحابہ واہل بیت اور مسلک اولیاء اللہ کا احیا اور تقاریب کا انعقاد۔

۲۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ اور استحکام پاکستان کے لئے روحانی جذبہ بیدار کرنا۔

۳۔ علما ومشائخ اہل سُنّت سے رابطہ رکھنا۔

۴۔ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی' امام اہل سُنّت سید احمد سعید کاظمی' قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ایام وصال پر خصوصی محافل کا انعقاد کرنا۔

۵۔ اخلاقیات کے تحفظ اور فروغ کے لئے تحریک چلانا۔ (انوار رضا جوہر آباد، نیازی نمبر ۲۰۰۱ء ص۱۱۳)

ملک محمد محبوب الرسول قادری نے جہاد بالقلم کا آغاز خود اپنے قلم سے کیا اور انتہائی مفید

لٹریچر چھاپ کر عام کیا۔ ۱۹۸۷ء میں بزم انوار رضا جوہر آباد خوشاب سے آپ کا مختصر، مگر مفید تر مقالہ ''مصطفائی اخلاق'' سامنے آیا۔ جس پر علامہ مفتی تقدس علی خان بریلوی علیہ رحمۃ کے کلمات تحسین' مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی تقدیم' علامہ مہر عزیز احمد مکان شریفی علیہ رحمۃ اور پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی کے تاثرات وجذبات بھی موجود تھے۔

۱۹۹۴ء میں شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ رحمۃ کا مقالہ ''قربانی اور اس کے مسائل'' آپ کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہو کر کام عام ہوا۔

۱۹۹۴ء ہی میں اپنے دو مضامین جو مختلف اخبارات میں شائع ہوئے تھے انہیں مزید اضافات وترمیم کے ساتھ ''فضائل ومناقب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' کے نام سے مرتب کر کے لٹریچر اور اخبار کے تحت شائع کیا۔ اس پر شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ رحمۃ نے خوب صورت تحریر لکھی جس سے اس کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔

۱۹۹۸ء میں حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکار پر پہلی کتاب ''پیکر مہر ومحبت'' آپ کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے۔ جو بزم کے تحت شائع ہوئی۔

۱۹۹۸ء ہی میں ماہ صیام کے لیل ونہار کے حوالے سے کتاب ''موسم رحمت ونور'' مرتب کی اور اسے بھی بزم انوار رضا کے پلیٹ فارم سے زیور طباعت سے نوازا۔ اس پر مفتی محمد خان قادری' پروفیسر محمد آصف ہزاروی کی تقریظ وتقدیم بھی موجود ہے۔

۱۹۹۹ء میں دنیائے تدریس کے تاجدار علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکار پر پہلی کتاب ''استاذ العلما'' آپ کے رشحات قلم کا ثمرہ ہے۔ اسے بھی بزم انوار رضا کے تحت شائع کیا۔ ۱۹۹۹ء میں آپ کی دوسری کتاب' زندوں پہ مرنے والوں کے حقوق'' (ھدیۃ الاحیاء لاموات) بزم انوار رضا سے شائع ہوئی۔ اس پر محمد نواز کھرل اور علامہ محمد منشا تابش قصوری کے تاثرات ونشان منزل موجود ہے۔

۱۹۹۹ء میں آپ کی تیسری کتاب ''حسان العصر الحاج محمد علی ظہوری ایک ثنا خوانِ رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن باتیں'' بزم انوار رضا کی اشاعت کی زینت بنی۔

۱۹۹۹ء میں آپ کی چوتھی کتاب محدث لاہوری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ رحمتہ کے حوالے سے پہلی کتاب ''شارح بخاری شخصیت ونظریات'' بزم انوار رضا کی اشاعت کا حصہ بنی۔

اب ملک محمد محبوب الرسول قادری نے بزم انوار رضا جوہرآباد خوشاب کے ایک تنظیمی و تحریکی مجلّہ ''انوار رضا'' کا اجرا کیا۔''انوار رضا'' کا پہلا شمارہ کب شائع ہوا؟ اس کا میرے پاس ریکارڈ محفوظ نہیں۔البتہ ''انوار رضا'' نے سنی صحافت میں دھوم مچادی ہے۔اس کی خصوصی اشاعتوں نے ایک منفرد ریکارڈ قائم کر رکھا ہے۔

۹ جون ۲۰۰۱ء کو ''انوار رضا'' کا ''مولانا نیازی نمبر'' شائع ہوا۔ یہ مجلّہ نمبر ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔صوری اور معنوی لحاظ سے خوب ہے۔اس کے صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۴ پر حضرت طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دو طویل قطعات ان کے اپنے قلم سے درج ہیں۔قطعات کیا ہیں؟ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی علیہ رحمتہ کی منظوم سیرت ہے۔پہلا قطعہ ۲۷ (ستائیس) اشعار پر مشتمل ہے۔آخری شعر ملاحظہ فرمائیے جس میں تاریخ استخراج کی گئی ہے

وصالِ بندۂ مومن کی تاریخ ۔۔۔ کہی ''شمشیر دستِ حق'' نیازی

۱۴۲۲ھ

آخر میں لکھا: نذرِ اخلاص بخدمت مکرمی ملک محمد محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ جوہرآباد۔

طارق سلطان پوری۔حسن ابدال

۲۵ مئی ۲۰۰۱ء (ص ۱۰۳)

دوسرا قطعہ ۱۵ اشعار پر مشتمل ہے۔آخری شعر دیکھئے جس میں تاریخ نکالی گئی ہے

اس کا سالِ وصال ہے طارق ۔۔۔ ''بیش قیمت اثاثۂ اسلام''

۲۰۰۱ھ

دونوں قطعات میں آپ نے کمال مہارت سے سالم تاریخیں نکالی ہیں۔اس شمارہ کے صفحہ ۱۱۰ پر حضرت مولانا محمد سلیم قادری سعید رحمۃ اللہ علیہ امیر اعلیٰ سنی تحریک پاکستان کے دو قطعاتِ وصال بھی حضرت طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اثر خامہ کا نتیجہ ہیں۔

پہلا قطعہ آٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔اس کے آخری دو اشعار ملاحظہ فرمائیے جن میں تاریخیں نکالی گئیں ہیں:

زروئے ''مجاہد'' سنِ وصل اس کا ۔۔۔ کہا ''پیکر جرأت اہل سنت''

۱۳۸۲+۴۰=۱۴۲۲ء

دوسرا قطعہ تین اشعار پر مشتمل ہے۔آخری شعر ملاحظہ فرمائیے

شہادت کا سن اُس حق آشنا کا ۔۔۔ کہا طارق بہشت قادریت

۱۴۲۲ھ

اس میں بھی کس مہارت سے سالم تاریخ کس خوب صورتی سے نکالی گئی ہے۔صفحہ ۲۴۲ پر حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً ۳۱ مادہ ہائے سال وصال نکالے گئے ہیں۔

۱۵ جنوری ۲۰۰۲ء کو ''انوار رضا'' کا شمارہ سامنے آیا تو اس کی مجلس تحریر میں بھی ''حضرت طارق سلطان پوری'' کا اسم گرامی شامل کرلیا گیا ہے۔اس کے صفحہ ۵۷ پر فاضل مدیر اعلیٰ ملک محمد محبوب الرسول قادری کے سوگوار قلم سے ''شارح بخاری حضرت مولانا غلام رسول رضوی کی رحلت'' کے عنوان سے ایک تعزیتی شذرہ شامل ہے، جس میں آپ لکھتے ہیں:

''فن تاریخ گوئی کے نامور اور قادر الکلام شاعر محترم المقام عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری نے جو قطعات تاریخ سال وصال (۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء) مرتب کیے ہیں۔ملاحظہ ہوں، انھوں نے ''گلبن فضیلت'' (۱۴۲۲ھ) ''ہم حب حبیب، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' (۱۴۲۲ھ)، اوج بزم فیضان رضا (۲۰۰۱ء) اور ''باب عظمت فقاہت'' (۲۰۰۱ء) سے سن وصال نکالا ہے۔مجلّہ ''انوار رضا'' کے لئے انھوں نے ہمیں دو قطعات وصال عطا کیے ہیں سو ان کے شکریہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔(محبوب قادری) (ص ۵۷)

اس کے بعد آپ کے دو قطعات شامل کئے گئے ہیں۔ پہلا قطعہ آٹھ اشعار پر مشتمل ہے آخری شعر دیکھیئے:

ے اس کی تاریخ وصل ہے طارق ۔۔۔ ماہ علم و تدبر و تحقیق

۱۴۲۲ھ

دوسرا قطعہ صرف دو اشعار پر مشتمل ہے۔ پورا قطعہ ملاحظہ فرمائیے:

ے بے بدل و عالم و عارف محقق بے مثال ۔۔۔ حلم و بصیرت کا جمال، علم و فقاہت کا کمال

میں نے آواز سروش غیب طارق یوں سنی ۔۔۔ “افتخارِ علم” ہے حضرت کی تاریخ وصال

۱۴۲۲ھ

اس کے بعد “انوار رضا” کے “دونوں نیازی نمبر” کے بارے میں بھی آپ نے تاریخی مادے اور قطعہ طباعت لکھا ہے۔ پہلے مدیر اعلیٰ کا ادارتی نوٹ پڑھیئے:

“فن تاریخ گوئی میں نامور اور قادر الکلام شاعر محترم طارق سلطان پوری نے مجلّہ “انوار رضا” جوہر آباد کے “دو، نیازی نمبر” (جون ۲۰۰۱ء/ ۱۴۲۲ھ) کی اشاعت اور اس کے ۳۰۴ صفحات کو بہ الفاظ ابجد تحسین و آفرین کے جس انداز میں ملاحظہ فرمایا آپ بھی دیکھئے:

“آن بزم حرم” ۔ “مجلس صفا” ۔ “ماہ حسن عمل” ۔ درد، سوز، آزادی” “عالم آزادگان کا جلوہ” قطعہ کا حرف آخری شعر پیش خدمت ہے۔

ے “حق آگاہی” ہے اس نمبر کی تاریخ ۔۔۔ کہی ہے “حسن تاریخِ عزیمت”

۱۴۵ ۔۔۔ ۱۸۵۶+۱۴۵=۲۰۰۱ء

آخر میں ایک اہم نکتہ کی طرف بھی آپ نے توجہ مبذول کروائی ہے کہ “حسن تاریخ عزیمت”، اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ رحمتہ کا مادۂ تاریخ وصال بھی ہے۔ ۱۸۵۶ء

یکم اپریل ۲۰۰۲ء کا مجلّہ “انوارِ رضا” دیکھیے تو اس میں مشائخ کرام نقشبندیہ مجددیہ قادریہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر کے مادہ ہائے تاریخ اور قطعات تاریخ وصال بھی حضرت طارق

سلطان پوری کی تاریخ گوئی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ آپ نے حضرت اعلیٰ خواجہ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کے سال ولادت ۱۸۳۷ء کو یہ الفاظ بحساب ابجد “شان عظمت طیبہ” حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے سال ولادت ۱۸۷۵ء کو بہ الفاظ بحساب ابجد “خورشید اوج طریقت طیبہ”، حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کے سال وصال ۱۹۶۴ء کو “نقش یمن حقیقت و معرفت”، حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کے سال ولات ۱۹۱۵ء کو “خورشید حقیقت و صفا” قرار دیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کے تین قطعات وصال استخراج فرماتے ہیں۔

پہلے قطعے کا آخری شعر ہے

ے سن وصال آں مرد حق از “ادب” ۔۔۔ کہا “زیب نور شبستانِ فیض”

۷+۱۹۸۴=۱۹۹۱ء

دوسرے قطعے کا آخری شعر ہے

ے مجھ سے ہاتف نے یہ فرمایا ز راہ لطف خاص ۔۔۔ اس کا سال وصل طارق ہے “دوام فیض عشق”

۱۴۱۱ھ

تیسرے قطعے کا آخری شعر یوں ہے

ے میں فکر مند تھا ہاتف نے رہنمائی کی

“جمال فیض ولایت” ہے اس کا سال وصال (ص ۵۷)

۱۴۱۱ھ

اسی شمارے میں استاذ العلما حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمتہ اللہ علیہ کا مقطع وصال بھی حضرت طارق سلطان پوری کے قلم کے اثر کا نتیجہ ہے۔ یہ قطعہ ۱۰ دس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا مقطع ملاحظہ فرمائیے

ے صابری سلسلہ چشت کے اس عارف کا

مرکز “دائرہ فیض” ہے سال رحلت (ص ۵۷)

۱۳۶۷ھ

۲۰۰۲ء میں ''انوار رضا'' کا ''مجاہد ملت نمبر'' سامنے آیا تو اس میں بھی حضرت طارق سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ کا کلام موجود ہے۔ جب ۱۹۹۰ء کے عام انتخابات میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ دوسری بار قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ وزیر بلدیات بنائے گئے' مگر چند ماہ بعد کویت عراق جنگ کے مسئلہ اور شریعت بل کی منظوری میں تاخیری حربوں کی بنا پر آپ نے وزارت کو ٹھوکر ماری اور حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔ اس موقع پر حضرت طارق سلطان پوری نے چودہ اشعار میں ایک نظم لکھ کر مجاہد ملت کو ہدیہ تہنیت پیش کیا ہے۔

اس کا مطلع تھا:۔

دوسری بار ہوا تیرا وزارت میں شمول　　اک بڑا واقعہ یہ قومی سیاست کا ہے

اور مقطع کچھ اس طرح تھا ۔

خدمت والا میں ہے تہنیت صدق وخلوص　　رسم دنیا بھی ہے موقع بھی مسرت کا ہے

۳ / اکتوبر ۲۰۰۲ء کے مجلّہ ''انوار رضا'' صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲ پر ''محبوب قادری کی مادر نسبتی کی رحلت'' کا عنوان ہے اور اس کے آخر میں تحریر ہے: ''وطن عزیز میں فن تاریخ گوئی میں منفرد مقام رکھنے والے قادر الکلام شاعر محترم عبدالقیوم طارق سلطان پوری نے اپنے مخصوص فن سے مرحوم کے تاریخ وصال کا تاریخی مادہ ''زیب بخشش رب'' (۱۴۳۳ھ) اور ''غریق رحمت الاحد'' (۲۰۰۲ء) سے استخراج کیا ہے اور انھوں نے قطعہ بھی موزوں کیا ہے۔ جس پر ہم ان کے سپاس گزہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ۔

اس کو جنت میں کرے داخل بحق مصطفیٰ ﷺ　　اس عفیفہ پر کرم فرمائے رب ذوالجلال

بندگانِ خاصِ مولا کی طرح انجام ہو　　ہو خدا کے نیک بندوں کی طرح اس کا مآل

مجھ سے ہاتف نے کہا طارقؔ یقینِ تام سے　　سالِ رحلت اس کا ہے ''غفران یاب لایزال''

۱۴۳۳ھ (ص ۱۰۲)

مارچ ۲۰۰۳ء کے ''انوار رضا'' کو دیکھئے تو اس میں بھی حضرت طارق سلطان پوری کی ضیا باریاں موجود ہیں۔ حضرت علامہ پیر سائیں حافظ عبدالغفور قادری رحمتہ اللہ علیہ پنجاب کے عظیم مصلح اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے لوح مزار کے لئے حضرت طارق سلطان پوری کی جانب سے قرآنی مادہ تاریخ وصال ملاحظہ فرمائیے اور جھوم جائیے

وعملوا الصّٰلحت فلهم جنت الماوى (السجدہ پارہ ۲۱)

۱۴۰۷

ترجمہ: اور اچھے کام کیے ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں (کنزالایمان)

۴ مئی ۲۰۰۲ء کو فکر رضا کانفرنس منعقدہ مسجد صوفی اللہ دتہ نقشبندی وسن پورہ لاہور میں حضرت طارق سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں ایک شان دار منقبت پڑھی۔ اس کے چند اشعار بھی انوار رضا کے شمارہ مارچ ۲۰۰۳ء کی زینت ہیں۔

مطلع ملاحظہ ہو ۔

پیکر حق' اہل حق کا رہنما احمد رضا　　دیدہ ور' دیدہ وروں کا پیشوا احمد رضا

مقطع دیکھیے ۔

عصر حاضر' عصر ہے اسی عاشق سرکار کا　　آج ہر سو ہے صدا احمد رضا احمد رضا (ص ۵۹)

سلام رضا پر آپ کی پہلی تضمین ''باران رحمت'' کے بارے میں راقم نے ارباب علم و دانش سے تاثرات لئے تھے۔ جنھیں ''جواہر تضمین'' کے نام سے مرتب کیا رضا اکیڈمی لاہور نے کتابی صورت میں شائع کر دیا تھا۔ اس میں پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر کوئٹہ کے گراں قدر تاثرات بھی تھے۔ ان تاثرات کو ''سلام رضا پر طارق سلطان پوری کی تضمین کا ایک جائزہ'' کے عنوان سے انوار رضا شمارہ مارچ ۲۰۰۳ کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔

اگست ۲۰۰۳ء کے ''انوار رضا'' میں سید علی رضا بخاری قادری کا ایک مضمون ''چشمہ

آب رحمت'' شامل ہے۔ خانقاہ قادریہ گڑھی اختیار خان کے احاطے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ سے ایک چشمہ آب رحمت کا ذکر فرمایا ہے اور اسے چشمہ فیض مصطفویٰ قرار دیا ہے۔ اس چشمہ پر خوب صورت اور دلکش عمارت بنا دی گئی ہے۔ اس پر شعرا نے قطعات لکھے ہیں۔ حضرت طارق سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قطعہ تاریخ موزوں فرمایا ہے۔ مقطع ملاحظہ فرمائیے

چشمہ آب کرم کی پہلے حرف ''واہ'' سے
دلکشا تاریخ ہے طارق ''شرف عظمت ارب''

۶+۱۹۹۷=۲۰۰۳ء

اس کے تاریخی مادے بھی ملاحظہ فرماتے جائیں

''رودِ رحمت رسول کریم'' (۱۴۲۴ھ) ''خوبی جہان مغفور''

۲۰۰۳ء

۲۰۰۳ء میں ''انوار رضا'' کا ایک شاندار ۵۱۲ صفحات پر مشتمل ''تاجدار بریلی نمبر'' (ص ۶۱) مطلع صحافت پر طلوع ہوا۔ اس میں حضرت طارق سلطان پوری نے بھرپور شرکت کی ہے۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ آپ نے تاریخی مادہ ہائے سن ولادت اور سن وصال نکالے ہیں۔ صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام پر انھی کا قطعہ تاریخ لکھا ہے۔ قطعات وصال لکھتے ہیں۔

بریلی شریف کو علم الاعداد کے تناظر میں دیکھا ہے۔ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی نظریاتی اعتقادی ہم آہنگی کو ''مہر و رضا'' کے عنوان سے قلم بند کیا ہے۔ ''حدائق بخشش'' کے تاریخی مادے استخراج فرماتے ہیں

ایک مختصر قطعہ وصال رضا دیکھئے

اگر اس کا نہ ذکر خوب ہوگا — کہاں کی داستانِ فخرِ مشرق

مباہا عجم ہے ذات اس کی — وجود اس کا ''نشانِ فخرِ مشرق''

۱۹۲۱ء (ص ۲۳۵)

ایک قطعہ کا مقطع ملاحظہ فرمائیے

اس کی تاریخ وصال باکمال — ''طالب حق' مصدر فقر و غنا''

۱۹۲۱ء (ص ۱۶۶)

راقم نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے دو سو مادہ ہائے تاریخ کو ''امام الوقت رضا بہ زبان طارق'' تفصیل وتشریح کے ساتھ مرتب کر رہا ہے۔ رضا اکیڈمی لاہور سے ۱۹۹۷ میں یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں

۲۰۰۴ء میں ''انوار رضا'' کا ''قائد ملت اسلامیہ نمبر'' شائع ہوا جو ۴۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت طارق سلطان پوری اپنے ممدوح حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے اپنی حسین یادیں لئے حاضر ہیں۔

۲۸/ فروری ۱۹۸۶ء جمعۃ المبارک تین بجے نشتر پارک کراچی میں حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک تاریخی فقید المثال جلسہ عام سے خطاب کیا۔ حضرت طارق سلطان پوری نے اس موقع پر 14 اشعار کی ایک طویل نظم لکھی۔

اس کا مطلع پیش ہے

غیرت صدیق کا اظہار نورانی میاں — حیدر و فاروق کی للکار نورانی میاں

مقطع بھی دیکھئے

ہے یہی تعمیر و استحکام ملت کا کفیل — آج جس جذبے سے ہے سرشار نورانی میاں

(ص ۳۲)

۱۹۷۷ء کی ایمان افروز تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ نے حضرت نورانی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے قائدانہ کردار کا تذکرہ سعید اشعار کی صورت میں کیا ہے۔ آخری

بند دیکھئے ۔

اس شان کی کب دیکھنے میں آئی قیادت — ثابت قدمی، تازہ دمی، فہم و بصیرت

یہ حوصلہ مندی، یہ بسالت، یہ جسارت — صدیقی عزیمت ہے تو ہے حیدری جرأت

نورانی میاں واقعی نورانی میاں ہے (ص ۳۳)

اس کے بعد حضرت طارق سلطان پوری نے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے مادہ ہائے تاریخ وصال اور قطعات تاریخ لکھتے ہیں

ایک قطعہ ۲۶ چھبیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کے آخری دو اشعار ملاحظہ فرمائیے ۔

کہا طارق نے سال وصل اس کا — "چراغ محفل حق و صداقت"

۲۰۰۳ء

سن ہجری میں اس کے وصل کا سال — کہا "آن و ضیائے اہل سنت"

۱۴۲۴ھ (ص ۳۶)

ایک دوسرے قطعے کا مقطع ملاحظہ فرمائیے ۔

فرطِ غم میں ان کی تاریخ وصال — یوں کہی ہے "جہد و حُسن و افتخار"

۱۴۲۴ھ (ص ۳۷)

ایک تیسرے قطعے کا مقطع دیکھیے

اس کا طارق نے کہا یوں سال وصل — "محتشم، اقدس، معظم، آدمی"

۲۰۰۳ء (ص ۳۸)

مارچ ۲۰۰۴ء کا "انوار رضا" دیکھئے تو اس میں حضرت سلطان پوری "حمد رب ذوالجلال والاکرام" پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں

اس کا مطلع ہے ۔

فرح و کیف و طرب ہے ذکر تیرا — آگہی ہے ادب ہے ذکر تیرا

اور مقطع ہے ۔

مطمئن ہے بہت دلِ طارق — اور اس کا سبب ہے ذکر تیرا

(ص ۴۴)

پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت شریف پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں

مطلع دیکھئے ۔

ہر ارتقا کی ہوئی ابتدا مدینے سے — کمال، نوعِ بشر کو ملا مدینے سے

مقطع ملاحظہ ہو: ۔

ہمارے در کا فقیرِ حقیر تھا طارق — مروں تو کاش یہ آئے صدا مدینے سے

(ص ۵۶)

حضرت علامہ پیر محمد اسلم قادری رحمتہ اللہ علیہ کا قرآنی مادہ تاریخ وصال ملاحظہ ہو

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم

(النساء) ۲۰۰۴ء

پھر تیرہ اشعار پر مشتمل قطعہ تاریخِ وصال لکھا مطلع ہے ۔

عظیم القدر اسلم قادری رحمتہ اللہ علیہ کا — صداقت کا نمونہ قول و کردار

مقطع ہے ۔

بہ صد اندوہ وغم طارق نے اس کا — سن رحلت کہا، "ایثار، ایثار"

۱۴۲۴ھ (ص ۷۸)

اکتوبر ۲۰۰۴ء کا "انوار رضا" ملاحظہ فرمائیے تو اس میں حضرت طارق سلطان پوری اپنا کلام لیے حاضر ہیں اور نعت شریف کے مقطع میں برملا فرماتے ہیں ۔

مری نشوونما ہے گنبد خضرا کے سائے میں — کوئی بادِ مخالف کیا بگاڑے گی مرا طارقؔ

(ص ۸۳)

عہد ساز نعت گو شاعر پروفیسر حفیظ تائب رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخ سن وصال ''حشمت منہاج نعت محبوب'' (۱۴۲۵ھ) سے استخراج کیا اور مقطع موزوں کیا ہے صرف مقطع دیکھئے ۔

کہا اس واصف شاہ امم صلی اللہ علیہ وسلم کا — سِن رحلت ''دلیل عظمت نعت''

۲۰۰۴ء (ص ۹۱)

پھر تحریک پاکستان میں مجاہدانہ کردار ادا کرنے والے مشائخ کرام کا ذکر جمیل ایک طویل نظم میں فرمایا ہے جس کا عنوان ہے ''وہ لوگ'' ذرا اس کا مقطع بھی دیکھتے جائیں ۔

اس حصار عافیت میں آج ہم مامون ہیں — ان عظیم المرتبت لوگوں کے ہم ممنون ہیں

(ص ۱۷۵)

اس کے بعد حضرت طارق سلطان پوری انوار رضا کے مدیر اعلیٰ ملک محمد محبوب الرسول قادری کے رُوبرو حاضر ہیں اور ان کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔ اپنے حالات و واقعات سنا رہے ہیں، اپنی نعت گوئی کے بارے میں بتا رہے ہیں، سلام رضا کی تضمین نگاری کے بارے حقائق بتا رہے ہیں۔ تاریخ گوئی کے بارے اصل حقیقت سے پردہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ انٹرویو بہت ہی دلچسپ اور معلومات افزا ہے۔

(دیکھئے ص ۲۴۳ تا ۲۵۵)

نومبر ۲۰۰۵ کا شمارہ دیکھئے تو اس میں بھی آپ بحیثیت نعت گو شریک محفل ہیں۔ نعت شریف کا مطلع کچھ یوں ہے ۔

ان کی فرقت میں جو پلکوں پہ ستارے ہوں گے — ظلمتِ شب میں وہ مہتاب ہمارے ہوں گے

مقطع اس طرح ہے ۔

تجھ کو جنت ملی انعام میں حق سے طارقؔ — تو نے کچھ لمحے مدینے میں گزارے ہوں گے

(ص ۱۴)

سال ۲۰۰۶ء میں ''انوار رضا'' کا پہلا شمارہ ملاحظہ فرمائیے تو اس میں اسلامک میڈیا سنٹر کے قیام پر حضرت طارق سلطان پوری منظوم تاثر دے رہے ہیں: مطلع کچھ یوں ہے

جہد و استقلال کا پیکر ہے محبوب الرسول — سہل نگاری تن آسانی سے ہے نا آشنا

مقطع کچھ اس طرح ہے

روئے ''بہجت'' سے کہی طارق نے تاریخ قیام — ''میڈیا اسلامی سنٹر' مرحبا و مرحبا''

۱۴۲۵+۲=۱۴۲۷ھ (ص ۷۸)

اس کے بعد حضرت علامہ فیض احمد فیض چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ''مولف مہر منیر'' کا قطعہ تاریخ استخراج کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جس کا مطلع ہے ۔

وہ مایۂ ناز تھا مدرّس — وہ عالم دیں بلند و رتبہ

مقطع ہے ۔

کہا ہے سال وصال اس کا — ''نشانِ فیض مدینہ طیبہ''

۱۴۲۶ھ (ص ۱۰۲)

۲۰۰۷ء میں ''انوار رضا'' کا پہلا شمارہ آیا تو اس میں بھی حضرت طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام کی جولانیاں دکھانے میں مصروف نظر آتے ہیں اور جنت البقیع کی بے حرمتی پر نوحہ کناں ہوتے ہیں اور خون دل کے ۱۳۴ اشعار کی ایک طویل نظم میں اپنے جذبات کا اظہار فرماتے ہیں۔

اس کا مطلع ملاحظہ فرمائیے

بقیعِ پاک' اہل حق کا مدفن — یہ ہے ایک گوشۂ گلزار جنت

مقطع ہے

بقیعِ پاک ہے لاریب طارقؔ — جہان عظمت و مجد و جلالت

(ص ۳۷، ۳۸)

حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ تاریخ وصال ۲۴ چوبیس اشعار میں لکھتے ہیں اور اس میں آپ کی زندگی کا پورا نقشہ کھینچ کر رکھ دیتے ہیں۔ ذرا مطلع ملاحظہ فرمائیے۔

موحد عاشق شاہ رسالت | انیس و خیر خواہِ دین و ملت

مقطع دیکھئے اس میں کس چابک دستی سے تاریخ اور وہ بھی سالم استخراج فرمائی ہے۔

کہا طارق نے سال وصل اس کا | وجاہت، جرأت وجہد وجسارت

(ص ۴۹، ۵۰)

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد کریم سلطانی کی کتاب 'تعلیمات نبویہ' پانچ جلدوں میں آپ تک پہنچی تو ابجد کی روشنی میں ہر جلد کے صفحات مادے سے نکالے ہیں۔

پہلی جلد ۵۴۵ صفحات کو بہ الفاظ بحساب ابجد ''زیب واوج سُنّت'' دوسری جلد ۶۴۳ صفحات کو ''آوازِ حسن سُنّت'' تیسری جلد ۵۹۴ صفحات کو ''اوج جمال سُنّت'' چوتھی جلد ۵۳۸ صفحات کو ''طیب بادسُنّت'' اور پانچویں جلد ۵ صفحات کو بہ الفاظ بحساب ابجد میں ''کنزسُنّت'' کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

اس کا قطعہ تاریخ طباعت ۲۸/ اشعار میں لکھا ہے۔ مطلع میں آغاز دیکھئے۔

کتاب ہر زاویے سے ہے یہ بے شک | نظر افروز، دل کش، خوب صورت

مقطع میں نہایت فنی مہارت سے سالم تاریخ یوں نکالی ہے۔

ہوئی تاریخ موزوں اس کی یہ بھی | یہ ''بزم اہل فیضانِ شریعت''

۲۰۰۶ء (ص ۱۶۳)

منقبتی محفل مشاعرہ مارچ ۲۰۰۲ء بمقام جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک طویل منقبت لکھی جو اس شمارے کی زینت ہے۔ مطلع میں اس کی اٹھان دیکھئے:

سرگروہ اصفیاء و اولیاء ہے گنج بخش | مرشد پاکاں، امام الاتقیا ہے گنج بخش

مقطع میں اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار بھی دیکھئے:

وہ شہِ فقر اور طارق میں گدا کج مج بیان | میری تعریف وستائش سے سوا ہے گنج بخش

(ص ۱۶۴)

مولانا محمد منشا تابش قصوری نے جب آپ کو حضرت مولانا محمد عارف نوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر دی تو آپ نے قطعہ تاریخ سال وصال یوں کہا۔

یہ مجھ سے فون پر کل کہہ رہے تھے | کرم فرما میرے تابش قصوری

مقطع دیکھئے۔

وہ تھا ''زیبا مہ شان خطابت'' ۱۴۲۸ھ | کرے ہے عرض یوں سلطان پوری

(ص ۱۶۵)

حضرت طارق سلطان پوری نے اپنی آپا جی شمیم اختر مرحومہ کا قطعہ تاریخ سال وصال رقم فرمایا اور اس میں آپ کے اوصاف کو واضح فرما دیا۔ اس کا مطلع ہے۔

مدینے کی زیارت کا شرف بخشا گیا اس کو | خدا نے اپنے گھر کا بھی دکھایا اس کو نظارہ

مقطع میں سالم تاریخ یوں نکالی:

دل وجان سے محبت اس نے کی محبوب طیبہ سے | کہی تاریخ رحلت کی ''شمیم روضۂ طیبہ''

۱۴۲۷ھ (ص ۱۶۶)

۲۰۰۷ء میں ''انوار رضا'' آخری سہ ماہی کے طور پر سامنے آیا تو سید محمد عبداللہ قادری نے اپنے نانا جان ''حضرت سید مظہر حسین قادری بخاری رحمۃ اللہ علیہ'' کے احوال وآثار کے آخر میں حضرت طارق سلطان پوری کا لکھا ہوا قطعہ تاریخ وصال دیا۔

فقیر وصاحب کردار، درویش وقناعت خو | سن وصل اس کا طارق ''مظہر اوصاف سید'' ہے

۱۳۹۷ھ (ص ۱۸۱)

۲۰۰۸ء میں ''انوارِ رضا'' کا ایک ضخیم اور عظیم ''حضرت اخندزادہ'' پیر سیف الرحمٰن نمبر'' شائع ہوا۔ اس میں آپ کا نثری پیغام ''خیر مقدم'' کے عنوان سے شامل ہے۔ جس میں آپ نے اس نمبر کو سراہا ہے۔

اسی نمبر میں آخر میں ایک گوشۂ خاص مختص کیا گیا ہے۔ جس میں غازی اسلام جانثار پاکستان ملک عبدالرسول قادری علیہ رحمتہ کے حالات و واقعات دیے گئے ہیں۔ آپ کی یاد میں ۱۱؍جون ۲۰۰۸ء کو چہلم کے موقع پر ایک ''فکرِ آخرت کانفرنس'' منعقد کی گئی جو جوہر آباد میں ایک بے مثال کانفرنس کے طور پر یاد رکھی جائے گی۔ اس میں حضرت طارق سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور بارگاہ غوث پاک میں ایک طویل منقبت پڑھی اور محفل کو لوٹ لیا۔ اس دن قادریت کا رنگ آپ پر غالب نظر آیا۔ اس کا مطلع تھا: ؎

نام جس نے بھی لیا بغداد کی سرکار کا — فضل اس پر ہوگیا بغداد کی سرکار کا

مقطع تھا: ؎

میں نے طارق جو کہا ہے وہ نہیں عشرِ عشیر — ہے مقام اتنا بڑا بغداد کی سرکار کا

(ص ۵۱۳، ۵۱۴)

سال ۲۰۰۸ء میں انوار رضا کا چوتھا شمارہ ''حضرت خواجہ احمد میروی نمبر'' شائع ہوا۔ اس میں حضرت طارق سلطان پوری سلام رضا کی تیسری تضمین ''شانِ رحمت'' لے کر آتے ہیں جو راقم کی تحریک پر آپ نے لکھی تھی یہاں تضمین کا صرف پہلا بند ملاحظہ فرمائیے: ؎

مہر درخشان رحمت پہ لاکھوں سلام — ماہ تابان رحمت پہ لاکھوں سلام
صدر ایوان رحمت پہ لاکھوں سلام — مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام (ص ۱۱)

حضرت خواجہ احمد میروی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں ''فقر کے سلطان'' کے عنوان سے ایک منقبت بھی آپ کے قلم کا نتیجہ ہے۔ اس کا صرف مقطع ملاحظہ فرمائیے: ؎

آج بھی طارق دلوں، ذہنوں پہ ہے وہ حکمران — سربراہِ دولت ایمان خواجہ میروی

(ص ۱۴۲)

۲۰۰۹ء کا وہ مبارک سال ہے جس میں ''انوار رضا'' کا حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' سامنے آیا۔ یہ نمبر ملک محبوب الرسول قادری اور سید محمد عبداللہ قادری کی مشترکہ کاوش ہے۔ یہ نمبر ایک مفصل تبصرہ کا متقاضی ہے۔ یہاں اس کی گنجائش نہیں۔ البتہ اس نمبر میں آپ کے بارے بھی ارباب علم و دانش کے تاثرات و جذبات ہیں۔ آپ کا نعتیہ کلام اور قطعات موجود ہیں۔ آپ کی مطبوعات پر تبصرہ ہے۔

۲۰۰۹ء میں جناب مظہر حسین کا مقالہ ''پاکستان کے سیاسی اتحادوں میں مولانا شاہ احمد نورانی کا کردار'' انوار رضا'' کی زینت بنا۔ اس کے آغاز میں ''رفتید و لے نہ از دل ما'' کے طور پر حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے مادہ ہائے تاریخ اور قطعہ تاریخ وصال بھی شامل ہے۔ جو حضرت طارق سلطان پوری کے قلم کا نتیجہ واثر ہے۔ آپ نے مادۂ تاریخ وصال، آسمان عظمت الاحرار'' (۲۰۰۳ء) سے نکالی ہے۔ اور قطعہ کا مقطع ملاحظہ فرمائیے: ؎

لے کے نام ''اللہ'' کا' تاریخِ وصل — ''سنیوں کا قائداعظم کہی''

۶۶+۱۳۵۸=۱۴۲۴ھ (ص ۱۴)

۲۰۱۰ء میں ''انوار رضا'' انوار کنز الایمان صفحہ نمبر ۹۴۲ صفحات لے کر آیا۔ اس کا بھی حضرت طارق سلطان پوری نے ایک طویل قطعۂ استخراج فرمایا ہے اس کا مقطع ملاحظہ ہو: ؎

بجاہِ ''ہاذ'' طارق اس کی تاریخ — ''مثالی احترام کنز ایمان''

۲۱+۱۴۱۰=۱۴۳۱ (ص ۹۱۸)

۲۰۱۰ء میں ''انوار رضا'' ''حضرت اخندزادہ مبارک نمبر'' نقش ثانی کے طور پر لے کر سامنے آیا۔ اس میں حضرت طارق سلطان پوری قطعہ نگار کے طور پر شریک ہیں۔ قطعہ کا

مقطع دیکھئے:

فکر تھی تاریخ کی آئی یہ آوازِ سروش   سیف رحماں مردحق "قندیل فیضان رسول"

۱۴۳۱ھ (ص ۱۹)

۲۰۱۰ء ہی میں انوار رضا "افکار نورانی" کا تحفہ لے کر آیا۔ اس کے آخر میں حضرت طارق سلطان پوری کا قطعہ تاریخ نمایاں طور پر موجود ہے اس کا مقطع دیکھئے:

سرالحمد سے تاریخ طارق نے کہی اس کی   "یہ باب بزم حسن وخوبیٔ افکار نورانی"

۱+۱۴۳۰=۱۴۳۱ھ (ص ۴۰۰)

۲۰۱۱ء میں انوار رضا حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی یاد میں "مولود کعبہ نمبر" لے کر آیا۔ تو اس پر بھی آپ کا قطعہ تاریخ نمایاں طور پر سامنے آیا۔ فاضل مدیر اعلیٰ نے اس موقع پر آپ کو "سلطان الشعراء" لکھ کر متعارف کرایا صرف مقطع ملاحظہ فرمائیے:

نہ روئے "حب" ہے تاریخ اس کی طارق   "یہ شمع عظمت مولود کعبہ"

۸+۲۰۰۳=۲۰۱۱ء (ص ۱۸)

۲۰۱۱ء میں ہی "انوار رضا" حضرت شاہ مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں "حضرت سفیر اسلام نمبر" لے کر آیا۔ اس کے آغاز میں حضرت طارق سلطان پوری کا قطعہ تاریخ نظر آیا۔ اس کا مقطع ملاحظہ فرمائیے:

خاص اس نمبر کی طارق نے کہی تاریخ چاپ   "مسند علم و فراست پیکر سعی و جہاد"

۱۴۳۲ھ (ص ۱۷)

۲۰۱۲ء میں "انوار رضا" "کردار نورانی زندہ ہے" لے کر آیا تو اس پر بھی حضرت طارق سلطان پوری کا قطعہ تاریخ موجود ہے۔ یہاں صرف مقطع ملاحظہ فرمائیے:

ز روئے "دیدہ ور" اک اور بھی تاریخ طارق نے   "کہی ہے داستان رفعت کردار نورانی"

۴+۲۰۰۸=۲۰۱۲ء (ص ۲۰)

۲۰۱۲ء میں "انوار رضا" "عظمت ابرار نمبر" لے کر دنیائے صحافت میں طلوع ہوا تو اس کے آخر میں عنوان درج تھا۔ "حضرت طارق سلطان پوری کو غوث اعظم ایوارڈ عطا کیا گیا" آپ کی علمی ادبی نعت گوئی اور قطعہ نگاری کے اعتراف میں یہ ایوارڈ حضرت مدیر مفتی محمد توصیف رضا خان نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو عنایت فرمایا۔ ۲۰۱۲ء میں ہی "انوار رضا" تعمیر ملت کے لئے جمعیت علمائے پاکستان کی سیاسی "جدوجہد" لے کر آیا۔ اس پر حضرت طارق سلطان پوری نے مفصل قطعہ تاریخ جو چالیس اشعار پر مشتمل ہے، لکھا۔

اس کے آخری تین اشعار ملاحظہ فرمائیے:

ملک صاحب کی اس کوشش کو طارق   سراہیں گے یہی خواہان ملت

کہی تاریخ میں نے بھی بڑی خوشی سے   "ہمایوں جذبۂ تعمیر ملت"

۲۰۱۲ء

سن ہجری میں بھی تاریخ اس کی   رقم کی ہے یہ "والد شانِ خدمت"

۱۴۳۲ھ (ص ۳۷)

۲۰۱۳ء میں "انوار رضا" "برکات سیرت ومیلاد کا تحفہ" لے کر آیا تو اس پر بھی حضرت طارق سلطان پوری کا قطعہ طباعت موجود ہے۔ مقطع ملاحظہ فرمائیے:

کہی جو اور اک تاریخ طارق   "سبیل خوبیٔ برکات سیرت"

۲۰۱۳ھ (ص ۳۴)

۲۰۱۴ء میں انوار رضا ایک عظیم "تحفظ ناموس رسالت نمبر" لے کر آیا۔ یہ اب تحفظ ناموس رسالت کے موضوع پر چھپنے والے نمبروں میں سب سے وسیع اور عظیم ہے یہ ۱۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ یہ عظیم نمبر حضرت طارق سلطان پوری کے قطعہ سے محروم رہ جاتا۔ اس پر بھی آپ کا طویل قطعہ ہے۔

یہاں صرف مقطع ملاحظہ فرمائیے:

کہی تاریخ طارق نے خوشی سے "نقوش یمن ناموس الرسالت"

۱۴۳۵ھ (ص ۳۲)

۲۰۱۴ء میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے روح پرور معلومات افزا واعظ حسنہ کا حسین گلدستہ "انوار رضا" "خطبات نورانی" کے نام سے لے کر آیا۔ اس پر بھی حضرت طارق سلطان پوری کا ایک مفصل قطعہ طباعت ہے۔ اس کا مطلع ملاحظہ فرمائیے:

جہانِ علم میں دنیائے ابلاغ وصحافت میں — ملک محبوبؔ اس کی شخصیت ہے جانی پہچانی

مقطع دیکھیے:

یہ انوار رضا تاریخ اس پرنور نمبر کی — کہی طارق "یگانہ بے بہا خطبات نورانی"

۱۴۳۵ھ (ص ۲۵۶)

اب تک انوار رضا کی اشاعتوں میں حضرت طارق سلطان پوری نے جو کچھ لکھا اس کا ایک اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ انوار رضا اور حضرت طارق سلطان پوری لازم ملزوم ہیں، تقریباً انوار رضا کے ہر شمارے میں آپ کسی نہ کسی طرح موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے اور ملک محمد محبوب الرسول قادری کو سدا سلامت، با کرامت رکھے تا کہ وہ انوار رضا کی روشنی میں "سوئے حجاز رواں دواں رہیں!

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

..........☆☆☆..........

حضرت طارق سلطانپوری نمبر پر ایک ناقدانہ نظر

مبصر: ڈاکٹر سفیر اختر

..........O..........

سہ ماہی انوارِ رضا (جوہر آباد)، حضرت طارق سلطان سلطان پوری نمبر

....

ملک محبوب الرسول قادری (مدیر)/انوارِ رضا لائبریری، بلاک نمبر ۴، جوہر آباد، ضلع خوشاب/۲۰۰۹ء/۴۴۸ صفحات/ مجلد، ۳۶۰ روپے

..........O..........

حسن ابدال (ضلع اٹک) سے جانب شمال مغرب دس کلومیٹر کے فاصلے پر سلطان پور نام کی ایک بستی ہے جو "تزکِ جہانگیری" کے ایک بیان کے مطابق کشمیر سے براہ حسن ابدال (پنجاب) آنے والوں کے لئے پڑاؤ کی حیثیت رکھتی تھی۔ آج اِس بستی کی شہرت جن اہلِ علم وقلم کی بدولت ہے، ان میں سے ایک حضرت طارق سلطان پوری ہیں۔ حضرت طارق سلطان پوری نعت گو ہیں اور اُن کے اپنے بقول:

مدحتِ سرکارؐ میرا خاندانی وصف ہے
میں کئی پشتوں سے ہوں طارقؔ غلام مصطفیٰ

اُنہوں نے متعدد نعتوں اور اہل اللہ کی منقبتوں کے ساتھ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے مشہور سلام کی پہلے "بارانِ رحمت" کے نام سے تضمین کی، اور پھر "برہانِ رحمت" کے نام سے۔ ان کی تضمینات کو نعتیہ شعری ذوق رکھنے والوں نے پسند کیا ہے۔ مزید برآں انہوں نے اپنے تأثرات و واقعاتِ حج "تجلیاتِ حرمین" کے نام سے نظم کیے ہیں۔ غالباً طارق صاحب اس حوالے سے اُردو کے دو چار منفرد اہلِ قلم میں سے ہیں۔

نعت گوئی اور منقبت نگاری کے ساتھ طارق صاحب نے تاریخ گوئی کے مٹتے ہوئے

☆ مدیر: نقطہ نظر، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد 0334-5345891

فن کو زندہ رکھا ہے۔ ماضی میں تاریخ گوئی سے اس حد تک دلچسپی لی جاتی تھی کہ بچوں کے نام بھی تاریخی تجویز کئے جاتے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے تاریخی نام ''فیروز بخت'' (=۱۳۰۵ھ) کا اُن کے سوانح نگاروں نے ذکر کیا ہے۔ ''سلام اُس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی'' کے تخلیق کار مولانا ماہر القادری کا نام ''منظور حسین'' تاریخی تھا جس سے سال ۱۳۲۴ھ برآمد ہوتا ہے۔ کتابوں کے نام تاریخی رکھے جاتے تھے، اور اس بابت مولانا احمد رضا خان بڑا اہتمام برتتے تھے۔ اسی طرح بیسویں صدی کے دوسرے عشرے تک چھپنے والی اکثر کتابوں کے آخر میں ''خاتمۃ الطبع'' درج ہوتا تھا جس میں ناشر اور مصحح کے ساتھ کتابت یا اشاعت کی تاریخ بصورت قلعہ درج کی جاتی تھی۔ اہم واقعت کے ''مادہ ہائے تاریخ'' نکالے جاتے تھے، اور تاریخ گو شاعر انہیں خوبصورت قطعات میں نظم کر دیتے تھے، آج خال خال ہی یہ کام کیا جاتا ہے۔ طارق صاحب نے اپنے معاصر اہل علم کی وفات اور اہم واقعات وحوادث پر ان گنت مادہ ہائے تاریخ تجویز کیے ہیں اور ان میں سے بعض کو نظم کیا ہے۔

''انوارِ رضا'' کے مدیر جناب ملک محبوب الرسول قادری اور اُن کے دوست سیّد عبداللہ قادری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے زیر نظر خصوصی اشاعت کی شکل میں حضرت طارق سلطان پوری کے سرمایۂ شعر کی تجلیل کا بندوبست کیا ہے، اور مشاہیر کے قلم سے حضرت سلطان پوری کے فکر وفن کی مختلف جہتیں نمایاں کی ہیں۔

(ادارہ، نقطۂ نظر، اسلام آباد)

(نقطۂ نظر۔۲۹، صفحہ ۱۲۹۔۱۲۸، اکتوبر ۲۰۱۰ء تا مارچ ۲۰۱۱ء)

(بشکریہ: مخزونہ علمیہ سید محمد عبداللہ شاہ قادری۔ واہ کینٹ)

..........☆☆☆..........

''انوارِ رضا''، طارق سُلطانپوری نمبر پر ایک نظر

میاں محمد صادق قصوری ☆

سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد جلد ۳ شمارہ ۲، ۳ جو وطن عزیز کے نامور نعت گو شاعر حضرت طارق سلطانپوری دامت برکاتہم عالیہ کے فکر وفن پر خصوصی اشاعت پر ۴۴۸ صفحات حال ہی میں زیر طباعت و اشاعت سے آراستہ و پیراستہ ہوئی ہے پیش نظر ہے۔ یہ اُن کی دیرینہ دوستوں سید محمد عبداللہ قادری اور ملک محبوب الرسول قادری صاحبان کی طرف سے ارمضان محبت ہے کہ انھوں نے خود بھی مضامین لکھے اور دیگر احباب اور اہل قلم کی تحریریں حاصل کر کے عقیدت و محبت کا یہ پیارا اور خوبصورت گلدستہ تیار کیا۔

ہمارے ہاں یہ کمزوری وافر مقدار میں پائی جاتی ہے کہ ہم جیتے جی کسی کی خدمات کا اعتراف نہیں کرتے لیکن اس کے مرنے کے بعد قصیدہ خوانی کی انتہا کر دیتے ہیں۔ کافی سال پہلے میرے علم میں یہ بات آئی کہ بھارت کے ممتاز ادیب مالک رام نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ اللہ کے صاحبزادے ڈاکٹر محمد مختار الدین آرزو کے اعزاز میں ایک کتاب ''نذر مختار'' ترتیب دے کر اُن کی ادبی خدمات کا اعتراف کیا۔ جواباً ڈاکٹر صاحب نے بھی ''ارمضانِ مالک'' کے نام سے کتاب چھپوا کر اُس کی ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت طارق سُلطانپوری چند خوش نصیب حضرات میں سے ہیں کہ جنکی زندگی میں ہی پذیرائی ہوئی اور وطن عزیز کے ممتاز اہل علم، اہل قلم اور اہل نظر نے انھیں خراج عقیدت پیش کیا۔ یہ بہت اچھی روایت ہے جس کا جاری رہنا از بس ضروری ہے۔ احقر اس سلسلہ میں اس خصوصی شمارہ کے محرکین ومرتبین اور حضرت طارق سلطانپوری کی خدمات میں مبارک باد پیش کرتا ہے۔

☆ بانی: مجاہد ملت فاؤنڈیشن برج کلاں ضلع قصور 0306-4469496

حضرت حفیظ تائب رحمۃ اللہ علیہ اس دور میں "مجددِ نعت" تھے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا' اُن کی نعتوں میں سوز تھا، درد تھا، عشق تھا، تڑپ تھی، جلن تھی، یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم جلّ جلالہ نے انہیں شہرت عامہ سے نوازا تھا۔ وہ باکردار انسان تھے، علم وعمل کی خوبیوں سے بہرہ ور تھے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اُن کے بعد یہ خوبیاں، یہ عشق ومحبت، یہ سوز وساز، یہ درود تڑپ اللہ کریم، جلّ شانہ نے حضرت طارق سلطانپوری کو یہ نعت فرمادی ہیں' تو مبالغہ نہ ہوگا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا' لیجئے! اُن کی یہ نعت ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ خود کر لیجئے کہ میں اپنے دعویٰ میں کس حد تک راستی پر ہوں:

اُن کی فرقت میں جو پلکوں پہ ستارے ہوں گے   ظلمتِ قبر میں وہ چاند ہمارے ہوں گے
تابشِ رُوئے محمدؐ کے نظارے ہوں گے   بخت بیدار لحد میں بھی ہمارے ہوں گے
کیا سماں ہوگا وہ جب نقش گرِ قدرت نے   تیری صورت کے خدوخال سنوارے ہوں گے
حشر میں ہوگی فقط اُن کی شفاعت سے نجات   اور جتنے ہیں وہ بے کار سہارے ہوں گے
رحمتِ باری تعالیٰ بھی اُسی سمت ہوگی   جس طرف آپ کی رحمت کے اشارے ہوں گے
کوئی عاشق سرِ محشر نہ رہے گا محروم   اُن کے شیدائی جزا یافتہ سارے ہوں گے
اُن کے اخلاق کی عظمت کا تب ہوگا ادراک   جب ترے سامنے قرآن کے پارے ہوں گے
آل واصحابِ محمدؐ کی ہے تعظیم لازم   اُن کے پیارے ہیں جو امت کے بھی پیارے ہوں گے
تجھ کو جنت ملی انعام میں حق سے طارق   تُو نے کچھ لمحے مدینے میں گذارے ہوں گے

☆

اب غور طلب بات یہ ہے مندرجہ بالا نعت کا ایک ایک لفظ پکار پکار کہہ رہا ہے کہ یہ نعتیہ اشعار اُس شخص کے قلم سے نکلے ہیں، جس کی آنکھوں کا سرمہ خاکِ مدینہ ونجف ھے۔ جب مجھ جیسا عاصی خاطی یہ نعت نقل کر کے اپنے ایمان والقان میں ایک عجیب فرحت محسوس کر رہا ہے تو پھر اندازہ فرمائیں کہ جس شخص نے یہ نعت لکھی ہوگی' اُس کا کیا حال ہوگا۔

ساقی ترا مستی سے عجب حال ہوا ہوگا   جب تُو نے یہ مے شیشے میں بھری ہوگی

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ امامِ نعت گویاں تھے، اُن جیسا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیوں بعد پیدا ہوگا۔ انہوں نے عشق ومحبت کے سحر میں جو غلامی کی ھے، اُس کی مثال ناممکن ھے، انھوں نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا تھا۔

سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے   باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری   حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضرت طارق سلطانپوری جو نعت گوئی میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ، کے نہ صرف پیروکار بلکہ مُرید باصفا بھی ہیں، عرض کرتے ہیں:

نقشِ جمیلِ عظمتِ اخلاق تیری ذات   کردار کا نمونۂ زیبا کہوں تجھے
ہر فخر ہر شرف میں یگانہ ومنفرد   ہر وصف ہر کمال میں یکتا کہوں تجھے

حضرت بیدمؔ شاہ وارثی علیہ الرحمۃ اللہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخ عشق ومحبت کا سنہری باب ہے۔ اُن کا کلام بلاغت نظامی عشاق کی روح کی غذا ھے اور لفظ لفظ سے جذب وشوق مترشح ھے، شائد اس سلسلے میں اُن کے بعد قدرت نے وہ سانچہ ہی توڑ دیا تھا جس میں بیلامؔ شاہ وارثی جیسے ڈھلا کرتے تھے۔ آپ بھی اُن کے درد، تڑپ اور سوز میں شامل ہو جائے۔

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیئے   بس اک نگاہِ مرشدِ میخانہ چاہیئے
حاضر ہیں سب میرے گریباں کی دھجیاں   اب اور کیا تجھے دلِ دیوانہ چاہیئے
بیلامؔ نمازِ عشق یہی ہے خُدا گواہ   ہردم تصورِ رُخِ جانانہ چاہیے

حضرت طارق سلطانپوری کے عشق کی پرورز فکر بھی ملاحظہ ھو۔

ہمیں نہیں ہے کسی نسخۂ طرب کی طلب   دلِ حزیں، غمِ جاناں سے شاد رکھتے ہیں
کرم کریں گے سرِ حشر بھی وہ طارق پر   کریم اپنے فقیروں کو شاد رکھتے ہیں

میں تو روزِ ازل سے ہوں بخُدا   اُن کی دہلیز کے گداؤں میں
روزِ محشر بھی گذرے گا طارقؔ   اُن کے لُطف وکرم کی چھاؤں میں

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ھے:

''جس نے دنیا سے محبت کی، اُس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا، پس فانی پر باقی کو ترجیح دو''۔

حضرت طارق سُلطانپوری نے اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والشفاء کے ارشادِ گرامی کو ہمیشہ سامنے رکھا، اس پر عمل پیرا ہوئے۔ وہ زندگی بھر نفع بخش عُہدوں پر فائز رہے۔ آسائش نے بھی اُن کے در پر دستک دی، حالات نے بھی سازگاری کا مظاہرہ کیا مگر انھوں نے آخرت کا نقصان نہ کیا، زندگی بھر وہ دنیاوی آلائشوں سے صاف وشفاف رہے۔ ہمیشہ حُبُّ الدُّنیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے) کو مدِ نظر رکھا اور سادگی، درویشی اور عاجزی کے زیور کو پہنے رکھا۔

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ   سرمہ ہے مری آنکھ کا خاکِ مدینہ ونجف

ہمارے ممدوح وہ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے کلام میں حضرت حسان بن ثابتؓ، سعدیؔ، رومیؔ، جامیؔ، عرفیؔ، نظیریؔ، قدسیؔ، خاقانیؔ، سنائی، ظہوریؔ، گرامیؔ، عراقی، اعلیٰ حضرت بریلویؒ اور حکیم الامت علامہ اقبال سیالکوٹیؒ کا رنگ جھلکتا ہے۔ وہ ان تمام بزرگوں کے عشقِ حبیبِ خدا علیہ التحیہ والشفاء کے وارث ہیں۔ اُن کا مرنا جینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا اور جاگنا بلکہ سانس تک لینا فروغِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔ اُن کی حیاتِ مُستعار کا مقصدِ وحید دہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کرنا ہے۔ وہ ظفر الملت مولانا ظفر علی خاںؒ کے ان اشعار کی عملی تصویر ہیں۔

سرکارِ دوجہاں کا بنا کر مجھے غلام   میرا بھی نام تا ابد زندہ کردیا
ہوتا ہے جن میں نام رسولِ خدا بلند   اُن محفلوں کا مجھ کو نمائندہ کردیا

چنانچہ فرماتے ہے۔

رفعتِ ذکرِ محمدؐ کی صدائیں ہیں بلند   روز وشب سرکار کا چرچا ہے میرے سامنے
کردیا ہے گنگ طارق کثرتِ انوار نے   کیا بتاؤں، کیا سماں رہتا ہے میرے سامنے

حضرت حفیظ تائب نے کہا تھا۔

کیا ہے نعت میں دیوانِ تائبؔ   میری بخشش کا ساماں گم ہوگیا ہے

حضرت طارقؔ سلطان پوری کی شاعری بھی اُن کی بخشش ومغفرت کے لیئے کافی ھے۔

جیسا کہ خود کہتے ہیں۔

وقف ہست کمالِ سخن واوجِ فنِ من   باحمدِ خدا، بہرِ ثنائے شہِ بطحاؐ
ایں فخرِ ثنا مؤمیتِ ربِّ نبیؐ است   طارقؔ از ازل نعت سرائے شہِ بطحاؐ

حکیم الامت علامہ اقبال کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا بلند وبالا تھا کہ انھیں روضۂ اقدس کی حاضری نصیب نہ ہوسکی کہ وہ وہاں تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے اور یہ حضور آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منظور نہ تھا، چنانچہ ہجر وفراق میں تڑپتے رہے اور عشق برقرار رہا۔

بااِیں پیری رہِ یثرب گرفتم   نواخواں از سرورِ عاشقانہ
چوں آں مُرغے کہ درصحرا سرِ شام   کُشاید پَر بہ فکرِ آشیانہ
گہے شعرِ عراقیؔ رانجوانم   گہے جامیؔ زند آتش بجانم
شریکِ نغمہ ہائے ساربانم

حضرت طارق سلطانپوری کتنے خوش نصیب ہیں کہ انھیں روضۂ انور پر حاضری کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور رومیؔ وجامیؔ کی نوا بھی۔

مجھ کو شامل کیا گیا صد شکر — رومیؔ، جامیؔ کے ہم نواؤں میں

اے خوشا آض ہے شمار میرا — نعت کے ذوق آشناؤں میں

حضرت طارقؔ سلطانپوری کا فن وفکر اوجِ کمال پر ہے، اُن کا فلسفۂ عشق ومحبت معراج پر ہے، اُن کی بلند نظری اس دور میں نایاب ہے۔ اللہ کریم جلّ شانہ نے انھیں قلبِ سلیم، طبعِ حلیم اور حسین ومطمئن طبیعت سے نوازا ہے۔ اور یہی انسان کی اُخروی کامیابی، فلاح اور کامرانی ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ھے:

"یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○

(جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے، مگر وہ جو اللہ کریم جل جلالہ کے حضور سلامت مند وحسین ومطمئن) دل لے کر آئے گا)۔

میری دُعا ھے کہ خداوند قدوس عزوجل اُنھیں نظرِ بد سے محفوظ و مامون رکھے۔ بقول حافظؔ شیرازؒ

از چشمِ زخمِ دہر مبادت گزند ازانکہ — در دلبری بغایت خوبی رسیدہ

............☆☆☆............

سفر بخیر ہووے

سلطان الشعراء حضرت طارق سلطانپوریؒ ہر ایک کے لئے ہمہ وقت دُعا گو رہتے تھے۔ ہم جب بھی انکے پاس حاضر ہوتے دیر تک ان کے پاس رہتے ہمہ جہت گفتگو رہتی۔ جب ہم واپسی کی تیاری کرتے تو حضرت طارق سلطانپوری دعاؤں سے نوازتے۔ ہمارے علمی و اشاعتی کاموں کی ایک سمری بنا کر باتوں باتوں میں تحسین وآفرین کرتے اور پھر دعائیہ انداز میں کہتے کہ "اچھا' سفر بخیر ہووے" ان شاءاللہ ملاقات رہے گی۔

(محبوب قادری)

مجلّہ "انوارِ رضا" کا "حضرت طارقؔ سلطان پوری نمبر"

ایک تنقید۔۔۔۔۔۔۔ایک تبصرہ

سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری

دنیائے صحافت میں یہ روایت ہمیشہ زندہ وتابندہ رہی ہے کہ مختلف جرائد ورسائل مشاہیر کے بارے میں خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہرآباد نے مختصر سے عرصے میں یکے بعد دیگرے مشاہیرِ اہل سُنّت کے حوالے سے کئی خصوصی اشاعتوں کا تسلسل جاری رکھا ہوا ہے۔ اس کے مدیرِ اعلیٰ ملک محمد محبوب الرسول قادری ہیں' جو "انوارِ رضا" کی روشنی میں "سوئے حجاز" رواں دواں ہیں۔ انھوں نے "انوارِ رضا" کے مجاہدِ ملت نمبر' مولانا نیازی نمبر' قائدِ ملت اسلامیہ نمبر' افکار نورانی نمبر اور پیر سیف الرحمٰن نمبر (جیسے بہت سارے شمارے) شائع کر کے علمی تحقیقی اور صحافتی دنیا میں ایک تہلکہ مچایا ہوا ہے۔

انھوں نے ۲۰۰۹ء میں مملکت خداداد پاکستان کے نامور قادر الکلام نعت گو اور تاریخ گو شاعر محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری کے لئے "اعترافِ عظمت" کے طور پر "انوارِ رضا" کا "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" نکالا ہے۔ کسی عظیم شخصیت کی حیات میں شائع ہونے والا یہ نمبر اپنی مثال آپ ہے ورنہ ہمارے ہاں عموماً کسی نامور شخصیت کی وفات کے بعد ہی اس کی یاد میں کچھ شائع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت طارق سلطان پوری خوش قسمت شاعر ہیں جن کی زندگی میں ان کی خدمات کا برملا اعتراف کیا گیا۔ ان کے کلام پر مقالے لکھے گئے، ان کے احوال وآثار پر قلم اٹھایا گیا اور انھیں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ جس پر انوارِ رضا کا "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" شاہد عادل وناطق ہے۔

آیئے اس نمبر پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔ سب سے پہلے اس کا سرورق ملاحظہ

☆ ادارہ افکارِ رضا (بُرھان شریف) ضلع اٹک 0301-5437701

فرمائیے جونہایت دلکش اور ایمان افروز ہے اور کئی رنگوں کی کہکشاں لیے ہوئے ہے۔ اوپر دائیں طرف رسالے کا نام کچھ اس انداز میں دیا ہوا ہے۔ ''دینی' سماجی' اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد' چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری' ۲۰۰۹ء کا تیسرا شمارہ''۔ بائیں طرف کونے میں نمبر کا تعارف اس انداز میں دیا گیا ہے۔ ''فن تاریخ گوئی کے حوالے سے برصغیر کے نامور قادر الکلام شاعر کے لیے اعترافِ عظمت'' ''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' سرورق کے درمیان میں ''گنبدِ خضراء کا عکس جمیل ہے جو کائنات میں سب سے مقدس مقام ہے۔ اس میں دربار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جہاں کائنات کی ساری مخلوق دست بستہ کھڑی سرکار کی مدحت سرائی میں ہمہ وقت مصروف نظر آتی ہے۔

حضرت طارق سلطان پوری جب اس دربار گہر بار میں حاضر ہوئے تو یوں پکار اٹھے۔

بہشت دیدۂ اہلِ محبت گنبدِ خضرا — محمد مصطفیٰ کا پرتو انوار ہے گویا

سرورق پر گنبدِ خضرا کے بائیں طرف حضرت طارق سلطان پوری کی تصویر ہے۔ دیکھئے تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ پُرنم شخصیت، آداب اور شائستگی کی تصویر بنے ہوئے ہیں اور گنبدِ خضرا کا نظارہ کیے ہوئے ہیں اور اپنی معصوم خواہش کا اظہار کچھ یوں فرماتے ہیں۔

قیامت میں کریں میری شفاعت — شفیعِ عاصیاں، شاہِ رسولاں

''گنبدِ خضرا'' کی تصویر کے نیچے حضرت طارق سلطان پوری کا یہ مشہور شعر درج ہے۔

مدحتِ سرکار میرا خاندانی وصف ہے
میں کئی پشتوں سے ہوں طارق غلامِ مصطفیٰ

حضرت طارق سلطان پوری کی تصویر کے نیچے آپ کے نام کا سجع یوں دیا ہوا ہے۔

''عبید محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری''

سرورق پر شعر اور سجع کے بعد بالکل آخر میں چوکھٹے میں چار تصویریں ہیں۔ یہ گویا ''چہار درویش'' ہیں جو ایک جگہ کھڑے ہیں۔ دائیں جانب پہلی تصویر حضرت طارق سلطان

پوری ان کے ساتھ دوسری ملک محمد محبوب الرسول قادری، تیسری سیّد محمد عبداللہ قادری اور آخری چوتھی تصویر اس راقم (سیّد صابر حسین شاہ بخاری) کی ہے۔ پہلی تصویر والے حضرت طارق سلطان پوری ۵ جون ۱۹۴۱ء کو اس فانی دنیا میں آئے' دنیا کے علم و ادب میں اپنا لوہا منوایا' نعتیں لکھیں۔ سلام لکھے' سلامِ رضا پر تین تضمینیں لکھیں اور فن تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ ثابت ہوئے۔ آپ ۱۸/اپریل ۲۰۱۵ء کو ابدی دنیا کو رخصت ہوگئے اور ہم تینوں کو داغِ مفارقت دے گئے دوسری تصویر والے ملک محبوب الرسول قادری جون ۱۹۶۵ء میں اس دنیا آب وگل میں تشریف لائے۔ آپ نے زمانہ طالب علمی ہی سے قلم وقرطاس سے رشتہ جوڑ لیا تھا علمی وتحقیقی مضامین ومقالات لکھے' صحافت میں قدم رکھا تو بزم انوار رضا جوہر آباد کے زیر اہتمام انوار رضا کا اجراء عمل میں آیا اور اس کی خصوصی اشاعتوں سے صحافت میں ایک انقلاب بپا کر ڈالا۔ ہمیشہ خوب سے خوب تر کی جانب رواں دواں رہتے ہیں۔ سفر وحضر میں قلم کاغذ ہمراہ رکھتے ہیں اس وقت اہل سنت کی ''محبوب شخصیت'' بن چکے ہیں۔

تیسری تصویر والے سیّد محمد عبداللہ قادری ۱۰/اکتوبر ۱۹۵۹ء کو پیدا ہوئے، قلم وقرطاس سے محبت آپ کو ورثے میں ملی، مختلف رسائل میں آپ کے مضامین چھپ چکے ہیں۔ آپ کے کئی مقالات کتابی صورت میں بھی سامنے آچکے ہیں۔ ایک مقالہ ''طارق سلطان پوری اور ان کی شاعری'' لکھا جو ''رزم نو گجرات'' کی خصوصی اشاعت کی صورت میں شائع ہوا۔

چوتھی اور آخری تصویر والا یہ فقیر بے نوا (سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری) ۲۰/فروری ۱۹۶۶ء کو برہان شریف میں پیدا ہوا۔ زمانہ طالب علمی ہی سے قلم وقرطاس سے تعلق رہا۔ مضامین ومقالات لکھے۔ ۲۰ سے زیادہ کتابیں شائع ہوئیں۔ کئی علمی کانفرنسوں میں مقالات پڑھے۔ ہنوز یہ سفر جاری ہے۔ اپنی تصویر کے بارے میں میرا اپنا تاثر بس یہی ہے۔

کہتے ہیں وہ کہ اک تری تصویر کے سوا
حرفِ غلط کوئی بھی نہیں اس کتاب میں (نصیر)

یہ چہار درویش آپس میں ہمیشہ شیر وشکر رہے۔ اگر کسی بات پر اختلاف ہو بھی گیا تو یہ مخالفت کی حد تک نہ پہنچا۔ چاروں کا آپس میں رابطہ باضابطہ رہا۔ ان میں سب سے بڑے درویش حضرت طارق سلطان پوری تھے، تینوں نے اس بڑے درویش کو سرآنکھوں پر بٹھایا۔ ان سے جب بھی ضرورت پڑی قطعہ لکھوایا۔ سلامِ رضا پر تضمینیں لکھوائیں۔ ان تضمینوں پر مقالات خود بھی لکھے اور دوسروں سے بھی لکھوائے اور پھر ان کی چھپوایا۔ ملک محبوب الرسول قادری جوہرآباد سے چلتے اور ہم تینوں اکثر سیّد محمد عبداللہ قادری کے آستانہ پر اکٹھے ہوجاتے یوں ''چہار درویش''، علمی ادبی، تحقیقی گفتگو میں مصروف ہوجاتے اور پھر یہاں سے نیا موضوع لے کر نئے جوش جذبے کے ساتھ اپنے اپنے گھر کی راہ لیتے۔ حضرت طارق سلطان پوری کی بلہ شیری ہم تینوں کے جوش وجذبے کو مزید توانائی بخشتی، مگر آہ! چہار درویش میں سے بڑا درویش ہمیں داغِ مفارقت دے گیا اور اب ہماری باری ہے۔ ایک ایک کر کے ہم بھی اس فانی دنیا کو خیرآباد کہ کر ابدی دنیا کو رخصت ہوجائیں گے۔ بقول رفعت سلطان!

؎ اجڑے میخانوں کو آباد کرو ورنہ ہم لوگ تو مرجائیں گے

ہم تینوں کے مرنے کے بعد ''چہار درویش'' کا قصہ تمام ہوجائے گا اور پھر اس سرورق پر ان چاروں صورتوں کو جب بھی کوئی ملاحظہ کرے گا تو بے اختیار کہہ اٹھے گا۔

؎ سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

میری اپنی کیفیت تو کچھ یوں ہے:

؎ مر بھی جاؤں تو کہاں لوگ بُھلا ہی دیں گے
لفظ میرے مرے ہونے کی گواہی دیں گے (پروین شاکر)

سرورق پر آخری تحریر ''انٹرنیشنل غوثیہ فورم'' ہے۔ اس فورم کے تحت ملک محمد محبوب الرسول قادری، حضرت سیّدنا غوث الاعظم، شیخ سیّد محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور

سلسلہ عالیہ قادریہ کے بارے میں ''جہانِ غوث اعظم'' کے نام سے کئی جلدوں میں مقالات مرتب کرنے اور انھیں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ کرے اس عظیم منصوبے میں بھی انھیں کامیابی وکامرانی ملے۔

خیال رہے جب، مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری علیہ الرحمۃ کی طرف سے ''جہانِ امام ربانی علیہ الرحمۃ'' کے نام سے عظیم کام سامنے آیا تو سب سے پہلے اس فقیر بے نوا نے ہی ملک محبوب الرسول قادری کو ''جہانِ غوث الاعظم'' کے لیے آمادہ کیا تھا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بھی اس طرح کا کام ہونا اشد ضروری ہے۔

یہ تھی حضرت طارق سلطان پوری نمبر کے سرورق کی مختصر سی کہانی۔ اب نمبر کو کھولیے تو سب سے پہلے سلامِ رضا کا مصرعہ ثانی ''شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام'' ہے۔ پھر مجلّہ انوارِ رضا، جلد نمبر۳ شمارہ نمبر۲ اور۳ لکھا ہوا ہے۔ چیف ایڈیٹر کے طور پر ملک محمد محبوب الرسول قادری کا نام نمایاں ہے۔

ایڈیٹر ملک محمد قمر الاسلام قمر، چیف ایگزیکٹو مفتی محمد آصف محمد قادری اور معاون ایڈیٹرز کے طور پر محترم محمد شاہد جمیل اویسی، سیّد غفران شرف گیلانی اور مولانا ظہیر عباس کھرل قادری کے اسمائے گرامی موجود ہیں۔

''زیر سرپرستی'' کے عنوان کے تحت درج ذیل نام دیے گئے ہیں۔

۱۔ پیرِ طریقت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن ڈھانگری شریف

۲۔ امیرِ اہلِ سنت حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری بھرچونڈی شریف

۳۔ شیخ الحدیث پیر سیّد محمد عرفان مشہدی

۴۔ استاذ العلما مولانا مفتی محمد عبدالحق بندیالوی

۵۔ پیر سیّد فیض الحسن شاہ بخاری، بہاری شریف

۶۔ پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی بیربل شریف

۷۔محمد اشرف کوثر

۸۔حاجی ملک جمیل اقبال

۹۔سیّد ضیاالنور شاہ

۱۰۔ڈاکٹر خالد سعید شیخ

۱۱۔الحاج بشیر احمد چودھری لاہور

"مجلسِ تحریر" میں ۱۵ اربابِ علم و دانش کے یہ نام موجود ہیں

محقق العصر مفتی محمد خان قادری، ادیب شہیر پیر سیّد محمد فاروق القادری، مفتی محمد عارف نوری، طارق سلطان پوری، علامہ قاری محمد زوار بہادر، پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی، سیّد وجاہت رسول قادری، عبدالمجید ساجد، مفتی محمد ابراہیم قادری، مفتی محمد جمیل احمد نعیمی، سیّد صابر حسین شاہ بخاری (راقم)، صاحبزادہ واحد رضوی، الحاج مفتی محمد شفیع ہاشمی، سیّد عبداللہ شاہ قادری اور مفتی عبدالحلیم ہزاروی۔

"مجلس مشاورت" میں درج ذیل بیس ۲۰ نام دیے گئے ہیں۔

پیر سیّد مرید کاظم بخاری، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان، صوفی گلزار حسین قادری رضوی، پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی، قادری، عبدالعزیز قادری، مولانا صوفی غلام مرتضیٰ سیفی، پروفیسر قاری مشتاق انور، ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرم اعوان، محمد جاوید اقبال کھارا، مرزا عبدالرزاق طاہر، پیرزادہ محمد رضا قادری، صاحبزادہ محمد بلال الہاشمی، مولانا محمد محفوظ چشتی، قاری محمد عامر خان، مولانا محمد اختر نورانی، الطاف چغتائی، حافظ محمد خان ماہل ایڈووکیٹ اور مولانا محمد بشیر احمد فریدی۔

اب خدا جانے فاضل مدیر اعلیٰ اتنے زیادہ حضرات سے مشاورت لیتے ہیں یا صرف زیب زینت کے لیے اتنے نام دے دیے ہیں۔

"مجلس انتظامیہ" میں صرف دو نام دیے ہیں:

۱۔ مرزا محمد کامران طاہر ۲۔ مظہر حیات قادری

صفحہ نمبر ۲ پر نظر ڈالیں تو اوپر دائیں طرف کعبۃ اللہ، گنبد خضرا اور بائیں طرف حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی تصویر ہے۔ پھر تسمیہ اور سورۃ فاتحہ شریف نہایت خوب صورت خطاطی میں درج ہے اس کے بعد "برائے ایصال ثواب" اور آخر میں چار اسمائے گرامی درج ہیں۔ یہ اصل میں سرورق پر دیے گئے چہار درویشوں کے والدین مرحومین کے اسمائے گرامی ہیں جن کے فیضان تربیت سے یہ چاروں تحریکِ فروغِ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ ترین اراکین ہیں۔ پہلا نام ماہر اقبالیات علامہ سیّد نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ سیّد محمد عبداللہ قادری کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ نے ۱۴۱۷ھ/۱۵ نومبر ۱۹۹۶ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کیا اور چک نمبر ۱۵ شمالی منڈی بہاؤالدین میں آسودۂ خاک ہوئے!

دوسرا نام درویش اہل سنت سیّد مسکین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ اس احقر (سیّد صابر حسین شاہ بخاری) کے والد گرامی ہیں۔ آپ نے ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء کو اس فانی دنیا کو خیر باد کہا اور تاس، برہان شریف (ضلع اٹک) میں محو استراحت ہوئے۔

تیسرا نام مولانا عبدالعزیز خان رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمۃ کے والد محترم ہیں۔ آپ نے ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء کو سفرِ آخرت اختیار کیا اور سلطان پور (حسن ابدال ضلع اٹک) میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

چوتھا نام غازئ اسلام جاں نثارِ پاکستان ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے آپ ملک محمد محبوب الرسول قادری کے والد گرامی ہیں۔ آپ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/۶ مئی ۲۰۰۸ء کو ابدی دنیا کو رخصت ہوئے اور جوہر آباد (خوشاب) میں محوِ خواب ہوئے۔ فاضل مدیر اعلیٰ نے اس صفحہ پر سورۃ فاتحہ لکھ کر اور نیچے چہار درویشوں کے والدین مرحومین کے نام لکھ کر ایصال ثواب کی دعوت دی ہے تاکہ قاری اس نمبر کے آغاز سے قبل ہی ان کے لیے ایصال

ثواب کردے جن کے فیضانِ تربیت سے ''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' معرض وجود میں آیا۔ اللہ اللہ! میرے ''محبوب'' کا یہ کیسا تخیل اور کیسا تصور ہے!

اس قسم کا اہتمام راقم نے دیگر رسائل کی خصوصی اشاعتوں میں نہیں دیکھا یہ ایک اچھی روایت ہے۔ اپنے محسنین کو خراج تحسین پیش کرنا اور اپنے والدین کو دعاؤں میں یاد رکھنا سعادت مند اولاد کی ایک اعلیٰ نشانی ہے۔ اپنے دوستوں کے والدین کو بھی دعاؤں میں شامل رکھنا یہ ان کی مہربانی ہے۔ بس یہ صفحہ نمبر۲ کی مختصری کہانی ہے۔

صفحہ نمبر۳ تا ۱۱ ''حسنِ ترتیب'' کے نام سے مشمولات پر مشتمل ہے۔ ۱۶۱ عنوانات ہیں جو تقریباً پانچ سو صفحات کو محیط ہیں۔

ادارتی صفحہ پر مدیر اعلیٰ نے ''حُبِ حق حُب محبوبانِ حق'' کے عنوان سے ''اپنی بات'' مختصر، مگر جامع انداز میں کی ہے۔ یہ عنوان اصل میں اس شعر کا پہلا مصرع ہے جو حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) کی مہر مبارک پر کندہ تھا۔ پورا شعر ملاحظہ فرمائیے: ؎ حُبِ حق حبّ محبوبانِ حق   در دلِ احمد بوَد ہر دم سبق

اب اس کے ترجمہ پر بھی ایک نظر ڈال لیں!

ترجمہ: حق تعالیٰ اور اس کے محبوبوں کی محبت کا سبق، احمد کے دل میں ہر دم جاری رہے''۔

اپنی بات کے بعد ''مدحت کے گلاب'' کے زیر عنوان حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ کی دو نعتیں دی گئی ہیں۔ پہلی نعت شریف کے گیارہ اشعار ہیں۔ اس کا مطلع ہے:

؎ ہے میرا ربطِ غلامی شہِ ابرار کے ساتھ
اب غرض ہے کسی سلطان نہ جہاں دار کے ساتھ

مقطع ہے:

؎ ان کی مدحت ہو دمِ نزع زباں پر طارق

حشر آئے تو اٹھوں نعتیہ اشعار کے ساتھ

دوسری نعت شریف کے سات اشعار ہیں اور اس کا مطلع کچھ یوں ہے:

؎ جو مجرم ہیں وہ آئیں گنبدِ خضرا کے سائے میں
خطائیں بخشوائیں گنبدِ خضرا کے سائے میں

مقطع ملاحظہ فرمائیے:

؎ خدا وہ وقت طارق زندگی میں لائے دوبارہ
کریں ہم التجائیں گنبد خضرا کے سائے میں

کیا ہی بہتر ہوتا اگر آغاز میں آپ کے قلم سے ''حمد باری تعالیٰ'' کے اشعار دیے جاتے اور پھر ''نعت نبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' پیش کی جاتی۔ بہر کیف آگے بڑھیں تو ''ایک عظیم ادیب کا اعتراف وعظمت'' کا عنوان ہے۔ اس کے تحت عظیم ادیب اور نقاد ڈاکٹر وزیر آغا نے حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور ''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' کو ایک عظیم الشان کارنامہ قرار دیا ہے۔ آپ کے اعتراف کا اصل عکس بھی دے دیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۷ سے ۱۸ پر سیّد محمد عبداللہ قادری کا ''مقدمۂ قادریہ'' ہے جس میں اس نمبر کی غرض وغائیت اور پس منظر کو سامنے لایا گیا ہے اور اس خدشہ کا اظہار بھی کیا ہے کہ وہ اس لیے یہ کام انجام دے رہے ہیں کہ حضرت طارق سلطان پوری کا نام اور کام بھی قصۂ پارینہ بن کر نہ رہ جائے''۔ اور مدیر اعلیٰ کو بھی آپ داد دیے بغیر نہ رہ سکے اور فرمایا: ''ملک صاحب ''ہرفن مولا'' شخصیت ہیں' گوہر شناس اور چہرہ شناس ہیں''۔

۲۳ دسمبر ۲۰۰۸ء کو جامعہ رضویہ انوار الاسلام واہ کینٹ میں پیر سیّد غلام نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور آپ نے خطاب فرمایا۔ جب آپ کی نظر حضرت طارق سلطان پوری علیہ ارحمہ پر پڑی تو آپ نے اس موقع پر آپ کے بارے میں تعریفی کلمات کہے۔ عزیزم محمد وقاص احمد (اسلامک ہیلپ' آفس لاہور) نے ان تقریری کلمات کو تحریر کا

جامہ پہنایا اور صفحہ ۱۹ پر ملک محمد محبوب الرسول قادری نے ''فرمودۂ حضرت نصیر ملّت گولڑوی''
کے نام سے سجایا۔ اس میں آپ نے سورۃ طارق کے حوالے سے فرمایا کہ ''جس طرح ستارہ
آسمان پر اچھا لگتا ہے اسی طرح طارق علم وادب کے آسمان پر اچھا لگتا ہے''۔

یاد رہے کہ قبل ازاں ۱۸ راپریل ۲۰۰۳ء کو راقم، طارق سلطان پوری اور ملک محمد محبوب
الرسول قادری ہم تینوں اکٹھے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف حاضر ہوئے تھے اور پھر پیر سیّد غلام نصیر
الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خصوصی ملاقات کی تو اس موقع پر بھی آپ نے حضرت
طارق سلطان پوری کے علم وادب کو احسن انداز میں سراہا تھا۔

صفحہ ۲۱ تا صفحہ ۳۶ مختلف ارباب علم ودانش کے پیغامات ہیں صاحبزادہ شاہ محمد اویس
نورانی صدیقی نے اپنے پیغام میں حضرت طارق سلطان پوری کا اپنے والد گرامی علامہ شاہ
احمد نورانی صدیقی میرٹھی سے تعلق محبت وارادت کا ذکر کیا ہے اور فن تاریخ گوئی میں آپ کی
گراں قدر خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

الطاف چغتائی جنرل سیکرٹری ڈسٹرکٹ پریس کلب جوہرآباد نے اپنے پیغام میں ملک
محبوب الرسول قادری کو ''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' نکالنے پر ہدیہ تبریک پیش کیا ہے۔

محقق العصر مفتی محمد خان قادری امیر کاروان اسلام نے اپنے پیغام میں حضرت طارق
سلطان پوری کی حیات میں ان پر خصوصی اشاعت کا اہتمام کرنے پر ملک محمد محبوب الرسول
قادری کے اس اقدام کا خیر مقدم کیا۔

پیر طریقت میاں عبدالخالق قادری بھرچونڈی شریف نے اپنے پیغام میں اس نمبر کو
حضرت طارق سلطان پوری کے فکروفن پر وقیع نمبر قرار دیا اور اسے مستقبل میں تاریخ کا ایک
اہم باب قرار دیا ہے۔

ابوالرضا صوفی گلزار حسین قادری رضوی نے اپنے پیغام میں لکھا کہ ''حضرت سلطان
پوری ایسے پاکیزہ فکر کے حامل خاص فیضانِ غیب سے فیض یاب اپنے فن میں استاذِ یگانہ کا

مقام رکھتے ہیں''۔

استاذ العلما علامہ ابوالخیر پیر سیّد حسین الدین شاہ سلطان پوری نے اس نمبر کے لیے
مفصل پیغام لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت سلطان پوری کے والد گرامی جید عالم تھے اور انھیں
کئی زبانوں پر عبور بھی حاصل تھا۔ آپ نے حضرت طارق سلطان پوری کو بھی زبردست خراج
تحسین پیش فرمایا اور انھیں محتاط شاعر قرار دیا۔

پیر طریقت میاں محمد حنفی سیفی ماتُریدی نے پیغام میں فرمایا کہ حضرت طارق سلطان
پوری اعداد اور ہندسوں کی بولیاں جانتے ہیں اور الفاظ کو ہندسوں میں ڈھال لیتے ہیں۔

راقم آثم (سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری) کا مفصل پیغام شامل ہے۔ احقر نے
''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' کو ایک اہم کارنامہ قرار دیا اور حضرت طارق سلطان پوری
پر کام کی تاریخ ارتقا بھی رقم کر دی۔ آپ نعت گوئی کی جانب کیسے آئے؟ اور کیسے ''رہبر نعت''
چنا؟ سلام رضا پر تضمین نگاری کا شانِ نزول کیا ہے؟ اس کام کے لیے کس نے انھیں ترغیب
دی؟ اور پھر یہ کام کیسے اشاعت پذیر ہوتا گیا۔ ان تمام سوالوں کا جواب راقم نے اپنے پیغام
میں حقائق کے اجالے میں دیا ہے اور بتایا ہے کہ شروع میں تو میں اکیلا ہی چلا تھا پھر لوگ آتے
گئے اور کارواں بن گیا۔

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی مدیر اعلیٰ ماہ نامہ درویش لاہور نے پیغام میں لکھا طارق سلطان
پوری نہایت ذہین وقابل، مخلص ومحنتی، ذی علم اور باعمل شخصیت کے حامل قادر الکلام اور
صاحبِ فن شخصیت کے مالک ہیں۔ دو پیغام تاخیر سے ملے ہوں گے اسی لیے نمبر کے آخر میں
دیے گئے ہیں لیکن ان پر طائرانہ نظر ان پیغامات کے ساتھ ڈالی جارہی ہے۔ علامہ قاری محمد
زوار بہادر نے اپنے پیغام میں حضرت طارق سلطان پوری کو ملت کا محسن کبیر قرار دیا ہے۔ اور
ان پر اس نمبر کو پوری قوم کی طرف سے فرض کفایہ تصور کیا ہے۔

آخری پیغام پیر سیّد غلام قطب الحق شاہ گیلانی گولڑوی کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ

ایک شعوری مسلمان ہیں' ان کا کلام ان کی فکری پاکیزگی، قلبی لطافت، ذہنی استحکام، خدا ترسی، جذبۂ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبتِ اولیاء اللہ کا آئینہ دار ہے''۔

پیغامات کے بعد محقق العصر مفتی محمد خان قادری کا درسِ قرآن وحدیث کے تحت مقالہ ''ارضِ خدا، ملکیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' شامل ہے۔

یہ مقالہ صفحہ ۳۷ سے صفحہ ۶۵ تک پھیلا ہوا ہے۔ قرآن وحدیث کے حوالوں سے مزین ہے۔ عقائد اسلام کے حوالے سے یہ ایک اہم مقالہ ہے۔ اسے پڑھنے سے قاری کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید جلا ملتی ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہو کر آگے بڑھیں تو ''مقالۂ خصوصی'' پڑھنے کو ملتا ہے۔ جس کا عنوان ''احوال وآثار۔ حضرت طارق سلطان پوری'' ہے قلم کار سیّد محمد عبداللہ قادری ہیں۔ جو ہمارے ذی علم، مخلص، مصنف دوست ہیں۔ اور سرورق پر دیے گئے چہار درویشوں میں سے ایک ہیں اور اس نمبر کے اصل محرک بھی ہیں۔ آپ کا یہ مقالہ صفحہ ۶۹ سے ۹۶ تک پھیلا ہوا ہے۔ ماہ نامہ رزم نو گجرات شمارہ مئی جون ۲۰۰۲ء خصوصی اشاعت کے طور پر ''طارق سلطان پوری اور ان کی شاعری'' کے عنوان سے منظرِ عام پر آیا تھا۔ اس کے مقالہ نگار بھی سیّد محمد عبداللہ قادری ہی تھے۔ پیش نظر نمبر میں بھی اسی مقالے کی تلخیص مزید ترمیم واضافہ کے ساتھ ایک نئے عنوان سے پیش کر دی ہے۔ یہاں اس کی پہلی اشاعت کی نشاندہی کر دی جاتی تو محققین کے لیے بنیادی مآخذ تک رسائی آسان ہو جاتی۔ بہرکیف فاضل مقالہ نگار نے خوب محنت کی ہے اور حضرت طارق سلطان پوری کے احوال وآثار کو احسن انداز میں احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے۔ آپ کی شاعری کے نمونے دیے ہیں۔ چند غزلیہ اشعار اور نعتیہ انتخاب دیا ہے۔ سلام رضا کی تضمین کے چند اشعار دیے ہیں۔ آپ کی تاریخ گوئی میں سے چند مثالیں دی ہیں۔ آپ کے سفر نامۂ ''تجلیاتِ حرمین'' کا جائزہ لیا اور اس میں سے بھی منتخب اشعار دیے ہیں آپ کے حسنِ انتخاب کو داد دینی پڑتی ہے۔

علامہ مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی کا مقالہ ''امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور سیّدنا پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی عقیدت ومحبت کا سنگم حضرت طارق سلطان پوری'' صفحہ ۹۷ تا ۱۰۶ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ واقعی ان دو عظیم بزرگوں کے خوشہ چین رہے ہیں۔ آپ کو ان دونوں سے لافانی عقیدت ومحبت تھی اس پر آپ کے تاریخی مادے اور قطعات وضاحت شاہد عدل وناطق ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے چند ایک مثالیں دی ہیں۔ یہاں صرف ایک شعر پیش کیا جاتا ہے جو دونوں سے عقیدت ومحبت کا مظہر ہے۔

جلوہ گر ہوتا ہے صدیوں میں کوئی مردِ خدا
گولڑہ میں مہر انور یا بریلی میں رضا

محقق العصر مفتی محمد خاں قادری کا مضمون ''ہمدرد ملت۔ حضرت علّامہ طارق سلطان پوری'' دو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اپنے موضوع پر مختصر، مگر مفید تر ہے۔ آگے بڑھیں تو الحاج بشیر حسین ناظم مرحوم ''حضرت علامہ طارق سلطان پوری'' کا عنوان لیے حاضر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''طارق سلطان پوری میری نظر میں اس دور کا بہت بڑا عروضی ہے وہ عروض کے رموز وعوارض کو تا حد فن سمجھتا ہے اور ہر مفہم کی تفہیم کے لیے تیار رہتا ہے جو علمِ عروض کو سیکھنے کا متمنی ہو''۔ مزید فرماتے ہیں:

''اس دَور کے شعرا کی صلاحیتوں، لیاقتوں اور فن میں مزارستوں پر نظر رکھیں تو ہمارے عزیز طارق سلطان پوری ان کثیر تعداد پر گویا سبقت لے جاتے ہوئے منظور ہیں۔ وہ اس دَور کے عمدہ ترین بلکہ امیر ترین تضمین نگار ہیں'' آپ کا مقالہ صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲ پر موجود ہے۔

آگے جائیں تو دنیائے رضویات اور اہل سنت کی نمائندہ شخصیت صاحبزادہ علامہ سیّد وجاہت رسول قادری کا ایک گراں قدر مقالہ۔

''ما حلقہ بگوش سخن عشق وجنونیم'' (طارق سلطان پوری۔ دبستان رضا کا گلِ سر سبد) لیے کھڑے ہیں۔ آپ کا مقالہ مفصل اور جامع ہے۔ آپ نے اس میں نعت کی پوری تاریخ

دے دی ہے اور میدانِ نعت میں حضرت طارق سلطان پوری کا مقام بھی واضح فرما دیا ہے۔
آپ نے یہ مقالہ حقائق کے اجالے میں لکھا ہے۔ ہر بات حوالہ اور سند کے ساتھ لکھی ہے۔
آپ کے دوستی وحوالہ جات کی تعداد ۵۴ ہے۔ اس سے ثابت ہوا آپ نے نہایت محنت سے
یہ مقالہ ترتیب دیا ہے۔ یاد رہے آپ کا یہ مقالہ پہلے ماہنامہ "معارف رضا" کراچی دسمبر
۲۰۰۸ء میں اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "بلاشبہ طارق کا کلام ایسا ہے کہ
عصرِ حاضر کے ممتاز نعت گو شعرا کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ طارق مزاجاً نہایت خلیق،
منکسر المزاج، درویش صفت انسان ہیں۔ ذکر و فکر مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمہ
وقت مستغرق رہنا ان کی زندگی کا شعار ہے۔ طبیعتاً شہرت گریز ہیں"۔

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمتہ اللہ علیہ "جہان رضا" کے ایک درخشندہ ستارے
ہیں۔ "چہار درویشوں" کے یار تھے۔ جب بھی ان چہار درویشوں میں سے کوئی آپ کی
خدمت میں پہنچتا تو آنکھیں فرش راہ بچھا دیتے تھے۔ آپ اس "بزم طارق" میں کیسے غیر حاضر
رہتے۔ آپ نے بھی "نذرانہ بخدمت طارق سلطان پوری، طارق اہل سُنّت" پیش کیا ہے۔
آپ کا نذرانہ صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۰ پر موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "محمد عبد القیوم طارق سلطان
پوری اہل سُنّت کے آسمان شعری صحافت کے درخشاں ستارہ ہیں۔ آپ کے قلم وفکر نے اہل
سُنّت کی کتب اور رسائل کے صفحات کو اپنے اشعار سے مزین کیا ہے۔ وہ شعر وادب میں خاص
مقام رکھتے ہیں۔ خصوصاً تاریخ گوئی اور مادہ تاریخ کے استخراج میں کمال رکھتے ہیں"۔

ان کے "نذرانہ عقیدت" کے ساتھ سفیر کتاب صوفی محمد مقصود حسین قادری اویسی کا
مختصر تاثر بھی دیا گیا ہے۔ "سفیر کتاب" اسم بہ مسمیٰ ہیں آپ کتابیں اٹھائے دور دراز کا سفر
کرتے ہیں اور اہلِ علم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ کے یہاں بھی قدم رنجہ فرماتے
رہے اور اس فقیر اور طارق سلطان پوری کو کتابوں کے تحائف عنایت فرماتے رہے آپ
فرماتے ہیں: "مجھے تین مرتبہ حسن ابدال اور دو مرتبہ راولپنڈی میں ان سے ملاقات کا اعزاز

ملا۔ میں نے ہر مرتبہ انھیں شفیق، مہربان اور کریم پایا"۔

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ محمد آصف ہزاروی کا مقالہ "الطارق النجم الثاقب" صفحہ ۱۶۱ تا
صفحہ ۱۶۸ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ آپ نے قرآن کریم سے طارق کی وضاحت وتشریح پیش
کی۔ کتاب "فیضان شیخ القرآن" کے حوالے سے حضرت طارق سلطان پوری نے شیخ
القرآن علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کے مناقب، قرآنی مادہ ہائے تاریخ وصال اور ماہ
وصال کے آئینہ میں، کے عنوان سے حیات شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک سال کے
حساب سے اور اساتذہ کرام کے ناموں کی مناسبت سے جو مادہ ہائے تاریخ استخراج کیے ہیں
ان کو بھی زیر بحث لاتے ہیں اور کچھ مادے اور قطعات بھی دیے ہیں۔ اسی طرح حضرت
طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ القرآن علیہ الرحمہ کے برادر اصغر ابو المعانی
مولانا غلام ربانی علیہ الرحمہ کی سوانح "فیضان گوہر" اور اپنی والدہ ماجدہ کے قطعات کو بھی زیر
بحث لائے ہیں۔ آپ کی نعت اور تضمین نگاری کو بھی سراہا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:
"مولانا عبد القیوم طارق سلطان پوری کا شمار دور حاضر کے بڑے نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔
ان کی نعتیں جہاں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں وہاں وہ بمعنی
طارق وہ ستارہ جس سے شیاطین کو بھگایا جاتا ہے اس لحاظ سے دیکھیں تو وہ اعلیٰ حضرت الشاہ
امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی نعتوں کے ذریعے عقائد
اہل سنت کے اظہار کے ساتھ ساتھ بدعقیدہ لوگوں کے باطل اور ناپاک عزائم کی خوب مذمت
کرتے ہیں"۔

اس کے بعد عمدۃ المحققین علامہ پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ کا مختصر تاثر دیا گیا ہے۔
اصل میں حضرت طارق سلطان پوری کی پہلی تضمین "باران رحمت" کے بارے میں حضرت
آسی علیہ الرحمہ نے راقم کی تحریک پر مقالہ "سلام رضا کی دل کشی و دل آویزی" لکھا تھا جو
"جواہر تضمین" (مرتبہ از راقم) (رضا اکیڈمی لاہور ۲۰۰۵ء) کے صفحہ ۶۴ تا ۶۶ پر موجود ہے۔

یہ اقتباس مقالے کے آخر سے لیا گیا ہے لیکن حوالہ نہیں دیا گیا۔ اصل ماٰخذ کا حوالہ دینا از بس ضروری ہے۔ ؎۱ بہر کیف اس اقتباس میں حضرت آسی علیہ الرحمہ نے حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ کی پہلی تضمین کو سراہتے ہوئے آپ کو بلند پایا اور کہنہ مشق شاعر قرار دیا ہے۔

صفحہ ۱۶۹ پر ''قولِ صادق'' کے تحت حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی جو بزرگ عالمِ دین، حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ ہیں اور مفتی اعظم ہند اور محدث اعظم پاکستان کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ کے مختصر تاثرات نمبر کی زینت ہیں۔ آپ نے حضرت طارق سلطان پوری کو شاعر اہل سنت، نازشِ ملک وملت قرار دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: ''یہ ان کا خصوصی جوہر ہے کہ وہ اپنے کلام میں بحساب ابجد تاریخ ضرور رقم کرتے ہیں اور یہ شرف بہت کم ہی نصیب ہوتا ہے ہر کسی شاعر کے بس کی بات نہیں''۔

صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۱ پر ''محترم طارق سلطان پوری۔۔۔ایک قادر الکلام شاعر'' کے عنوان سے علامہ صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری کے خیالات وجذبات موجود ہیں۔ حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ کا آپ سے رابطہ باضابطہ رہا۔ آپ ''نور الحبیب'' میں اپنا کلام اور قطعات و مادے باقاعدگی سے ارسال فرماتے رہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں: ''محترم طارق سلطان پوری غزل کے راستے سے نعت گوئی کے میدان میں اترے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ انھوں نے اپنی زندگی مدح سرکار ﷺ کے لیے وقف کردی ہے۔ وہ محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اور آدابِ نعت کے قرینوں سے واقف ہیں''۔

تاریخ گوئی کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''میری نظر میں وہ فی الوقت اس فن کے استاد اور امام ہیں''۔ صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۴ پر ''یکجائی فنون'' کا عنوان لیے خواجہ غلام قطب الدین فریدی کھڑے ہیں۔ آپ شاعر، ادیب، قلم کار ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''ان کے کلام میں بادۂ عرفان کی ابدی سرمستی وسرور کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ یوں انھوں نے نعت نگاری اور تاریخ گوئی کی معتبر وار اور معجز نما روایات کے امین ہونے کا سہرا اپنے سر سجا لیا ہے''۔

صفحہ ۱۷۴ پر مرکزی جماعت اہل سنت آزاد جموں وکشمیر کے صدر الحاج ملک محمد جمیل اقبال کے مختصر تاثرات موجود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''میں اہل سنت کی عظیم علمی شخصیت حضرت طارق سلطان پوری کی گراں قدر تاریخی اور علمی خدمات کا نہ صرف معترف ہوں بلکہ ان کا تصور کر کے خوش گوار حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ وہ اس قدر لکھتے ہیں کہ یقین نہیں آتا کہ واقعی یہ فردِ واحد کا کام ہے''۔

صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۶ پر ''سونے جیسا انسان'' کا عنوان لیے ممتاز عالم دین علامہ مفتی سیّد شاہ حسین گردیزی اپنے ممدوح حضرت طارق سلطان پوری کو خراجِ تحسین کررہے ہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے: ''جناب طارق سلطان پوری صوری اور معنوی خوبیوں کا ایک حسین مرقع ہیں اور اس گلدستہ جمال کی ایک خوبی ایسی ہے جسے ہم ''لفظی خوبی'' سے تعبیر کرتے ہیں یعنی ان کے پاس الفاظ وکلمات کو موتیوں کی طرح دھاگے میں پرونے کا ہنر بھی موجود ہے جو کسبی نہیں وہبی خوبی ہے لیکن اس وہبی عطیہ میں انھوں نے اپنی محنت ومشقت سے کمال پیدا کر کے تاریخ گوئی کو اس میں شامل کر کے ایک ایسا حسین امتزاج کرلیا ہے جو انھیں دوسرے بے شمار ''اہل الفاظ'' سے ممتاز کرتا ہے''۔

صفحہ ۱۷۶ پر ڈاکٹر سرفراز احمد پیر سیفی کے مختصر تاثرات دیتے لکھتے ہیں؟

صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۸ پر دنیائے نعت کی نامور علمی شخصیت راجا رشید محمود ''صاحب علم و دانش'' کے عنوان سے مقالہ پیش فرما رہے ہیں۔ حضرت طارق سلطان پوری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ''محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری دورِ حاضر میں نعت و منقبت کی ماؤنٹ ایورسٹ پر ایک ہاتھ میں قرآن واحادیث سے استفادے کا علم اٹھائے

؎۱ واقعی یہ درست ہے، لیکن اسی طرح کے بعض اعتراضات بہت سارے اہل قلم کو فاضل مقالہ نگار سے بھی ہیں کہ وہ حوالہ اٹھا تو لیتے ہیں لیکن حوالہ اپنے مرجع کے بجائے اصل ماخذ کا دے کر اپنے پایۂ تحقیق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

ہوئے ہے تو دوسرے ہاتھ میں تاریخ گوئی کی منفرد کتاب رکھتا ہے"۔

صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰ پر خواجہ رضی حیدر جو حضرت محدث سواتی علیہ الرحمہ کے نبیرہ ہیں، حاضر ہیں۔ آپ کے مقالے کا عنوان "کمالِ ہنر کی ایک اعلیٰ مثال" ہے۔

آپ حضرت طارق سلطان پوری کی تاریخ گوئی کو سراہتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہمہ وقت الفاظ کے بطن سے اعداد کو برآمد کرنا پھر ان اعداد کی جمع و تفریق اور تخرجہ و تخلیص سے اپنے معنوی ہدف تک رسائی حاصل کرنا ان کا مشغلۂ روز و شب ہے"۔

ملک محمد محبوب الرسول قادری ان چہار درویشوں میں سے ایک ہیں جو کارِ رضا، کارِ طارق میں مصروف ہیں آپ نا صرف بزمِ انوارِ رضا جوہر آباد بلکہ اس "بزمِ طارق" کے بھی روحِ رواں ہیں۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ آپ خود "بزم طارق" (حضرت طارق سلطان پوری نمبر) میں غیر حاضر رہتے۔ آپ ایک مقالہ ایک "راسخ العلم' باعمل منفرد ہستی" لے کر حاضر ہیں۔ آپ کا مقالہ صفحہ ۱۸۱ تا صفحہ ۱۹۰ پر مشتمل ہے۔ آپ نے مختصر' مگر جامع انداز میں حضرت طارق سلطان پوری کے احوال و آثار' نعت گوئی' تاریخ گوئی اور مناقبت کا خوب احاطہ کیا ہے۔ آپ کے والد گرامی غازیٔ اسلام ملک عبدالرسول قادری علیہ الرحمہ (۲۹ ربیع الثانی م ۱۴۲۹ھ/۶ مئی ۲۰۰۵ء) سے ختمِ چہلم کے موقع پر ۱۴ جون ۲۰۰۸ء کو حضرت طارق سلطان پوری جوہر آباد حاضر ہوئے اور "فکر آخرت کانفرنس" میں حضور سیّدنا غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک طویل منقبت پیش کی۔ ملک محمد محبوب الرسول قادری نے اپنے مقالے میں اس واقعہ کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے اور آپ کی پوری منقبت کو بھی مقالے کی زینت بنایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "انھوں (طارق سلطان پوری) نے حضور غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت پیش کی جس کے دوران شرکا کی کیفیات کا منظر دیدنی تھا' منقبت کے مضامین بھی الہامی محسوس ہوتے ہیں"۔

منقبت کا مطلع کچھ اس طرح ہے۔

نام جس نے بھی لیا بغداد کی سرکار کا — فضل اس پر ہو گیا بغداد کی سرکار کا

مقطع ملاحظہ فرمایئے!

میں نے طارق جو کہا ہے وہ نہیں عشرِ عشیر — ہے مقام اتنا بڑا بغداد کی سرکار کا

صفحہ ۱۹۰ کے آخر پر "اعتذار" کے عنوان سے "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" کے سلسلہ میں بعض مضامین کمپوزنگ کے مختلف مراحل میں تلف ہونے پر شریک اشاعت نہ ہونے پر "معذرت" ہے۔ بالخصوص محمد نواز کھرل کی خوب صورت تحریر بھی ضائع ہونے پر معذرت کی گئی ہے۔ اے کاش اگر یہ مضامین ضائع نہ ہوتے تو "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" اور زیادہ وقیع اور ضخیم ہوتا! لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

مولانا محمد منشا تابش قصوری "سلطان الشعرا" کا عنوان لیے حاضر ہیں آپ نے مختلف شعرا کا احسن انداز میں ذکر کرتے ہوئے عصر حاضر کے شعرا میں حضرت طارق سلطان پوری کا ذکر نمایاں طور پر کیا ہے اور آپ کو "سلطان الشعرا" کا لقب عنایت کیا ہے۔ یقیناً یہ آپ کی طرف سے حضرت طارق سلطان پوری کو زبردست خراج تحسین ہے۔ صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۴ پر آپ کا یہ مقالہ موجود ہے۔

صدیق صابر ایاز، کاروان ادب حسن ابدال کے صدر ہیں۔ آپ کا ایک مختصر سا تأثر بھی صفحہ ۱۹۴ کے آخر میں ملتا ہے۔ آپ ہمارے اور حضرت طارق سلطان پوری کے رفیق خاص اور جلیس مجلس ہیں۔ ہم دونوں (حضرت طارق اور راقم) اکٹھے ان کے ہاں حاضر ہوتے اور پھر خوب محفل جمتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں: "جناب طارق سلطان پوری ہمہ جہت شخصیت ہیں' ایک نعت گو شاعر کے طور پر ان کی شہرت علمی و ادبی حلقوں میں اپنے عروج پر ہے"۔

ادارہ پاکستان شناسی لاہور کے روح رواں ظہور الدین خان امرتسری نے "عبدالقیوم طارق سلطان پوری" کے عنوان سے آپ کی تاریخ گوئی پر اپنا مختصر تاثر پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "جناب طارق سلطان پوری کے کلام میں ملی تقاضوں' امنگوں اور قائدین سے

وابستہ امیدوں کا جا بجا تذکرہ ملتا ہے۔ جس سے ان کے حساس دل میں موجزن قومی درد کو محسوس کیا جاسکتا ہے''۔ آپ کی یہ تحریر صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۶ پر موجود ہے۔

علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری' مصنف' دانشور ہیں اور ماہ نامہ ''سوئے حجاز'' کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ ''طارق سلطان پوری ایک منفرد شاعر'' کے نام سے آپ کا مقالہ صفحہ ۱۹۷ تا صفحہ ۱۹۹ پر موجود ہے۔ آپ نے مقالے میں حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری' اردو کے علاوہ فارسی پر آپ کی دسترس کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ''قادر الکلام شاعر'' قرار دیا ہے۔

صفحہ ۱۹۹ کے آخر میں صوفی محمد یٰسین نقش بندی ایڈووکیٹ کے مختصر تاثرات ہیں۔ انہوں نے آپ کی تضمین نگاری کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ایک دَور تھا کہ صوفی محمد یٰسین نقشبندی ''مجلس رضا واہ کینٹ کے تحت کنز الایمان پاروں کی صورت میں شائع کر کے تقسیم کرتے تھے اور دن رات ''کارِ رضا'' میں نہیں تھکتے تھے لیکن جب سے ایڈووکیٹ بنے سب کچھ بھلا بیٹھے۔ کاش ہمیں مجلس رضا والے ''محمد یٰسین'' واپس مل جائیں!

خطیب پاکستان علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فرزند خطیب العصر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی سے حضرت طارق سلطان پوری کے گہرے روابط تھے۔ آپ تقریباً ہر سال ان کے والد گرامی کا قطعہ تاریخ وصال لکھ کر کراچی بجھوایا کرتے تھے اور کتابی سلسلہ ''الخطیب'' میں چھپتے تھے۔ آپ کا مختصر سا مضمون ''فن تاریخ گوئی میں قابل فخر سپوت'' صفحہ ۲۰۰ پر ملتا ہے۔ حالانکہ آپ کو حضرت طارق سلطان پوری کے حوالے سے مفصل اور جامع مقالہ لکھنا چاہیے تھا۔ لیکن ایسا نہ ہوسکا۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے جنرل سیکرٹری اور ''معارف رضا'' کے مدیر ہیں۔ آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں خوب لکھتے ہیں۔ آپ کا مقالہ ''اہل اللہ کا مُحب۔۔۔ طارق سلطان پوری'' صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵ پر اس نمبر کی زینت ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے مقالے میں حضرت طارق سلطان پوری کے

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے احباب سے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور ادارہ کے اکثر مرحومین کے وصال پر آپ کے قطعات تاریخ وصال کا احاطہ کیا ہے۔ ان میں بانیٔ ادارہ مولانا سیّد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ (م ۱۹۹۲ء/۱۴۱۲ھ) سرپرست ادارہ علامہ شمس الحسن بریلوی علیہ ارحم (م ۱۹۹۷ء/۱۴۱۷ھ) کے بارے میں تاریخی مادے اور قطعات وصال بطور نمونہ دیے ہیں۔ اسی طرح ''معارف رضا'' کے مختلف شماروں کے بارے میں بھی آپ کے چند قطعات دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''احقر نے مشاہدہ کیا کہ طارق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تاریخ فن گوئی میں ملکہ عطا فرمایا ہے اور فی البدیہہ تاریخی مادہ نکالنا ان کے لیے سیکنڈوں کا کام ہے۔ حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ خود بھی اس ''بزم طارق'' (خصوصی اشاعت) میں خاموش نہ رہ سکے۔ آپ آگے بڑھے اور ''میرا سلطان پور'' کے عنوان سے اپنے آبائی گاؤں کی مختصر تاریخ صفحہ ۲۰۶ تا ۲۰۷ قلم بند کر دی اور ساداتِ سلطان پور کی علم پروری' درس و تدریس اور ان کی مسلّمہ عظمت کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہے۔ اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالعزیز یوسف زئی علیہ الرحمہ (م ۱۹۷۹ء/۱۳۹۹ھ) کے بارے میں فرماتے ہیں: ''عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا خاص وصف تھا' عمر کا زیادہ عرصہ تبلیغ دین میں گزارا۔ برصغیر کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو جہاں انھوں نے دین کی خدمت کے لیے قیام نہ کیا ہو''

آپ کی یہ تحریر ''میرا سلطان پور'' اردو ادب کے ایک اہم نثری' نثر پارہ سے کم نہیں۔ اسی طرح اگر آپ کے دیگر نثری مضامین و مقدمات کو بھی یکجا کیا جائے تو اردو ادب کی نثر میں ایک گراں قدر اضافہ ہوسکتا ہے۔

نامور محققِ نعت، نعت گو، نعت خواں اور مدیر اعلیٰ ''نعت رنگ'' کراچی سیّد صبیح الدین صبیح رحمانی کا نہایت مختصر تاثر صفحہ ۲۰۷ کے آخر پر موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''انھوں نے غزل سے سیاسی نظموں تک اور یوں نعت گوئی سے تاریخ گوئی تک جو تحقیقی سفر طے کیا ہے وہ

نہایت آبرومندانہ ہے بالخصوص ان کا نعتیہ کلام ہمیں ان کی صفائی قلب اور طہارتِ فکر کا احساس دلاتا ہے''۔

صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۲ پر راجا نور محمد نظامی اپنا مقالہ ''جناب طارق سلطان پوری اور سلطان پور کی علمی و ادبی تاریخ'' لیے حاضر ہیں۔آپ نے اس مقالے میں سلطان پور کی علمی و ادبی تاریخ سے روشناس کرایا ہے۔آپ نے حقائق کے اجالے میں ثابت کیا کہ سلطان پور کی تاریخ بڑی قدیم ہے۔یہ گاؤں ہمیشہ علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ساداتِ سلطان پور اور حضرت طارق سلطان پوری خود اور آپ کے اجداد نے اس چھوٹے سے گاؤں کو آسمانِ شہرت کی بلندیوں تک پہنچایا ہے۔

سلطان پور ''حسن ابدال'' کا ایک خوب صورت گاؤں ہے۔کچھ اپنے اس شہر کے بارے میں بھی حضرت طارق سلطان پوری نے منظوم تاثر صفحہ ۲۱۳ تا صفحہ ۲۱۴ پر ''ابدالوں کا شہر۔حسن ابدال'' کے عنوان سے ۱۲۱ اشعار میں پیش فرمایا ہے۔

اس کا مطلع ملاحظہ فرمائیے:

سبزہ و گل کا دیار دل کشا و دل نشیں
اس کے دیدہ زیب چشمے باغ ہیں اس کے حسین

مقطع دیکھیے:

اس کے گھر،اس کے چمن،اس کی فضا،اس کی ہوا
رکھ انھیں اپنی اماں میں اے خدائے مصطفیٰ

صفحہ ۲۱۵ پر شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات ہیں۔ان میں عالمانہ اور ادیبانہ رنگ پایا جاتا ہے۔اس میں آپ نے راقم کو بھی اپنا ''محترم دوست'' کہہ کر یاد فرمایا ہے۔حضرت طارق سلطان پوری علیہ الرحمہ کے بارے آپ فرماتے ہیں:''نعت،غزل،نظم،تضمین،منظوم تقریظ جس طرف وہ توجہ کرتے ہیں ان کا قلم اسی میدان

میں رواں دواں ہو جاتا ہے،تاریخ گوئی میں انھیں قابل قدر مہارت حاصل ہے۔میدان شعر و سخن کا شہسوار ہونے کے باوجود ان میں غرور و تکبر نام تک نہیں''۔

صفحہ ۲۱۶ پر محقق،مصنف پیر سیّد محمد فاروق القادری کا مختصر سا مضمون ''طارق سلطان پوری،تعمیری فکر کا قادر الکلام شاعر'' پڑھنے کو ملتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:''طارق سلطان پوری راست فکر کے حامل ہیں وہ محسوسات مشاہدات اور تجربات کو خوب صورت انداز کے ساتھ اشعار میں ڈھالتے ہیں''۔صفحہ ۲۱۷ تا ۲۱۸ پر جمیل العلما علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی کا مقالہ ''افقِ علم و فضل کے نیّرِ تاباں'' نمبر کی زینت ہے۔آپ فرماتے ہیں:''اگر اس کو مبالغہ آرائی سے تعبیر نہ کیا جائے تو احقر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ اس وقت موصوف کو مولائے کریم نے تاریخ گوئی اور مادہ ہائے تاریخ کے استخراج میں جو درک و کمال عطا فرمایا ہے وہ اس دور میں کم لوگوں کو حاصل ہے''

صفحہ ۲۱۸ کے آخر میں ایوارڈ یافتہ کتاب سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنف علامہ قاضی عبدالدائم دائم نقشبندی کے مختصر تاثرات ہیں اصل میں یہ آپ کے ایک مکتوب گرامی سے لئے گئے ہیں جو آپ نے ۳۰ جولائی ۲۰۰۲ء کو سیّد محمد عبداللہ قادری کے نام ارسال کیا تھا۔آپ فرماتے ہیں:''طارق صاحب کے اشعار میں ایک پر کیف درد اور ایک لذت آمیز سی کسک پائی جاتی ہے۔جسے ہر پڑھنے والا اور سننے والا بخوبی محسوس کر سکتا ہے''۔

صفحہ ۲۱۹ پر علامہ محمد ظہیر عباس قادری جو روحانی طبیب،خطیب اور دینی سکالر ہیں،کا مختصر مضمون ''قابل قدر یگانہ روزگار شخصیت'' موجود ہے۔آپ فرماتے ہیں:''فن تاریخ گوئی پر جتنا حضرت طارق سلطان پوری کا کام ہے۔اس کو دیکھتے ہوئے اگر انھیں فی زمانہ فن کا استاد اور فن تاریخ گوئی کا امام کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا''

علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی جو دینی سکالر،عالم،محقق،مصنف،خطیب اور ''کاروان قمر'' کے مدیر اعلیٰ ہیں۔صفحہ ۲۲۰ اور ۲۲۱ پر آپ کا مقالہ ''جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

سچے مُحب'' نمبر کی زینت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''طارق سلطان پوری صاحب کی نعت شریف پڑھتے وقت یہ یقین پختہ ہوتا ہے کہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ جان دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے اور صحیح العقیدہ مُحِب ہیں''۔

صفحہ ۲۲۱ کے آخر میں غیر مسلموں کی نعت نگاری کے نامور محقق علامہ نور احمد میرٹھی کے مختصر تاثرات دیے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''طارق سلطان پوری نے جس مشنری جذبے اور کمال استغنیٰ کے ساتھ اس صنف سخن میں مثالی کردار ادا کیا ہے اور شہرت دوام حاصل کی ہے وہ بجائے خود ایک زندہ کرامت ہے۔ ذاتی زندگی میں حضرت طارق سلطان پوری کو ایک درویش خدامست کی ہستی حاصل ہے''

صفحہ ۲۲۴ پر خانقاہ عالیہ بہاری شریف کشمیر کے سجادہ نشین پیر سیّد فیض الحسن شاہ بخاری کا مضمون ''طارق سلطان پوری۔۔۔ ہمارا عظیم اثاثہ'' پڑھیئے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں:

''طارق سلطان پوری کا وجود ہمارے ملک وملت کا عظیم اثاثہ ہے''۔

صفحہ ۲۲۳ اور ۲۲۴ پر بین الاقوامی شہرت یافتہ نعت گو شاعر ریاض حسین چودھری اپنا مقالہ ''قافلۂ عشق کے ہراوّل دستے کا مسافر'' لیے حاضر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''اس قافلۂ عشق کے ہراول دستے میں محمد عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری بھی شامل ہیں۔ ان کی دونوں ہتھیلیوں پر بھی حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ روشن ہیں۔ ان کی نعت حاضری اور حضوری کی دل نواز کیفیتوں کا خوب صورت مرقع ہے''۔

صفحہ ۲۲۴ کے آخر میں استاذ العلما علامہ محمد عبدالحق بندیالوی کے مختصر تاثرات وجذبات موجود ہیں۔ ان پر ایک نظر ڈالتے جائیں۔ ''تاریخ گوئی میں ہمارے معاصر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو اللہ تعالیٰ نے جو ملکہ اور قابلیت ودیعت فرمادی ہے۔ اس نے انھیں ایک منفرد اور قابل رشک ہستی بنادیا ہے''۔

صفحہ ۲۲۵ اور ۲۲۶ پر شاعر حمد ونعت' جہان حمد کراچی اور ارمغان حمد کراچی کے مدیر طاہر

حسین طاہر سلطانی اپنا مقالہ ''تاریخ گوئی کے حوالے سے ایک اہم نام۔ عبدالقیوم طارق سلطان پوری'' لیے موجود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''ممتاز شاعر عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری کو تضمین نگاری اور تاریخ گوئی میں ملکہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تضمین نگاری اور تاریخ گوئی کے حوالے سے طارق سلطان پوری کا کام اور نام ہمیں نظر آتا ہے''۔

صفحہ ۲۲۶ پر محقق ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کے مختصر تاثرات ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''جناب طارق سلطان پوری کو بخیلی کے اس دَور میں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انھوں نے اس فن (تاریخ گوئی) کو مرنے نہیں دیا بلکہ اس کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا' عصر حاضر میں یہ ایک ایسی فنی خدمت ہے جس پر فن بھی جس قدر ناز کرے کم ہے''۔

صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸ پر حکیم سیّد اعجاز علی رامپوری مدیر ماہ نامہ ''چراغ راہ'' حسن ابدال کے تاثرات وجذبات دیے گئے ہیں۔ حضرت طارق سلطان پوری اور راقم دونوں ان کے ہاں اکٹھے حاضر ہوتے اور پھر علمی ادبی محفل جمتی تھی آپ نے اپنے تاثرات میں حضرت طارق سطان پوری سے اپنے تعلقات کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''میں نے ماہ نامہ ''چراغ راہ'' شروع کیا تو اس میں مسلسل ان کی نعتیں شائع ہورہی ہیں، ان کی نظر عنایت ہے کہ وہ اپنا کلام شائع کرنے کے لیے فقیر کو دیتے ہیں۔ ان کی وجہ سے حسن ابدال کی علمی وادبی محفل میں جان ہے''۔ مزید فرماتے ہیں: ''طارق صاحب میری ہر طرح کی معاونت کرتے ہیں' مفید مشوروں سے نوازتے ہیں۔ جب بھی حسن ابدال (آپ عمر کے آخر میں واہ کینٹ منتقل ہوگئے تھے) آئیں تو میرے مطب (دواخانے) پر ضرور تشریف لاتے ہیں اور چند گھنٹے بیٹھتے ہیں' علمی باتیں کرتے ہیں۔ حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے ہیں''۔ صفحہ ۲۲۸ کے آخر میں فضل الرحمٰن راول پنڈی نے چار سطری تاثرات میں آپ کو شاعری کا سلطان کہا ہے۔

صفحہ ۲۲۹ پر مولانا قاری بشیر احمد فریدی کی رائے ''ایک درخشندہ ستارہ'' کے عنوان سے

ہے۔آپ فرماتے ہیں: ''عصر حاضر کے ان خادمین اسلام میں ایک درخشندہ نام محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری کا ہے'ایک عرصہ سے راقم ان کی منظوم تحریروں سے اپنے ایمان وایقان کو سامانِ جلا دیتا رہا ہے''۔

صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۱ پر جامعہ اسلامیہ لاہور کے ناظمِ تعلیمات ابوعبداللہ علامہ محمد ریاض قصوری ''شعراءِ متقدمین کی خوب صورت ''تصویر'' لے کر حاضر ہیں۔آپ فرماتے ہیں: ''علم الاعداد کے ماہر قادرالکلام شاعرمحترم جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری بلا مبالغہ اس دور کے ایسے باکمال شاعر ہیں جن سے متقدمین شعرا کی جامع اور متنوع زندگیوں کی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے''۔

صفحہ ۲۳۲ تا ۲۳۴ پر جامعہ رضویہ ضیاالعلوم راول پنڈی کے مدرس اور شعلہ بیان خطیب مولانا سیّد امتیاز حسین شاہ کاظمی'' طارق سلطان پوری سے پہلی ملاقات'' کی تفصیل سناتے ہیں اور پہلی ملاقات ہی میں آپ کے گرویدہ ہوکر رہ جاتے ہیں اور نہایت افسوس سے کہتے ہیں: ''افسوس! ہم اس دُرِّ نایاب اور گوہرِ بے بہا کی کما حقہ قدر نہ کرسکے''۔

صفحہ ۲۳۴ کے آخر میں ماہر تعلیم' شعلہ نوا خطیب علامہ صاحبزادہ پروفیسر محمد ظفرالحق بندیالوی نے اپنے مختصر خیالات وجذبات کا اظہار نہایت دل نشیں انداز میں فرمایا ہے۔

صفحہ ۲۳۵ پر مجلّہ ''معین الاسلام'' بیر بل شریف کے رئیس القلم پروفیسر محمد نصراللہ معینی نے اپنے جذبات محبت کا اظہار'' دل میں اتر جانے والی حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار عظیم شخصیت'' کے عنوان سے فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں: ''جناب طارق سلطان پوری کو دیکھیں تو تواضع اور حسن اخلاق کا پیکر' ملیں تو دل میں اتر جانے والی شخصیت اور سنیں تو حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اور امت کے درد میں بے قرار شاعر نغمہ سَرا جس کے بہار آفریں لب ولہجہ سے من کی دنیا مہکنے لگتی ہے''۔

صفحہ ۲۳۶ پر پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد'' بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض

یافتہ'' کے عنوان سے خامہ فرسا ہیں۔آپ فرماتے ہیں: ''جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری ہمارے ان چند گنے چنے دوستوں میں سے ہیں جنھیں دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور حقیقی روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے''

صفحہ ۲۳۷ پر پروفیسر ڈاکٹر طاہر مسعود قاضی نے آپ کے منظوم سفرنامہ کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔آپ کے جذبات کا عنوان ''تجلیات حرمین'' ایک روحانی سفرنامہ'' ہے۔آپ کے یہ جذبات اگر حضرت طارق سلطان پوری کی تصانیف وتالیف کے بارے میں قائم کیے گئے باب میں دیے جاتے تو حسن ترتیب خوب رہتی۔

مشہور زائر افتخار احمد حافظ قادری' صاحب تصانیف ''زیارت مقدسہ'' ''مبارک باد'' کا عنوان لیے حضرت طارق سلطان پوری کی خدمات پر انھیں مبارک باد دے رہے ہیں۔ صفحہ ۲۳۹ اور ۲۴۰ پر یہ ''مبارک باد'' نمایاں ہے۔آپ نے ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کی زبانی حضرت طارق سلطان پوری کی مدح سرائی ان الفاظ میں سُنی: ''ایسے افراد صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں''

آپ کی بیس کتابوں پر حضرت طارق سلطان پوری نے قطعات رقم فرمائے ہیں۔ حافظ صاحب خود فرماتے ہیں: ''یہ امر میرے لیے باعث شرف ہے کہ جناب طارق سلطان پوری صاحب نے اس بندہ کی ۲۰ عدد کتابوں پر انتہائی ذوق وشوق اور محبت وفراوانی کے ساتھ اشعار تحریری فرمائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔قحط الرجال کے اس دَور میں آپ کا وجود ایک نعمت سے کم نہیں''۔

صفحہ ۲۴۰ ہی کے آخر میں سیّد انور علی انور ایڈووکیٹ کراچی کے مختصر تاثرات ہیں۔آپ فرماتے ہیں: ''محترم طارق سلطان پوری صاحب کا کلام پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایسا باکمال اور قادرالکلام شاعر ۶۱ سال کی عمر تک گوشہ گمنامی میں رہا' آپ نے انھیں متعارف کروا کر دنیائے شعروادب پر احسان کیا ہے۔ان کے کلام میں بلا کی سادگی' صفائی' روانی اور بے ساختگی ہے

انھیں حرف وبیان پر پوری قدرت حاصل ہے''

صفحہ۲۴۱ تا ۲۴۳ پر پشاور سے پیر سیّد محمد امیر شاہ گیلانی علیہ الرحمہ کے مرید صادق سیّد محمد انور شاہ بخاری قادری ''الحسن'' اور طارق سلطان پوری'' کا عنوان لیے حاضر ہیں۔آپ نے اپنی یادوں کے دریچوں سے ''الحسن'' سے حضرت طارق سلطان پوری کے روابط کی کہانی سنائی ہے۔''مشائخ قادریہ حسنیہ'' کے بارے میں جب حضرت طارق سلطان پوری کے قطعات حضرت پیر سیّد محمد امیر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمائے تو آپ کو یوں داد وتحسین دی: ''ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طارق سلطان پوری صاحب کے دماغ میں تاریخ گوئی کی مشین لگی ہوئی ہے''

صفحہ۲۴۳ ہی کے آخر میں مقتدرہ قومی زبان اردو اسلام آباد کے سابق صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی کے نہایت مختصر، مگر مفید تر تاثرات نمبر کی زینت ہیں یہاں آپ کا صرف ایک جملہ ملاحظہ فرمایئے: ''طارق سلطان پوری جیسے لوگ قوموں کے لیے نیک نامی کا استعارہ اور بہترین سرمایہ ہوتے ہیں''۔

صفحہ۲۴۴ اور ۲۴۵ پر ''عقیدت'' سرگودھا کے مدیر ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم ''طارق سلطان پوری کمال فن کی بلندیوں پر فائز شاعر'' قرار دیتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں: ''جس موضوع پر ان کا قلم اٹھتا ہے وہ موضوع بھی مسکرانے لگتا ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لفظ ہاتھ باندھ کر ان کے آگے کھڑے ہیں اور وہ جب چاہتے ہیں آسانی کے ساتھ انھیں اپنے خوب صورت اور پرتاثیر اشعار کی دیدہ زیب لڑیوں میں پروتے چلے جاتے ہیں''

صفحہ۲۴۵ کے آخر میں مشہور روحانی شخصیت پیر ڈاکٹر سیّد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے مختصر تاثرات اس نمبر کے وقار میں اضافہ ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: ''علامہ طارق سلطان پوری کا نام میرے لیے نیا ہرگز نہیں وہ اہل سُنّت کی ایک اہم ادبی وعلمی شخصیت ہیں۔فن تاریخ گوئی میں ان کی دسترس قابل رشک ہی

نہیں بلکہ باعثِ افتخار بھی ہے۔سنجیدگی وقناعت اور سادگی جیسی خوبیاں ان کی شخصیت کو مزید نکھارتی ہیں''

صفحہ۲۴۶ پر ''تسخیر'' لاہور کے مدیر کے سیّد احسان احمد گیلانی نے حضرت طارق سلطان پوری کو ''حکومتی سطح پر پذیرائی کی مستحق ہستی'' قرار دیا۔آپ فرماتے ہیں: ''حضرت طارق سلطان پوری اس سے کہیں زیادہ خراج تحسین کے مستحق ہیں بلکہ ایسے عظیم لوگوں کی حکومتی سطح پر پذیرائی ہونی چاہیے یہ لوگ ہمارا اثاثہ ہیں اور ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں''

صفحہ۲۴۷ پر کراچی کے معروف نعت گو اور خطیب مولانا محمد حفیظ نقشبندی نے آپ کو ''نابغۂ روزگار ہستی'' قرار دیا ہے۔آپ فرماتے ہیں: ''جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے کلام میں موجود ہے۔سوز وگداز، سادگی، نغمگی اور جذبے کی سرشاری ان کے ہر شعر میں موجود ہے۔ان کے اردو الفاظ پر نگاہ کریں تو ایسا لگتا ہے جیسے مسلکِ عقیدت میں موتی جھلملا رہے ہیں۔یہ سب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثمرہ ہے کہ ان کے نطق وبیان میں حلاوتیں بھی ہیں اور لطافتیں بھی'' خیال رہے مولانا محمد حفیظ نقشبندی ہمارے ممدوح حضرت طارق سلطان پوری سے اپنے کلام کی اصلاح بھی لیتے رہے ہیں۔اس پر آپ کے وہ خط جو حضرت طارق سلطان پوری کے نام ارسال کیے ہیں شاہد عدل وناطق ہیں۔کئی خطوط تو اس راقم نے خود بھی حضرت طارق سلطان پوری کے ہاں دیکھے ہیں۔صفحہ ۲۴۸ پر پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، صفحہ ۲۴۹ پر علامہ شمس الحسن بریلوی علیہ الرحمہ اور صفحہ ۲۵۰ پر علامہ سیّد نور محمد قادری کے ان تقدیمات ومقدمات میں سے مختصر تاثرات دیے ہیں جو انھوں نے حضرت طارق سلطان پوری کی سلام رضا پر پہلی تضمین ''باران رحمت'' کے حوالے سے راقم کی تحریک پر لکھے تھے اور ان تمام تقدیمات ومقدمات کو راقم نے جواہر تضمین کے نام سے اپنے ابتدائیہ کے ساتھ مرتب کیا تھا۔جسے الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی نے رضا اکیڈمی لاہور ۲۰۰۵ء میں کتابی صورت میں شائع کرکے عام کیا تھا۔

''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' کے مرتبین نے ان کے بنیادی مآخذ کی بالکل نشاندہی نہ کی۔ حالانکہ انھیں چاہیے تھا قارئین کو ان تاثرات کے پس منظر سے بھی آگاہ کرتے تاکہ مستقبل کے محققین کے لیے اصل حوالہ جات تک رسائی میں آسانی ہوتی۔ ☆

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر کے جو خیالات بعنوان ''تضمین سلام رضا'' بہترین گلہائے عقیدت پیش نظر نمبر کے صفحہ ۲۴۸ پر موجود ہیں۔ یہ راقم کی مرتبہ کتاب ''جواہر تضمین'' مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ۲۰۰۵ء ص ۸۳ اور ۸۴ سے لیے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''باران رحمت' کو شروع سے آخر تک زیر مطالعہ لائیے' یہ اپنے اندر کمال جاذبیت لیے ہے۔ یہ پھولوں کے باغ کی مانند ہے جس کا دروازہ کھلتے ہی بھینی بھینی خوشبو نہ صرف دل و دماغ کو طراوت بخشتی ہے بلکہ وہ قاری کو کچھ نہ کچھ مثبت انداز میں کرنے کو آمادہ کر لیتی ہے''

علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمہ کے جو تاثرات بعنوان ''بہترین کلام پر بہترین تضمین'' پیش نظر نمبر کے صفحہ ۲۴۹ پر ہیں۔ یہ اصل میں ''جواہر تضمین'' میں سے دو مختلف مقامات سے دو الگ الگ پیرا گراف لے کر ایک مضمون بنا دیا ہے۔ اصل میں پہلا پیرا گراف ''جواہر تضمین'' کے صفحہ ۲۵ اور دوسرا پیرا گراف صفحہ ۴۴ اور ۴۵ سے لیا گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ''حضرت طارق سلطان پوری صاحب ایک بالغ نظر صاحب علم و فضل شاعر ہیں۔ مدتوں سے شعر گوئی کا شغف ہے۔ فارسی ادب سے خاص لگاؤ ہے۔ فارسی شاعری کی رنگینی اس کی لطافت و شیرینی' حسن تراکیب' حسن زبان و بیان سے کماحقہ بہرہ ور ہیں''۔

☆ اس تساہل پر ادارہ معذرت خواہ ہے۔ تاہم معروف مصنف سیّد ارتضیٰ علی کرمانی کے بقول سیّد صابر حسین شاہ بخاری' اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنے مضامین و مقالات میں اپنے مراجع سے صرف نظر کر کے فقط اساسی حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جو درست روش نہیں۔ اس کی بھی اصلاح ہونی چاہیے کیونکہ عیسیٰ کی پگڑی موسیٰ کے سر باندھ دینا بھی تو درست نہیں۔ (ادارہ)

علامہ سیّد نور محمد قادری علیہ الرحمہ کے جو تاثرات بعنوان ''تضمین نگاری میں بلند مقام کی حامل شخصیت'' پیش نظر نمبر کے صفحہ ۲۵۰ پر دیے گئے ہیں۔ اصل میں آپ نے ''باران

رحمت'' پر جو پیش لفظ لکھے تھے وہ ''جواہر تضمین'' میں ''عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نعت؟'' کے عنوان سے صفحہ ۷۴ تا ۷۷ پر موجود ہے۔ پیش نظر تاثرات ''جواہر تضمین'' کے صفحہ ۷۵ سے لیے گئے ہیں اور تاثرات کی آخری سطر صفحہ ۷۷ سے لی گئی ہے۔

ا ''پیش لفظ'' میں علامہ سید نور محمد قادری نے تحریر کی روانی میں آ کر آپ کے نام سے پہلے ''سردار'' کا سابقہ لگا دیا تھا۔ ''جواہر تضمین'' کی پروف ریڈنگ کرتے وقت جب حضرت طارق سلطان پوری کی توجہ اس جانب مبذول کروائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے نام یا میرے خاندان کے کسی فرد کے نام کے شروع میں کبھی ''سردار'' نہیں لگایا گیا، شاہ صاحب سے غالباً سہواً ایسا لکھا گیا ہے۔ آپ ''سردار'' کا لفظ کاٹ دیں۔ اس طرح ''جواہر تضمین'' میں ''سردار'' کا لفظ حذف کر دیا گیا تھا، لیکن پیش نظر نمبر میں بھی لفظ ''سردار'' موجود ہے۔ حالانکہ آپ کے کاغذات' سندات اور انٹرویوز میں ''سردار'' کا لفظ مفقود ہے لہٰذا اس پر نظر ثانی کریں اور ''سردار'' کا لفظ آپ کے نام کا حصہ نہ بنائیں ویسے عصر حاضر میں نعت گوئی اور تاریخ گوئی میں آپ کی سرداری مسلمہ ہے۔ بہر کیف۔۔۔۔

علامہ سیّد نور محمد قادری علیہ رحمۃ کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے: ''حال ہی میں ایک کم معروف اور گوشہ نشین صاحب دل اور وسیع المطالعہ شخصیت نے اس سلام ثریا مقام پر جو تضمین (باران رحمت) لکھی ہے وہ بجائے خود ایک کارنامہ ہے۔ انھوں نے اعلیٰ حضرت کے سلام کی معنویت اور خوبیوں کو تضمین میں اس طرح سمو دیا ہے کہ پڑھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے''۔

ا بدقسمتی سے اس وقت زندگی کے تقریباً ہر شعبہ میں ہم لفظوں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ محترم سیّد صابر حسین شاہ صاحب بخاری ''سردار'' کا انکار کر کے ''سرداری'' کو تسلیم کر رہے ہیں جبکہ قبلہ سیّد عبداللہ شاہ صاحب قادری کا موقف ہے کہ حضرت طارق سلطانپوری کی زندگی میں ہی انٹرویوز' وغیرہ پانچ سے زیادہ مقامات پر چھپے جن میں بار بار لفظ ''سردار'' ان کے نام کیساتھ چھپتا رہا اور کبھی موصوف نے اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی غلط خیال کرتے ہوئے اسے حذف کیا۔ بہر کیف یہ کوئی ایسا نزاعی مسئلہ نہیں ہے جس پر خواہ مخواہ توانائی صرف کی جائے لہٰذا ہماری گذارش ہے کہ ایسے موضوعات سے صرف نظر کیا جائے۔ (ادارہ)

اگر تضمین نگاری کے حوالے سے ایک الگ باب ہوتا اور اس میں آپ کی تینوں تضامین کا انتخاب شامل ہوتا اور پھر ان پر اربابِ علم ودانش کے تاثرات وجذبات دیے جاتے تو کتنا اچھا ہوتا! اس طرح تو آپ کی تضمین نگاری تاریخ گوئی میں دب کر رہ گئی ہے۔

صفحہ ۲۵۱ پر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور کے ڈائریکٹر صلاح الدین سعیدی نے ''ایک چھوٹی سی بات'' کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''ان مبارک ومسعود ہستیوں میں معروف تاریخ گو شاعر حضرت استاذ عبدالقیوم طارق سلطان پوری حفظہ اللہ تعالیٰ نمایاں طور پر ایشیا کا اثاثہ ہیں''۔

صفحہ ۲۵۲ پر ایک طالب علم محمد ادریس خان قادری سواتی ''بزم طارق'' میں شریک ہوئے اور ''طارق سلطان پوری، ایک طالب علم کی نظر میں'' کے عنوان سے آپ کو اپنا نذرانہ عقیدت پیش فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''حضرت طارق سلطان پوری تو ذہانت وقابلیت کا استعارہ ہیں۔ میں اس عظیم فن (تاریخ گوئی) کے عظیم ماہر کی عظمت کو عقیدت ومحبت بھرا سلام پیش کرتا ہوں''۔

صفحہ ۲۵۳ کے آخر میں مولانا حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی کے مختصر، مگر جامع تاثرات دیے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ''حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری جہاں ایک قادرالکلام شاعر ہیں وہیں ایک شفیق اور مخلص انسان ہیں۔ ان کے حسنِ اخلاق کے اپنے اور غیر بھی معترف ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انھیں علم وحکمت کی دولت سے خوب نوازا ہے''۔

مئی جون ۲۰۰۲ء میں ماہ نامہ رزم نو گجرات خاص نمبر ''طارق سلطان پوری اور ان کی شاعری'' شائع ہوا تھا۔ پیش نظر نمبر کے صفحہ ۲۵۴ پر مولانا محمد ادریس خان قادری سواتی نے اس کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ اور اس میں شامل مضامین ومقالات کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اور اس میں کمپوزنگ کی غلطیوں کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کاش اس ارمغانِ علم ومحبت کے پروف احتیاط سے پڑھ لیے جاتے تو یہ ''اشاعت خاص'' ایک اہم دستاویز کا درجہ اختیار کر جاتی''۔

صفحہ ۲۵۵ پر ''حضرت طارق سلطان پوری اپنے کلام کے آئینے میں'' کے عنوان سے ایک باب قائم کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت طارق سلطان پوری کے حمدیہ کلام، نغمۂ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نعت نذرانہ (بزبان فارسی)، اعلیٰ حضرت کی زمین میں (بزبان فارسی) بزبان اردو اور دیگر نعتیہ کلام شامل ہے۔

پہلی حمد باری تعالیٰ کا مطلع ملاحظہ فرمائیے: ؎

پستی کی بلندی کی صدا، اللہ ہی اللہ ——— ہے بے ربط مستی کی نوا، اللہ ہی اللہ

مقطع دیکھیے: ؎

طارق کو بنایا شہِ بطحا کا ثنا گر ——— کتنا بڑا احسان کیا، اللہ ہی اللہ

دوسری حمد رب جلیل کا مطلع کچھ اس طرح ہے۔ ؎

عطائے صبح و شام خالقِ کل ——— ہم اور انعامِ عام خالقِ کل

اس کا مقطع ہے۔ ؎

بنام مصطفیٰ حاصل ہے طارق ——— مجھے بھی فیضِ عام خالقِ کل

چند نعتوں کے صرف مقطعے ملاحظہ فرمائیے:

تجھ کو جنت ملی انعام میں حق سے طارق ——— تو نے کچھ لمحے مدینے میں گزارے ہوں گے

کی دعا طارق بہ چشم تر کہ آؤں بار بار ——— خوب تر، بہتر، حسیں تر، سبز گنبد دیکھ کر

ازل سے ہم ہیں دربارِ محمد کے گدا طارق ——— اسی دربار سے پوری ہماری ہر ضرورت ہے

کرم کریں گے سرِ حشر بھی وہ طارق پر ——— کریم اپنے فقیروں کو شاد رکھتے ہیں

طارق ہوں غلام ابنِ غلام شہِ ابرار ——— جو کچھ ہے یہی میرا حسب اور نسب ہے

روزِ محشر بھی گزرے گا طارق ——— ان کے لطف وکرم کی چھاؤں میں

کسی منعم سے سروکار نہیں اب طارق ——— ایسا بھرپور نوازا ہے نبی نے مجھ کو

درود پڑھتے ہوئے ان کے روضہ کے آگے　　اجل نصیب ہو طارقؔ ہو یادگار دُرود

صفحہ ۲۶۴ اور ۲۷۲ پر ''اعتراف عظمت'' کے عنوان سے اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار کی شان میں حضرت طارق سلطان پوری کے مناقب ہیں۔ سب سے پہلے جگر پارۂ رسول سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا' پھر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' یارِ غار خلیفہ اول امیر المومنین سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' امیر المومنین سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ' (امیر المومنین) حیدر کرار سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم' امیر المومنین حضرت سیّدنا امام حسن مجتبیٰ علیٰ جدہ وعلیہ السلام اور سیّد الشہدا حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام کی شان میں مناقب پیش فرمائے ہیں۔

چند مناقب کے مقطع ملاحظہ فرمایئے:

؎ فاطمہ زہرا کی تاریخ وصال باکمال　　یوں کہی طارقؔ نے ''وہ نورِ عیونِ مصطفیٰ''
۶۳۲

؎ عالم نسواں کا اعزاز و وقار و افتخار　　آمنہ و عائشہ' مریم' خدیجہ' فاطمہ

؎ خزاں کا ڈر نہ خوفِ گردشِ دوراں اسے طارقؔ　　قیامت تک چمن ہے گل فشاں صدیق اکبر کا

؎ مجھے طارقؔ محبت کیوں نہ ہو صدیق اکبر سے　　محبت خوبیٔ ایمان ہے صدیق اکبر کی

امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی منقبت کا مقطع دیکھئے:

؎ کرے گا ذکر کہاں تک کوئی ستائش گر　　ہزار خوبیاں طارق اس ایک شخص میں تھیں

؎ نشان یہ مری خوش قسمتی کا ہے طارقؔ　　ہے موجزن مرے دل میں محبت عثمان کی

؎ لحمک لحمی سے طارقؔ ان کی عظمت ہے عیاں　　مصطفائی شان کے مظہر علی المرتضیٰ

حضرت امیر المومنین سیّدنا امام حسن مجتبیٰ علیٰ جدہ وعلیہ السلام کی منقبت کا مقطع دیکھئے اور اس میں آپ نے تاریخ سال وصال بھی کس خوب صورتی سے نکالی۔

؎ پور حیدر کا ''وجیہ طیبہ'' ہے سال وصال　　وہ ہے بے شک ہر محبِّ مصطفیٰ کا لاڈلا

؎ طارقؔ نہیں یہ دَور بھی کچھ کربلا سے کم　　ہر روز بڑھ رہی ہے ضرورت حسین کی

صفحہ ۲۷۳ پر سورۃ والضحیٰ کا منظوم ترجمہ ہے جو حضرت طارق سلطان پوری کے قلم سے قرآن فہمی کے حوالے سے شعر و سخن کا ایک فن پارہ ہے۔

اس منظوم ترجمہ کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ ۲۰۰۴ء میں راقم نے ایک مقالہ ''سورۃ والضحیٰ کے تراجم میں کنز الایمان کا مقام'' لکھا ہے۔ اسے حضرت طارق سلطان پوری کی خدمت میں لے گیا۔ عرض کیا' حضرت اس پر مجھے آپ کے قطعۂ تاریخ نہیں چاہیے بلکہ آپ صرف سورۃ والضحیٰ کا منظوم ترجمہ لکھ دیں۔ تاکہ اس کے آخر میں شامل کرسکوں۔ چنانچہ حضرت طارق سلطان پوری نے دو تین دنوں بعد مجھے سورۃ والضحیٰ کا منظوم ترجمہ عنایت فرمادیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ''قرآن پاک کی کسی سورت کا میری طرف سے یہ پہلا منظوم ترجمہ ہے اور اس کے محرک بھی آپ ہی بنے''۔ راقم کے مقالہ ''سورۃ والضحیٰ کے تراجم میں کنز الایمان کا مقام'' مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ۲۰۰۴ء صفحہ ۲۰ پر یہ منظوم ترجمہ دیکھا جاسکتا ہے۔ [1]

تسمیہ شریف کا منظوم ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

؎ خدائے مہربان کے نام سے ہے ابتدا اس کی
جہانوں کا وہ پالن ہار' رحمت عام ہے جس کی

سورۃ والضحیٰ کی آخری آیت کا ترجمہ دیکھئے: ؎

سدا کرتے رہو' اللہ کے انعام کا چرچا　　یہ اندازِ خصوصی اس کے لطف عام کا چرچا

[1] ماشاء اللہ! فاضل مقالہ نگار کو قدرت نے یہ وصف عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنے ممدوح کو مختلف موضوعات کی طرف متوجہ فرماتے اور پھر ان سے شاندار قطعات و منظومات حاصل کرتے تھے اسی اعتماد کی بنیاد پر حضرت سلطانپوری سے ایک قطعۂ تاریخ کسی ایک کتاب کے لئے حاصل کرلیا گیا اور پھر اسے ایسی کتاب پر چسپاں کردیا گیا جس کا حضرت سلطانپوری کو علم ہی نہ تھا معلوم ہونے پر اظہار ناراضی حضرت طارق سلطانپوری نے سید عبداللہ شاہ قادری کے مہمان خانہ میں اپنے خاص مجلس چہار دوستاں میں بڑی شدت سے کیا اور بہت رنجیدہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس خطا کی معافی اور سلطانپوری کو بہتر جزا عطا فرمائے آمین۔ (ادارہ)

صفحہ ۲۷۴ پر ردِ قادیانیت میں حضرت طارق سلطان پوری کے تاریخی مادے اور دو قطعات دیے گئے ہیں۔ یہ اصل میں وہی قطعات ہیں جو ماہ نامہ ''سوئے حجاز'' لاہور شمارہ ستمبر ۲۰۰۹ء کی زینت بن چکے ہیں۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو جب غیر مسلم قرار دیا۔ پہلا قطعہ اس تاریخ ساز فیصلے کے حوالے سے لکھا گیا۔

پہلے دو تاریخی مادے ملاحظہ فرمائیں:

''اعلان حقیقت روحِ خاتم النبیین'' (۱۹۷۴ء)

''آواز انہدام قصرِ کذب قادیان'' (۱۳۹۴ھ)

کیا یہ الہامی مادے نہیں ہیں؟

اب قطعہ کے مقطع کو بھی دیکھئے اس میں بھی سالم تاریخ نے لطف دوبالا کر دیا ہے: ؎

اس مصرع میں طارق نے کہی تاریخ ''بروقت تدارک وبائے باطل''

۱۳۹۴ھ

سن عیسوی میں مرزا قادیانی کی موت کا تاریخی مادہ دیکھئے: ''ہلاکت عدوئے پیغمبر حق''

۱۹۰۸ء

مسیلمۂ عصر مرزا قادیانی کی عبرت ناک موت کے قطعہ کا مقطع بھی ملاحظہ کرتے جائیں: ؎

نقشِ عبرت وفات کا اس کی ''دوزخی، لعنتی اَلحق'' ہے سال

۱۳۲۶ھ

صفحہ ۲۷۵ پر حضرت طارق سلطان پوری کی وہ نعت شریف ہے جو آپ نے ۱۷ مارچ ۱۹۹۹ء کو مدینہ منورہ میں لکھی تھی۔ اس کا مطلع ہے: ؎

کیا بتاؤں کیا بتاؤں کیا ہے میرے سامنے؟ اللہ اللہ گنبد خضرا ہے میرے سامنے

مقطع ہے: ؎

کر دیا ہے گنگ طارق کثرتِ انوار نے کیا بتاؤں کیا سماں رہتا ہے میرے سامنے

صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۹ پر پھر مناقب کا دَور چلا ہے۔ پہلے مناقب کے انداز میں حضرت غوث الاعظم الشیخ سیّدنا عبدالقادر الگیلانی رضی اللہ عنہ کا قطعہ تاریخ وصال ہے۔

مقطع دیکھئے: ؎

کہا اس شاہ بازِ روحِ حق کا سن ترحیل ''بزم فقر اسلام''

۵۶۱ھ

اس کے بعد آپ کی شان میں صفحہ ۲۷۷ پر صرف منقبت ہے۔ اس کے مقطع پر بھی ایک نظر ڈالتے جائیں: ؎

وہ سلطان ولایت، تاجدارِ فقر ہیں طارق زمانے میں نہیں کوئی شہِ بغداد کا ثانی

پھر صفحہ ۲۷۷ پر اور صفحہ ۲۷۸ پر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گل ہائے نیاز پیش کیے گئے ہیں یہاں صرف مقطع ملاحظہ فرمائیں:

؎ اس سے طارق اس لیے دُہری عقیدت ہے مجھے
ہے میرے محبوب کا محبوب حضرت داتا گنج بخش

صفحہ ۲۷۸ کے آخر میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کے بارے حضرت طارق سلطان پوری کی منقبت کے پانچ اشعار دیے گئے ہیں۔ ان دونوں سے آپ کی حسنِ عقیدت ومحبت واضح ہوجاتی ہے۔ مطلع ملاحظہ فرمائیے:

؎ سیّد ہجویر کے اقبال بھی تھے بانیاز
معتقد تہ دل سے تھے داتا کے وہ دانائے راز

صفحہ ۲۷۹ پر سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کی خدمت میں ''گل ہائے عقیدت'' پیش کیے گئے ہیں۔ ان کا مقطع کچھ اس طرح ہے:

؎ میں ہوں طارق کس قدر مسرور اس احساس کا
منقبت میں نے کہی، خواجہ معین الدین کی

صفحہ ۲۸۰ تا ۳۰۶ مشاہیر اسلام تاریخی واقعات اور مختلف کتب کے تاریخی مادوں اور قطعات کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ یہاں ان تمام کو احاطۂ تحریر میں لا کر ان کے محاسن پر تفصیلی بحث میرے لیے ممکن نہیں البتہ یہاں قطعات کے صرف مقطع دیے جاتے ہیں۔

ٹیپو سلطان شہید علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھا گیا قطعہ شہادت سات اشعار پر مشتمل ہے اس کا مقطع کچھ یوں ہے:۔

اس کی تاریخ شہادت فخر سے — کی رقم طارق نے "حفظ حُسنِ حق"

۱۲۱۴ھ

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کے ۱۵ مادے استخراج فرمائے ہیں۔ جن میں ایک قرآنی مادہ بھی ہے۔ اور قطعۂ تاریخ سال وصال نہایت مفصل اور جامع لکھا ہے جو ۱۲۳ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا مقطع ہے:

سنِ وصل اُس کا از روئے "ادب" ہے — "امام لشکر احرار و اخیار"

۱ — ۱۸۶۰+۱=۱۸۶۱ء

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ کا قطعۂ وصال بھی طویل ہے اور بیس ۲۰ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا مقطع بھی خوب ہے ملاحظہ فرمائیے:۔

فضل ایزد و تائید ہاتفِ غیبی — "غروب ماہِ زمانہ" ہے اس کا سال وصال

۱۳۵۷ھ

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ کے بارے حضرت طارق سلطان پوری نے ایسا قطعہ موزوں فرمایا ہے جس کے آخری شعروں میں سال ولادت اور سال رحلت کی تاریخیں بر آمد ہو جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"وہ بطلِ عظمتِ کردار" بے شک — کہا سال ولادت اس جری کا

۱۸۷۶ء

"صراط عظمت اسلام" طارق — "علو" سے سال رحلت عبقری کا

۱۸۴۲ — ۱۰۶+۱۸۴۲=۱۹۴۰ء

قائد ملّتِ اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کا قطعۂ وصال دس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا مقطع ہے:۔

اس کا طارق نے کہا یوں سال وصل — "محتشم 'اقدس' معظم" آدمی

۲۰۰۳ء

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ کے دو قطعات وصال رقم فرمائے گئے ہیں پہلا قطعہ ستائیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا مقطع ہے:۔

وصال بندۂ مومن کی تاریخ — کہی "شمشیر دستِ حق" نیازی

۱۴۲۲ھ

دوسرے قطعہ کے پندرہ اشعار ہیں۔ مقطع یوں ہے:۔

اس کا سالِ وصال ہے طارق — "بیش قیمت اثاثۂ اسلام"

۲۰۰۱ء

پیر سیّد غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی علیہ الرحمہ کو چونکہ فارسی زبان سے زیادہ شغف تھا۔ اسی لیے آپ کا قطعہ سال وصال بھی فارسی زبان میں لکھا گیا ہے۔

اس کا مقطع ہے:۔

محو غور فکر بودم بہرِ سال رحلتش — گفت ہاتف "زیب وجاہ وخوبی واعزاز رفت"

۱۴۳۰ھ

حضرت طارق سلطان پوری کو مملکت خداداد پاکستان سے بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ اس کے مخالفین ومنافقین سے سخت نالاں تھے۔ آپ نے قیام پاکستان کے پچیس ایمان افروز تاریخی مادے نکالے ہیں اور دو قطعات رقم فرمائے ہیں۔ پہلے قطعہ کا مقطع ملاحظہ فرمائیے:۔

قیامِ ملکِ اہلِ حق کی تاریخ   کہی طارق نے ''شانِ شہرِ رمضان''

۱۹۴۷ء

دوسرے قطعے کا مقطع دیکھئے: ؎

اس کا سال قیام اے طارق   ''لیلۃ القدر کی عنایت'' ہے

۱۳۶۶ھ

یہی نہیں بلکہ تحریکِ حصول پاکستان میں مجاہدانہ کردار ادا کرنے والے تمام علما و مشائخ کرام کا ذکرِ جمیل ایک طویل نظم میں ''اظہارِ تشکر'' کے طور پر فرمایا ہے۔ اس نظم کا مطلع کچھ اس طرح ہے۔

؎ عزم و ہمت، جرأت و ایقان رکھتے تھے وہ لوگ

جذبہ حق، قوتِ ایمان رکھتے تھے وہ لوگ

مقطع میں ممنونیت ملاحظہ فرمائیے:

؎ اس حصارِ عافیت میں آج ہم مامون ہیں

اُن عظیم المرتبت لوگوں کے ہم ممنون ہیں

علامہ مفتی محمد خان قادری کی تصنیف ''علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امورِ دنیا'' کا قطعہ تاریخ طباعت ۱۲۸ اشعار میں قلم بند فرمایا ہے۔ اس کا مقطع ملاحظہ فرمائیے:

؎ روح پرور اس کتاب خوب کی تاریخ چاپ

''کامل و اکمل، مکمل وسعتِ علمِ حضور''

۲۰۰۸ء

حضرت طارق سلطان پوری نے اپنے والد گرامی مولانا محمد عبدالعزیز خان یوسف زئی علیہ الرحمہ کا قطعہ سال وصال بارہ اشعار میں موزوں فرمایا ہے۔ مقطع میں سال وصال کی تاریخ یوں استخراج فرمائی ہے۔ ؎

سن وصل بے روئے ''انکار'' اس کا   کہا ''قاسم فیض حق الیقین'' تھا

۱۳۹۹+۱=۱۴۰۰ھ

ملک محبوب الرسول قادری کے والد گرامی ملک عبدالرسول قادری علیہ الرحمہ کے بھی نہ صرف وصال کے تاریخی مادے نکالے بلکہ تین قطعات بھی موزوں ہیں۔

پہلے قطعہ کا مقطع ہے: ؎

وصال بندۂ مومن کی تاریخ   کہی ''مقبول عبد خیر اندیش''

۱۴۲۹ھ

دوسرے قطعے کا مقطع ہے:

؎ از رہِ لطف و کرم مجھ سے یہ ہاتف نے کہا

اس کی رحلت کی ہے تاریخ ''بہشت اخلاص''

۱۴۲۹ھ

تیسرے قطعے کے آخری دو شعروں میں سن عیسوی کی تاریخیں یوں استخراج فرمائی ہیں: ؎

وصال عبد حق کی میں نے تاریخ   کہی ہے ''مژدہ ء فیضان بغداد''

۲۰۰۸ء

پہلی برسی کی تاریخ ملاحظہ ہو:

ہے اس کی پہلی برسی، اس کی تاریخ   کہی ''آوازِ فوزِ فیض بغداد''

۲۰۰۹ء

۲۰۰۶ء میں ادارہ معین الاسلام بیربل شریف، سرگودھا کی سلور جوبلی کے موقع پر آپ نے ایک مفصل قطعہ تاریخ رقم فرمایا تھا۔ اس کا مقطع ملاحظہ فرمائیے: ؎

مسرت سے کہی طارق نے تاریخ   ''یہ زیبا تر نقوش عظمت علم''

۲۰۰۶ء

یہ قطعہ مجلہ ''معین الاسلام'' میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی علیہ الرحمہ کے قطعۂ تاریخ وصال کا مقطع ملاحظہ فرمائیے: ؎

خدا کے دوست کی رحلت تاریخ — کہی ہے میں نے طارقؔ "افضلیت"

۱۳۲۱ھ

حضرت خواجہ احمد میروی علیہ الرحمہ کی شان میں پیش کیے گئے گل ہائے منقبت کا مقطع دیکھیے:

؎ آج بھی طارقؔ دلوں، ذہنوں پہ ہے وہ حکمران

سربراہِ دولتِ ایمان، خواجہ میروی

پیر سیّد طاہر حسین شاہ ترمذی جوہرآبادی علیہ الرحمہ کے سال ولادت اور سال وصال کے کئی تاریخی مادے نکالے اور قطعہ سال وصال موزوں فرمایا ہے اس کا مقطع کچھ یوں ہے: ؎

وصال بندۂ حق کیش کا سال — کہا "راہِ ریاض فقر و عرفاں"

۲۰۰۴ء

سنی تحریک کے امیر مولانا محمد سلیم قادری شہید علیہ الرحمہ کی شہادت کے دو قطعات تاریخ رقم فرماتے ہیں:

پہلے قطعہ کے آخری دو شعروں میں سال شہادت کی تاریخیں یوں نکالی ہیں: ؎

زروئے "مجاہد" سن وصل اس کا — کہا "پیکر جرأتِ اہل سنّت"

۱۴۲۲=۱۳۸۲+۴۰ھ

؎ سن وصل از روئے "طوبیٰ" ہے دیگر — تعالی اللہ یہ "افتخار شہادت"

۹ — ۲۰۰۱=۱۹۹۲+۹ء

دوسرے قطعے کا مقطع بھی دیکھتے جائیں: ؎

شہادت کا سن اس حق آشنا کا — کہا طارق "بہشت قادریت"

۱۴۲۲ھ

علامہ ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی علیہ الرحمہ کی شہادت کے تین قطعات تاریخ رقم فرمائے ہیں:

پہلے قطعہ کا مقطع یہ ہے: ؎

کہی تاریخ ہوکر "آبدیدہ" — "مقدس تاج اعزاز شہادت"

۲۶ — ۱۴۳۰=۱۴۰۴+۲۶ھ

دوسرے قطعے کے مقطع میں سالم تاریخ یوں نکالی ہے: ؎

وصال نعیمی کا طارقؔ نے سال — کہا ہے "متاعِ مدینۂ خیر"

۱۴۳۰ھ

تیسرے قطعے کے مقطع میں سال تاریخ کا انداز کچھ اس طرح ہے: ؎

کہا سال شہادت اس کا طارقؔ — مکرر "آہ" سے "تصویرِ ایثار"

۱۲ — ۱۴۳۰=۱۴۱۸+۱۲ھ

الحاج محمد عارف قادری ضیائی مدنی علیہ الرحمہ جن سے راقم کو اجازت وخلافت حاصل ہے کے سال وصال کا تاریخی مادہ "چراغ محبت رسول جہاں" (۲۰۰۹ء) نکالا ہے۔ اور قطعۂ تاریخ رحلت کے مقطع میں بھی سالم تاریخ یوں نکالی ہے: ؎

میں نے تائید سروشِ غیب سے تاریخ فوت — کی رقم طارقؔ "ضیائے علم وعرفانِ نبی"

۱۴۳۰ھ

گولڑہ شریف کے حاجی محبوب علی قوال علیہ الرحمۃ کا قطعۂ تاریخ وصال لکھا ہے۔ جس کے مقطع میں سال تاریخِ ملاحظہ فرمائیے: ؎

مطرب خوش نوا کی رحلت کا — سال ہے "اختصاص و آنِ سماع"

۱۴۱۱ھ

صفحہ ۳۰۷ پر حضرت طارق سلطان پوری کی وہ "لوری" ہے جو آپ نے اپنی اکلوتی لختِ جگر منیرہ سحر کے لیے لکھی تھی۔

اس لوری کے آخری بند سے لطف اندوز ہوں۔ اس لوری میں آپ نے کس خوب صورتی سے دعائیہ کلمات شامل کیے ہوئے ہیں:

بخشنے والا تجھے کنزِ سعادت بخشے — تیرے ماں باپ کو بھی تیری بدولت بخشے
ماں کی محبوب ہے تُو، جان پدر ہے سوجا — تو منیرہ ہے مری نورِ نظر ہے سوجا

۳۰۹ تا ۳۲۸ صفحات اپنے اندر ''حضرت طارق سلطان پوری معاصر شعرا کی نظر میں'' جیسا عنوان لیے ہوئے ہیں۔

معاصر شعرا کرام نے حضرت طارق سلطان پوری کو منظوم انداز میں زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔

ان شعرا کرام میں پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی، سیّد شاکر القادری چشتی، ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی، افتخار احمد حافظ قادری اور صاحبزادہ پیر فیض الدین فاروقی سیالوی نے فارسی زبان میں منظوم خراج عقیدت پیش فرمایا ہے۔ پروفیسر محمد اکرم رضا، تنویر پھول، صابر براری، صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی، سرور ابنالوی اور سیّد شاکر القادری چشتی نے اردو زبان میں منظوم نذرانہ عقیدت پیش فرمایا ہے۔

دنیائے نعت کی مشہور شخصیت پروفیسر محمد اکرم رضا علیہ الرحمہ کی منقبت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے: ؎

نام ہے قیوم طارق، صاحب عظمت ہے وہ — نعت گوئی سے بڑھایا سلسلہ ایمان کا
شاعرِ رنگیں نوا، عالم ہے وہ، فاضل ہے وہ — ذکر کرتا ہے یہ ہر پل سرورِ ذی شان کا
ہر گھڑی مصروف ہے مدّاحیٔ سرکار میں — ایک اعزازِ حسیں ہے ملک پاکستان کا

تنویر پھول کا ایک شعر دیکھیے:

پذیرائی ملی ان کو سخن کی محفلوں میں ہے!!
شمار ان کا یقیناً عالی مرتبہ شاعروں میں ہے!!

صاحبزادہ پیر فیض الدین فاروقی سیالوی کے ایک قطعہ کا مطلع پڑھیے:

ہے ایک یکتا اور نادر مادحِ خیر الوریٰ
ہیں خوبیاں اس کو ودیعت ذاتِ حق سے بے بہا

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم کے نذرانۂ عقیدت کا مقطع کچھ یوں ہے:

رب کا کرم ہے اتنا کہ ان کا کمال فن — اہل قلم پہ انجم روشن ہے، خود عیاں ہے

صفحہ ۳۲۹ پر مرتبین کی جانب سے یہ عنوان ہے: ''حضرت طارق سلطان پوری تصنیف وتالیف کی دنیا میں''

اس عنوان کے تحت سب سے پہلے ملک محمد محبوب الرسول قادری مطالعہ کی میز سے ''حضرت طارق سلطان پوری کا سفرنامہ تجلیات حرمین'' اٹھاتے ہیں اور اس پر نقد ونظر فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ تبصرہ پہلے ماہ نامہ سوئے حجاز لاہور کی بھی زینت بن چکا ہے۔ اس کا اظہار آخر میں قوسین میں کر دیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''زیر نظر کتاب عہد حاضر میں اپنی نوعیت کی منفرد کاوش ہے''۔

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا نے فارسی زبان میں ''تجلیات حرمین'' پر اپنا گراں قدر تبصرہ کیا ہے۔

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد نے بھی ''تجلیات حرمین'' پر مبصرانہ نظر ڈالی ہے اور آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ: ''تجلیات حرمین'' کے صفحات میں نور فگن ہے''۔

سلام رضا پر حضرت طارق سلطان پوری کی پہلی تضمین پر ارباب علم و دانش کے مقالات (مقدمات وتقدیمات) کو راقم نے ''جواہرِ تضمین'' کے نام سے مرتب کیا۔ جسے ۲۰۰۵ء میں الحاج محمد مقبول احمد قادری علیہ الرحمہ نے رضا اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام شائع کر کے عام کیا تھا۔

پیش نظر نمبر میں سیّد محمد انور شاہ بخاری قادری نے ''جواہرِ تضمین'' پر ایک نظر ڈالی ہے لیکن اس میں شامل مقالات اور قطعات کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا البتہ کہنہ مشق

صحافی سعید بدر نے اس پر مختصر، مگر جامع تبصرہ فرمایا ہے۔

باران رحمت' (سلام رضا پر پہلی تضمین) اور برہان رحمت (سلام رضا پر دوسری تضمین) پر آپ نے نقد ونظر سے کام لیا ہے۔اور بطور نمونہ تضامین کے چند بند بھی قارئین کی نذر کیے ہیں۔

حضرت طارق سلطان پوری کے علم وفن پر راقم کے مقالات جو کتابی صورت میں رضا اکیڈمی لاہور سے شائع ہو کر تقسیم ہوئے تھے۔ان پر بھی محترم سعید بدر نے ناقدانہ نظر ڈالی ہے لیکن آپ نے کسی مقالے کے پس منظر پر روشنی نہیں ڈالی اور نہ ہی کسی مقالے کی سن

۱؎ اس امر کا تیسری بار تذکرہ موضوع اور کتاب کے ساتھ فاضل کالم نگار کی قلبی کیفیت کا آئینہ دار ہے البتہ اس بے جا تکرار پر ادارہ قارئین سے معذرت خواہ ہے۔

اشاعت کا تعین کیا۔حالانکہ تبصرہ نگار کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔

سلام رضا پر حضرت طارق سلطان پوری سے جب پہلی تضمین لکھوانے میں راقم کامیاب ہو گیا۔اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ اور ان کے خانوادہ کے حوالے سے حضرت طارق سلطان پوری کے قطعات، مادے اور ان کی زمین میں نعتیں دیکھ کر انھیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے راقم آثم نے ان پر مقالہ ''امام احمد رضا کی بارگاہ میں طارق سلطان پوری کا خراج عقیدت'' مرتب کیا جسے ۱۹۹۶ء میں الحاج محمد مقبول احمد قادری علیہ الرحمہ نے رضا اکیڈمی لاہور سے شائع کر کے مفت تقسیم کیا تھا۔

سلام رضا پر حضرت طارق سلطان پوری سے جب راقم دوسری تضمین بھی لکھوانے میں سرخرو ہوا تو اس پُر مسرت موقع پر فقیر نے آپ کو ''طارق رضا'' کا لقب دیا۔ جسے آپ نے پسند بھی کیا۔اس پر آپ کا انٹرویو بھی شاہد عدل و ناطق ہے۔

دوسری تضمین پر راقم نے جو مقالہ مرتب کیا اس کے عنوان میں بھی یہی لقب ''طارق رضا'' موجود ہے۔اس مقالے سے قبل کوئی بھی یہ لقب آپ کے لیے نہیں دکھا سکتا۔بعض

حضرات نے سمجھ لیا کہ آپ پہلے ''رضا'' کا تخلص استعمال کرتے تھے۔حالانکہ زمانہ طالب علمی سے لے کر آخر تک آپ اپنا تخلص صرف ''طارق'' ہی استعمال فرماتے رہے ہیں اس پر آپ کا کلام مطبوعہ وغیر مطبوعہ بھی شاہد ہے۔کوئی بھی آپ کا ایک ایسا شعر بھی نہیں دکھا سکتا جس میں آپ نے اپنے لیے تخلص رضاؔ استعمال کیا ہو۔

بات صرف اتنی ہے کہ دوسری تضمین پر راقم نے آپ کو ''طارقِ رضا'' کے لقب سے یاد کیا کہ آپ تو میرے رضا کے طارق ہیں۔طارق کے نیچے زیر ہے۔طارق اور رضا کو الگ الگ سمجھا گیا تو یہیں سے غلط فہمی ہوئی۔

اب میرے مقالے کا عنوان ملاحظہ فرمائیے:

''سلام رضا پر طارقِ رضا کی تضمین ثانی''

زیر نظر ''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' میں صفحہ ۳۴۵ پر اس مقالے کا عنوان یوں دیا گیا۔

''سلام رضا پر طارقِ سلطان پوری کی تضمین''

جب مقالے کا عنوان ہی غلط لکھا جائے تو پھر اس پر تبصرے کا حق کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟

۱۹۹۶ء میں راقم نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حضرت طارق سلطان پوری کے تاریخی مادوں اور قطعات کو تشریحات وتوضیحات کے ساتھ ''امام الوقت رضا بہ زبان طارق'' کے تاریخی نام سے مقالے کی صورت میں مرتب کیا تھا۔یہ تاریخی نام حضرت صابر براری علیہ الرحمہ نے عنایت فرمایا تھا۔راقم نے ان سے اس پر تاریخی قطعہ بھی لکھوایا تھا۔جو مقالے کے آخر میں شامل کیا تھا۔

حضرت طارق سلطان پوری کو فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمہ سے از حد عقیدت ومحبت تھی۔آپ ماہ نامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور میں نہ صرف آپ کے بلکہ آپ کے اساتذہ کرام کے بارے میں قطعات بھجواتے رہتے تھے۔حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کے جانشین صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری نے ان تمام قطعات اور مادوں کو ''انوار الاخیار'' کے

نام سے ۲۰۰۹ء میں فقیہ المعظم پبلی کیشنز بصیر پور اوکاڑا کے زیرِ اہتمام نہایت آب وتاب سے شائع فرما دیا تھا۔ فاضل تبصرہ نگار نے اس پر نہایت خوبصورت تبصرہ فرمایا ہے۔ جوزیرِ نظر نمبر کے صفحات ۳۴۷ اور ۳۴۸ کی زینت ہے۔

صفحہ ۳۴۹ تا ۳۷۱ پر حضرت طارق سلطان پوری کے دو تاریخی انٹرویوز شامل ہیں۔

پہلا انٹرویو ملک محمد محبوب الرسول قادری نے آپ سے لیا جو سب سے پہلے ماہ نامہ سوئے حجاز لاہور شمارہ اپریل ۲۰۰۱ء کے صفحات ۲۱ تا ۳۳ کی زینت بنا۔ اب یہی انٹرویو پیشِ نظر نمبر کے صفحات ۳۵۱ تا ۳۶۴ کی رونق بنا ہوا ہے۔ اس میں آپ کا پورا اسم گرامی، ولدیت خاندانی پس منظر اور تعلیمی مراحل کی تفاصیل موجود ہے۔

اپنے نام اور تخلص کے بارے آپ خود فرماتے ہیں:

"میرا پورا نام محمد عبدالقیوم خان ہے، طارق تخلص ہے۔ رضا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری سے حصول نسبت کے لیے میں نے شامل کرلیا"۔ (یہ تضمین ثانی کے بعد راقم کی جانب سے "طارق رضا" کے لقب کے بعد بطور تخلص نہیں بلکہ حصول نسبت کے طور پر شامل فرمایا تھا۔ صابر)

سلام رضا پر تضمین لکھنے کے حوالے سے آپ خود فرماتے ہیں: "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ سے محبت تو خیر پہلے سے تھی اور پھر ہمارے محترم دوست مولانا سیّد صابر حسین شاہ بخاری (راقم) کا اصرار تھا کہ میں سلام رضا پر تضمین لکھوں کئی مرتبہ انھیں ٹالا مگر وہ مستقل مزاج واقع ہوئے اور بالآخر تضمین مجھ سے لکھوانے میں کامیاب ہو گئے۔

علامہ مفتی محمد خان قادری کی شرح سلام رضا بھی راقم نے انھیں دی اور تضمین ثانی کے لیے گزارش کی چنانچہ دوسری تضمین بھی راقم کی تحریک پر معرض وجود میں آئی۔ اسی طرح تیسری تضمین بھی راقم کی کوششوں کا ثمرۂ شیریں ہے۔

آپ کے انٹرویو میں ان شخصیات کا ذکر ہے جن سے آپ متاثر ہوئے۔ منظوم کلام کا

جائزہ ہے۔ قرآنی مادے ہیں اور مختلف قطعات ہیں۔ جن میں قیام پاکستان، نیا غلاف کعبہ، تحریک ختم نبوت، غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ، اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ، محمد علی ظہوری علیہ الرحمہ، قبلہ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ، قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ، منظر اسلام بریلی شریف اور حدائق بخشش کے بارے ایمان افروز تاریخی مادے اور قطعات شامل ہیں۔

صفحہ ۳۶۴ کے آخر میں صاحبزادہ مولانا ابوالحسن واحد رضوی کی سلام رضا پر اس تضمین کے بارے میں قطعہ تاریخ طباعت دیا گیا ہے جو راقم ہی کی تحریک پر معرض وجود میں آیا تھا جس کا اظہار تضمین نگار نے 'ابتدائیہ' میں بھی کیا ہے۔ اس قطعۂ طباعت کا مقطع کچھ یوں ہے۔

تاریخ یوں طباعتِ تضمین کی کہی عونِ خدائے لوح وقلم سے "رضا رضا"

۲۰۰۲ء

ہفت روزہ "ایشین نیوز" اسلام آباد کے لیے حضرت طارق سلطان پوری سے لیا گیا انٹرویو صفحہ ۳۶۵ تا ۳۷۱ کی زینت بنایا گیا ہے۔ پینل میں خواجہ شہزاد صدیق صابر اور ظفر اقبال اعوان شامل تھے۔ اس انٹرویو میں فن تاریخ گوئی کے حوالے سے بات چیت کی گئی ہے بلکہ فن تاریخ گوئی کے نمونے دیے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: "فن تاریخ گوئی مسلمانوں ہی کا ورثہ ہے"

صفحہ ۳۷۲ تا ۳۸۰ پر معروف تاریخ گو سیّد انتخاب علی کمال نے "رسائل وجرائد میں فن تاریخ گوئی پر مقالات کا اشاریہ" مرتب فرمایا ہے۔ یہ اشاریہ نہایت معلومات افزا ہے۔ یہ اشاریہ پہلے سہ ماہی "الاقربا" اسلام آباد (اپریل جون ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا تھا) اگر پیشِ نظر "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" میں حضرت طارق سلطان پوری کی تاریخ گوئی کے حوالے سے ایک الگ باب باندھا جاتا اور اس میں یہ اشاریہ شامل کیا جاتا تو اس نمبر کی افادیت واہمیت دوچند ہو جاتی۔

صفحہ ۳۸۱ تا ۴۲۶ پر سلام رضا پر حضرت طارق سلطان پوری کی ''تضمین بارانِ رحمت'' کو اس نمبر کی زینت بنایا گیا ہے لیکن یہ وضاحت کہیں بھی نہیں کہ یہ سلام رضا پر کون سی تضمین ہے۔ پہلی ہے دوسری ہے یا پھر تیسری ہے۔

''بارانِ رحمت'' حضرت طارق سلطان پوری کی سلام رضا پر پہلی تضمین ہے جو احقر کی تحریک پر لکھی گئی اور اس کا انتساب بھی راقم کے نام کیا گیا۔ یہ سب سے پہلے فقیر کے مقدمہ جواہر تضمین (۱۹۹۵ء تاریخی نام) کے ساتھ ماہ نامہ القول السدید لاہور شمارہ اپریل ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی۔ مقدمہ رسالہ کے صفحات ۲۴۴ تا ۲۷۰ اور تضمین صفحات ۲۷۱ تا ۲۹۶ پر سامنے آئی۔ اس کے بعد علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی علیہ الرحمہ نے اس تضمین کو ماہ نامہ جہانِ رضا لاہور شمارہ مئی ۱۹۹۶ میں شائع کر کے عام کیا۔ بعد ازاں اسے الگ کتابی صورت میں ۲۰۰۵ء میں راقم کی تحریک پر الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی علیہ الرحمہ نے شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ اس کی ترتیب و تدوین اور پروف ریڈنگ بھی اس فقیر کے حصے میں آئی تھی۔ اب چوتھی مرتبہ اس تضمین ''باران رحمت'' کو اس خصوصی نمبر کا حصہ بنایا گیا ہے۔

کاش! اگر ''حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری'' کے حوالے سے اس نمبر میں الگ باب ہوتا اور اس میں آپ کی تینوں تضامین ''باران رحمت''، ''برہان رحمت'' اور ''بستان رحمت'' کا انتخاب شامل کیا جاتا اور ان کے شعری محاسن پر شعرا کرام کے مقالات و تاثرات شامل کیے جاتے تو دنیا تضمین نگاری میں آپ کی انفرادیت دیکھ کر ورطۂ حیرت میں مبتلا ہو جاتی اور داد و تحسین دیے بغیر نہ رہتی۔ [1]

صفحہ ۴۲۷ اور ۴۲۸ پر زیر نظر ''حضرت طارق سلطان پوری نمبر'' کے محرک اور مرتب سیّد محمد عبداللہ قادری کا خود نوشت سوانحی خاکہ شامل ہے۔ یہ ایک اچھی روایت ہے اس سے محققین کے لیے مرتب تک پہنچنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ کاش دوسرے مرتب اور ناشر ملک محمد محبوب الرسول قادری کا سوانحی خاکہ بھی اس نمبر میں شریک سفر ہوتا تو اچھا ہوتا۔

صفحہ ۴۳۲ کے بعد آٹھ صفحات پر ایک ''تصویری البم'' ہے۔ جس میں حضرت طارق سلطان پوری کیمرے کی آنکھ میں محفوظ ہیں۔ ان تصاویر کو دیکھیں تو حضرت طارق سلطان پوری کی حسین یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

صفحہ ۴۳۶ پر ''حضرت طارق سلطان پوری'' چار تاریخ ساز ''عہد آفریں شخصیات'' کی قدر مشترک بناتے ہیں کہ:

[1] فاضل مقالہ نگار سے التماس ہے کہ وہ کم از کم اب اس موضوع پر سیر حاصل کام کر دیں اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کے لئے اسباب مہیا فرمائے گا۔ (ادارہ)

محمد احمد رضا علیہ الرحمہ، مہر علی شاہ علیہ الرحمہ، محمد علی جناح علیہ الرحمہ اور محمد اقبال علیہ الرحمہ کے نام کا پہلا حروف ''میم'' ہے۔ جس کے اعداد ''۹۰'' ہیں۔ ۹۰ کو ۴ سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب ۳۶۰ ہوگا جو لفظ عصر کا مجموعہ اعداد ہے۔ یہ حضرات مردان عصر ہیں، انھیں ''لسان العصر'' بھی کہا جا سکتا ہے۔ (ملخصاً)

صفحہ ۴۳۸ پر آپ کے قلم سے ''حمد رب ذوالجلال والاکرام'' ہے۔

اس کا مقطع اس طرح ہے:

مطمئن ہے بہت دل طارقؔ — اور اس کا سبب ہے ذکر ترا

صفحہ ۴۳۹ اور ۴۴۰ پر اُمِ رسولؐ حضرت سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی شان میں دو مناقب پیش کیے گئے ہیں۔

پہلی منقبت کا مقطع ملاحظہ فرمائیے:

ان کے بیٹے کی شفاعت اب میرا طارقؔ ہے حق
میں نے بھی تحریر کی ہے مدحتِ امِ رسولؐ

دوسری منقبت کا آخری شعر ملاحظہ فرمائیے:

انسان کرے جو بھی صفت اس کی وہ کم ہے — وہ مادر سلطان حرم ہے

صفحہ ۴۴۱ پر ابن رسول، سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی شان میں ایک منقبت ہے۔ اس کا مقطع کچھ یوں ہے:

نظر میں رکھنا بروزِ حساب طارق کو — بہ حقِ دخترِ وام رسول ابن رسول

صفحہ ۴۴۲ پر حضرت طارق سلطان پوری کا اخبار نوائے وقت راولپنڈی کو دیا گیا آٹو گراف ہے اور سوادِ تحریر ہے۔ عظمت نعلین کانفرنس لاہور بتاریخ ۲۲ اپریل ۲۰۰۳ء کے موقع پر نعلین پاک کے بارے منظوم جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس کا عکس ہے۔ مقطع ملاحظہ کرتے جائیں:

ان کرسی نشینوں سے ہیں بیکار امیدیں — ہر گز انھیں محبوب نہیں نسبتِ نعلین

حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ کا قطعۂ سال وصال ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی شان میں منقبت ہے۔

اسلامک میڈیا سنٹر لاہور کے قیام پر "گل ہائے تحسین" ہیں اور آخر میں حضرت طارق سلطان پوری کی اکلوتی دختر نیک اختر ڈاکٹر منیرہ سحر نے انگریزی زبان میں "MY FATHER" لکھ کر اپنے عظیم والد گرامی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جنھیں وہ ہمیشہ "پدر" یا پھر بابا جانی کہہ کر مخاطب کرتی تھی۔ مجموعی طور پر انوار رضا کا "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" اپنی مثال آپ ہے یہ ایک گلستان کی طرح سجایا گیا ہے جس میں گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں اور مہکی مہکی خوش بو آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس کے مرتبین اور ناشرین کو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے! آمین ثم آمین!





قطعہ تاریخ وصال

"صاحبِ تخن صفا محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری"

2015ء

ہوا رخصت سوئے جنت شہنشاہِ سخن طارق — فجستہ صورت و درویش سیرت [illegible] چلن طارق

وہ تھا پرتو جہاں میں رومی و [illegible] و جامی کا — اُجاگر کر دیے نعتِ پیمبر ﷺ کے نقوش اُس نے

ہر اک صنفِ سخن پر تھی مکمل دسترس اُس کو — ملے گا اُس کا ثانی نہ کوئی تاریخ گوئی میں

زمانے میں تھا حاصل عزت و [illegible] و وقار اُس کو — ملاقاتیں ہری وقتاً فوقتاً [illegible] اُس سے

جمادی ثانوی کی بیس و نو [illegible] روزِ یک شنبہ — نہیں معلوم تھا مجھ کو کہ دن [illegible] بھی آئے گا

تجھے لکھوں میں کیا لکھوں کہاں [illegible] لاؤں تاب اتنی — تری عظمت کا لوہا مانا ہے ایرانیوں نے بھی

کریں گے استفادہ تیرے فن [illegible] نے والے بھی — غلامانِ نبی کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی

شفاعت خود کریں تیری [illegible] رحمتِ عالم — نمونہ ہو تری مرقد جہاں [illegible] باغِ جنت کا

کہی فیض الامیں نے برملا تاریخ رحلت کی

فدائے مصطفےٰ ﷺ عظمت نوا مردِ حسن طارق — امیر و شہریارِ اذکیا فخرِ زمن طارق

خیالِ مصطفےٰ ﷺ میں رہتا تھا ہر دم مگن طارق — نئی عشقِ نبی ﷺ کی کر گیا پیدا لگن طارق

عطا علم و ادب کو کر گیا اِک بانکپن طارق — تھا اِک اعداد اور الفاظ کا رنگیں چمن طارق

سراپا الفت و ایثار تھا خندہ دہن طارق — ہمیشہ صاف رکھتا ہر کسی سے اپنا من طارق

روانہ ہو گیا وہ دے کے فرقت کی چبھن طارق — مجھے لکھنا پڑے گا تیرا بھی قطعۂ سن طارق

ہرا عاجز ہے علم و فہم و اِدراک و سخن طارق — جو تھا تجھ میں کہاں ایسا کسی میں شستہ پن طارق

رہے گا دہر میں زندہ ہمیشہ تیرا فن طارق — کبھی نہ ہوگا ہرگز میلا تیرا بھی کفن طارق

تو پائے خلد میں قربِ خدائے ذوالمنن طارق — رہے ابرِ کرم اُس پر سدا جلوہ فگن طارق

"گیا دنیا سے ممدوحِ زماں جانِ سخن طارق"

1436ھ

ہوئی [illegible] جستجو مجھ کو [illegible] سالِ رحلت کی — ندا آئی "وحید العصر آہ شیریں سخن طارق"

2015ء

پیش کردہ

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی

مونیاں شریف

معروف نعت نگار قادر الکلام شاعر اور علم الاعداد کی
روشنی میں فنِ تاریخ گوئی کے آخری امام حضرت علامہ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری ؒ کی یاد میں عظیم الشان

سُلطانُ الشعرا نمبر

اخباری تراشے

بر موقع

وصال پُر ملال حضرت سلطان الشعرا طارق سلطانپوری ؒ

دینی ، سماجی ، اخلاقی اور علمی اقدار کا محافظ

سہ ماہی انوارِ رضا جوہرآباد

چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

جلد 9 شمارہ نمبر 2

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان
زاویۂ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر 1) سرگودھا روڈ جوہرآباد (41200)
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

'' فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ''

2015ء

قطعہِ تاریخِ وصال

'' مومنِ صادق محمد عبدالقیوم خاں طارق سلطانپوری ''

2015ء

طارقِ سلطان پوری حضرتِ عبدالقیوم
اِک فقیرِ سرورِ عالم ﷺ امیرِ اذکیا

وہ یگانہ اور یکتا نعت گوئے مصطفےٰ ﷺ
ذاتِ حق کا اُس پہ تھا لطف و کرم بے انتہا

نسبتِ روحانی اُس کی بابو جی سرکار سے
بہرہ ور تھا وہ اکابر اولیا سے مرحبا

اُس کو ہر صنفِ سخن میں تھا میسر اِک کمال
ہے ہر اک شہکار اُس کا مثلِ نیرِ پُر ضیا

زود گو تاریخ گوئی میں کہاں اُس سا کوئی
وہ تھا اِک فرمانروا الفاظ اور اعداد کا

تھی جمادی ثانوی کی بیس و نو یک شنبہ روز
داغِ فرقت دے گیا وہ وا دریغ و حسرتا

بزمِ اربابِ سخن افسوس ویراں ہوگئی
آفتابِ علم و دانش آج پنہاں ہوگیا

اب جہاں میں نہ ملے گا وہ نہ اُس جیسا کوئی
ڈھونڈے خواہ لے کر زمانہ چاند سورج کی ضیا

کم نہ ہوگی اُس کی شہرت دہر میں ہرگز کبھی
ضو فشاں دائم رہے گا اُس کی یادوں کا دیا

غم زدہ عبداللہ شہ ہیں اور محبوب الرسول
غم گسار و مہرباں تھا ان کا وہ جاتا رہا

رحمتِ حق نے لیا آغوش میں بڑھ کر اُسے
روح اُس کی جب ہوئی رخصت سوئے دار البقا

اُس کی مرقد پہ ہو نازل ابرِ رحمت حشر تک
پائے وہ خلدِ بریں میں قربِ محبوبِ خدا

یوں کہا فیض الامیں نے مصرعِ سالِ وصال
''پاک دل عبدالقیوم آہ مادحِ خیرالوریٰ''

1436ھ

پیش کردہ

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی

www.azkaar.com.pk

Daily AZKAAR Rawalpindi/Islamabad

azkaar@cyber.net.pk

روزنامہ اذکار

راولپنڈی اسلام آباد

اگر تم کو علم نہیں تو اہل ذکر سے دریافت کرلو: القرآن

چیف ایڈیٹر محمد الماس عباسی

جلد 11 | بدھ 8 شعبان المعظم 1436ھ 27 مئی 2015ء 13 جیٹھ 2072 بکرمی صفحات 12 قیمت 10 روپے | شمارہ 146



حسن ابدال، نعت خواں شاعر عبدالقیوم سلطانپوری کی دعائے چہلم کے موقع پر پیر فیض فاروقی خطاب کر رہے ہیں

علامہ عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی شعر و سخن کیلئے گرانقدر خدمات ہیں

مرحوم ملک وملت کا قیمتی اثاثہ تھے، رسم چہلم کی تقریب میں علماء کرام و دیگر مقررین کا خطاب

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) اسلام اور پاکستان سے وفاشعاری اور پھر علم و ادب، شعر و سخن، سماج اور ماحول کیلئے گرانقدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک وملت کا بہترین اثاثہ تھے۔ ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادر الکلام شاعر علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوریؒ کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پیر سید رفاقت علی قادری کے زیر صدارت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر طارق اعظم ثانی، پیر فیض الامین فاروقی، سید عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر ہدایہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی باندروی، صدیق صابر ایاز، صاحبزادہ عمران احمد، سید سلیمان، افتخار احمد حافظ قادری، مولانا جہانگیر، علامہ وقار احمد ہزاروی، سید شہاب الدین سلطان پوری سمیت دیگر مقررین نے کہا کہ علامہ عبدالقیوم طارق پوری عشق و محبت کا ایک جہان تھے۔ اس موقع پر طارق سلطان پوری اکیڈمی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ پروگرام کے آخر میں طارق سلطان پوری کے علاوہ پوری امت کیلئے ایصال ثواب کیا گیا اور بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

نامور قلم کار اور معروف صحافی ملک محبوب الرسول قادری کے زیر ادارت

ابلاغ دین کی بین الاقوامی تحریک



روزنامہ خبریں — Daily KHABRAIN — اسلام آباد، راولپنڈی

عبدالقیوم طارق سلطانپوری ایک عہد ساز شخصیت کا نام ہے: مقررین

اٹک (بیورو رپورٹ) عبدالقیوم طارق سلطانپوری ایک عہد ساز شخصیت کا نام ہے ان کی ذات اور فن عشق مصطفیؐ سے عبارت ہے وہ اپنی ذات میں انجمن اور ایک مکمل ادارہ تھے تاریخ اور نعت گوئی کے حوالے سے ان کا نام تا قیامت دنیا بھر میں لیا جاتا رہے گا وہ سرزمین حسن ابدال کا سرمایہ افتخار اور ایک قادر الکلام شاعر اور عربی و فارسی زبان پر مکمل عبور رکھتے تھے عشق مصطفیؐ ان کی زندگی کا حاصل تھا جس کی جھلک ان کے نعتیہ کلام میں جا بجا

روزنامہ اوصاف — DAILY AUSAF ISLAMABAD

طارق سلطانپوری سچے عاشق رسولؐ تھے، رفاقت علی قادری

حسن ابدال (نمائندہ اوصاف) اسلام اور پاکستان سے وفا شعاری اور پھر علم و ادب، شعر و سخن، سماج اور ماحول کے لیے گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک و ملت کا بہترین اثاثہ تھے، شاعری کی تمام اصناف میں ان کا مثالی کلام اردو ادب کا بہترین اثاثہ ہے، ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادر الکلام شاعر حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے کیا جن میں حضرت پیر سید رفاقت علی قادری، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر فیض الامین فاروقی سیالوی، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی، باغدروی، پیر شہاب الدین سلطانپوری، علامہ وقار احمد ہزاروی اور علامہ محمد جہانگیر شامل تھے

دیکھنے کو ملتی ہے ان کا نام نعت گوئی کے باعث رہتی دنیا تک زندہ رہے گا، ان خیالات کا اظہار حسن ابدال میں معروف نعت گو شاعر، ماہر تاریخ گو عبدالقیوم طارق سلطانپوری مرحوم کی دعائے چہلم کے موقع پر مقررین نے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا جس کا اہتمام مرحوم کے داماد راجہ طاہر ایوب اور ڈاکٹر ملک ذوالفقار علی نے کیا تھا ممتاز روحانی شخصیت پیر ثانی سرکار آف سالک آباد شریف نے خصوصی اختتامی دعا کرائی جبکہ مقررین میں سید صابر شاہ بخاری، سید شہاب الدین شاہ، سید عبداللہ شاہ، صاحبزادہ فیض الدین فاروقی، پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، شبیر احمد نعمانی، ڈاکٹر حافظ نور احمد، صدیق صابر ایاز، ملک محبوب الرسول قادری شامل تھے اس موقع پر راولپنڈی، اسلام آباد، اٹک اور گرد و نواح سے ممتاز علمائے کرام کے علاوہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی شرکائے محفل نے مزید کہا کہ مرحوم اخلاص سے بھرپور ہمہ جہت شخصیت کے مالک ستائش و نمائش سے مبرا انسان تھے ان کے کلام پر حافظ، رومی، جامی، سعدی، اقبال، احمد رضا اور مہر علی شاہ کی گہری چھاپ نمایاں ہے انہیں الفاظ کے ساتھ اعداد پر بھی مکمل عبور حاصل تھا وہ غلامی مصطفیؐ کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے جو یقیناً ان کی بخشش و نجات کا باعث ہوگا طارق سلطانپوری کا سلام رضا پر تضمین تا ضیم رقم کرنا ایک منفرد اور انوکھا اعزاز ہے جس کا کریڈٹ صرف انہی کو جاتا ہے۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی — THE DAILY JANG RAWALPINDI — www.jang.com.pk — MONDAY MAY 25, 2015

علم و ادب کیلئے گراں قدر خدمات نے طارق سلطان پوری کو امر کر دیا، مقررین

حسن ابدال (نمائندہ جنگ) اسلام اور پاکستان سے وفا شعاری اور پھر علم و ادب، شعر و سخن، سماج اور ماحول کے لیے گراں قدر خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک و ملت کا بہترین اثاثہ تھے، شاعری کی تمام اصناف میں ان کا مثالی کلام اردو ادب کا بہترین اثاثہ ہے، ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادر الکلام شاعر حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے کیا جن میں حضرت پیر سید رفاقت علی قادری، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر فیض الامین فاروقی سیالوی، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی، باغدروی، پیر شہاب الدین سلطانپوری، علامہ وقار احمد ہزاروی اور علامہ محمد جہانگیر شامل تھے، مقررین نے کہا کہ طارق سلطانپوری عشق و محبت کا ایک منفرد جہان تھے اور ہشت پہلو شخصیت تھے۔

روزنامہ نئی بات — Daily Nai Baat — سرگودھا
www.naibaat.com e-mail: info@naibaat.com

طارق سلطانپوری کی سخن کیلئے گراں قدر خدمات ہیں: محبوب الرسول

واحد قادر الکلام شاعر ہیں جنہوں نے ہزاروں مناقب لکھے: "سلطان الشعراء سیمینار" سے خطاب

جوہر آباد (نمائندہ خصوصی) انٹرنیشنل غوثیہ فورم کے چیئرمین مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کہا ہے کہ شعر و سخن اور علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے آخری امام حضرت طارق سلطانپوری کی خدمات علم و ادب کے جہان میں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ عقیدت اور عقیدت کی پختگی کیساتھ انہوں نے حمد و نعت، قصیدہ، مرثیہ، غزل و منقبت اور مسدس جیسی تمام اصناف میں اعلیٰ معیار کیساتھ شاعری کو شرف بخشا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے انوار رضا لائبریری میں زاویہ قادریہ کے زیر اہتمام حضرت علامہ پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی کی زیر صدارت منعقدہ "سلطان الشعراء سیمینار" سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

ہفت روزہ نوائے جوہر — WEEKLY NAWA-E-JAUHAR — جوہر آباد پاکستان

حضرت طارق سلطانپوری کی علمی و ادبی خدمات تاریخ کے حافظے پر نقش ہیں: محبوب قادری

جوہر آباد (نمائندہ خصوصی) انٹرنیشنل غوثیہ فورم کے چیئرمین مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کہا ہے کہ شعر و سخن اور علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے آخری امام حضرت طارق سلطانپوری کی خدمات علم و ادب کے جہان میں ہمیشہ یاد رکھی جائینگی۔ عقیدت اور عقیدت

بقیہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

کی پختگی کیساتھ انھوں نے حمد و نعت، قصیدہ و مرثیہ، غزل و منقبت، اور مسدس جیسی تمام اصناف میں اعلیٰ معیار کیساتھ شاعری کو شرف بخشا۔ ان خیالات کا اظہار انھوں نے انوار رضا لائبریری میں زاویہ قادریہ کے زیر اہتمام حضرت علامہ پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی کی زیر صدارت منعقدہ "سلطان الشعراء سیمینار" سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ برصغیر کی ادبی تاریخ میں حضرت سلطانپوری واحد قادر الکلام شاعر ہیں جنھوں نے ہزاروں مناقب لکھے اور ایک ایک منقبت میں متعدد تاریخی مادے استخراج کئے۔ نجی و ذاتی زندگی میں وہ اسلام کے شیدائی اور پاکستان کے فدائی تھے انھیں حضورﷺ کی محبت سے سرشار دل عطا ہوا تھا وہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور امام احمد رضا قادری کی تعلیمات و افکار کے پرچار کرتے تھے۔ سلطان الشعراء سیمینار سے پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، حاجی عطاء اللہ خان روکھڑی، علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمن الحسنی، مولانا عبدالغفور مجددی، صاحبزادہ قاری محمد امین الحسنی، شاہ اخوان احتشام عباس شامی اور صاحبزادہ محمد فواد علی قادری نے خطاب کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ مقررین نے کہا کہ سلطانپوری جیسے لوگ قوموں کو انعام کے طور پر عطا کئے جاتے ہیں اور سزا کے طور پر اٹھا لئے جاتے ہیں اور زندہ قومیں اپنے محسنین کو ہمیشہ یاد رکھتی ہے کیونکہ یہ خدا کا شکر ادا کرنے کے مترادف ہوتا ہے آخر میں حضرت طارق سلطانپوری کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔

روزنامہ الشرق — Daily ASH-SHARQ INTERNATIONAL — RAWALPINDI ISLAMABAD

شاعر عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی یاد میں ایک تعزیتی نشست

طارق سلطان پوری کی شخصیت نے پورے ملک میں اہل علم و دانش کو متاثر کیا، مقررین

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) معروف نعت گو شاعر عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی یاد میں ایک تعزیتی نشست حاجی محمد رفیق قادری چیئرمین پریس کلب تحصیل حسن ابدال کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی جس کی صدارت معروف محقق سید صابر حسین شاہ نے کی۔ مہمان خصوصی چیف ایڈیٹر ماہنامہ انوار رضا ملک محبوب الرسول قادری تھے۔ اس علمی مذاکرہ سے گفتگو کرتے ہوئے مہمان خصوصی نے کہا کہ طارق سلطان پوری کی شخصیت نے پورے ملک میں اہل علم و دانش کو متاثر کیا ہے۔ وہ ایک عظیم مفکر، تاریخ گو اور نعت گو شاعر تھے۔ ان کے فن پر تحقیق کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔ ہم ایک عظیم نعت گو شاعر سے محروم ہو گئے ہیں۔ کاروان ادب حسن ابدال کے سابق صدر صدیق صابر ایاز نے کہا کہ طارق سلطانپوری نے نعت میں جن اسالیب کو اظہار کا ذریعہ بنایا ہے ہم اس کے فنی پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ معروف محقق صابر حسین شاہ بخاری نے کہا کہ وہ فی البدیہہ اشعار کہنے میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ ان کی تضمین نگاری ان کی وجہ شہرت تھی۔ حاجی رفیق قادری نے کہا کہ حسن ابدال کو طارق سلطانپوری کی وجہ سے اختصاص حاصل تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان سے عقیدت کا اظہار ان کی عظمت کی دلیل ہے۔ انوار رضا جوہر آباد کے ایڈیٹر نے بتایا کہ جلد ہی آستانہ بیربل سرگودھا میں طارق سلطانپوری کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں ملک بھر سے اہل علم و دانش کثیر تعداد میں شرکت کریں گے۔

Member APNS — dailyuniversal2@gmail.com — روزنامہ یونیورسل ریکارڈر — Universal Recorder — راولپنڈی اسلام آباد

عبدالقیوم ایک عظیم مفکر۔ تاریخ گو اور نعت گو شاعر تھے

ان کے فن پر تحقیق کی ضرورت ہمیشہ رہے گی ہم ایک عظیم نعت گو شاعر سے محروم ہو گئے

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) معروف نعت گو شاعر عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی یاد میں ایک تعزیتی نشست حاجی محمد رفیق قادری چیئرمین پریس کلب تحصیل حسن ابدال کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی جس کی صدارت معروف محقق سید صابر حسین شاہ نے کی۔ مہمان خصوصی چیف ایڈیٹر ماہنامہ انوار رضا ملک محبوب الرسول قادری تھے۔ اس علمی مذاکرہ سے گفتگو کرتے ہوئے مہمان خصوصی نے کہا کہ طارق سلطان پوری کی شخصیت نے پورے ملک میں اہل علم و دانش کو متاثر کیا ہے۔ وہ ایک عظیم مفکر، تاریخ گو اور نعت گو شاعر تھے۔ ان کے فن پر تحقیق کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔ ہم ایک عظیم نعت گو شاعر سے محروم ہو گئے ہیں۔

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال
ہفت روزہ WEEKLY NAWA-E-JAUHAR
نوائے جوہر
جوہر آباد پاکستان
Regd. No. R-165
شمارہ نمبر 24 | 8 جون 2015ء | جلد نمبر 27

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں حضرت طارق سلطانپوری کی یاد میں سلطان الشعراء سیمینار 11 جون کو منعقد ہوگا

سیمینار کی صدارت کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز سیفی کریں گے جبکہ ریٹائرڈ جسٹس میاں نذیر اختر بطور مہمان خصوصی شریک ہوں گے

علامہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی' پیر فیض الامین فاروقی' راجہ طاہر ایوب' صابر شاہ بخاری' ڈاکٹر ذوالفقار اور دیگر مقررین خطاب کرینگے

پروفیسر محبوب حسین کی زیر صدارت منعقد ہونیوالے اس تاریخ ساز سیمینار کے انعقاد کیلئے تمام انتظامات کو آخری شکل دے دی گئیں

جوہر آباد (نمائندہ خصوصی) ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں 11 جون بروز جمعرات کو علم الاعداد کے ماہر استاد اور قادر الکلام شاعر علامہ محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری کی یاد میں عظیم الشان "سلطان الشعراء سیمینار" منعقد ہوگا جس میں جسٹس (ر) میاں نذیر اختر مہمان خصوصی ہونگے جبکہ حضرت پیر کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صدارت کریں گے۔ ملک محبوب الرسول قادری کے مطابق سیمینار کے تمام انتظامات اور قرآن خوانی کا پروگرام حتمی طور پر مرتب کرلیا گیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ پیر محبوب حسین چشتی کی زیر سرپرستی اس پروگرام میں معروف شاعر حضرت پیر فیض الامین فاروقی (چکوڑی شریف)' حضرت پیر صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی' راجہ طاہر ایوب' ڈاکٹر ذوالفقار علی' سید محمد عبداللہ شاہ قادری' پیر سید صابر حسین شاہ بخاری' محمد رفیق قادری' صدیق صابر ایاز' قاری غلام مصطفیٰ کمال قادری' پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کاظمی' پروفیسر قاری محمد مشتاق انور اور دیگر مقررین خطاب کریں گے۔ مقررین حضرت علامہ طارق سلطانپوری کی گرانقدر علمی و ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کریں گے۔

شہر شہر کی خبریں اور مسائل

طارق سلطان پوریؒ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، نذیر اختر

جوہر آباد (نمائندہ جنگ) ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں سیمینار منعقد ہوا جس کی صدارت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی نے کی۔ اس موقع پر جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے کہا کہ طارق سلطان پوریؒ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ پیر اسماعیل فقیر الحسنی' صدیق صابر و دیگر نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے اعلیٰ کارکردگی پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے طالبعلم عمر فاروق کو دو لاکھ روپے کا چیک اور تعریفی سند دی۔

جوہر آباد: جسٹس (ر) میاں نذیر اختر' محبوب قادری و دیگر سیمینار سے خطاب کر رہے ہیں

روزنامہ جنگ لاہور (6)15 جون 2015ء

روزنامہ جنگ

عبدالقیوم سلطانپوری کی دعائے چہلم آج ہوگی

حسن ابدال (نامہ نگار) ملک کے ممتاز نعت گو شاعر عاشق رسولؐ عبدالقیوم سلطانپوری مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے دعائے چہلم آج دن دس بجے قرآن خوانی محفل نعت ڈیرہ ملک عبدالقیوم محلہ حطاراں حسن ابدال میں ہوگی جس میں ممتاز دینی وسماجی شخصیات شامل ہوں گی۔

NAWAIWAQT.COM.PK
editor@nawaiwaqt.com.pk
@nawaiwaqt fb.com/nawaiwaqt
DAILY NAWA-I-WAQT RAWALPINDI ISLAMABAD
روزنامہ نوائے وقت
راولپنڈی اسلام آباد
10 2015 | 24 1436 | 2072
جلد 60 | صفحات 42 | 003 | 316



حسن ابدال: گوشاعر عبدالقیوم سلطانپوری کی دعائے چہلم کے موقع پر پیر فیض الامین فاروقی خطاب کر رہے ہیں

علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری اردو اور فارسی ادب کا روشن ستارہ تھے

دل عشق رسولؐ کے نور سے منور تھا، ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین کا خطاب

راولپنڈی (پ ر) انٹرنیشنل غوثیہ فورم کے چیئرمین اور علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کے سربراہ مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کہا ہے کہ پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں جہاں تک (صفحہ 6 بقیہ 5) اردو اور فارسی زبان بولی، لکھی اور سمجھی جاتی ہے وہاں تک طارق سلطانپوری اپنے لافانی کلام کے ساتھ پہنچ چکے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے فن تاریخ گوئی میں شہرت تامہ کے حامل قادر الکلام نعت گو استاد شاعر علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوریؒ کے ختم چہلم کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کاظمی نے کی جبکہ دیگر مقررین میں صاحبزادہ سید محمد بشیر احمد نعمانی باغدروی' پیر سید صابر حسین شاہ بخاری' سید محمد عبداللہ شاہ قادری' صدیق صابر ایاز' راجا نور محمد نظامی' علامہ پیر عبدالقادر' عمران احمد' سید شہاب الدین سلطانپوری' حافظ نور احمد قادری' سید سلیمان کونین مقررین نے کہا کہ طارق سلطانپوری کی اللہ رب العالمین نے بے پناہ صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا تھا تاریخ گو تھے اور نثر نگار بھی' فن شعر وسخن میں وہ اپنی نظیر خود تھے شاعری کی تقریباً تمام اصناف پر انہیں دسترس حاصل تھی۔ وہ اردو اور فارسی ادب کا روشن ستارہ تھے۔ مقررین نے کہا کہ سلطانپوری ایک صالح' باکردار' غیور' روشن دماغ' محب وطن اور خوش عقیدہ مسلمان تھے ان کا دل عشق رسولؐ کے نور سے منور تھا۔ حکیم سید اعجاز احمد امپوری نے ملک محبوب الرسول قادری کو طارق سلطانپوری کی ڈاکومینٹری سی ڈی پیش کی جبکہ علامہ مقصود احمد صابری نے راجا طاہر ایوب کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا ختمات قرآنیہ اور اوراد وظائف درود پاک کے تحائف اور وسیع لنگر کا ایصال ثواب کیا گیا۔ پیر سید فتح علی شاہ نقشبندی' افتخار احمد حافظ قادری' محمد صفدر سیفی' ایس ایم قاسمی' پیر مقصود احمد صابری' ملک قمر اقبال' محمد رفیق قادری' ثناء خوان محمد سلیم چشتی' تصور حسین شاہ' پروفیسر محمد سرور شفقت' محمد روز خان' وقار احمد جدون ایڈووکیٹ' مشتاق احمد چشتی' ڈاکٹر ملک ذوالفقار علی اور راجا طاہر ایوب نے حاضرین اور شرکاء پروگرام کا شکریہ ادا کیا طارق سلطانپوری کی اکلوتی دختر نیک اختر ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر نے اپنے والد کو تحریری صورت میں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ طارق سلطانپوری اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے لیے اساسی ورکنگ کمیٹی میں راجا طاہر ایوب' ڈاکٹر ذوالفقار علی' ملک محبوب الرسول قادری' سید صابر حسین شاہ بخاری' سید عبداللہ شاہ قادری' صدیق صابر ایاز اور محمد رفیق قادری کو شامل کیا گیا جبکہ اکیڈمی کے امور میں حتمی اختیارات ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر کو سونپے گئے۔

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال
ہفت روزہ WEEKLY NAWA-E-JAUHAR
نوائے جوہر
جوہر آباد پاکستان
Regd. No. R-165
شمارہ نمبر 23 | 2015ء | جلد نمبر 27

حسینیت نظام مصطفیٰؐ کے تحفظ اور مقام مصطفیٰؐ کی جدوجہد کا نام ہے، محبوب الرسول قادری

نواسہ رسولؐ حضرت امام حسین عالی مقام کا نام تا طلوع صبح قیامت زندہ وجاوید رہے گا

حضرت امام حسینؓ کے یوم ولادت کی مناسبت سے زاویہ قادریہ میں منعقدہ تقریب سے خطاب

جوہر آباد (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء پاکستان کے راہنما ملک محبوب الرسول قادری نے کہا ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے رخصت کی بجائے عظیمت کا راستہ اختیار کیا اور نظام مصطفیٰ کے غداروں سے فیصلہ کن لڑائی کی۔ صبح قیامت تک امام عالی مقام کا نام اور کام زندہ و جاوید رہے گا ان خیالات کا اظہار انھوں نے حضرت امام حسینؓ کے یوم ولادت کے موقع پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ یزیدیت ایک فتنہ جو طاغوت کی نمائندگی کرتی ہے اور اس حسینیت نفاذ نظام مصطفیٰ اور تحفظ مقام مصطفیٰ کی جدوجہد کا نام ہے۔ اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما حاجی عطاء اللہ خان نیازی نے کہا کہ شیطان اور اس کے چیلے پاکستان میں ہی نہیں ساری دنیا کا امن غارت کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت وطن اور ملت کو بچانے کیلئے اتحاد بین المسلمین کے پروگرام کو عملی شکل دینا ہوگی۔ مولانا عبدالستار خان نیازی نے وحدت اُمت کا جو فارمولا مرتب کیا تھا حکومت اس کو قانونی شکل دے اور عالمی داروں تک پہنچا کر مسلم بلاک کے قیام کیلئے راہ ہموار کی جائے۔ بعد ازاں کیک بھی کاٹا گیا۔

بقیہ نمبر 24 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام کیلئے بہترین خدمات نے طارق سلطان پوری کو امر کر دیا

فکر و فن کی مجسم تصویر، صاحب ایثار و اخلاق زندگی بھر کا معمول تھا، پیر رفاقت قادری

روزنامہ نوائے وقت
DAILY NAWA-I-WAQT RAWALPINDI ISLAMABAD
NAWAIWAQT.COM.PK

حسن ابدال (نامہ نگار) اسلام اور پاکستان سے وفا شعاری اور پھر علم و ادب، شعر و سخن، سماج اور ماحول کے لیے گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک و ملت کا بہترین اثاثہ تھے، شاعری کی تمام اصناف میں ان کا مثالی کلام اردو ادب کا بہترین اثاثہ ہے، ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادرالکلام شاعر حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے کیا جن میں حضرت پیر سید رفاقت علی قادری، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر فیضالامین فاروقی سیالوی، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی، باغدروی، پیر شہاب الدین سلطانپوری، علامہ وقار احمد ہزاروی اور علامہ محمد جہانگیر شامل تھے، مقررین نے کہا کہ فکر و فن کی مجسم تصویر، صاحب ایثار و اخلاق زندگی بھر کا معمول تھا، بارگاہ الٰہی کی محبت اور غلامی رسولؐ کا جذبہ بیدار کرنا طارق سلطانپوری کا زندگی بھر کا معمول تھا۔

علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری اردو اور فارسی ادب کا روشن ستارہ تھے

دل عشق رسول کے نور سے منور تھا، ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین کا خطاب

راولپنڈی (پ ر) انٹرنیشنل غوثیہ فورم کے چیئرمین اور علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کے سربراہ مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کہا ہے کہ پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں جہاں تک (صفحہ 6بقیہ 5) اردو اور فارسی زبان بولی، لکھی اور سمجھی جاتی ہے وہاں تک طارق سلطانپوری اپنے لافانی کلام کے ساتھ پہنچ چکے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے فن تاریخ گوئی میں شہرت تامہ کے حامل قادرالکلام نعت گو استاد شاعر علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوریؒ کے ختم چہلم کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کاظمی نے کی جبکہ دیگر مقررین میں صاحبزادہ سید محمد بشیر احمد نعمانی باغدروی، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، صدیق صابر ایاز، راجا نور محمد نظامی، علامہ پیر عبدالقادر، عمران احمد، سید شہاب الدین سلطانپوری، حافظ نور احمد قادری، سید سلیمان کونین شامل تھے۔ مقررین نے کہا کہ طارق سلطانپوری کی اللہ رب العالمین نے بے پناہ صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا تھا تاریخ گو تھے اور نثر نگار بھی، فن شعر و سخن میں وہ اپنی نظیر خود تھے شاعری کی تقریباً تمام اصناف پر انہیں دسترس حاصل تھی۔ وہ اردو اور فارسی ادب کا روشن ستارہ تھے۔ مقررین نے کہا کہ سلطانپوری ایک صالح، باکردار، غیور، روشن دماغ، محب وطن اور خوش عقیدہ مسلمان تھے ان کا دل عشق رسولؐ کے نور سے منور تھا۔ حکیم سید اعجاز احمد امپوری نے ملک محبوب الرسول قادری کو طارق سلطانپوری کی ڈاکیومنٹری سی ڈی پیش کی جبکہ علامہ مقصود احمد صابری نے راجا طاہر ایوب کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا ختمات قرآنیہ اور اوراد و وظائف درود پاک کے تحائف اور وسیع لنگر کا ایصال ثواب کیا گیا۔ پیر سید فتح علی شاہ نقشبندی، افتخار احمد حافظ قادری، محمد صفدر سیفی، ایس ایم قاسمی، پیر مقصود احمد صابری، ملک قمر اقبال، محمد رفیق قادری، ثنا خوان محمد سلیم چشتی، تصور حسین شاہ، پروفیسر محمد سرور شفقت، محمد روز خان، وقار احمد جدون ایڈووکیٹ، مشتاق احمد چشتی، ڈاکٹر ملک ذوالفقار علی اور راجا طاہر ایوب نے حاضرین اور شرکاء پروگرام کا شکریہ ادا کیا طارق سلطانپوری کی اکلوتی دختر نیک اختر ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر نے اپنے والد کو تحریری صورت میں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ طارق سلطانپوری اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے لیے اساسی ورکنگ کمیٹی میں راجا طاہر ایوب، ڈاکٹر ذوالفقار علی، ملک محبوب الرسول قادری، سید صابر حسین شاہ بخاری، سید عبداللہ شاہ قادری، صدیق صابر ایاز اور محمد رفیق قادری کو شامل کیا گیا جبکہ اکیڈمی کے امور میں حتمی اختیارات ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر کو سونپے گئے۔

Wednesday 27 May, 2015
www.azkaar.com.pk
Daily AZKAAR Rawalpindi/Islamabad azkaar@cyber.net.pk
روزنامہ اذکار راولپنڈی اسلام آباد
چیف ایڈیٹر محمد الماس عباسی

حسن ابدال، نعت خواں شاعر عبدالقیوم سلطانپوری کی دعائے چہلم کے موقع پر پیر فیض فاروقی خطاب کر رہے ہیں

علامہ عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی شعر و سخن کیلئے گرانقدر خدمات ہیں

مرحوم ملک و ملت کا قیمتی اثاثہ تھے، رسم چہلم کی تقریب میں علماء کرام و دیگر مقررین کا خطاب

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) اسلام اور پاکستان سے وفا شعاری اور پھر علم و ادب، شعر و سخن، سماج اور ماحول کیلئے گرانقدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک و ملت کا بہترین اثاثہ تھے۔ ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادرالکلام شاعر علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوریؒ کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پیر سید رفاقت علی قادری کے زیر صدارت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر طارق اعظم ثانی، پیر فیض الامین فاروقی، سید عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی باغدروی، صدیق صابر ایاز، صاحبزادہ عمران احمد، سید سلیمان، افتخار احمد حافظ قادری، مولانا جہانگیر، علامہ وقار احمد ہزاروی، سید شہاب الدین سلطان پوری سمیت دیگر مقررین نے کہا کہ علامہ عبدالقیوم طارق پوری عشق و محبت کا ایک جہان تھے۔ اس موقع پر طارق سلطان پوری اکیڈمی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ پروگرام کے آخر میں طارق سلطان پوری کے علاوہ پوری امت کیلئے ایصال ثواب کیا گیا اور بلندیٔ درجات کی دعا کی گئی۔

روزنامہ اساس راولپنڈی 20 اپریل 2015ء

نعت گو شاعر عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری کی نماز جنازہ ادا

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) معروف تاریخ گو نعت گو شاعر عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری گذشتہ روز طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ مرحوم حسن ابدال کی ایک معروف ادبی شخصیت تھے جن کی نماز جنازہ پیر اعظم طارق ثانی المعروف ثانی سرکار نے پڑھائی جبکہ نماز جنازہ میں علاقے بھر سے عوام کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ ساتھ ملک بھر سے اہم شخصیات نے شرکت کی۔ نماز جنازہ میں علامہ پیر عبدالقادر قادری۔ پروفیسر سرور شفقت۔ پروفیسر محمد ارشد۔ شاہ حسین گردیزی۔ پیر سید صابر حسین شاہ۔ غلام مصطفیٰ قادری۔ ملک محبوب الرسول سمیت علاقہ بھر کی سیاسی و سماجی شخصیات بھی موجود تھیں۔

معروف نعت گو شاعر عبدالقیوم طارق سلطانپوری شدید علیل، دعاء کی اپیل

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) معروف نعت گو شاعر عبدالقیوم طارق سلطانپوری شدید علیل، ہسپتال داخل، دوست احباب سے دعائے صحت کی استدعا۔ تفصیلات کے مطابق معروف نعت گو شاعر اور علم الاعداد کے ماہر عبدالقیوم طارق سلطانپوری شدید علیل ہونے کے باعث الشفاء انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد میں داخل ہیں۔ ان کے دوست سید صابر حسین شاہ بخاری نے ملک بھر میں پھیلے ہوئے ان کے شاگردوں اور دوست و احباب سے دعائے صحت کی استدعا کی ہے۔

روزنامہ نوائے وقت
DAILY NAWA-I-WAQT RAWALPINDI ISLAMABAD

معروف شاعر طارق سلطان پوری انتقال کر گئے

اسلام آباد (نیوز ڈیسک) معروف نعت نگار، قادرالکلام شاعر اور علم الاعداد کے ماہر عبدالقیوم المعروف طارق سلطان پوری گزشتہ روز انتقال کر گئے، ان کی نماز جنازہ آج بعد از نماز ظہر محلہ حطاراں حسن ابدال میں ادا کی جائے گی۔ مرحوم پیر بابو جی آف گولڑہ شریف کے مریدوں میں سے تھے۔

www.jang.com.pk
روزنامہ جنگ راولپنڈی
DAILY JANG RAWALPINDI
MONDAY MAY 25, 2015
میر خلیل الرحمٰن

علم و ادب کیلئے گراں قدر خدمات نے طارق سلطان پوری کو امر کر دیا، مقررین

حسن ابدال (نمائندہ جنگ) اسلام اور پاکستان سے وفا شعاری اور پھر علم و ادب، شعر و سخن، سماج اور ماحول کے لیے گراں قدر خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک و ملت کا بہترین اثاثہ تھے، شاعری کی تمام اصناف میں ان کا مثالی کلام اردو ادب کا بہترین اثاثہ ہے، ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادرالکلام شاعر حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے کیا جن میں حضرت پیر سید رفاقت علی قادری، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر فیضالامین فاروقی سیالوی، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی، باغدروی، پیر شہاب الدین سلطانپوری، علامہ وقار احمد ہزاروی اور علامہ محمد جہانگیر شامل تھے، مقررین نے کہا کہ طارق سلطانپوری عشق و محبت کا ایک منفرد جہان تھے اور ہشت پہلو شخصیت تھے۔

www.dailyasas.com.pk asasrwp@gmail.com
پاکستان کی نظریاتی اساس کا علمبردار اور عوام کی امنگوں کا عکاس
روزنامہ اساس راولپنڈی
ایڈیٹر انچیف شیخ افتخار عادل
گروپ ایڈیٹر بیرسٹر شیخ دانش افتخار
راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور، فیصل آباد، کراچی اور مظفرآباد آزاد کشمیر سے بیک وقت شائع ہونے والا
جلد 21 شمارہ 205 | بدھ 08 شعبان 1436ھ 27 مئی 2015ء 13 جیٹھ 2072 ب
WEDNESDAY 27 MAY 2015

حسن ابدال، گوشاعر عبدالقیوم سلطانپوری کی دعائے چہلم کے موقع پر پیر فیض الامین فاروقی خطاب کررہے ہیں

علامہ عبدالقیوم طارق سلطان ملک وملت کا اثاثہ تھے، مقررین

گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کردیا

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) اسلام اور پاکستان سے وفاشعاری اور پھر علم و ادب، شعر و سخن، سماج اور ماحول کے لئے گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کردیا۔ وہ ملک وملت کا بہترین اثاثہ تھے۔ شاعری کی تمام اصناف میں ان کا مثالی کلام اردو ادب کا بہترین اثاثہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادر الکلام شاعر علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوریؒ کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پیر سید رفاقت علی قادری کے زیرصدارت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر محمد طارق اعظم ثانی، پیر فیض الامین فاروقی، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی باغدروی، صدیق صابر ایاز، صاحبزادہ عمران احمد، سید سلیمان، افتخار احمد حافظ قادری، مولانا محمد جہانگیر، علامہ وقار احمد ہزاروی، اور سید شہاب الدین سلطان پوری، سمیت دیگر مقررین نے کہا کہ شعر وسخن کے لئے طارق سلطان پوری کی گراں قدر خدمات اور کلام اردو اور فارسی منظومات میں ہمیشہ تروتازہ رہے گا۔ اس موقع پر صاحبزادہ پیر اعجاز احمد رامپوری نے ملک محبوب الرسول قادری کو طارق سلطان پوری کی ڈاکومینٹری پیش کی۔ جبکہ پیر مقصود احمد صابری نے راجہ طاہر ایوب کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔ اس موقع پر طارق سلطان پوری اکیڈمی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ جس کے لئے ابتدائی ورکنگ کمیٹی صاحبزادہ سید صابر حسین بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، سید محمد عبد اللہ شاہ قادری، محمد رفیق قادری، صدیق صابر ایاز، راجہ طاہر ایوب، ملک محمد ذوالفقار حسین پر مشتمل ہے۔ پروگرام کے آخر میں درود وسلام اور ملک وملت کی فوز وفلاح کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

---

www.dailypak.com
روزنامہ پاکستان لاہور
THE DAILY PAKISTAN LAHORE
MONDAY APRIL 23, 2012
جلد 23 شمارہ 63

علم انسان کو دیگر مخلوق میں افضل مقام دلاتا ہے: پیر توصیف رضا

امام احمد رضا بریلوی نے حب رسول عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا، تقریب سے خطاب

جوہرآباد (نمائندہ پاکستان) انڈیا کے معروف علمی و روحانی مرکز خانقاہ قادریہ بریلی شریف کے مسند نشین اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ کے پڑپوتے حضرت علامہ پیر توصیف رضا خان قادری نے کہا ہے کہ علم انسان کو دیگر مخلوق میں افضل مقام دلاتا ہے اور انسان کو خدا کی معرفت کا نور عطا کرتا ہے آج ہم امت مسلمہ کو علم ہی کی بنیاد پر ترقی کی راہ پر گامزن کرسکتے ہیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنے دورہ پاکستان کے موقع پر بزم انوار رضا پاکستان کے بانی صدر مولانا ملک محبوب الرسول قادری سے ملاقات کے دوران ان کی تصنیفات اور "انوار رضا" کی خصوصی اشاعتوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے کیا حضرت پیر توصیف رضا قادری نے کہا کہ امام احمد رضا بریلویؒ نے اسلامیان ہند پر بہت بڑا احسان کیا کہ جذبہ حب رسول کو عام کرنے کیلئے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ ان کے خلفاء، مریدین اور تلامذہ نے اس جذبے کو ایک مشن کی طرح پھیلایا اور اس کا رنگ سارے عالم پر نمایاں نظر آتا ہے۔ انہوں نے انوار رضا کی اشاعتوں پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ملک محبوب الرسول قادری کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ اہل سنت کیلئے یہ لٹریچر نفع اور خیر کا باعث ہے۔ خانقاہ قادریہ بریلی شریف کے فیض سے پاکستان میں انوار رضا کا لٹریچر عام ہو رہا ہے۔ اس موقع پر ملک محبوب الرسول قادری نے حضرت پیر توصیف رضا بریلوی کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔

جوہرآباد، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ کے پڑپوتے اور خانقاہ قادریہ بریلی شریف انڈیا کے مسند نشین علامہ توصیف رضا خان قادری ملک محبوب الرسول قادری کی کتب پر اظہار خیال کررہے ہیں

---

http://www.nawaiwaqt.com.pk
روزنامہ نوائے وقت لاہور
DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE
مسلسل اشاعت کے 72 سال
MONDAY 23 APRIL 2012
جلد 72 شمارہ 101 صفحات 12 قیمت 10 روپے

علم سے امت مسلمہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرسکتے ہیں: پیر توصیف رضا

اہلسنت کو متحد ومنظم ہوکر معاشرے کی اصلاح کیلئے کردار ادا کرنا چاہئے، باہمی اختلافات ختم کرنا ہونگے

مدارس نئی نسل کو اسلام کے سرمدی اور دائمی پیغام کے مطابق تیار کریں: مولانا محبوب الرسول سے ملاقات

خوشاب/جوہرآباد (نامہ نگار) بھارت کے معروف علمی وروحانی مرکز خانقاہ قادریہ بریلی شریف کے مسند نشین اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ کے پڑپوتے علامہ پیر توصیف رضا خان قادری نے کہا ہے کہ علم انسان کو دیگر مخلوق میں افضل مقام دلاتا ہے اور انسان کو خدا کی معرفت کا نور عطا کرتا ہے آج ہم امت مسلمہ کو علم ہی کی بنیاد پر ترقی کی راہ پر گامزن کرسکتے ہیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنے دورہ پاکستان کے موقع پر بزم انوار رضا پاکستان کے بانی صدر مولانا ملک محبوب الرسول قادری سے ملاقات کے دوران ان کی تصنیفات اور "انوار رضا" کی خصوصی اشاعتوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے کیا پیر توصیف رضا قادری نے کہا کہ امام احمد رضا بریلویؒ نے اسلامیان ہند پر بہت بڑا احسان کیا کہ جذبہ حب رسول کو عام کرنے کیلئے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ اہلسنت کو متحد ومنظم ہوکر معاشرے کی اصلاح کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ آج سنی دنیا کو باہمی اختلاف ختم کرکے عوام کو شریعت وسنت کی بالادستی کیلئے تیار کرنا چاہئے۔ اہل سنت کے مدارس نئی نسل کو اسلام کے سرمدی اور دائمی پیغام کے مطابق تیار کریں عوام اپنے مسائل کے حل کیلئے حضورؐ کی سنت کی طرف رجوع کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کیلئے بارگاہ نبویؐ سے ہی اکتساب فیض کیا جائے۔ انہوں نے اسلامیان پاکستان کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ یوم حشر ہمیں اللہ کے حبیب کی بارگاہ سے شفاعت کی بھیک مانگنا ہے اس لئے اس ہستی پاک سے وفاشعاری کو معمول حیات بنایا جائے۔ اس موقع پر ملک محبوب الرسول قادری نے پیر توصیف رضا بریلوی کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔

روزنامہ ایکسپریس سرگودھا 25 اپریل 2012ء
DAILY EXPRESS
روزنامہ ایکسپریس سرگودھا
DAILY EXPRESS, SARGODHA-WEDNESDAY APRIL 25, 2012

"حلقہ سیفیہ کی ابلاغ دین کیلئے جدوجہد لائق تحسین ہے"

اسلام کے پیغام کو پھیلانا امت کا فریضہ ہے، صاحبزادہ توصیف رضا خان کا اجتماع سے خطاب

سرگودھا (خبرنگار) حلقہ سیفیہ کی طرف سے ابلاغ دین کیلئے جدوجہد لائق تحسین ہے ان خیالات کا اظہار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی خانقاہ عالیہ قادریہ کے معروف شیخ طریقت اور نسبی اعتبار سے ان کے پڑپوتے علامہ صاحبزادہ توصیف رضا خان بریلوی نے مشائخ سیفیہ کے نمائندہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت سلسلہ سیفیہ نقشبندیہ کے مؤسس اخی پیر سیف الرحمن ارچی خراسانی کے خلیفہ پیر میاں محمد حنفی سیفی نے کی جبکہ علامہ مفتی محمد کلیم رضوی، پیر سید محمد افضال شاہ سیفی، مولانا ملک محبوب الرسول قادری، علامہ مفتی سید عبدالقادر شاہ سیفی، پیر طریقت صوفی غلام مرتضیٰ سیفی، صاحبزادہ محمد عثمان رضوی، پیر طریقت صوفی سیف اللہ سیفی، علامہ حافظ محمد طاہر محمدی، علامہ اللہ بخش سیالوی، مفتی مرتضیٰ حیات سمیت بڑی تعداد میں علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ علامہ توصیف رضا خان بریلوی نے ان خیالات کا اظہار آستانہ سیفیہ 49 ٹیل میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ تعلیمات نبویہ کی روشنی میں اسلام کے پیغام کو گہرائی تک سمجھنا اور پھر اسے پھیلانا امت کا فریضہ ہے۔

روزنامہ اساس
Daily Asas
WEDNESDAY 27 MAY 2015
بدھ 08 شعبان 1436ھ، 27 مئی 2015ء، 13 جیٹھ 2072 بکرمی
جلد 21، شمارہ 205

علامہ عبدالقیوم طارق سلطان ملک وملت کا اثاثہ تھے، مقررین

گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) اسلام اور پاکستان سے وفاشعاری اور پھر علم وادب، شعر وسخن، سماج اور ماحول کے لئے گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک وملت کا بہترین اثاثہ تھے۔ شاعری کی تمام اصناف میں ان کا مثالی کلام اردو ادب کا بہترین اثاثہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادر الکلام شاعر علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوریؒ کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پیر سید رفاقت علی قادری کے زیر صدارت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر محمد طارق اعظم ثانی، پیر فیض الامین فاروقی، ، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی باغدروی، صدیق صابر ایاز، صاحبزادہ عمران احمد، سید سلیمان ، افتخار احمد حافظ قادری، مولانا محمد جہانگیر، علامہ وقار احمد ہزاروی، اور سید شہاب الدین سلطان پوری، سمیت دیگر مقررین نے کہا کہ شعر وسخن کے لئے طارق سلطان پوری کی گراں قدر خدمات اور کلام اردو ادب اور فارسی منظومات میں ہمیشہ تروتازہ رہے گا۔ اس موقع پر صاحبزادہ پیر اعجاز احمد رامپوری نے ملک محبوب الرسول قادری کو طارق سلطان پوری کی ڈاکومینٹری پیش کی۔ جبکہ پیر مقصود احمد صابری نے راجہ طاہر ایوب کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔ اس موقع پر طارق سلطان پوری اکیڈمی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ جس کے لئے ابتدائی ورکنگ کمیٹی صاحبزادہ سید صابر حسین بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، محمد رفیق قادری، صدیق صابر ایاز، راجہ طاہر ایوب، ملک محمد ذوالفقار حسین پر مشتمل ہے۔ پروگرام کے آخر میں درود وسلام اور ملک وملت کی فوز وفلاح کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

حسن ابدال: گوشاعر عبدالقیوم سلطانپوری کی دعائے چہلم کے موقع پر پیر فیض الامین فاروقی خطاب کررہے ہیں

روزنامہ جنگ راولپنڈی
DAILY JANG RAWALPINDI
LOCAL EDITION SUNDAY APRIL 19, 2015
باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کا سب سے زیادہ چھپنے والا روزنامہ

شاعر طارق سلطان پوری انتقال کر گئے

○ نعت نگار شاعر اور علم الاعداد کے ماہر عبدالقیوم المعروف طارق سلطان پوری انتقال کر گئے۔ اُنکی نماز جنازہ آج بعد از نماز ظہر محلہ حطاراں حسن ابدال میں ادا کی جائیگی۔ مرحوم پیر بابو جی آف گولڑہ شریف کے مریدوں میں سے تھے۔

ہفت روزہ نوائے جوہر
WEEKLY NAWA-E-JAUHAR
جوہر آباد

جوہر آباد: جسٹس میاں نذیر اختر، مولانا محبوب الرسول قادری و دیگر مقررین "حضرت طارق سلطانپوری قومی سیمینار" سے خطاب کر رہے ہیں۔

حضرت طارق سلطانپوری ملت کا اجتماعی اثاثہ اور ماحول سے جڑے ہوئے صوفی تھے، ڈاکٹر عبدالقدیر خان

قومی زبان اُردو کے فروغ کے لئے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، ان کا وصال شب ہجراں کی سحر کی مانند ہے

سیمینار کے دوران قاری مدثر حسین نعیمی نے ملک کے ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا پیغام پڑھ کر سنایا

جوہر آباد (نمائندہ خصوصی) وطن عزیز پاکستان کے قومی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا کہ میں ذاتی طور پر حضرت محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری سے کبھی نہیں ملا، مگر ملک محبوب الرسول قادری کے وسیلہ سے طارق سلطانپوری سے یاد اللہ تھی۔ وہ چشتی نظامی قادری اور گولڑوی نسبتوں کے حامل صوفی تھے۔ فکری پاکیزگی محبت اولیاء اللہ اور جذبہ حب رسول ﷺ ان کی پہچان تھی۔ ہر چند کہ وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں مگر ان کا کردار خلوص دل میں گھر کر جانے والا کلام ایسے لگتا ہے جیسے کہ وہ یہیں کہیں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انھوں نے "انوار رضا کے سلطان الشعر نمبر" کیلئے اپنے خصوصی تحریری پیغام میں کیا جو ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں منعقد ہونیوالے "حضرت طارق سلطان پوری قومی سیمینار" میں قاری مدثر حسین نعیمی نے پڑھ کر سنایا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اپنے پیغام میں [illegible] کہ طارق سلطانپوری فن تاریخ گوئی میں [illegible] تھے بلکہ ایک قادر الکلام شاعر، باکمال نعت نگار اور اسیر آرزو کے پیکر تھے۔

جہاں [illegible] کہیں [illegible] انہی
ہو آخر ہو طارق کی نظریں

طارق سلطان پوری اپنے ماحول سے جڑے ہوئے صوفی تھے وہ ایک سچے اور کھرے مسلمان تھے جو پوری ملت اسلامیہ کیلئے اثاثہ تھے، وہ مزاجاً فقیر تھے اور شہرت سے گریز کرتے تھے۔ انھوں نے قومی زبان اردو کے فروغ کیلئے نظم ونثر میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ایسے لوگ قوموں کی پہچان اور استقامت ووحدت کا بیش بہا نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کا وصال شب ہجراں کی سحر ہے۔

لائے گی صبا حاضری کا مژدہ کسی روز
طارق شب ہجراں کی سحر ہو کے رہے گی

ڈاکٹر اے کیو خان نے دعا کی کہ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ نوائے جوہر
WEEKLY NAWA-E-JAUHAR

حضرت طارق سلطانپوری فکر وفن کے اعتبار سے علامہ اقبال کے حقیقی جانشین تھے، جسٹس نذیر اختر

علم الاعداد کی مہارت نے انہیں فن تاریخ گوئی کا امام بنا دیا، پیر فیض الامین ایسی ہستیاں صدیوں بعد قوموں کو انعام میں ملتی ہیں، اسماعیل فقیر الحسنی

وہ سادگی، متانت، مثبت فکر کے حامل اور عشق رسول سے سرشار تھے، ڈاکٹر سرفراز محمدی، حکومت طارق سلطانپوری پر تحقیق کیلئے سرپرستی کرے، صابر بخاری

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں محبوب الرسول قادری اور پروفیسر محبوب حسین چشتی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار سے خطاب

جوہر آباد (نمائندہ خصوصی) پاکستان کی عدلیہ کی تاریخ میں چودہ برس تک گرانقدر خدمات سرانجام دینے والے معروف جج اور غازی ممتاز حسین قادری کے وکیل جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے کہا ہے کہ دین وملت کے لئے زندگی کو وقف کر دینے والے لوگ ہمیشہ کے لئے امر ہو جاتے ہیں اور زمانہ انھیں ہمیشہ یاد رکھتا ہے حضرت طارق سلطانپوری انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک تھے۔ فکر وفن کے حوالے سے وہ علامہ اقبال کے حقیقی جانشین تھے انھیں امام احمد رضا اور حضرت سید نا پیر مہر علی شاہ کا براہ راست فیض حاصل تھا۔ اسلامیان پاکستان کے محسن تھے ان خیالات کا اظہار انھوں نے ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں معروف روحانی پیشوا حضرت پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی کی زیر صدارت منعقدہ "حضرت طارق سلطانپوری قومی سیمینار" سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس کا اہتمام ملک محبوب الرسول قادری اور حضرت پروفیسر محبوب حسین چشتی نے کیا تھا۔ ماہر تاریخ گو اور قادر الکلام شاعر حضرت پیر فیض الامین فاروقی سیالوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طارق سلطانپوری اہل علم وفضل کے لئے عزت ووقار کا استعارہ تھے علم الاعداد میں خداداد مہارت نے انھیں فن تاریخ گوئی کا امام بنا دیا۔ انھوں نے حضرت سلطانپوری کے لئے اپنا لکھا ہوا قطعہ تاریخ بھی پیش کیا [illegible] انھوں نے ادارہ معین الاسلام کی گرانقدر خدمات پر بھی اپنا منظوم کلام پیش کیا۔ معروف عالم دین علامہ صاحبزادہ پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی، صدیق صابر، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، ڈاکٹر ذوالفقار علی اور محمد رفیق قادری نے خطاب کرتے ہوئے حضرت سلطانپوری کو عاشق رسول قرار دیا اور کہا کہ ایسی ہستیاں صدیوں کے بعد قوموں کو قدرت کی طرف سے انعام کے طور پر عطا ہوتی ہیں۔ ملک کے نامور ایٹمی سائنسدان محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، خانہ فرہنگ ایران کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی اور معروف نعت نگار ساجد علوی کے پیغامات قاری مدثر حسین نعیمی اور قاری عمران فرید نے پڑھ کر سنائے۔ ملک کے مشہور محقق ومصنف سید صابر حسین بخاری قادری اور ڈاکٹر عبدالرؤف نعیمی پروفیسر محمد نصر اللہ معینی نے مطالبہ کیا کہ طارق سلطانپوری کے علمی کارناموں پر تحقیق کیلئے حکومت سرپرستی کرے اور یونیورسٹی میں ان کے حوالے سے چیئر قائم کی جائے۔ صدر مجلس ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی اور مہمان خصوصی جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے اعلیٰ کارکردگی کے حامل ہونہار طالبعلم محمد فاروق کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے دو لاکھ روپے کا چیک اور تعریفی سند عطا کی۔ صدارتی خطاب کرتے ہوئے کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی نے کہا کہ سادگی، متانت، اخلاق اور مسلسل محنت طارق سلطانپوری کے اوصاف تھے۔ وہ مثبت فکر کے حامل تھے۔ سچے عاشق رسولؐ تھے اور اتحاد اہلسنت ان کا خواب تھا۔ وہ خدا کے محبوب اور مقبول بندوں میں سے تھے۔ قدرت نے انھیں عظیم مقصد نصیب کیا تھا جس کے لئے وہ زندگی بھر کام کرتے رہے۔ اجتماع میں بڑے دورانیے تک قرآن خوانی جاری رہی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے سلام پر تضمین طارق سلطانپوری اور سلطان الشعراء کا نعتیہ کلام سیمینار میں پیش کیا جاتا رہا۔





علامہ عبدالقیوم طارق سلطان ملک وملت کا اثاثہ تھے، مقررین

گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) اسلام اور پاکستان سے وفاشعاری اور بحر علم وادب، شعروسخن، سماج اور ماحول کے لئے گراں قدر مسلسل خدمات نے علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوری کو امر کر دیا۔ وہ ملک وملت کا بہترین اثاثہ تھے۔ شاعری کی تمام اصناف میں ان کا مثالی کلام اردو ادب کا بہترین اثاثہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے سلطان اور قادر الکلام شاعر علامہ عبدالقیوم طارق سلطان پوریؒ کے ختم چہلم کے اجتماع سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پیر سید رفاقت علی قادری کے زیر صدارت، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، پیر محمد طارق اعظم ثانی، پیر فیض الامین فاروقی، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، علامہ پیر عبدالقادر، راجہ نور محمد نظامی، پیر محمد شبیر احمد نعمانی باغدروی، صدیق صابر ایاز، صاحبزادہ عمران احمد، سید سلیمان، افتخار احمد حافظ قادری، مولانا محمد جہانگیر، علامہ وقار احمد ہزاروی، اور سید شہاب الدین سلطان پوری، سمیت دیگر مقررین نے کہا کہ شعروسخن کے لئے طارق سلطان پوری کی گراں قدر خدمات اور کلام اردو اور فارسی منظومات میں ہمیشہ تروتازہ رہے گا۔ اس موقع پر صاحبزادہ پیر اعجاز احمد رامپوری نے ملک محبوب الرسول قادری کو طارق سلطان پوری کی ڈاکومینٹری پیش کی۔ جبکہ پیر مقصود احمد صابری نے راجہ طاہر ایوب کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔ اس موقع پر طارق سلطان پوری اکیڈمی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ جس کے لئے ابتدائی ورکنگ کمیٹی صاحبزادہ سید صابر حسین بخاری، ملک محبوب الرسول قادری، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، محمد رفیق قادری، صدیق صابر ایاز، راجہ طاہر ایوب، ملک محمد ذوالفقار حسین پر مشتمل ہے۔ پروگرام کے آخر میں درود وسلام اور ملک وملت کی فوز وفلاح کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔



دین وملت کیلئے زندگی وقف کرنیوالے ہمیشہ کیلئے امر ہو جاتے ہیں، میاں نذیر اختر

حضرت طارق سلطانپوری انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک تھے' فکروفن کے حوالہ سے وہ علامہ اقبال کے حقیقی جانشین تھے انہیں امام احمد رضا اور حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ کا براہ راست فیض حاصل تھا

ممتاز قادری کے وکیل کا ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمد سیفی کی زیر صدارت قومی سیمینار سے خطاب اہتمام ملک محبوب الرسول قادری اور حضرت پروفیسر محبوب حسین چشتی نے کیا تھا

جوہرآباد (نامہ نگار) پاکستان کی عدلیہ کی تاریخ میں 14 برس تک گراں قدر خدمات سرانجام دینے والے معروف جج اور غازی ممتاز حسین قادری کے وکیل جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے کہا کہ دین وملت کیلئے زندگی کو وقف کردینے والے لوگ ہمیشہ کیلئے امر ہو جاتے ہیں اور زمانہ انہیں ہمیشہ یاد رکھتا ہے حضرت طارق سلطانپوری انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک تھے' فکروفن کے حوالہ سے وہ علامہ اقبال کے حقیقی جانشین تھے انہیں امام احمد رضا اور حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ کا براہ راست فیض حاصل تھا اسلامیان پاکستان کے محسن تھے ان خیالات کا اظہار انہوں نے ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں معروف روحانی پیشوا حضر پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمد سیفی کی زیر صدارت منعقدہ حضر طارق سلطانپوری قومی سیمینار سے خطاب کرر ہے تھے جس کا اہتمام ملک محبوب الرسول قادری اور حضرت پروفیسر محبوب حسین چشتی نے کیا تھا نامور تاریخ گو اور قادر الکلام شاعر حضرت پیر فیض الامین فاروقی سیالوی نے کہا کہ طارق سلطانپوری کیلئے اپنا لکھا ہوا قطعہ تاریخ بھی پیش کیا جسے بے حد پسند کیا گیا بعدازاں انہوں نے ادارہ معین الاسلام کی گراں قدر خدمات پر بھی اپنا منظوم کلام پیش کیا گیا معروف عالم دین علامہ صاحبزادہ پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی' صدیق صابر' سید محمد عبداللہ شاہ قادری' ڈاکٹر ذوالفقار علی' اور محمد رفیق قادری نے خطاب کرتے ہوئے حضرت سلطانپوری کو عاشق رسول قرار دیا اور کہا کہ ایسی ہستیاں صدیوں کے بعد قوموں کو قدرت کی طرف سے انعام کے طور پر عطا ہوتی ہیں ملک کے نامور ایٹمی سائنسدان محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر' ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی اور معروف نعت نگار ساجد علوی کے پیغامات قاری مدثر حسین اور قاری عمران فرید نے پڑھ کر سنائے۔ ملک کے مشہور مصنف سید صابر حسین بخاری قادری اور ڈاکٹر محمد نصر اللہ معینی نے مطالبہ کیا کہ طارق سلطانپوری کے علمی کارناموں پر تحقیق کیلئے حکومت سرپرستی کرے اس موقع پر ڈاکٹر سرفراز محمدی سیفی اور جسٹس میاں نذیر اختر نے اعلی کارکردگی کے حامل ہونہار طالبعلم عمر فاروق کو وزیر اعلی پنجاب کی طرف سے دو لاکھ روپے کا چیک اور تعریفی سند دی۔



منظومات

بحضور حضرت سلطان الشعراء

خراجِ عقیدت



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027



طارق سلطانپوری بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے

شاعری کی تمام اصناف پر دسترس، اردو ادب کا روشن ستارہ تھے، محبوب الرسول قادری

• راولپنڈی (پ ر) انٹرنیشنل غوثیہ فورم کے چیئرمین اور علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کے سربراہ مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کہا ہے کہ پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں جہاں تک اردو اور فارسی زبان بولی، لکھی اور سمجھی جاتی ہے وہاں تک طارق سلطانپوری اپنے لافانی کلام کیساتھ پہنچ چکے ہیں۔ جغرافیائی سرحدوں کو عبور کر کے ان کا شہرہ چاردانگ عالم میں پھیل چکا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے فن تاریخ گوئی میں شہرت کے حامل قادر الکلام نعت گو استاد شاعر علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوریؒ کے ختم چہلم کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کاظمی نے کی جبکہ دیگر مقررین میں صاحبزادہ سید محمد شبیر احمد نعمانی، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، صدیق صابر ایاز، راجہ نور محمد نظامی، علامہ پیر عبدالقادر، عمران احمد، سید شہاب الدین سلطانپوری، حافظ نور احمد قادری، سید سلیمان کونین و دیگر مقررین نے کہا کہ طارق سلطانپوری کو اللہ رب العالمین نے بے پناہ صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا تھا وہ تاریخ گو بھی تھے اور نثر نگار بھی، فن شعور وسخن میں وہ اپنی نظیر خود تھے۔ شاعری کی تقریباً تمام اصناف پر انہیں دسترس حاصل تھی۔ وہ اردو اور فارسی ادب کا روشن ستارہ تھے۔ پاکستانیات کے باب میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مقررین نے کہا کہ سلطانپوری جیسے لوگ صدیوں کے بعد قدرت کی طرف سے قوموں کو انعام کے طور پر عطا کئے جاتے ہیں۔ بلاشبہ وہ ملت کا اجتماعی اثاثہ تھے۔ علامہ مقصود احمد صابری نے راجہ طاہر ایوب کو اپنی کتابوں (باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 2) کا سیٹ پیش کیا۔ ختمات قرآنیہ، اوراد وظائف، درود پاک کے تحائف اور وسیع لنگر کا ایصال ثواب کیا گیا۔ حضرت پیر سید فتح علی شاہ نقشبندی، افتخار احمد حافظ قادری، محمد صفدر سیفی، ایس ایم قاسمی، پیر مقصود احمد صابری، ملک قمر اقبال، محمد رفیق قادری، ثناء خوان محمد سلیم چشتی، سید مقصود حسین شاہ، پروفیسر محمد سرور شفقت، محمد روز خان، وقار احمد جدون ایڈووکیٹ، مشتاق احمد چشتی، ڈاکٹر ملک ذوالفقار علی اور راجہ طاہر ایوب نے حاضرین اور شرکاء پروگرام کا شکریہ ادا کیا۔ طارق سلطانپوری کی اکلوتی دختر نیک اختر ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر نے اپنے عظیم والد کو تحریری صورت میں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ طارق سلطانپوری اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے لئے اساسی ورکنگ کمیٹی میں راجہ طاہر ایوب، ڈاکٹر ذوالفقار علی، ملک محبوب الرسول قادری، سید صابر حسین شاہ بخاری، سید عبداللہ شاہ قادری، صدیق صابر ایاز اور محمد رفیق قادری کو شامل کیا گیا جبکہ اکیڈمی کے امور میں حتمی اختیارات ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر کو سونپے گئے۔

اتوار 27 رجب المرجب 1436ھ 17 مئی 2015ء 03 جیٹھ 2072 بکرمی



طارق سلطان پوری کی شخصیت نے اہل علم و دانش کو متاثر کیا، انوار رضا

حسن ابدال (تحصیل رپورٹر) معروف نعت گو شاعر عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی یاد میں ایک تعزیتی نشست حاجی محمد رفیق قادری چیئرمین پریس کلب تحصیل حسن ابدال کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی جس کی صدارت معروف محقق سید صابر حسین شاہ نے کی۔ مہمان خصوصی انوار رضا، ملک محبوب الرسول قادری تھے۔ اس علمی مذاکرہ سے گفتگو کرتے ہوئے مہمان خصوصی نے کہا کہ طارق سلطان پوری کی شخصیت نے پورے ملک میں اہل علم و دانش کو متاثر کیا ہے۔ وہ ایک عظیم مفکر، تاریخ گو اور نعت گو شاعر تھے۔ ان کے فن پر تحقیق کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔

منظومات......حسن ترتیب

قطعہ تاریخ رحلت حضرت طارق سلطانپوری

ازاں جناب: تنویر پھول

باغِ حمد و نعت میں اے پھول! ہے ان کی مہک

فکرِ طارقؔ میں نمایاں ہے مقامِ حمد و نعت ۔

''داد''، جوان کو ملی، شامل کرو تاریخ میں

9

''طارقؔ سلطانپوری نیک نام حمد و نعت''

1436=1427+9ھ

(تنویر پھول)

..........☆☆☆..........

دانشِ ایران کا نمونہ

﴿ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کا منظوم خراج﴾

..............o..............

تہران، ایران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہ نام خدای بسیار بخشاینده بخشایشگر و مهربان به مناسبت درگذشت و وصال شاعر بلند مقام و ادیب فرجام و سخنور نیکونام مرحوم مغفور مسرور حضرت آقای گرامی قدر و عزیز الوجود الحاجی استاد دانشمند و خردمند محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ واسعۃ۔ تاریخ درگذشت و وصال: خرداد ماه ۱۳۹۴ھ ش برابر با شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ ق و مطابق ۲۸ مه ۲۰۱۵م ۔ سلطان پور، هری پور، هزاره، استان پنجاب ۔ پاکستان۔

آن بزرگ عارفان و عاشقان رفت از جهان

آن امیر عشق و عرفان در جنان شد جاودان

مرد حق ، پیر طریق ، آن طارق سلطانپوریؒ

امر حق لبیک گفت و سوی حق شد شادمان

جلوهٔ مهر محمد عبد قیوم شریف

بر زبان و جان محمد یا علی هو هو کنان

نام نیک او به شعر فارسی وارد و بخوان

طارق سلطانپوریؒ اکنون شده عرش آشیان

در سخن گویی همانندش ندیدم تا کنون
ماده تاریخش همه دم یاد گار و یاد مان

آه و افسوس در گذشت آن پیر دانای ادب
غمگسار و غمزده یاران و دوستان هر زمان

اشک غم از دیدگان جاری شده از فوت او
بنگرید بر چهره های مردمان و مؤمنان
پاک و ایران هر دو غمگین از وفات این بزرگ

....

رحمت و غفران حق یاد ابر آن پیر طریق
تربتش اکنون زیارتگاه جمله خانمان

بر مزارش گل بریزید و عبیر و عود خوش
تا رسید بوی خوش آن بر جهان عارفان

من هماره شعر او می خواندم و شادان شدم
لیکن اکنون یاد او با شعر او در جانمان

ای محمد عبد قیوم گشته ای خاموش چرا؟
لحه چهرهٔ تو در مقابل شد عیان

چون برفت این مرد عشق و عاشقی از پیش ما
در حروف جُمل آمد فوت او در گفتمان

"مصدر و علم عبد قیوم طارق سلطانپوریؒ" (۱۳۹۴ھ ش)
سوی جنت رفت و شد پیوسته دارالامان

"عبد قیوم طارق سلطانپوریؒ دانش پسند" (۱۴۳۶ھ ق)
فوت او تاریخ هجری آمده صدق العیان

"عبد قیوم طارق سلطانپوریؒ گلشن اثر" (۲۰۱۵م)
این تاریخ میلادی کی شد جنت مکان

ساکن جنت شده با حور و غلمان هم سخن
در بهشت ابنک نشسته با همه افرشتگان
من به یاد او قرائت می کنم آیات حق
جان و دل همواره گوید طارق قدس آستان

این رها خواند درود هم دعا و هم سلام
صوت قرآن می فرستد بر مزارش هر زمان

گوینده: افتخار احمد حافظ قادری

..........O..........

تقدیم به روح پاک مرحوم مغفور حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری رفیق وشفیق و یار مهربان که اکنون در بهشت جاودان هم نشین حور و غلمان است رحمة الله علیه رحمة واسعة

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری وصال یافت

طارق برفت از صا جهان — جانشین شوده دار سجاں
آن بلبل گویندگان — آن شاعر صدق العیان
آن عبد قیوم زمان — آن طارق سلطان جان

آن یارصف آن مہربان
آن پیکر عرش آشیان

شوق دل و جان مومن
مہر و محبت را نشان

ھمراہ من روز وشیان
اکنون شدہ جنت مکان

عشق محمد بر زبان
نعت رسو ل اللہ بخوان

یادت بخیر ای یارِمن
ای طارقِ دلدار من

غفران رحمت بر تو یاد
ھر کسی نما ید از تو یاد

من غمگسار و غمزدہ
یا د تو درد ل آمدہ

من افتخامِ یارِ تو
حافظ شدم دلدار تو

گریان و نالان روز و شب
بر جان و دل مارم تعب

ھمدارہ زیارت می کنم
قرآن قرانت می کنم

ای طارق شیرین زبان
ھستی ویشہ جادوان

این افتخار قادری
ھردم بہ یارب حاضری

حافظ بہ ھم قرآنِ خوان
طارق شدہ جنت مکا

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "رہا"

تہران، ایران

...........☆☆☆...........

آباد تھا طارق سے یہ ایوانِ قلم
تھا چاک محبت سے گریبانِ قلم

سب اہلِ قلم مل کے کریں پیش سلام
بے شبہ تھا سلطان پوری سلطانِ قلم

(امیر البیان میر حسان الحیدری سہروردی)

...........☆☆☆...........

چند قطرات اشک بر رحلت

شاعرِ بزرگِ استاد طارق سلطانپوری غفرلہ

زبزم ماسوئے دارِ بقا رفت
دریغا شاعرِ رنگیں نوا رفت

مثالِ بلبلِ نغمہ سرا بود
بباغِ خلد وفردوسِ علا رفت

ہمہ اصحابِ فن نالند وگویند
امیر کاروانِ خیلِ ما رفت

بہارِ گلشنِ مہر و محبت
نگارِ شہر ارباب وفا رفت

سخن ور بود و استادِ زمانہ
بہر صفِ سخن بود آشنا رفت

سریرآرائے مُلکِ نعت گویاں
رئیسِ کشورِ حمد و ثنا رفت

شنید حسنیؔ چو خبر ارتحالش
زقعرِ دل بہ لب حرفِ دُعا رفت

(علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی) شاہ والا

قطعہ تاریخ رحلت حضرت طارق سلطانپوری

پھولؔ! اک اعلیٰ سخنور داغ فرقت دے گیا

ہو دعا ان کے لئے جب ان کی نعتیں تم پڑھو

"موت" کو خارج کرو وہ زندہ وجاوید ہیں

446

"طارق سلطانپوری نعت گو تاریخ گو"

2015=2461-446ء

ازاں جناب: تنویر پھول

...........☆☆☆...........

سردار عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری مرحوم کی یاد میں

محمد صدیق ساجد علوی

(اس سخن پارے کی خصوصیات میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہ شاعری کی ''صنعتِ توشیح'' میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ہر بند کے پہلے مصرعہ کا حرفِ اوّل ایک ترتیب کے ساتھ مرتب کرلیں تو ہمارے ممدوح کا اِسمِ گرامی ''طارق سلطانپوری'' برآمد ہوتا ہے)

طائر جو اُڑا جان کا سُوئے افلاک
منزل ہے بلند اُس کی خُوشا عرشِ پاک
سرمستِ نبیؐ رُوح تری ہے طارق!
کیا خُوب معطّر ہے تری قبر کی خاک

اللہ کے محبوبؐ کی تجھ پر رحمت
تاریخ رقم کرنے میں تیری مہارت
اس دَور میں اس صِنف کا تُو شاہِ سُخن
لاریب ہے تُو صاحبِ فضل و شرافت

رونا ہے جُدائی میں تری گھر گھر آج
موضوع ترا نعت نبیؐ گھر گھر آج
انساں سے محبت ترا عُنوان حیات
باتیں ہیں تری شوق بھری گھر گھر آج

قُربت میں شہِؐ دین کی، عُمر گذاری
شیوہ تیرا قربانی وَ جان نثاری
خواجہؒ وَ علیؓ، زہراؓ، حسنؓ اور حُسینؓ
اِن ہی کے سبب تجھ پہ ہے رحمت باری

سادہ تھی تری زندگی ، سادہ اسلوب
عالم میں تجھے ذاتِ نبیؐ تھی محبوب
ہر بات میں ہر کام میں اُن کو سبقت
تھی تیرے لئے اُن کی اطاعت مرغوب

لاریب، تری دوستی درویشوں سے
اللہ میں ڈوبے ہوئے حق کیشوں سے
کٹتے ترے لمحات تھے آرام کے ساتھ
کچھ کام نہیں تھا تجھے اندیشوں سے

طاری تھا سکوں رُخ پہ ترے، مردِ زعیم!
تُو پیروِ سلطانِ رَسولاںؐ کریم
گفتار میں کردار میں تُو سَچّا تھا
بابُوؒ کی تجھے خاص تھی حاصل تعلیم[1]

آئینہ تھا دل تیرا، نگاہیں مدہوش
گفتار تری کم تھی، تو رہتا خاموش
کہتا جو کوئی بات، تُو سُن لیتا تھا
رہتا تھا سدا شوق یہ تیرا پُرجوش

نوزائیدہ افکار پہ تُو لڑتا تھا
تُو سوچتا تھا، قلب ترا سڑتا تھا
اللہ سے تو مانگتا تھا اُس کی مدد
حق بات کو منوانے پہ تُو اَڑتا تھا

☆ حضرت بابوجیؒ پیر سیّد غلام محی الدین شاہ گیلانیؒ فرزندِ ارارجمندِ سید پیر مہر علی شاہ گیلانیؒ ہیں۔ دونوں حضرات گولڑہ شریف (اسلام آباد) میں مدفون ہیں۔

پُورا ترا وعدہ ہُوا حق سے کیا خُوب
تھا مرکزِ جاں تیرا، خُدا کا محبوبؐ
کی خدمت دیں، وقت تھا کیسا ہی کڑا
ہر ایک ادا آقاؐ کی تجھ کو مرغُوب

واللہ ، تجھے شان نبیؐ کی بھائی
ضو آقاؐ کی سینے میں ترے لہرائی
دن رات ترے دل پہ خُدا کی رحمت
اللہ نے خُوب تری عقدہ کُشائی

راحت ترا مقدور تھی حال خفی سے
روشن ہُوا وجدان ترا شوق نبیؐ سے
تُو مستِ الَست اوروں کو بھی مست کیا
سرشار کیا نشۂ مصطفویؐ سے

یادِ شہِؐ لَولاک میں تُو گُم رہتا
تاریخ رقم کرتا تُو نعتیں کہتا
طارقؔ! ترا جینا بھی عجب جینا تھا
حق بات کیا کرتا ، تُو دریا بہتا

رُباعیات کے حروفِ اوّل کو باہم جوڑنے سے مرحوم کا ادبی نام ”طارق سلطان پوری“ وجود میں آتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ط۔ا۔ر۔ق۔س۔ل۔ط۔ا۔ن۔پ۔و۔ر۔ی۔(طارق سلطانپوری) شاعر محترم جناب محمد صدیق ساجد علوی پیکر اخلاص وحسنات ہیں انہوں نے محترم ملک محمد اقبال صاحب (اسلام آباد) کی خواہش کے احترام میں اپنے جذبات کو اس خاص ترکیب میں موزوں فرمایا۔ 10 جون 2015ء کی رات ہمیں فون پر خود اپنا کلام سنایا اور پھر اگلے روز ہم نے ان کا یہ کلام ”حضرت طارق سلطانپوری سیمینار“ منعقدہ بیربل شریف میں سنانے کا اہتمام کیا قاری محمد مدثر حسین معینی کو اجتماع میں پڑھ کر سنانے کی سعادت نصیب ہوئی ہم اس نوازش اور توجہ پر گرامی قدر محمد صدیق ساجد علوی صاحب، محترم ملک محمد اقبال صاحب اور محترم ملک قمر اقبال صاحب کے ممنون اور شکر گزار ہیں۔

کہتے تھے شعر طارق سلطاں سجا ہوا

کہتے تھے شعر طارقؔ سلطاں سجا ہوا
تاریخ گوئی میں انہیں ملکہ عطا ہوا

وہ قادر الکلام تھے اور زود گو بھی تھے
نام ان کا آسمان ادب میں لکھا ہوا

اٹھانوے میں گھر مرے تشریف لائے تھے
آمد سے ان کی دل میرا طاہرؔ ہرا ہوا

انسانیت کا درس ہی ان کا شعار تھا
کردار ان کا ایسا کہ ہر اک فدا ہوا

کچھ روز وہ مطب میں بھی داخل رہے مگر
آخر کو ان کا درد ہی ان کی دوا ہوا

ہیں سوگوار سارے غلامانِ مصطفےٰ
محبوب قادری کا بھی دل ہے بجھا ہوا

شاعر تھے نعتِ پاک کے رنگ ان کا تھا الگ
ان پر کرم خدا کا ہمیشہ سوا ہوا

طاہر سلطانی کراچی

..........☆☆☆..........

دوست اور شاگردِ عزیز کے لئے

طارقؔ ہماری بزم سخن کا چراغ تھا
افسوس ساری بزم کو ویران کر گیا

وہ اپنی ذات میں مجھے ایک انجمن لگا
شعر و سخن کی وادی کو سنسان کر گیا

عشقِ رسول کی بھی علامت بنا رہا
وہ اپنی عاقبت کا بھی سامان کر گیا

وہ میرا دوست اور شاگردِ عزیز تھا
درد و الم ہی دے کے پریشان کر گیا

محمود الحسن قیصر۔ قیصر ابدالی (حسن ابدال 0322-5406060)

..........☆☆☆..........

نذرانہ عقیدت

وہ شخصیت کہ چشمۂ فیضان کہیں جسے
ارباب علم وفن پہ ایک احساں کہیں جسے

تھی جن کی ذات صاحب ہر دل عزیزیت
مقبولیت کا شیر تاباں کہیں جسے

اس طرح دوستوں سے تھا انکا معاملہ
ہر ایک کا شریک غم جاں کہیں جسے

مشکل کے وقت ہمت وڈھارس تھی انکی ذات
گویا ہر ایک درد کا درماں کہیں جسے

ہمت کبھی نہ ہاری نہ کھائی کبھی شکست
ایسی فتح کہ نصرت یزداں کہیں جسے

روشن ہیں انکے ساتھ گذاریں جو ساعتیں
یہ وہ یقین نہیں ہے کہ امکاں کہیں جسے

اہل سخن کے دل میں وہ رہتے تھے اسطرح
اتنے قریب تھے کہ رگِ جاں کہیں جسے

ایسے شگفتہ لب تھے کہ جھڑتے تھے منہ سے پھول
لہجہ وہ تھا کہ رنگِ بہاواں کہیں جسے

ایسی خصوصیات تھیں کچھ انکی ذات میں
سب سے بلند سب سے نمایاں کہیں جسے

ہر دل میں آج صرف انہیں کا خیال ہے

موجود ہیں وہ ایسے کہ پنہاں کہیں جسے

فرقت سے انکی آج ہر ایک دل اداس ہے
رنجیدہ و ملول و پریشاں کہیں جسے

طارقؔ کو رکھنا اپنے کرم کے حصار میں
ناظم کی یہ دعا ہے کہ ارماں کہیں جسے

نظام الدین ناظم حسن ابدال

☆☆☆

بیاد طارق سلطانپوری

طارق ہے جس کا نام فقیر و غیور تھا — وہ باکمال نعت نگارِ حضورؐ تھا
حاصل تھا اختصاص اُسے حمد ونعت میں — دل اُسکا مُستنیر تجلیات نور تھا
حرف واعداد کے فن کا وہ بے تاج بادشاہ — تاریخ گوئی پر اسے کمالِ عبور تھا
حمد و ثنا، سلام و دُعا، نعت و منقبت — نسبت کا اسکی ذات میں کیا کیا ظہور تھا
رکھتا تھا لکھتے وقت بھی معیار برقرار — پڑھنے میں بھی مرقعٔ کیف و سرور تھا
باشندۂ حجاز لگے ہے کلام سے — گو دیکھنے میں ساکنِ سلطانپور تھا
مجھ کو بھی اس کی دید وسماعت کا ہے شرف — سرکارِ دو جہاں کی محبت میں چُور تھا
عجز وآداب تھے اُس کے لہو میں رچے ہوئے — خود دار تو وہ تھا پر تکبر سے دور تھا
محبوب قادری کا تھا فرمانِ پُر خلوص — لانا اُسے بجا بامروّت ضرور تھا
فیضانؔ مغفرت کے لئے مانگیے دُعا — ہو قرب خاص میں اسے اونچی جگہ عطا

از: پروفیسر فیض رسول فیضان

☆☆☆

قطعہ تاریخ وصال

''مخدومِ اہلِ سنت طارق سلطانپوری صاحب''

2015ء

طارقِ ذیشان وہ کانِ سخن — روحِ سخن، روحِ روانِ سخن
شمعِ ضیا بارِ ایوانِ سخن — جانِ سخن، تاب و توانِ سخن
شیریں نوا نعت گوئے مصطفیٰ ﷺ — فیض رسان رہ روانِ سخن
ملکِ خلوص و وفا کی آبرو — چارہ گرِ دردِ نہانِ سخن
ثانی جمادی کی اُنتیس کو — ہو گئی خاموش زبانِ سخن
جاتا رہا صبر و قرار و سکوں — اب وہ کہاں لطفِ بیانِ سخن
چاشنی وہ علم و ادب کی گئی — اُٹھ گیا وہ پیرِ مغانِ سخن
ماند ہوئی چاندنی ابلاغ کی — چل دیا وہ مرتبہ دانِ سخن
سالِ وصال اُس کا ہے فیضؔ الامیں — ''آہ شہنشاہِ جہانِ سخن''

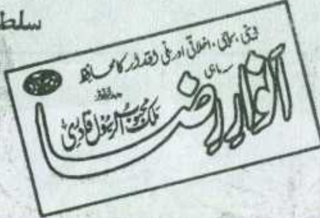
1436ھ

پیش کردہ

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی

مونیاں شریف گجرات

..........☆☆☆..........



سلطان الشعراء

رپورٹس ختم چہلم

حضرت طارق سلطان پوری سیمینار



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

ختم چہلم

......☆ایک اخباری رپورٹ☆......

انٹرنیشنل غوثیہ فورم کے چیئرمین اور علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کے سربراہ مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کہا ہے کہ پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں جہاں تک اردو اور فارسی زبان بولی، لکھی اور سمجھی جاتی ہے وہاں تک طارق سلطانپوری اپنے لافانی کلام کے ساتھ پہنچ چکے ہیں جغرافیائی سرحدوں کو عبور کر کے ان کی شہرہ چاردانگِ عالم میں پھیل چکا ہے ان خیالات کا اظہار انہوں نے فن تاریخ گوئی میں شہرت نامہ کے حامل قادر الکلام نعت استاد شاعر علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوریؒ کے ختم چہلم کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کاظمی نے کی جبکہ دیگر مقررین میں صاحبزادہ سید محمد شبیر احمد نعمانی یاغدروی، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری، سید محمد عبداللہ شاہ قادری، صدیق صابر ایاز، راجا نور محمد نظامی، علامہ پیر عبدالقادر، عمران احمد سید شہاب الدین سلطان پوری، حافظ نور احمد قادری، سید سلیمان کونین۔ مقررین نے کہا کہ طارق سلطانپوری کو اللہ رب العالمین نے بے پناہ صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا تھا وہ تاریخ گو بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ فنِ شعر وسخن میں وہ اپنی نظیر خود تھے شاعری کی تقریباً تمام اصناف پر انہیں دسترس حاصل تھی۔ وہ اردو اور فارسی ادب کا روشن ستارہ تھے پاکستانیات کے باب میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مقررین نے کہا کہ سلطانپوری ایک صالح، باکردار، غیور، روشن دماغ، محب وطن اور خوش عقیدہ مسلمان تھے ان کا دل عشق رسولؐ کے نور سے منور تھا اور وہ اسلاف کی یادگار تھے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام سے ان کی محبت، اولیائے کاملین سے ان کی عقیدت اور پاکستان کے ساتھ ان کی قلبی وابستگی ان کے کلام سے ظاہر و باہر ہے وہ تو اشعار کی کان تھے۔ مقررین نے کہا کہ سلطانپوری جیسے لوگ صدیوں کے بعد

قدرت کی طرف سے قوموں کو انعام کے طور پر عطا کیے جاتے ہیں بلاشبہ وہ ملت کا اجتماعی اثاثہ تھے۔ حکیم سید اعجاز احمد رامپوری نے ملک محبوب الرسول قادری کو طارق سلطانپوری کی ڈاکیمنٹری سی ڈی پیش کی جبکہ علامہ مقصود احمد صابر نے راجا طاہر ایوب کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا ختماتِ قرآنیہ اور اوراد وظائف، درود پاک کے تحائف اور وسیع لنگر کا ایصال ثواب کیا گیا اس موقع پر ملک بھر سے اہل علم واصحاب فن' علماء' مشائخ' دانشوروں' شعراء کی بھرپور نمائندگی موجود تھی۔ حضرت پیر سید فتح علی شاہ نقشبندی، افتخار احمد حافظ قادری، مخدوم صفدر سیفی، ایس ایم قاسمی، پیر مقصود احمد صابری، ملک قمر اقبال، محمد رفیق قادری، ثناخوان محمد سلیم چشتی، سید تصور حسین شاہ پروفیسر محمد سرور شفقت، محمد روز خان، وقار احمد جدون ایڈووکیٹ، مشتاق احمد چشتی، ڈاکٹر ملک ذوالفقار علی اور راجا طاہر ایوب نے حاضرین اور شرکاء پروگرام کا شکریہ ادا کیا طارق سلطانپوری کی اکلوتی دختر نیک اختر ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر نے اپنے عظیم والد کو تحریری صورت میں زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ طارق سلطانپوری اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے لئے اساسی ورکنگ کمیٹی میں راجا طاہر ایوب، ڈاکٹر ذوالفقار علی، ملک محبوب الرسول قادری، سید صابر حسین شاہ بخاری، سید مہر عبداللہ شاہ قادری، صدیق صابر ایاز اور محمد رفیق قادری کو شامل کیا گیا جبکہ اکیڈمی کے امور میں حتمی اختیارات ڈاکٹر منیرہ سحر طاہر کو سونپے گئے۔

..........☆☆☆..........

......☆ جو کچھ میں نے دیکھا! ☆......

حضرت طارق سلطان پوری کے چہلم کی تقریب

سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری

24 مئی 2015ء کو جب ٹھیک ۹ بجے ختم چہلم کے لئے پہنچے تو دیکھا کہ پنڈال بالکل خالی ہے۔ ملک محمد محبوب الرسول قادری کہنے لگے آؤ ہم پہلے حضرت طارق سلطان پوری کے مزار پر فاتحہ پڑھ آئیں۔ یوں ہم پہلے آپ کے مزار پر پہنچے اور فاتحہ پڑھی واپس آئے تب بھی پنڈال آنے والوں کا انتظار کر رہا تھا۔ ہم سٹیج کے قریب ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ رفتہ رفتہ لوگ دور دراز سے آتے گئے اور سٹیج کے قریب بیٹھتے گئے ان میں جوہر آباد سے ملک محمد محبوب الرسول قادری' مونیاں گجرات سے پیر فیض الدین فاروقی سیالوی' راولپنڈی سے پیر سیّد رفاقت علی شاہ کاظمی' صاحبزادہ مقصود احمد صابری' حافظ افتخار احمد قادری' پروفیسر محمد سرور شفقت' زاہد سرور قادری' ٹیکسلا سے محمد روز خان' بھوئی گاڑ سے راجا نور محمد نظامی' واہ سے سیّد محمد عبداللہ قادری' محمد یسین ایڈووکیٹ' محمد افضل شاہد، کوہلیہ سے پیر تصور حسین شاہ، سلطان پور سے پیر سیّد شہاب الدین شاہ' سیالکوٹ سے پیر سیّد فتح علی شاہ' اسلام آباد سے صاحبزادہ عمران احمد' حافظ نور احمد قادری اور سالک آباد شریف سے پیرزادہ محمد شبیر احمد نعمانی نمایاں طور پر نظر آئے لیکن ابھی تک مقامی حضرت میں کوئی نمایاں شخصیت نہ پہنچی۔ البتہ محمد صدیق صابر ایاز اور محمد رفیق القادری موجود تھے۔ غالباً شہر کے لوگوں کو ابھی تک یہ احساس نہیں ہوا کہ "اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا ہے" پنڈال خالی تھا لیکن ساڑھے دس بجے ملک محبوب الرسول قادری نے فقیر سے کہا کہ اب تو تقریب کا آغاز ہو جانا چاہیے۔ پھر صدیق صابر ایاز سے کہا کہ آپ سٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھالیں اور تلاوت کے لیے کسی کو بلوائیں۔ سامنے بیٹھے ہوئے صاحبزادہ عمران احمد اسلام آباد نے تلاوت کی پھر محمد صدیق صابر ایاز نے خود ہی حضرت طارق سلطان پوری کی کہی ہوئی نعت شریف پڑھی اور سماں باندھ دیا۔

اس کا مطلع یہ تھا ۔

کرم بے انتہا ہے گنبد خضرا کے سائے میں — عنایت برملا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

مقطع اس طرح تھا ۔

کوئی باد مخالف کیا بگاڑے گی مرا طارق — مری نشوونما ہے گنبد خضرا کے سائے میں

اس کے فوراً بعد میرا نام (سیّد صابر حسین شاہ بخاری) پکارا گیا۔ فقیر نے مختصر سا مقالہ ''سلام رضا پر حضرت طارق سلطان پوری کی تضمین نگاری'' پڑھا جسے بے حد سراہا گیا۔

دوسرے نمبر پر پیر سیّد شہاب الدین شاہ سلطان پوری کا نام پکارا گیا۔ آپ نے حضرت طارق سلطان پوری سے اپنے خاندانی تعلقات پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ جامعہ ضیاء العلوم راول پنڈی سے حضرت طارق سلطان پوری کے لیے ہمارے بارہ سو سے زائد طلبا نے ایک گھنٹہ قرآن خوانی کی اور علامہ پیر سیّد حسین الدین شاہ سلطان پوری نے دعا فرمائی۔

ان کے بعد سٹیج سیکرٹری کے اعلان کے مطابق نظام الدین ناظم، قیصر ابدالی اور شادیؔ شاعر نے یکے بعد دیگرے حضرت طارق سلطان پوری کی خدمت میں اپنا اپنا نذرانہ عقیدت پیش کیا اور ان کی کاپیاں ملک محبوب الرسول قادری کے حوالے کر دیں اس دوران مقامی علماء کرام میں سے مولانا محمد جہانگیر اور مولانا وقار احمد ہزاروی بھی سٹیج پر تشریف لا چکے تھے۔ اب حافظ نور احمد قادری کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت طارق سلطان پوری اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ایک ہیرا تھے۔ کم گو تھے۔ تاریخی قطعات کے حوالے سے بے مثال تھے۔ نعت گوئی میں باکمال تھے۔ سلام رضا پر آپ کی تضمین نگاری کا تو آج مجھے صابر حسین شاہ بخاری کے مقالے سے پتہ چلا ہے کہ آپ اس میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

بعد ازاں سیّد محمد عبداللہ قادری آئے اور آپ نے اپنی یادوں کے دریچوں سے حضرت طارق سلطان پوری کی یادیں تازہ کیں۔ فرمایا کہ میں زندوں پر کام کرنا پسند کرتا ہوں لوگ مرنے کے بعد کام شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ زندگی میں قدر افزائی کرنی چاہیے۔ طارق سلطان پوری اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کی ان کی حیات میں گراں قدر کام ہوا ہے۔

پھر راجا نور محمد نظامی کو بلوایا گیا۔ آپ نے حضرت طارق سلطان پوری کا مختصر، مگر جامع انداز میں خاندانی تعارف کرایا اور سلطان پور کو تہذیب و تمدن اور علم و عرفان کا مرکز قرار دیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں ان کی ایک نظم جو حسن ابدال کے حوالے سے تھی پڑھ کر ان کے گھر پہلی دفعہ آیا۔ اس نظم میں آپ نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا تھا۔ بعد ازاں سٹیج سیکرٹری نے پیرزادہ محمد شبیر احمد نعمانی کو اپنے خیالات کا اظہار کے لیے سٹیج پر بلایا۔ آپ نے فرمایا

؎ جانے والے کبھی نہیں آتے — جانے والوں کی یاد آتی ہے

حضرت طارق سلطان پوری کا میرے والد گرامی قبلہ علامہ محمد عبد الصبور منشور بیگ علیہ الرحمہ سے خصوصی تعلق تھا۔ سالک آباد شریف آپ آتے جاتے تھے۔ میرے والد گرامی کے چہلم کی تقریب میں بھی آپ نے حضرت کے بارے قطعۂ تاریخ وصال پڑھا۔ سالک آباد شریف میں یہ آپ کی آخری حاضری تھی۔ گجرات سے آئے ہوئے مہمان صاحبزادہ پیر فیض الدین فاروقی چشتی سیالوی سٹیج پر آئے اور تاریخ گوئی کے حوالے سے حضرت طارق سلطان پوری کو زبردست خراج تحسین پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا: حضرت طارق سلطان پوری نہ صرف ہر عدد کے ماہر بلکہ فرد کی بھی قدر کرتے تھے۔ میں نے بھی ان کی وفات کا تاریخی مادہ قرآن پاک سے یوں استخراج کیا ہے:

" فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ " (۲۰۱۵ء)

اور تین قطعات ان کے سال وصال کے لیے موزوں کیے ہیں۔ یہاں آپ نے صرف ایک قطعہ پیش فرمایا جس کا مطلع ہے:

؎ طارق ذیشان وہ کانِ سخن — روحِ سخن، روح روان سخن

مقطع ہے:

؎ سال وصال اس کا ہے فیض الامیں — '' آہ شہنشاہ جہان سخن ''

۱۴۳۶ھ

اس دوران میں نے جب پنڈال کی جانب دیکھا تو وہ تقریباً بھر چکا تھا۔ سٹیج کو پیچھے مڑ

کر دیکھا تو اس پر بھی تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ مقامی علما میں سے مولانا عبدالواحد، مولانا محمد افضل منیر، مولانا حفیظ الرحمٰن عابد الازہری، مولانا مشتاق احمد چشتی، پیر سیّد اصغر حسین شاہ، مولانا محمد عالم غفوری، پیر سیّد اعجاز علی رامپوری تشریف لا چکے تھے۔ سامنے پنڈال میں ملک برادری نمایاں طور پر کھڑی نظر آئی۔ اتنے میں واہ کینٹ سے پیر عبدالقادر، مولانا منیر عالم ہزاروی بھی آگئے اور سٹیج پر براجمان ہو گئے۔ کچھ دیر پیر محمد طارق اعظم ثانی بھی سٹیج پر آگئے۔ سٹیج سیکرٹری نے ملک محمد محبوب الرسول قادری کو دعوتِ خطاب دی۔ آپ آئے اور گرج دار آواز میں حضرت طارق سلطان پوری کی خدمات کا احاطہ کیا۔ آپ نے فرمایا حضرت طارق سلطان پوری اپنی ذات میں ایک مستقل ادارہ تھے، وہ فکر و فن کی مجسم تصویر تھے وہ اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار کی محبت سے سرشار تھے۔ بے شک آپ ہشت پہلو اور ہفت رنگ شخصیت تھے۔ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمہ سے آپ کی محبت وعقیدت دیدنی تھی۔

ملک صاحب کا جوشِ خطابت دیدنی تھا لیکن انداز جارحانہ تھا۔ آپ نے فرمایا جہاں جہاں تک اردو اور فارسی بولی اور پڑھی جاتی ہے وہاں تک حضرت طارق سلطان پوری کا پرچم لہرا رہا ہے۔ آپ نے اس موقع پر ۱۱ جون ۲۰۱۵ء کو ادارہ معین الاسلام بیربل شریف سرگودھا میں ''حضرت طارق سلطان پوری سیمینار'' کے انعقاد کا اعلان بھی کیا۔ اس دوران پیر اعجاز علی رامپوری نے آپ کو حضرت طارق سلطان پوری کی ایک ڈاکومنٹری پیش کی۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے حضرت طارق سلطانپوری کے فرزندِ نسبتی راجا طاہر ایوب کو اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا اور سٹیج پر موجود بابِ علم و دانش کو بھی اپنی دو کتابیں ''اخلاق صابری'' اور سراجاً منیرا کا تعارف و تقدیم (از پروفیسر علامہ محمد امین چشتی) پیش کیں۔

اسی دوران علامہ پیر عبدالقادر نے مائیک سنبھالا اور اہل سنت کی زبوں حالی پر مختصر، مگر جامع گفتگو کی اور حضرت طارق سلطان پوری کی خدمات کو بھی سراہا۔

اتنے میں سیّد سلیمان کونین جو مشہور نعت خواں منظور الکونین کے بیٹے ہیں، آئے اور نعت شریف پڑھنی شروع کر دی۔ سب سے پہلے پیر محمد طارق اعظم ثانی نے ان پر نوٹ نچھاور

کیے۔ بس پھر کیا تھا! لوگ اٹھ اٹھ کر آتے اور ان پر نوٹ نچھاور کرتے۔ یہ کیفیت جاری ہی تھی کہ سامعین کے سامنے دسترخوان بچھا دیے گئے۔ فروٹ آگئے، پھل آگئے اور صدیق صابر ایاز نے پیر تصور حسین شاہ کو ختم شریف کے لیے بلایا۔ آپ مائیک کے قریب آگئے لیکن پیر محمد طارق اعظم ثانی نے ان سے مائیک لے لیا اور فرمایا بس ختم شریف ہو گیا۔ ظہر کی اذان ہو گئی اور وہ خود ہی دعا کرانے لگے۔ دعا کے دوران فرمانے لگے ''طارق سلطان پوری میرے بارے کہتے تھے کہ ثانی صاحب! میں آپ کو جب دیکھتا ہوں تو مجھے دلی سکون ملتا ہے'' لوگ مجھے ایسی محافل میں بلواتے رہتے ہیں۔ بلکہ ترستے رہتے ہیں لیکن میں نہیں جاتا یہ تو طارق سلطان پوری کی کشش ہے کہ میں ان کی اس تقریب میں آگیا'' آپ نے مختصر، مگر جامع انداز میں دعا کا اختتام فرمایا جبکہ پیر تصور حسین شاہ حیرت کی تصویر بنے رہ گئے۔ پیر سیّد رفاقت علی شاہ قادری نے بھی اپنا صدارتی خطبہ موقوف کر دیا۔ جس شخص نے سلام رضا پر تین تضامین لکھی تھیں اس کے ختم چہلم کے اختتام پر سلام رضا کے دو تین شعر بھی نہ پڑھے جا سکے۔ یہاں بھی علما و مشائخ میں دھڑے بندیاں نظر آئیں۔ انھیں اس موقع پر تو صبر و تحمل اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ تمام مہمانوں نے یہاں پنڈال میں ہی فرشِ خاکی پر بیٹھ کر لنگر تناول کیا لیکن اس دوران بعض مشائخ کرام کو یہاں سے غائب پایا گیا۔ انھیں مخصوص جگہ پر لے جا کر ان کی تواضع کی گئی۔ خدا جانے ہمارے ہاں سے یہ تفریق یہ تقسیم کب ختم ہو گی؟۔ حضرت طارق سلطان پوری ساری زندگی ان چیزوں سے نالاں رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے اور ہمارے ممدوح حضرت طارق سلطان پوری کی بخشش فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔

آمین ثم آمین بجا سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ اجمعین!

؎ جانے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں

؎ اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش　　میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

☆☆☆☆

11 جون 2015ء بروز جمعرات

بوقت 9:00 بجے صبح

ادارہ معین الاسلام

بیربل شریف

آبروئے علم و قلم

نامور قادر الکلام نعت گو شاعر، ماہر علم الاعداد

حضرت طارق سلطانپوری رح سیمینار

(زیرِ اہتمام) ملک محمد محبوب الرسول قادری

ایڈیٹر ماہنامہ سوئے حجاز

0321-9429027

(میزبان) پروفیسر محبوب حسین

ناظم ادارہ معین الاسلام

0300-4699863

۷۸۶

محترم ______ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معروف نعت گو، قادر الکلام شاعر اور علم الاعداد کے فن میں تاریخ گوئی کے قابل فخر امام

علامہ علیہ محمد عبد القیوم رضا کی یاد میں تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا ہے۔

محمد مشتاق انور

محمد آصف شہزاد معینی

حسبِ پروگرام اس تقریب میں آپ کی شرکت ہمارے لیے اطمینانِ قلب کا باعث ہوگی

زیرِ صدارت

حضرت پیر طریقت کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی (ر) اسلام آباد

مہمانانِ گرامی

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ([illegible])

راجہ طاہر ایوب (حسن ابدال)

ڈاکٹر محمد ذوالفقار علی (حسن ابدال)

ملک محمد قمر اقبال ([illegible])

صدیق صابر ایاز (حسن ابدال)

محمد رفیق قادری (حسن ابدال)

مہمانِ خصوصی

وکیل تحفظ ناموس رسالت

جسٹس (ر) میاں نذیر اختر

لاہور

اظہارِ خیال

علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فخر الحسنی ([illegible])

سید محمد عبداللہ شاہ قادری (واہ کینٹ)

علامہ صاحبزادہ سید صابر حسین شاہ بخاری ([illegible])

حاجی عطاء اللہ خان نیازی (میانوالی)

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی ([illegible])

ڈاکٹر عبدالرؤف معینی ([illegible])

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں سلطان الشعراء رحمہ اللہ کی یاد میں منعقدہ حضرت طارق سلطانپوری سیمینار کے دعوت نامہ کا عکس............ بغرض ریکارڈ

حضرت طارق سلطانپوری سیمینار

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں "حضرت طارق سلطانپوری سیمینار" کے انعقاد کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ چونکہ حضرت طارق سلطانپوریؒ ایک حقیقی انسان تھے اس لئے وسیع پیمانے پر ان کے ایصال ثواب کے لئے اچھا پروگرام ہونا چاہیئے۔

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں ماشاء اللہ طلباء کی تعداد 650 ہے اس کی معین آباد شاخ میں ڈیڑھ سو طلباء الگ زیر تعلیم ہیں۔ میں نے ٹیلی فون پر حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہٗ سے پروگرام کے انعقاد کی خواہش کا اظہار کیا جسے انہوں نے بلا تامل منعقد کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار فرمایا بلکہ اس تجویز کو بے حد پسند کیا اور فرمایا۔ جی بالکل۔ آپ پروگرام بنائیں ہم خوب اچھا اور بڑا پروگرام کریں گے۔ اگلے روز میں بیربل شریف حاضر ہوا اور صاحبزادہ صاحب کے ساتھ مل کر پروگرام کی تفصیلات طے کیں اور تمام مہمانوں، علماء مشائخ، دانشوروں، صحافیوں، اسکالرز، شعراء کرام سبھی کو ٹیلی فون پر اس پروگرام کی تفصیلات بیان کیں چونکہ سبھی حضرات کے ساتھ میرے ذاتی مراسم اور تعلق داری ہے لہٰذا بلا تکلف کنفرم حاضری کی شرط کے ساتھ نام شاملِ اشاعت کرنے کی بات کی اور کنفرم ہونے پر پروگرام فائنل ہوتا چلا گیا۔ سوائے ہمارے "مدنی" بھائی قاری محمد مشتاق انور صاحب کے، مگر افسوس کہ ہماری شدید خواہش اور اصرار کے باوجود وہ اس انتہائی اہم پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل نہیں کر سکے۔

حضرت کی ہدایت پر اس پروگرام کے انعقاد کے لئے ادارہ معین الاسلام سے گرامی قدر مولانا ندیم عابد صاحب اور عزیز گرامی عمران فرید صاحب میرے ساتھ مسلسل فون

رابطے میں رہے نیز دعوت نامے چھپوائے۔ فلیکس بنوائے، استقبال کا اہتمام کیا نہایت نفیس اور وسیع لنگر کا بندوبست کیا۔

الحمدللہ! نہایت روح پرور پروگرام انعقاد پذیر ہوا بالکل ایسے ہی جیسا کہ ادارہ کے اپنے پروگراموں کی ریت اور روایت ہے۔ پروگرام کے تمام شرکاء مخلصین کی ایک جماعت تھی سبھی حضرات میری دعوت اور حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہ کی تائید و تاکید پر ملت کے عظیم محسن حضرت طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے آئے تھے کسی کرم فرمانے ہم سے کوئی زادِ راہ تک کے سلسلہ میں بھی کوئی پائی پیسہ قبول نہیں فرمایا اور پروگرام کے تمام اخراجات حضرت علامہ صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہ نے اپنی گرہ سے ادا کئے۔ جزاهم الله تعالیٰ فی الدارین خیراً

میں ذاتی طور پر جملہ شرکاء و حاضرین، صدر مجلس، مہمانان گرامی مقررین، ثناخوانوں، ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے جملہ اساتذہ کرام، طلباء کرام کا صمیم قلب سے شکرگزار ہوں اور اپنے رب کے حضور دعا گو ہوں کہ اللہ کریم ان کو اس پروگرام میں شرکت کے سبب قدم قدم پر بہتر جزاء عطا فرمائے۔ آمین

تحفظ ناموس رسالت کے نامور مجاہد غازی ممتاز حسین قادری کے وکیل، لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج، پنجاب بیت المال کے سابق امین اور اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق رکن حضرت جسٹس میاں نذیر اختر کو ہنگامی طور پر ''حضرت طارق سلطانپوری سیمینار'' بیربل شریف میں شرکت کے لئے دعوت عرض کی تو انہوں نے بے پناہ مصروفیات اور علالت طبع کے باوجود کمال شفقت کرتے ہوئے اسے فوراً شرف قبول بخشا۔ پروگرام میں تشریف لائے نہایت پُر معز فکری خطاب کیا اور شرکا کے لئے بہت عمدہ پیغام چھوڑا۔ وہ پیکر اخلاص تھا اس لئے ان کے اس جملہ نے مجھے حیران تو نہیں کیا لیکن متوجہ ضرور کیا۔ وہ جملہ یہ تھا کہ۔۔۔ اس پروگرام میں پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین صاحب نے پُر تکلف کھانے کا اہتمام کیا ہے اگر یہ ادارہ کی طرف سے کیا ہے تو وہ پیسے میں ادا کر دیتا ہوں کہ یہ میری سعادت ہوگی اس پر میں نے انہیں بتایا کہ نہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے یہ پروگرام خاص اپنی گرہ سے منعقد کیا ہے۔ جس پر جج صاحب نے بہت ساری دعائیں دیں۔ اب پروگرام کی رپورٹ ملاحظہ ہو جو ہمارے عزیز محترم جناب محمد عمران فرید نے ترتیب دی ہے۔ (محبوب قادری)

رپورٹ طارق سلطان پوری سیمینار

یہ کائنات ارضی کئی عجائبات سے معمور ہے۔ اس زمین کا زیور کبھی تو پہاڑ و کہسار، آبشار اور وادیاں ہیں۔ اس طرح جس انسان کے لیے یہ کائنات تخلیق کی گئی کئی محاسن سے متصف ہے۔ آدم علیہ السلام کی انفرادیت اور فرشتوں پر افضلیت کا سبب وہ علم تھا جو قلم سے دیا گیا (والعلم بالقلم) ابتداء آفرینش سے آج تک وہ لوگ پوری انسانیت میں نمایاں رہے ہیں۔ جن کی زندگیاں قلم و قرطاس سے شغل کرتے گذری۔ وہ ورق کا سفید کفن پہن کر تاریخ میں اپنا نام ابد کر گئے، اور جب قلم افکار کا محور آقا علیہ السلام کی ذات ہو تو پھر یہ ابدیت اور بدامیت کا روپ دھار لیتی ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ محبت اپنے مدحت سرا کو ایسا قرب اور دوام بخشی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کہا جائے تو آپ ﷺ کی ذات مبارک کا عکس ذہن میں ابھرتا ہے، اور جب اعلیٰ حضرت کا نام لیا جائے تو اس سے مراد آپ ﷺ کے ایک دیوانے شاعر ہیں۔ جن کہ پہچان محبت رسول ﷺ ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ کلام (حدایق بخشش) نے جہاں لاکھوں سینوں میں عشق رسول ﷺ کی شمع جلائی وہاں کئی شعراء کے استاد کی حیثیت بھی اختیار کی، ان کے فکر اور روحانی شاگردوں میں سے ایک نام حضرت طارق سلطان پوریؒ کا ہے جو مورخہ ۱۸ اپریل ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ وہ نہ صرف آبروئے علم و قلم تھے بلکہ نامور قادر الکلام نعت گو شاعر بھی تھے اور ماہر علم

الاعداد بھی تھے۔

ان کی تعزیت میں 11 جون بروز جمعرات وقت 9 بجے ادارہ معین الاسلام بیر بل شریف میں (حضرت طارق سلطانپوریؒ سیمینار) منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جناب ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی نے فرمائی۔ اس تقریب میں جسٹس، ایڈوکیٹ، پروفیسر صاحبان اور اہل علم حضرات کی کہکشاں سجی تھی۔ جامع مسجد گنج شکرؒ کے طاہر ہال میں ادارہ معین الاسلام کے باوردی اور منظم ماحول نے اس تقریب کو چار چاند لگائے۔ دیگر کئی قابل ذکر شخصیات بھی موجود تھیں۔ جن کے نام کی فہرست کے ان کے خطاب کا خلاصہ اور تعارف ذیل میں ترتیب سے دیا جائے گا۔ اس تقریب کے محرم نامور ادیب محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب تھے، جبکہ جناب صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہ العالی کے زیر انتظام یہ تقریب ہوئی۔

اس تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ جس کی سعادت قاری محمد ابوبکر نے حاصل کی۔ اس کے بعد قاری محمد آصف شہزاد معینی نے حضور اکرم ﷺ کی مدحت سرائی کی۔ نعتیہ کلام حضرت طارق سلطانپوریؒ کا تھا جس کا ہر ہر شعر محبت وعقیدت سے مزین ومرقع تھا۔ جس کا مقطع یہ تھا۔

تجھ کو جنت ملی انعام میں حق سے طارقؔ
تو نے کچھ لمحے مدینے میں گزارے ہوں گے

اس تقریب کے سٹیج سیکرٹری مولانا محمد مدثر حسین معینی وقتاً فوقتاً آپ کے کلام اور تعارف سے محفل کو گرماتے رہے۔ اس کے بعد نامور چیف ایڈیٹر ماہانہ سوئے حجاز جناب ملک محبوب الرسول قادری نے تمام مہمانانِ گرامی کا تعارف پیش کیا۔ ادارہ اور بانی ادارہ کے ساتھ حضرت سلطانپوریؒ کی محبت کا ثبوت اس بات سے دیا کہ آپ نے کئی قطعات ادارہ اور سرزمین بیر بل شریف کے متعلق لکھے اور بانی ادارہ کی والدہ صاحبہ کے سانحہ ارتحال کے

موقع پر قطعہ تاریخ وصال جن میں سرخیل نام جناب کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی، جناب جسٹس (ر) میاں محمد نذیر اختر، جناب سید عبداللہ شاہ قادری، جناب محمد رفیق قادری، جناب قمر اقبال، جناب ڈاکٹر ذوالفقار علی، جناب راجہ طاہر ایوب، جناب حضرت پیر صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سجادہ نشین چکوری شریف، جناب علامہ صاحبزادہ پیر سید صابر حسین شاہ، بانی ادارہ، افکار امام احمد رضا، صاحبزادہ نجم الامین فاروقی، جناب مولانا محمد رفیق اشرفی اور جناب علامہ پیر فقیر اسماعیل الحسنی مدظلہ ہیں۔ جن کو ادارہ کی طرف سے خوش آمدید کہا گیا۔ پھر ادارہ کے تعارف کے لیے جناب ڈاکٹر عبدالرؤف قاضی صاحب تشریف لائے جنہوں نے خانقاہی نظام کی اہمیت، خانقاہ مرتضویہ کا تعارف ادارہ کے شب وروز، فلاحی مشن بورڈ اور یونیورسٹیز میں ادارہ کے طلباء کی پوزیشنز کا تذکرہ کیا۔

اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک اور کامیابی ادارہ کے حصہ میں آئی۔ ادارہ معین الاسلام کا ایک طالب علم عمر فاروق جس نے میٹرک کے سالانہ امتحان 2014ء میں سرگودھا بورڈ میں 943 لے کر تیسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اسی وقت 2 لاکھ روپے کا انعام لے کر پہنچا۔ جس کی سٹیج پر حوصلہ افزائی ہوئی۔

اس کے بعد محمد رفیق قادری صاحب مائیک کے سامنے آئے۔ جنہوں نے ادارہ کو ایک ماڈل ادارہ کہہ کر حضرت طارق سلطانپوریؒ کی شخصیت کو صبر وتحمل کے پیکر سمیت کئی خوبیوں کا منبع کہا۔ سٹیج سیکرٹری صاحب نے ساجد علوی صاحب کا تراشہ کلام پیش کیا جو بوجوہ تشریف نہ لا سکے تھے۔ جن کے کلام کے حروف آغاز کا مجموعہ ''طارق سلطانپوریؒ'' تھا۔

محفل اپنے شباب کا جا رہی تھی۔ تب شمع محفل جناب صدیق صابر ایاز صاحب کے سامنے رکھی گئی۔ جنہوں نے گفتگو کا آغاز اپنے ہی شعر سے کیا۔ جو فرقتِ یار کے متعلق تھا۔

وہ یوں بچھڑے ہیں چلتے چلتے
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

انہوں نے روحِ طارق کو محسن مانا جن کے سبب انہیں یہ ادارہ دیکھنے کا موقع ملا۔ مزید مرحوم و مغفور کی زندگی کے چند گوشوں کو بے نقاب کیا اور بتایا کہ عمر کا زیادہ حصہ کراچی میں گزرا اور نیشنل بنک آف پاکستان میں ملازم رہے۔ برصغیر میں علم الاعداد کے ماہرین کے نام آٹھ یا دس سے زیادہ نہیں مگر طارق سلطانپوریؒ کا نام علم الاعداد کے مجددین میں آتا ہے۔ تب مترنم نعت شریف پر داغ مفارقت دیا۔

سید صابر حسین شاہ صاحب کی گفتگو، بات جو دل سے نکلتی ہے کا پرتو تھی۔ اس شخصیت نے حضرت سلطانپوریؒ کی زندگی پر پانچ مقالہ تحریر کیے۔ پھر ایک مقالہ ''ختم النبیین اور طارق سلطانپوریؒ'' کے موضوع پر انتہائی مدلل اور جامع انداز میں پیش کیا۔ مزید ان کی عقیدت کے سلاسل کو گولڑہ شریف سے جوڑا اور ابتدائی تعلیم کے محل بتائے وہ شعر بھی پیش کیا جس میں اعلیٰ حضرتؒ کو استاد مان کر ان کی کتاب سے فیض لیا تھا۔

آداب ثنائے شاہ امم سیکھے ہیں حدائق بخشش سے
جتنا سمجھا جو کچھ جانا طارقؔ فیضان رضا جانے

جن نعتیہ مشاعروں میں انہوں نے حصہ لیا ان میں سے کچھ انتخاب پیش کیا۔ جناب طارق سلطانپوریؒ کی عظمت کا اعتراف نہ صرف اہل تصوف اور شعراء کے درمیان تھا بلکہ پاکستان کے نیوکلیئر سائنسدان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے بھی ان کا تعزیت نامہ لکھا جوا ن کے ہاتھ کی تحریر اس تقریب میں دکھائی بھی گئی اور پڑھی بھی گئی۔ ان کے خط کا ہر ہر لفظ ان کی سادگی اور زبان کی خدمت بے غرضی للّٰہیت اور خلوص پر دال تھا۔

اب خطاب کے لیے سید محمد عبداللہ شاہ قادری صاحب کو مدعو کیا گیا۔ جنہوں نے اس تقریب کی نسبت حضرت محمد ﷺ اور امام حسینؓ کی محبت کی طرف بڑے دلچسپ انداز میں کی۔ انہوں نے کہا اس تقریب کے محرک محبوب الرسول قادری ہیں اور سرپرست اور متمنی شرکت محبوب حسین چشتی مدظلہٗ العالی کی ہے۔ گویا آج کی یہ تقریب اللہ کے رسول ﷺ کی

محبت اور حضرت امام حسینؓ کی محبت کی خیرات ہے، کیونکہ ایک کا نام محبوب الرسول ہے اور دوسرے کا نام محبوب حسین ہے۔

کچھ اہل ذوق اور شناسائے ادب اس پروگرام میں شرکت نہ کر سکے مگر اپنا کلام اس محفل تک پہنچا دیا۔ ان میں ایک نام خانہ فرہنگ ایران (تہران) سے ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا نے اپنا نذرانہ عقیدت فارسی زبان میں پہنچایا جو کہ شارکین کی سماعتوں کی نظر کیا گیا۔ اب ضرورت تھی کی جس فن کے شاہسوار کی تعزیت کا پروگرام تھا اسی فن کے میدان کا کوئی شاہسوار سامنے آئے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے پیر طریقت حضرت فیض الامین فاروقی صاحب سٹیج پر تشریف لائے، جنہوں نے ان کا قطعہ تاریخ وصال قرآن مجید کی آیت مقدسہ ''فدخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی'' سے نکال کر سب کو محو حیرت کر دیا۔ جس کے عدد 2015 بنتے ہیں۔ پھر برجستہ شاعری کی حد کر دی کہ وہاں بیٹھے بیٹھے سرزمین بیربل شریف کو منظوم پختہ خراج عقیدت پیش کیا۔ اس شخصیت کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ یہ تقریب جس مسجد کے تہہ خانہ میں ہو رہی تھی اس مسجد کا قطعہ سنگ بنیاد بھی آج سے بارہ سال پہلے اسی شخصیت نے لکھا تھا، جو انہوں نے اس محفل میں بھی دہرایا، اور قطعہ تاریخ وصال کے ساتھ مطابقت بھی دی۔

تب عدل کی دنیا کے ایک نامور جسٹس میاں نذیر اختر صاحب سٹیج کی زینت بنے جو دیکھنے میں کمزور ناتواں اور ضعیف العمر تھے، مگر ان کے جذبات میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا ایک عظیم سپاہی بولتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جسٹس ہونے کے باوجود غازی محمد ممتاز قادری کا کیس خود لڑ رہے تھے۔ نعتیہ کلام میں ان کی وسعت مطالعہ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حضرت سلطانپوریؒ اور جناب حفیظ تائب کے کلام کی مطابقت بمعہ امثال بڑے محققانہ اور شاعرانہ انداز میں کیا۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر ذوالفقار علی صاحب کو موقع ملا جو حضرت طارق سلطانپوریؒ کے داماد تھے۔ جنہوں نے

ان کی ذاتی زندگی کے کئی پہلوؤں سے نقاب کشائی کی، اور پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑویؒ سے گہری عقیدت کو ایک خوبصورت مثال سے واضح کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی زندگی تصنع اور خوشامد سے پاک اور مبرا تھی۔ اس تقریب کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہوئے اور داعیان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سٹیج سے الوداع ہوئے۔

سماعتوں میں مٹھاس اور کئی عقدہ ہائے علم کو وا کرنے والی بارعب آواز گونجی یہ جامع المعقول والمنقول صاحبزادہ پیر اسماعیل فقیر الحسنی تھے۔ جن کی گفتگو کی جامعیت سننے میں تو لذت آتی ہے مگر بوقت تحریر قلم پریشان رہتا ہے کہ کسے مختصراً لکھے؟ کس پہلو کو بیان کرے اور کس کو چھوڑ دے؟ وصال طارقؒ کا اظہار اس شعر سے کیا:

اٹھے جاتے ہیں میری محفل سے سب اہل نظر
گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کو بڑھانے والے

آپ نے بتایا کہ ان کی شاعری کی خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے افکار رضا سے تمازت پائی۔ عشق رسول ﷺ کی آنچ دی اور قرآن واحادیث کو بنیاد بنایا۔ حضرت موصوف نے کبھی کسی کی عظمت کے اعتراف میں بخل سے کام نہیں لیا۔ ان کی گفتگو کئی پہلوؤں پر مشتمل تھی جس میں تعارف ادارہ، فیض رضا، فارسی ادب کی جھلک، حیات طارقؒ اور اصناف شعری پر سیر حاصل گفتگو تھی جو "آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آ نہیں سکتا" کی مصداق ہے۔ اس دعا کے ساتھ آپ نے مائیک چھوڑا "بادۂ عشق مصطفی ﷺ سے مست رہیں"

اظہار تشکر کے لیے پروفیسر محمد نصر اللہ معینی صاحب تشریف لائے۔ جن کی گفتگو کی جامعیت مسحور کن تھی چونکہ آپ سہ ماہی مجلہ معین الاسلام کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ مجلہ معین الاسلام میں طارق سلطانپوریؒ کا مضمون چھپ چکا ہے جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت طارق سلطانپوریؒ کی زندگی میں یہ احساس تھا کہ وہ نظم ونثر میں عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کرتے تھے اور آج ان کا احسان یہ ہے کہ وہ اتنی علمی وروحانی شخصیات

کے اجتماع کا سبب بنے ہیں۔ پھر اس تضمیم کے چند اشعار پیش کئے گئے جو سلطانپوریؒ نے انوار رضا پر لکھی تھی۔

اس تقریب کے صدر مہمان جناب پیر ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی تشریف لائے جو نہ صرف ایک علمی شخصیت تھے بلکہ ایک روحانی سلسلہ کے پیشوا بھی تھے۔ جن کی گفتگو ناصحانہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جذبہ جو شاعر کے شعر اور مصنف کا مضمون بنتا ہے۔ وہ دل میں عشق مصطفی ﷺ کی سمع ہے۔ جس دل میں یہ شمع ہوگی وہی ایمان کی حقیقت سے آشنا ہو سکے گا۔ آپ نے اس جیسے اداروں کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کہا کہ ادارے ایسے ہوں تو پھر اسلامی انقلاب کوئی مشکل نہیں۔ آپ نے اپنی "انا" کو مارنے یعنی جہاد بالنفس کی اہمیت پر زور دیا۔

آخر کار یہ خوبصورت تقریب کئی ختم قرآن پاک، لاکھوں درود شریف کے ہار اور لاتعداد ذکر اذکار بطور ہدیہ ودعا پیش کیا گئے اور ان تمام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت سلطانپوریؒ کے روح کو ایصال کیا۔ یہ تقریب نہ صرف ایک تعزیت کی تقریب تھی بلکہ اہل علم اور اہل ذوق کے لیے ایک اساسہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

............☆☆☆............

اچھا، اچھا تسی اُو

حضرت سلطانپوری ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے "ویلکم" کہتے تھے جب بھی فون پر بات ہوتی تو السلام علیکم سنتے ہی وعلیکم السلام کہتے پھر مسکراتے ہوئے کہتے۔ اچھا، اچھا، تسیں اُو۔ سناؤ ایس ویلے کیتے او۔ اور پھر سلسلۂ کلام شروع ہو جاتا تھا۔

(محبوب قادری)

............☆☆☆............

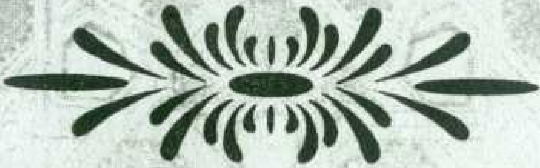
حضرت طارق سلطانپوری کی یاد میں خصوصی اشاعتیں

ماہنامہ سوئے حجاز لاہور نے اپنی اشاعت بابت ماہ جولائی 2015ء میں قادر الکلام شاعر حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے حوالے سے خصوصی مضامین شامل کیے ہیں جن میں سفیر عشق رسول حضرت طارق سلطانپوری (اپنے کلام کے آئینے میں)' منظوم خراج بقلم حضرت پیر فیض الامین فاروقی سیالوی اور ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں منعقدہ ''حضرت طارق سلطانپوری سیمینار'' کی مفصل رپورٹ شامل اشاعت ہیں۔

اسلامی تصوف کے ترجمان سہ ماہی مجلّہ ''معین الاسلام'' بیربل شریف نے جلد نمبر 11 کا دوسرا شمارہ خصوصی طور پر حضرت طارق سلطانپوریؒ کے نام کیا ہے اس میں ''سلام رضا'' پر تضمین طارق ''بستانِ رحمت'' سے انتخاب، اداریہ بعنوان ''آخرت کی بارآور کھیتی'' مدیر محترم پروفیسر محمد نصراللہ معینی کے قلم سے، شاعر اہل سنت حضرت طارق سلطانپوریؒ، ازاں جناب سید صابر حسین شاہ بخاری، سفیر عشق رسول حضرت طارق سلطانپوری (اپنے کلام کے آئینے میں)، سورۃ والضحیٰ کا منظوم ترجمہ (شعروسخن کی دنیا میں حضرت طارق سلطانپوری کا فن پارہ) نقشِ انتخاب بلبلِ گلزار مدینہ باغ جناں میں (فاضل مدیر کے قلم سے خصوصی مضمون) کے علاوہ 11 جون 2015ء کو ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں منعقد کیے جانے والے تعزیتی ریفرنس بیادِ حضرت طارق سلطانپوری کی مفصل اطلاعاتی خبر شامل ہے اس مجلّہ میں دیگر نہایت اہم و مفید تحریریں بھی شامل ہیں جن میں حضرت خواجہ فخر الدین چشتی کے تبرکات سے حمد و مناجات، درود پاک کی معجزانہ برکات، نماز کی پابندی اور حصول کیفیات، روزہ میڈیکل سائنس کی روشنی میں (ڈاکٹر عبدالرؤف قاضی)، تاجدار دارالاحسان کی تربیت کا ایک انداز، غلطی کا اعتراف اور اصلاح کیجئے، کتب ورسائل پر تبصرہ، قارئین کی آراء، سخن ہائے دل پذیر اور ادارہ کے شب و روز پر مشتمل اخبار شامل ہیں۔ تقریباً ایک سو صفحات پر محیط یہ مجلّہ جامعیت و اہمیت کے اعتبار سے اہم، معیار طباعت بہت عمدہ سرورق جاذب نظر اور وابستگانِ ادارہ کی طبعی نفاست و نظافت کا آئینہ دار ہے یہ مجلّہ پروفیسر محبوب حسین چشتی بانی ادارہ کی زیر سرپرستی شائع ہوتا ہے دلچسپی رکھنے والے احباب المکتبہ المرتضویہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف ضلع سرگودھا کے ایڈریس پر محمد ندیم عابد 0300-6049157 سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سارے دینی رسائل و جرائد نے خصوصی دلچسپی کے ساتھ حضرت طارق سلطانپوری پر مضامین و مقالات شامل اشاعت کیے ہیں جن میں ماہنامہ 'معارف رضا' کراچی، ماہنامہ اہل سنت گجرات، ماہنامہ ضیائے حرم' ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی' وغیرہ شامل ہیں۔ قومی اخبارات نے ان کے سانحہ ارتحال پر مختلف حوالوں سے بھرپور کوریج دی رب العزت سب کو اس کی بہتر جزاء عطا فرمائے اور فردوس بریں میں حضرت طارق سلطانپوری کے درجات بلند ہوں۔ آمین



متفرقات



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

متفرقات...... حسنِ ترتیب

MAWLANA

SHAH AHMAD NOORANI

HIS ROLE AS A PARLIAMENTARIAN

—— (1972-2003) ——

MUHAMMAD IDREES

Allama Shah Ahmad Noorani Research Center Pakistan
Zavia Qadria (Syedina Ghose Azam Street)
Near Chungi # 1, Jauharabad, 41200, Punjab
E-mail: mahboobqadri787@gmail.com
Cell: 0321,0313,0300-9429027

گلہائے نعت

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سلطانپوری کے رفیق خاص صدیق صابر آیاز کا نتیجہ فکر

منور درودوں سے گھر چاہتا ھوں

میرے آقا ایسی نظر چاہتا ھوں — مُنوّر دُرودُوں سے گھر چاہتا ھوں
اُجالے ہی بکھرے جہاں چارسوھُوں — میں ایسا اُجالا نگر چاہتا ھوں
اُڑوں سُوئے طیبہ تو اُڑتا ہی جاؤں — توانا و محکم وُہ پُر چاہتا ھوں
الٰہی جو ھے شہر محبوب تیرا — میں اُس شہر کی رہگذر چاہتا ھوں
آیاز اک خذف ریزہ سے بھی کم ترھوں — بنادیں وُہ مجھ کو گہر چاہتا ھوں

..........☆☆☆..........

میرے آقا میرے سلطان مدینے والے — سب سے بالا ھے تیری شان مدینے والےؐ
تیری خیرات سے ممنون تیرا ہر سائل — ہر گدا پہ تیرا احسان مدینے والےؐ
تو جو آیا تو بہاروں کا ھوا اس پہ نزول — تھی یہ دنیا بڑی ویران مدینے والےؐ
مظہر ذات خُدا ھے تیری ذات اقدس — حق تعالیٰ کی تو پہچان مدینے والےؐ
سُن رہا تھا کئی صدیوں سے تیرا ذکر جمیل — منتظر ترا تھا انسان مدینے والےؐ
تذکرہ کیوں نہ مدینے کا کروں میں ہردم — ھے مدینہ میری پہچان مدینے والے
دل میں رکھتا ہے تمنا یہ فرومایہ آیاز — ھو کسی دن تیرا مہمان مدینے والےؐ

درس گاہوں میں فروغ عشق رسول کی تحریک انجمن طلبہ اسلام کے ایک فکری ونظری راہنما

ملک غلام احمد اعوان کی یاد میں

تحریر: غلام مرتضے سعیدی ☆

انجمن طلباء اسلام ایک ایسی کان عشق عشق ووفا ہے کہ جس سے نکلنے والے کنکر بھی لعل و گوہر سے بھی زیادہ قیمتی اور گراں بہا ہیں لیکن دو ہستیاں ایسی ہیں جو میرے لئے باعث رشک ہیں۔ ان میں سے ایک سابق مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام ''یعقوب قادری شہید'' (نواب شاہ) اور دوسرے ''ملک غلام احمد اعوان (مرحوم)'' (چک نمبر 74 سرگودھا) ہیں۔ ان میں سے ایک کی موت میرے لئے باعث رشک ہے اور دوسرے کی زندگی۔

کوئی بغض مصطفیؐ وبغض آل مصطفیؐ کے شعلوں میں جلتا بھنتا خونخوارانہ فطرت کے ہاتھوں بے بس بلکہ بے قابو ہو کر شہر کی شاہراہوں پر دیوانہ وار اس تلاش میں بھاگ رہا ہو کہ اسے کوئی ایسا سینہ ملے جو محبت مصطفیؐ ومحبت آل مصطفیؐ سے بھرپور ہو تا کہ وہ اسے چھلنی کر کے اپنی نفرت کی آگ محبت مصطفیؐ سے مملو خون سے بجھا سکے۔ تو شہر بھر میں اسے ایک ہی سینہ ملے جس میں عشق مصطفیؐ کا سمندر موجزن ہو۔ وہ اسے چھلنی کر دے اور دوسری طرف اس چھلنی وجود کے لبوں سے روح درود وسلام کے مرغولے بن کر سوئے در باصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہو رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا

زہے نصیب۔ زہے نصیب۔ زہے نصیب۔

یہ کیسی موت ہے؟ ایسی موت پر لاکھوں زندگیاں قربان۔

ملک غلام احمد اعوان (مرحوم) ایک پارہ صفت انسان تھے۔ تحرک ان کی زندگی کا بنیادی وصف تھا۔ وہ ہر دم مصروف رہتے تھے' ذہنی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی۔ یہ

☆ سابق مرکزی صدر: انجمن طلباء اسلام پاکستان 0300-8088423

مصروفیت کچھوے کی مانند رینگ رینگ کر اور سسک سسک کر وقت کو تھکا دینے والی نہیں ہوتی تھی بلکہ خرگوش مانند جستیں بھر کر وقت کے ہم رکاب چلنے والی ہوتی تھی۔ بلکہ کبھی کبھی تو یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ بندہ بشر نہیں' کوئی اور ہی مخلوق ہے کیونکہ اکثر اوقات دور دراز اور دشوار گذار مقامات پر ان کی موجودگی ششدر کر دیتی تھی۔ کئی مواقع پر ڈاکٹر ظفر اقبال نوری صاحب اور خود مجھے بے ساختہ کہنا پڑا کہ ملک صاحب آپ انسان ہیں یا جن۔ مگر درحقیقت میں وہ فرشتہ تھے کیونکہ فرشتے سوچتے نہیں بلکہ وہ سوچنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ انہیں جو حکم ملتا ہے وہ فوراً کر گزرتے ہیں۔ ملک صاحب ہماری طرح پہروں منصوبہ سازیاں اور خیال طرازیاں نہیں کرتے تھے بلکہ ادھر خیال آیا اور ادھر نکل کھڑے ہوئے۔ ان کی اس صفت نے انہیں سراپا تحرک بنا دیا تھا بلکہ مجھے اپنے مرشد زادے ''سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی'' کا ایک فرمان یاد آ رہا ہے۔

ایک دفعہ ہم چند ساتھی یعقوب قادری شہید کی قیادت میں زیارت کیلئے حاضر تھے تو آپ نے محمد یعقوب قادری صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''کسی نے جذبے کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو تو قادری صاحب کو دیکھ لے''۔ سبحان اللہ کیا خوب فرمایا اور میرے خیال میں اگر کسی نے تحرک کو مجسم دیکھنا ہو تو ملک غلام احمد (مرحوم) کو دیکھ لے۔

ملک صاحبؒ ایک زمیندار گھرانے کے چشم وچراغ تھے جبکہ ان کے والد گرامی (جو کہ ابھی بقید حیات ہیں اور صدی کی دہلیز عبور فرما چکے ہیں یا فرمانے والے ہیں) سکول ماسٹر تھے جب ہمارے معاشرے نے استاد کو استاد کہنا نہیں سیکھا تھا بلکہ وہ استاد کو منشی (جسے لکھنا پڑھنا آتا ہو) کے لفظ سے پہچانتا تھا۔ یوں انہوں نے ایسے ماحول میں آنکھیں کھولیں جہاں زمینداری اور تعلیم بیک وقت موجود تھی۔ لہٰذا شفقت اور تجسس ان کے خمیر میں شامل ہو گیا اور اس پر طرہ بزرگوں کی حضور پیر سیال سے نسبت۔ اس تجسس کو جب بزرگان چشت کے ذوق کی آنچ میسر آئی تو جنوں کی حدوں کو چھونے لگا۔ یہ جنوں انہیں باوجود تنگدستی اور بیروزگاری

کے گمنام فقیروں کی خدمت میں حاضری سے لیکر معروف خانقاہوں کی بار بار زیارت اور بالآخر امام الانبیاء کی بارگاہ میں چار بار حاضری تک لے گیا۔ یہ انکی زندگی کی بنیادی اور مرکزی لکیر ہے اور اس لکیر کے گرد اتنے خوبصورت جزیرے ہیں کہ کسی بھی جزیرے کو چھیڑیں تو اندر سے اتنے خوبصورت مناظر دکھائی دیں کہ اگلے جزیرے تک پہنچتے پہنچتے شام ہو جائے۔

ملک صاحب ''تین بھائی تھے سب سے بڑے بیرون ملک ہوتے ہیں اور سب سے چھوٹے کئی برسوں سے مفقود الخبر ہیں۔ بزرگ معذور ہیں اور کبرسنی کے باعث علیل بھی رہتے ہیں۔ خود اپنی صحت بھی مخدوش اور طرح طرح کی پریشانیوں کے باعث طبیعت بھی نڈھال۔ نوکری بھی ضروری ہے اور زمینوں کی دیکھ بھال بھی' چھوٹے بھائی کو بھی تلاش کرنا ہے اور اپنے بچوں کی فکر بھی دامن گیر' جہاں کوئی علمی و روحانی تقریب ہو اس میں شرکت بھی ضروری ہے اور احباب کے دکھ سکھ میں شمولیت بھی واجب ہے' کسی کو کوئی پریشانی لاحق ہو تو حل کی کنجی ملک صاحبؒ کی جیب میں ہے' ضرورت مندوں کی ضرورت کا احساس بھی اللہ کریم نے ان کے حساس دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔

نظریہ کے فروغ کیلئے جدوجہد ان کا مطمع حیات تھی' اتنے سارے امور نمٹانے کیلئے انہیں جس جذبے اور توانائی کی ضرورت تھی وہ زمانے کا کوئی جالینوس فراہم نہیں کر سکتا تھا البتہ مولانا مرحوم کے مطابق۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علت ہائے ما

اللہ کریم نے ان کو اس دولت سے خوب نوازا تھا۔ ان کے سامنے جب بھی سرکار دو عالمؐ کا ذکر ہوتا تو آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔

وہ اپنی زندگی کی ساری توانائی اسی چشمے سے حاصل کرتے تھے اور شائد اسی جذبے نے انہیں تادم آخر جوان بھی رکھا اور اتنی ساری پریشانیوں کے باوجود سستی اور کاہلی کو ان کی زندگی میں داخل نہیں ہونے دیا۔

وہ حد درجہ محنتی اور انتھک انسان تھے' کسب معاش میں انہیں جتنی بھی مشقت کیوں نہ اٹھانا پڑتی وہ ہمت نہ ہارتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس سال انہوں نے کینو کا باغ لگایا اس سال بڑی خشک سالی تھی۔ تقریباً پوری گرمیاں وہ بالٹیوں سے پورے باغ کو سیراب کرتے رہے اور یہی حال ان کا امور دینداری میں تھا۔

صوم وصلوٰۃ کی بجا آوری کے علاوہ اوراد و اذکار کی پابندی بھی اتنی ہی شدت سے کرتے تھے۔ سفری ضرورتوں کے پیش نظر اپنے قلم سے ایک وظائف کی جیبی (Pocket Size) کتاب مرتب کر رکھی تھی جس کی ہر سال نئی نقل تیار کر لی جاتی تھی۔ روزمرہ امور کیلئے ایک علیحدہ ڈائری ہوتی تھی جس میں دن بھر کی کارگزاری اور اگلے روز کے اہم امور مندرج ہوتے تھے۔

ملک صاحبؒ ایک ملنسار انسان تھے' وہ جس شخص سے ایک بار ملتے اس کا نام' پتہ اور فون نمبر اپنی ڈائری پر چڑھا لیتے اور پھر خود ہی اس سے رابطے میں رہتے ATL میں کوئی بھی شخص ان سے زیادہ رابطہ رکھنے والا نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک چلتی پھرتی ایکسچینج یا مجسم ڈائریکٹری تھے۔

ان کا سینئر دوستوں کے ساتھ بھی بھرپور رابطہ تھا اور نئے لوگوں سے بھی شناسائی۔ اسی طرح وہ اپنے وجود میں قدیم وجدید کا سنگم تھے۔ اخلاق اور معاملات اتنے عمدہ تھے کہ میں آج تک کسی زبان کو ان کا گلہ کرتے نہیں سنا۔ ان کی زندگی سرکار دو عالمؐ کے اس فرمان کا عملی نمونہ تھی ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں''۔

زندگی اللہ کریم کی امانت ہے۔ اس جہان فانی میں ہر چیز کو ایک محدود مدت کیلئے بھیجا گیا ہے۔ روز حشر ہر چیز کی قدر و قیمت (Value) کا تعین اس کی محدود مدت میں کارکردگی پر منحصر ہوگا۔ کچھ لوگ اس محدود زندگی کے ہر لمحے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے پورا پورا جینے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ لوگ زندگی کے اصل مفہوم کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ملک

صاحب' کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں زندگی کے حقیقی مفہوم کا ادراک ہے' لہٰذا انہوں نے زندگی کے ایک ایک پل کو استعمال کیا ہے' کیونکہ وہ بیک وقت کئی کئی کاموں میں مصروف ہوتے تھے۔ اللہ جانے ان کا دماغ اتنی جگہوں پر تقسیم ہو کر بھی برابر کارکردگی کیسے دیتا تھا؟ کئی بار تو ان کی کثیر الجہت سرگرمیوں سے جھنجلاہٹ ہونے لگتی تھی اور احباب کئی بار ان سے سوال کر بیٹھتے کہ آپ بیک وقت اتنے کام کیوں چھیڑ لیتے ہیں؟ لیکن شائد انہیں احساس تھا کہ وقت بھی ایک دولت ہے اور اس کے ایک ایک سکے کو صحیح صحیح استعمال کرنا ہی عقل مندی ہے' لہٰذا انہوں نے اس مختصر زندگی میں اتنا کچھ کر دیا ہے کہ شائد ہم سو سال میں بھی نہ کر پائیں اور اسی وجہ سے ان کی زندگی میرے لئے قابل رشک ہے' اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے (آمین)

☆☆☆

حضرت قبلہ بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے معتمدِ خاص

ملک ضیاء الدین مرحوم کی یاد میں

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری ☆

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حسن ابدال (اٹک) کی سرزمین ہمیشہ اولیاء کرام اور ان کے وابستگان کی آماجگاہ رہی ہے۔ اس پر یہاں اولیاء کرام کے مزارات اور ان کی مختلف چلہ گاہیں شاہد عدل و ناطق ہیں۔

سلطان العلماء قبلۂ عالم حضر پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) نے بھی اس سرزمین کو منتخب فرمایا اور مشرقی مسجد کی چلہ گاہ میں کچھ عرصہ قیام فرمایا اور پھر پہاڑی نالے کی وادی میں جا بجا خلوت نشینی / اختیار فرمائی۔ ایک دفعہ آپ نے خود اپنے فرزند ارجمند حضرت پیر سید غلامی محی الدین گولڑوی (م ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء) رحمۃ اللہ علیہ المعروف ''قبلہ بابوجی'' سے اس کا اظہار یوں فرمایا:

''اس نالے میں کوئی ایسی بیٹھنے کی جگہ نہیں بچی جہاں میری نشست نہ رہی ہو''۔

یوں تو حسن ابدال کی اکثریت حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہے اور ان میں سے ہر ایک کی آپ سے عقیدت و محبت بے مثال رہی ہے لیکن ان مریدین میں سے بھٹی راجپوت خاندان کے دو بھائی ملک گلاب خان مرحوم اور ملک روشن دین مرحوم کو شہرت عام حاصل ہوئی۔ اول الذکر کے نام حضرت قبلہ بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی ''محبت نامے'' موجود ہیں۔ محلہ روشن پورہ آخر الذکر کے نام کی مناسبت سے آباد ہے۔

ملک گلاب خان مرحوم کا جب انتقال ہوا تو اس موقع پر حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جانشین حضرت قبلہ بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو حسن ابدال بھیجا اور خود

☆ ایڈیٹر: مجلہ الحقیقہ 0301-5437701

مریدین کی توقعات کے برعکس تشریف نہ لائے۔ تیسرے چوتھے روز اظہار تعزیت کے لئے جب آپ تشریف لائے تو ملک پیندا خان مرحوم جنہیں بچپن کی دوستی اور انتہائی اخلاص نے بے تکلف بنا دیا تھا۔ آپ سے کہنے لگا:

"آپ کو تو جنازے کے دن آنا چاہیے تھا"۔

جب یہ بات ملک پیندا خان مرحوم نے دو تین بار دہرائی تو حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا:

"اس دن میرا یہاں نہ آنے میں ایک مصلحت تھی، اگر میں اس دن ملک گلاب خان مرحوم کی میت کے قریب آتا تو وہ وفورِ محبت میں اٹھ کھڑا ہوتا تو کیا پھر تم اس کو دوبارہ لٹاتے؟"

حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ سن کر نہ صرف ملک پیندا خان مرحوم بلکہ پورے مجمع پر سناٹا طاری ہو گیا۔

حضرت قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ ریل گاڑی کچھ عرصے تک ملک گلاب خان مرحوم کی قبر پر قدم رنجہ فرماتے اور فاتحہ خوانی کرتے رہے۔

ملک گلاب خان مرحوم کی وفات کے بعد آپ کے بھائی ملک روشن دین مرحوم کے فرزند ارجمند ملک ضیاء الدین نے اپنے خاندان کی اس عظمت و رفعت کو آخر دم تک بحال رکھا۔

ملک ضیاء الدین کی ولادت ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ تعلیم و تربیت حسن ابدال میں ہوئی۔ ۲۰ سال کی عمر میں قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کی تقریبات کا انتظام و انصرام میں آپ نے ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو یا بڑی گیارہویں شریف یا عُرس کی تقریبات ہوں۔ ان عظیم الشان اجتماعات کے نظم و ضبط میں ملک ضیاء الدین مرحوم ہمیشہ نمایاں طور پر معروف نظر آئے۔ گرمی ہو یا سردی، بیماری ہو یا پھر کوئی پریشانی ان کے معمول میں کوئی فرق نہ آیا۔ بعض اوقات دو دو اور تین تین

دن تک تقریبات میں مسلسل کھڑے رہے لیکن تھکاوٹ کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔

ان تقریبات کے مواقع پر آپ کو نامور علمی و روحانی شخصیات سے ملاقات اور زیارت کا موقع ملا۔ آپ نے ہمیشہ علماء و مشائخ کرام کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اولیائے کرام کی بھی آپ پر نظرِ التفات تھی۔

ایک دفعہ آپ اپنے ایک دوست کے ہمراہ فتح جنگ سے گذر رہے تھے تو آپ کا دوست کہنے لگا کہ یہاں ایک مجذوب حضرت ولی احمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں آؤ ہم دونوں ان کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں۔

آپ نے کہا تم جاؤ میں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہ مجذوبانہ حالت میں گالیاں دیتے ہیں۔

چنانچہ آپ کا دوست جب مجذوب زمانہ حضرت ولی احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو انھوں نے دیکھتے ہی فرمایا:

"ملک ضیاء الدین صاحب کو کیوں چھوڑ کر آئے ہو۔ جاؤ ان کو بھی لے کر آؤ؟"۔

آپ کا دوست فوراً واپس پلٹا اور آپ کو بلا کر لے گیا، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے علیک سلیک ہوئی، حضرت ولی احمد رحمۃ اللہ علیہ نے گھر سے پلنگ منگوایا، بستر لگوایا اور پھر اس پر ملک صاحب کو بٹھایا اور خوب عزت افزائی کی جب تک ملک صاحب بیٹھے رہے، حضرت نے کسی کو کوئی گالی نہ دی۔

ملک ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نظر کرم تھی۔ ۱۹۷۰ء میں حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت ہی میں آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا، پہلا حج ادا کیا اور مدینۃ الرسول حاضری دی۔ ۱۹۸۰ء میں دوسرا حج بھی حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کی معیت میں ادا کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اسی طرح حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں آپ نے مختلف مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ان میں اجمیر شریف، کلیر، دہلی، بغداد شریف، کربلا معلی،

لاہور اور ملتان کے مقاماتِ مقدسہ پر خصوصی طور پر حاضری دی۔

حضرت قبلہ بابو جی گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ آپ پر اعتماد کرتے اور آپ کو اپنا ''معتمد خاص'' فرماتے تھے۔

۱۹۷۷ء کے الیکشن میں اٹک سے قومی اسمبلی کے ایک امیدوار نے علاقہ چھچھ میں قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ایک خط کی نقل تقسیم کر کے لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی کہ ''قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو میری حمایت کیلئے فرمایا ہے۔

جب اس خط کی نقل ملک ضیاء الدین مرحوم نے ملاحظہ کی تو آپ نے فرمایا ''یہ خط تو جعلی ہے، میرے بابو جی رحمتہ اللہ علی نے تو قطعاً اس کی حمایت نہیں فرمائی''۔ پھر آپ اس خط کی نقل لے کر حضرت قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے فرمایا: ''تم نے اس کی تردید کیوں نہیں کی عرض کیا: ''حضرت آپ کے حکم کے بغیر میں کیسے تردید کر سکتا تھا''۔

حضرت قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے وہ نقل لے کر مفتی فیض احمد فیض چشتی کے پاس بھیجی کہ ''ملک ضیاء الدین کی طرف سیاسی نقل کی تردید میں ایک مضمون تیار کرو اور پھر اسے اخبارات میں شائع کرادو''۔ چنانچہ مفتی صاحب نے تردید میں ایک مضمون تیار کر دیا۔ جس میں ملک ضیاء الدین کو قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ ''مرید خاص'' لکھا۔ جب حضرت قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ نے مضمون ملاحظہ فرمایا تو اپنے قلم سے ''مرید خاص'' کاٹ کر ''معتمد خاص'' رقم فرمایا اور پھر فرمایا اب اسے جاری کرادو اور شائع کرادو''۔ اسی وجہ سے حسن ابدال میں ''نوائے وقت کے نمائندے مسکین مغل جب بھی گولڑہ شریف میں عرس مبارک کی خبر ملک صاحب کے حوالے سے شائع کرتے تو آپ کو ''آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کا ''معتمد خاص'' ہی لکھتے ہیں۔

ملک ضیاء الدین مرحوم نے اپنی ساری زندگی انتہائی درویشانہ انداز میں بسر کی۔ صوم و صلوٰۃ اور اوراد و وظائف آخر دم تک پابندی سے پڑھتے رہے۔ دلائل الخیرات شریف، قصیدہ

غوثیہ اور اس کی منظوم پنجابی شرح خصوصی طور پر پڑھتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تصانیف کو حرز جاں بنائے رکھا۔

رمضان المبارک میں عام طور پر پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر ''ضیاء القرآن'' زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ ماہ نامہ ''ماہ طیبہ'' اور ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' کو منگوا کر باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔

آپ نے اپنے مشائخ کرام کی پیروی میں مختلف اسلامی اور ملی تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ قیام پاکستان کے موقع پر آپ نے اپنے گھر میں تحدیث نعمت کے طور پر ختم قرآن پاک کی ایک تقریب منعقد کرائی۔

جب ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفےٰ کے دوران آپ کا لڑکا محمد اقبال قید ہوا تو اس پر بھی آپ نے مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔

آپ کو آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے لافانی محبت تھی۔ آپ نے حضرت طارق سلطان پوری سے خصوصی طور پر قبلہ عالم گولڑوی رحمتہ اللہ اور قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کے قطعات ولادت اور قطعات وصال لکھوائے اور خود پوسٹر کی صورت میں شائع کر کے عام کیے تھے۔

آپ تمام مشائخ کرام اور سلاسل طریقت کا احترام کرتے تھے۔ راقم آثم کا جب ایک مقالہ ''امام احمد رضاؒ پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کی نظر میں'' مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہوا تو آپ یہ مضمون پڑھ کر بے حد خوش ہوئے اور فقیر کے لئے ''کلمات تحسین'' فرمائے۔

نقاہت اور کمزوری کے باوجود آپ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف حاضری دیتے رہے۔ لیکن جب نقاہت حد سے بھی بڑھ گئی تو آپ نے ایک گاڑی خرید لی تاکہ آستانہ عالیہ میں حاضری میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔

لیکن آپ کی کمزوری میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ آپ نماز بھی اشاروں کیساتھ ادا

کرنے لگے۔ اسی دوران حضرت طارق سلطان پوری نے ایک رات خواب میں یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی: ''حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے کمرے میں اونچے تکیہ گاؤ پر تشریف فرما ہیں اور حضرت کے ہمراہ پیر سید غلام نصیر الدین نصیر اور کچھ دوسرے حضرات بھی موجود ہیں۔ حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ گفتگو فرمائی اور اس کے بعد زار و قطار رونے لگے''۔

چنانچہ اس خواب کے ۲۰ بیس دن بعد ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۹ فروری ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ رات آٹھ بجے ملک ضیاء الدین داعیِ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون

حضرت پیر سید غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی دن کو تشریف لائے غلاف کعبہ کا ٹکڑا آپ کی آنکھوں پر رکھا اور خاک پاک واقدس مدینہ منورہ عنایت کی کہ یہ بعد میں ان کے کفن پر چھڑکاؤ کر دیں۔

حضرت پیر سید غلام نصیر الدین نصیر نے حضرت طارق سلطان پوری سے فرمایا: ''ملک ضیاء الدین مرحوم کے چہرے پر موت کے کوئی آثار نہیں آتے''۔

حضرت طارق سلطان پوری نے جواب میں کہا:

''یہ سب نسبتوں کی بہاریں ہیں، جن لوگوں کا اولیاء کرام سے نسبت کا تعلق ہوتا ہے۔ ان کے چہرے پر مرنے کے بعد موت کے آثار نظر نہیں آتے''۔

کون کہتا ہے مومن مر گئے

آپ کے جنازے میں علماء و مشائخ کرام کی کثیر تعداد تھی۔ گولڑہ شریف سے صاحبزادگان بھی تشریف لائے۔ غلام قطب الحق اور غلام جلال الدین نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ ممتاز عالم دین حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ سلطان پوری نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا:

''مقام شکر ہے کہ حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری نشانی کی زیارت کر لی''۔

آپ اپنے آبائی قبرستان میں والدین کے پہلو میں محو استراحت ہوئے۔ اولاد امجاد

میں قمر اقبال اور محمد اقبال اور دو صاحبزادیاں آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت طارق سلطان پوری نے ''اللہ'' واللہ بعدکم مغفرۃ (۲۰۰۲ء) ''لاجواب نسبت والی شخصیت'' (۲۰۰۲ء) اور ''نقش فردوسِ فیضان گولڑہ'' (۱۴۲۲ھ) سے آپ کے مادہ ہائے تاریخ وصال نکالے ہیں اور قطعہ تاریخ یوں موزوں فرمایا ہے:

وہ جا پہنچا بالآخر اپنے گھر میں — بہت حسرت تھی اس کو اپنے گھر کی
خدا کے ذکر میں یادِ نبی میں — حیات مستعار اس نے بسر کی
محبت مرشدانِ گولڑہ سے — سد کی اور بہ انداز دگر کی
خیال پیر خانہ دل میں ہر دم — نہ اپنی فکر تھی اس کو نہ گھر کی
نہ گرمی سے نہ سردی سے پریشاں — نہ پروا گردش شام و سحر کی
سعادت بندہ حق آشنا کو — ہوئی حاصل مدینے کے سفر کی
خجستہ بخت اس انساں نے دیکھیں — بہاریں گلشنِ اہل نظر کی
غلافِ کعبہ کا پرنور ٹکڑا — بنا زیب و ضیا اس کی نظر کی
ہوئی مٹی کفن میں اس کے شامل — محمد مصطفیٰ کے پاک در کی
بڑا ہی صدمہ دل سوز ہے، موت — محبت، عترتِ خیر البشر کی
دل خستہ کا حال اس سے سوا ہے — جو کیفیت ہے میری چشم تر کی
نہ میرے دل سے طارق محو ہوگی — کبھی بھی یاد اس عالی گہر کی
''عظیم القدر بندہ'' از سر ''وصل'' — ہے تاریخ وفات اس حق نگر کی

نوٹ: راقم نے یہ مقالہ حضرت طارق سلطان پوری کے ایماء پر قلم بند کیا اور ملک ضیاء الدین مرحوم کے بارے میں اکثر معلومات بھی آپ ہی نے فراہم کیں۔

(صابر بخاری یکم مارچ ۲۰۰۲ء)

......☆☆ محبی ومخلصی فی اللہ جناب صاحبزادہ ظفر حسین ظفر ☆☆......

آہ! مادرِ بزرگوار مقبول بی بی

ملک محبوب الرسول قادری

الحاج ظفر حسین ظفر ایک صاحب طرز آدمی ہیں دوستوں کے دوست اور دل کے غنی لیکن ان کے اندر ایک اور ظفر بھی موجود ہے جو انہیں خوبیوں کے باوجود بعض اوقات پیکر جلال بنا دیتا ہے یوں وہ جلالی بزرگ بھی ٹھہرے۔ اس سب کچھ کے پیچھے ایک نیک طبیعت خاتون کی بہت ساری دعائیں کارفرما ہیں جو ایک مضبوط شیلٹر کی صورت موجود ہیں یہ خاتون مقبول بی بی زوجہ تھیں جو ۸۴ برس کی علالت کے بعد اپنے ربّ کے امر کے تحت

کو اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ جب مجھے اللہ کریم نے پہلی مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف عطا فرمایا تو اسی سال یہ محترمہ کو بھی اپنے بیٹے، بہن اور بھانجے کے ساتھ یہ شرف نصیب ہوا۔

لاہور سے جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور پھر واپس لاہور تک ہمسفر رہے اور وہاں قیام بھی تقریباً اکٹھا ہی رہا۔ اب بھی عالم تصورات میں، میں ان کو ویل چیئر پر حرمین شریفین کے قرب وجوار میں دیکھتا ہوں۔ ان کی زبان ذکر الٰہی اور دعاؤں سے تر رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے ان کی اگلی منزلیں آسان ہوں ہم ان کے لئے دعا گو ہیں اور پسماندگان سے تعزیت گزار ہیں۔ حضرت صاحبزادہ پیر محمد حنیف الامین فاروقی سیالوی نے ہماری درخواست پر مرحومہ کے لئے قطعۂ تاریخ یوں موزوں کیا ہے ملاحظہ ہو۔

اٹھ گئی پاکیزہ سیرت مادرِ حافظ ظفر — پائے جنت میں وہ قرب بنتِ شاہِ بحروبر
برملا فیض الامین نے اس کا سال انتقال — کہہ دیا "مقبول بی بی پاک فطرت سربسر"
1436ھ

اللہ تعالیٰ حضرت پیر فیض الامین فاروقی سیالوی کو جزائے خیر عطا فرمائے ہم ان کے شکر گزار ہیں

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

حضرت سلطان الشعراء طارق سلطانپوری کا ایک تحریری ارمغانِ محبت ایک دوست پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کے لئے

..............o..............

مُحترم المقام، حضرت پیر سیّد رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری زید مجدہٗ کو مَیں حُسن اخلاق، خوبیِ گفتار و کردار کی تصویرِ رعنا کہوں تو یہ بات بے جا نہ ہوگی۔ اُن کی صُورت بھی دل آویز ہے اُن کی سیرت بھی کشش انگیز۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کمالات ومحاسن سے خُوب نوازا ہے۔ وہ خاندانِ نبُوّت کے فردِ فرید ورجُلِ رشید ہَیں۔ جو اوصاف وفضائلِ آلِ رسُول صَلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وصَحْبِہٖ وَسَلَّم کا طرّۂ امتیاز ہیں۔ آپ کی دِلنواز شخصیت اُن کی مظہرِ جمیل ہے۔ مشہُور کہاوت ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، حضرت حکیم الاُمّت علاّمہ مُحمّد اقبالؒ کے الفاظ میں ۔ ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہُو۔ شجرۂ مُبارکہ آلِ رسُول صَلَّی اللہُ علیہ وَآلِہٖ وصَحْبِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے جو پھل عطا فرمایا ہے وہ نہایت شیریں، لذّت بخش و کیف آفریں ہے۔ شجر بھی لاجواب اور اُس کا پھل بھی بے مثال۔ خوب صُورتی، طبیعت کی نرمی، لہجے کی شائستگی، خندہ رُوئی دردمندی وغمگساری، فراخ دستی وکشادہ ظرفی، فضل وعطا، جُود وسخا اہلِ بیت نبی المختار صَلَّی اللہُ علیہ وَآلِہٖ وصَحْبِہٖ کی امتیازی خُوبیاں ہَیں۔ جو قبلہ شاہ صاحب کے پیکرِ دل رُبا سے نُمایاں ہیں۔ احقر کا قبلہ شاہ صاحب سے نیازمندی کا عرصہ کُچھ زیادہ نہیں ہے، اُنہوں نے اپنے حُسنِ اخلاق وکردار سے جس طرح مُتاثر کیا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ دِلوں کو مُتاثر کرنے کیلئے طویل عرصہ درکار نہیں ہوتا دانائے راز حضرت علاّمہ مُحمّد اقبالؒ کے الفاظ میں

فقط نگاہ سے ہوتا ہے، فیصلہ دل کا — اور طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے

حضرت شاہ صاحب قبلہ غریب خانے پر ایک دو مرتبہ تشریف لائے ہیں اور رب میری یہ کیفیت ہے کہ

اُس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

اپنے مُرشدِ گرامی' اُن کے آستان ذی شان' اُن کے جلیل القدر افراد خاندان سے اُن کی محبت وعقیدت دِیدنی ہے، یہ تقرب یہ علوئے نسبت خُوش نصیب افراد کو عطا کیا جاتا ہے۔

دیتے ہیں بادہ ظرف قدحِ خوار دیکھ کر
پیر خانے میں اُنہیں قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے
''تاجدارِ منگانی شریف کے محبوب وقارئین خادم''
غیر معمولی قدر و منزلت
''دربار شریف کے سفیر'' یہ پیارے القاب جناب شاہ صاحب کی عظمت و وقعت کا مُحکم حوالہ اور معتبر سند ہیں۔

(مکتُوب بنام احقر راقم السطور مورخہ ۲۵ رستمبر ۲۰۱۱ء منجانب حضرت پیر مُحمد مظہر حسین حنفی القادری سجّان المتین آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ دربار کرمیہ منگانی شریف)

چند بے ربط جُملے حضرت المُحترم جناب سجّادہ نشین زید اقبالہ کے حُکم کی تعمیل میں تحریر کردئے ہیں۔ میں خُود کو اِس قابل نہیں سمجھتا کہ شاہ صاحب قبلہ کہ بُلند و بالا علمی وعرفانی شخصیت کے مُتعلق اِس سے زیادہ کچھ عرض کرسکوں میرے کرم فرما حضرت حافظ افتخار احمد قادری صاحب جو کافی عرصے سے قبلہ شاہ صاحب کے سفر وحضر کے ساتھی ہیں۔ اور ان کی خلوت وجلوت کے شاید و راز دار ہیں وہ اپنے علم و مشاہدہ کے مُطابق احوال و واقعات اور حضرت شاہ صاحب کی پہلو دار شخصیت کو زیادہ بھرپور انداز میں اہل فکر ونظر کیسامنے پیش

کرنے کیلئے بیان کرتے موزوں ترین فرد ہیں۔

اس نفسانفسی کھینچا تانی' مفاد پرستی اور خود نُمائی کے دَور میں قبلہ شاہ صاحب کا وجُود مسعُود ہمارے لئے نعمت غیر مُترقبہ سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ العظیم بجاۃ النّبی الرّؤف ورحیم انہیں صحت وعافیت سے رکھے اُن کے فیُوض و برکات میں اضافہ فرمائے۔ اُن کی مُقدّس سرگرمیوں اور پاکیزہ بزم آرائیوں کو نادیر سلامت رکھے۔ آمین

پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

اِس دُعا کے ساتھ قلم روکتا ہُوں

رہے تا ابد سلامت ترا نیّرِ درخشاں
تری صُبحِ نُور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

نیاز پیش
مُحمّد عبدالقیُوم طارق سُلطانپُوری
۱۵ رنومبر ۲۰۱۱ء

............☆☆☆............

بندۂ پروردگارم اُمّتِ احمد نبی
دوستدارِ چار یارم تابعِ اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملّتِ حضرت خلیل
خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایۂ ہر ولی

حُسنِ طلب کا ایک نمونہ

......☆ایک خوشہ چین کا' اندازِ طلب کتنا حسین ہے☆......

بخدمت جناب قبلہ اُستادِ گرامی محمد عبدالقیوم طارق سُلطانپوری مدظلہ العالی

(نامور مشہور و معروف شاعر و ادیب' اٹک پاکستان)

السّلام علیکم و رحمتہ اللہ!

بعد از سلام عرض کہ آپ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے مکمل صحت یاب ہو گئے ہوں گے تو بندۂ عاجز بھی آپ ہی کی دُعاؤں سے زندہ اور خیریت سے ہے۔ آنکہ صورت احوال یہ ہیں کہ آپ کا محبت نامہ دو ہفتہ قبل مل چکا تھا پر آپ نے ناچیز کی مکمل طور پر فرمائش پوری نہ فرما سکے تھے۔ خیر! پھر بھی آپ کا بہت بہت شکر یہ کہ کچھ نہ کچھ کر کے دے دیا تھا۔ لیکن اب عرض یہ ہے کہ اگر آپ ناچیز کا ساتھ نہ دیں گے تو اور کون ساتھ دے گا؟ فقط آپ ہی تو ہیں جو کہ ناچیز کو ناموراد یبوں میں شمار کر کے بحال رکھا ہے۔

ابھی ہُوا یہ ہے کہ ایک بار پھر سے ناچیز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہُوا ہے، آپ اسے جان سے مار ڈالیں پر آپ کا پیچھا نہیں چھوڑے گا جب تک آپ مکمل طور پر ناچیز کا ساتھ نہیں دے دیتے۔ اور اب یہی ہے کہ یہ خط صرف اور صرف آخری ہی خط ہے اور ہے بھی بالکل آخری خط دیکھ لیجئے گا جی! تو آپ نے اس دفعہ کی بار مکمل فرمائش رخواہش پوری کر دینی ہوں گی تا کہ آپ کو ناچیز کبھی بھی خط نہ لکھے اور آپ کی ناچیز سے جان چُھٹ یعنی چھٹکارا مل جائے۔ اور وُہ یہ ہے کہ ناچیز نے چند متفرق اشعار ٹوٹے پھوٹے نظم کئے ہیں جو کہ آپ نے اصلاح کر کے دینے ہیں۔ پھر چند ناموں کے متفرق اشعار آپ خود ایک ایک کر کے شعر تحریر فرما کے دینے ہوں گے۔ متفرق اشعار کے لئے نام درج کئے جائیں گے جس پہ لکھنے ہوں گے۔ اور پانچ منظوم کلام بمع ناچیز کا مقطع میں نام شامل کر کے صرف اور صرف پانچ اشعار لکھ

دیں۔ اور وُہ یہ ہیں:

''سب سے بڑا خُدا ہے'' یہی طرح مصرع ہے اسے رُباعی میں میلاد شریف کے حوالے سے ردیف یہ رکھیں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔

''بارہویں کا صاحب قرآں آیا''

ختمِ نبوت کے متعلق مصرع:

''اللہ کے کرم سے ہم سُنّی ہیں فدائی ختمِ نبوت کے''

گستاخِ رسول کی سزا کے متعلق یہ ردیف رکھیں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔

''گوارا نہیں کر سکتا''

اور پیر سیّد نصیر اُلدین نصیر گیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت کے متعلق منقبت طرح مصرع:

''ایک میں نہیں تجھ پہ قُربان زمانہ ہے'' یا پھر آپ اپنی مرضی سے مصرع چن کے لکھ دیں۔ یہ آپ کا احسانِ عظیم ہوگا۔ اب متفرق اشعار کے لئے اسماء یہ ہیں:

1) رحمانی و مدنی قاعدہ
2) اللہ سب کا حامی و ناصر ہو
3) خدا حافظ رفی امان اللہ
4) نسب بدلنا کیسا؟
5) شیخ سعدیؒ
6) امام بوصیریؒ
7) حضرت سیدنا امیر معاویہؓ
8) میاں بخشؒ (کھڑی شریف)
9) حضرت خضر علیہ السلام
10) دُرود وسلام
11) سیّدنا خالد بن ولیدؓ
12) سیّدنا معاذ بن جبلؓ
13) شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ
14) امام غزالیؒ
15) امام جنید بغدادیؒ
16) شارح صحیح بخاری علاّمہ شریف رمجدی
17) شارح صحیح مسلم علاّمہ غلام رسول سعیدی
18) ترجمۂ کنزل الایمان
19) سیرت ضیاء النبی
20) صاحب بہار شریعت

طرح مصرع: "ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوتا"

14) آئمہ مجتہدین کے نام — پانچ اشعار "ترانہ پاکستان" تحریر فرمادیں۔

15) پنجتن کے نام — "پاکستان سرزمین شاد باد"

16) عشرۂ مبشرہ کے نام

17) کل صحابۂ کرام کے نام — نوٹ: اس خط کے ساتھ جو فوجی لفافے ہیں

18) علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب — وہ آپ کے لئے ہیں، قبول فرمائیے گا۔

19) طارق سلطان پوری صاحب

20) صوفی محمد حفیظ نقشبندی صاحب

21) جناب شبیر احمد شاہین صاحب (جنھوں نے سکول، کالج، ہسپتال، پوسٹ آفس اور مسجد کے لئے شمس و توانائی کے کام کیئے ہیں)

22) علامہ حافظ محمد عالم محدث سیالکوٹیؒ — صرف پانچ اشعار

23) علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحبؒ — 6 ستمبر شہداء کے نام نظم

23) علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب — "اے راہِ حق کے شہیدو"

24) علامہ پیر علاؤالدین صدیقی صاحب — تین رسائل کے نام منظوم

25) علامہ محمد سلیم عباس نقشبندیؒ — ماھنامہ "ارمغانِ حمد/جہانِ حمد" کراچی

26) شہزادۂ اعلیٰ حضرت مصطفےٰ خاں نوریؒ — ماھنامہ "ہمدرد نونہال" کراچی

27) برادرِ ملت حسن رضا خاںؒ — ماھنامہ "انوکھی کہانیاں" کراچی

28) علامہ محمد شفیع اوکاڑویؒ

29) آنٹی عارفہ کے نام

30) عُمر بن عبدالعزیزؒ

31) حضرت امام احسنؓ

32) والدہ محترمہ شکر جانؒ

یہ تھے 31 متفرق اشعار کے لئے اسماء تو ناچیز آپ کو اللہ، رسول اور آپ کے مرشد کریم کا واسطہ دیتے ہوئے اسے ضرور حل فرما کر ایک ہفتے تک عنایت فرمادیں، اگر نہیں تو آگ میں جلادیں۔ ناچیز کا اللہ مالک ہے۔ والسلام مع الاحترام آپ کا نوکر! محمد مشتاق حسین قادری

گرامی قدر قارئین کرام!

حضرت سلطانپوری کی رحلت کے بعد محمد مشتاق حسین قادری کا تعزیتی مکتوب اپنے دوست سیّد صابر حسین شاہ بخاری بھی ملاحظہ ہو۔

ایک ارادت مند کا تعزیتی مکتوب

اپنے پیارے مادرِ علمی کا شمارہ ماہنامہ "کاروانِ قمر" کراچی پڑھا جو کہ ناچیز کو باقاعدگی سے ہر ماہ پڑھنے کو ملتا ہے اس میں ملک کی مایہ ناز شخصیت اور پاکستان/آزاد کشمیر کے مشہور و معروف شاعر و ادیب الحاج محمد عبدالقیوم خان المعروف طارق سلطانپوری صاحب رحمۃ اللہ کے وصال مبارک کے متعلق پڑھ کر بندہ ناچیز بہت ہی رنجیدہ ہوا ہے۔ اللہ پاک اُن کی لغزشوں کو درگزر فرمائے اور درجات بلند عطا فرمائے۔

علامہ طارق سلطانپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بندہ عاجز سے بن دیکھے بہت ہی محبت کرتے تھے اور نہ ہی بندۂ عاجز نے ان کو سرکی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ بس وہ خط و کتابت کے ذریعے سے ناچیز کے شعر و شاعری میں استاد تھے۔ جب بھی ناچیز کا کوئی بھی ایک شعر درست وزن میں دیکھتے تو اس شعر کے آگے "شاباش" ضرور تحریر فرمادیتے تھے۔ بقیہ اشعار کی اصلاح بھی فرمادیتے تھے۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے بغیر اصلاح کیے کلام واپس کردیے ہوں۔ وہ خالی کسی کو نہیں لوٹاتے تھے۔

رہی بات فون کی، کبھی کبھار ناچیز کو فون بھی کردیا کرتے تھے جسمیں حال احوال

دریافت کرتے تھے اور بیماری کے دوران بھی دُعائے صحت کے لیے کہتے رہے ہیں۔

ایک دفعہ انھوں نے حلفیہ طور پر فرمایا تھا کہ "اگر میں ٹھیک ہوا تو ضرور آپ کے ہاں آزاد کشمیر سیر و تفریح کے لیے آؤں گا کیوں کہ تازہ پانی اور تازہ ہوا کے جھونکے دیکھوں"۔ خیر اب بھی مری" دنیا کی جنت کیا؟ اللہ کریم! انھیں جنت الفردوس کی اعلیٰ نعمتوں سے نوازے (آمین)

قبلہ استاد طارق سلطانپوری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے محبت نامے ناچیز کے پاس ریکارڈ میں محفوظ ہیں اور یہ ناچیز کے لیے سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور بندہ عاجز کی ادنیٰ کاوش کتاب بنام" گلہائے رنگارنگ (مجموعہ نظم و نثر) کی نظر ثانی بھی فرما کر اپنی رائے سے نوازا ہے اور بندہ عاجز بڑے فخر سے کہتا اور اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہے۔

اب اجازت دیجئے اول بات تو یہ کہ ناچیز کو خط تو لکھنا نہیں آتا چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ جو زبان پہ آئے لکھ دیے ہیں اللہ پاک ناچیز کے الفاظ قبول فرمائے!

اللہ پاک آپ کا حامی و ناصر ہو!

خدا حافظ

آپ کا خادم!

ابوعیدان محمد مشتاق حسین قادری

انوار شریف ضلع مظفر آباد

آزاد جموں و کشمیر

(بحوالہ: مکتوب بنام پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری)

☆☆☆

انوارِ رضا کے "تحفظ ناموس رسالت نمبر" پر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کا تبصرہ

عنوان: تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد کی خصوصی اشاعت)

مدیر: ملک محبوب الرسول قادری — ناشر: انٹرنیشنل غوثیہ فورم، جوہر آباد

صفحات: 1200 — قیمت: درج نہیں (1200 روپے)

تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ دینِ اسلام اور ثقافت کی اساس ہے۔ اس لئے مسلمانوں کی تاریخ کے مختلف ادوار کے تقاضوں کے مطابق موثر اقدامات کیئے جاتے رہے ہیں۔ یہ اقدامات پیغمبر اسلام ﷺ کی مبارک شخصیت کے تقدس اور احترام کو یقینی بنانے اور اسلامی تعلیمات کے بنیادی سرچشموں کی نگہداشت کے لئے ناگزیر ہیں۔

اس تحفظ کی ضرورت کا احساس ہماری روحانی زندگی کی بنیاد ہے اور عین فطری بھی ہے۔ جملہ مذاہب میں اپنی اپنی مقدس شخصیات کے احترام کی حفاظت کے لئے روایات اور قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ البتہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس ذمہ داری کا دائرہ دوسروں کے مقابلے میں بہت وسیع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور سبھی کے تقدس و احترام کے آرزومند ہیں۔ یہ احترام محض ایک روحانی قدر یا اخلاقی فرض نہیں بلکہ ہمارے عقیدہ اور ہماری ثقافت کا لازمی جزو ہے۔

دور افتادہ جوہر آباد سے شائع ہونے والا سہ ماہی جریدہ انوار رضا وطن عزیز کے دینی حلقوں میں جانا پہچانا ہے۔ مذہبی عقائد و اقدار سے دلی کومٹ منٹ کے حامل ملک محبوب الرسول قادری اس جریدہ کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ طویل عرصہ کی محنت، تحقیق اور لگن کے ساتھ انہوں نے "انوار رضا" کی زیر نظر خصوصی اشاعت مرتب کی ہے۔ اس میں تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے مختلف زاویوں، تقاضوں اور اُن کی تاریخ پر مستند نگارشات کو یکجا کر دیا ہے۔ یوں یہ اشاعت دینی ادب کی ایک اہم دستاویز بن گئی ہے۔

(سہ ماہی المعارف لاہور۔ جولائی۔ دسمبر 2014ء۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ 2۔ کلب روڈ لاہور)

مدیر قاضی جاوید

☆☆☆

ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری
کی تخلیقی وادبی خدمات کا جائزہ

شاعر علی شاعر☆

اللہ رب العزت اس کائنات کا مالک وخالق ہے۔ جس نے اس دنیائے فانی کو بنایا ہے۔ وہ خالق ہی جانتا ہے کہ اس کو کس طرح چلایا جائے؟ اس کے مکینوں میں سے کون سا کام کس سے لیا جائے؟ اَن گنت کام ہیں اور لامتناہی کاموں کے سلسلے ہیں اور بے شمار افراد ان کاموں پر معمور ہیں۔ جس شخص سے جو کام لیا جارہا ہے وہ حکمِ ربِ تعالیٰ ہی نہیں ہے بلکہ توفیقِ خداوندی بھی ہے اور مشیت الٰہی بھی ہے۔ وہ شخص خوش بخت وخوش نصیب ہے، جس کو خداوندِ کریم نے کسی نیک کام کے لئے مخصوص ومنتخب کرلیا ہے۔

ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری بھی اُن مقدر کے سکندر لوگوں میں سے ایک ہیں جنھیں خالقِ ارض وسمانے اپنے برگزیدہ اور نیکوکار بندوں کے تعارف خدمات کے لئے چُن لیا ہے۔ پیر طاہر حسین صاحب بجاطور پر خود پر ناز کرسکتے ہیں کہ مالکِ دنیاو جہاں نے انھیں ایک ایسے کام کے لئے منتخب کیا ہے جس میں اُن کے اسلاف کا تعارف ہی نہیں بلکہ ان کے نیک کاموں کا پرچار بھی ہے۔ ان کی دینِ اسلام کے لئے خدمات کی ترسیل بھی ہے۔ پیر طاہر حسین صاحب اس مسندِ منصبی پر نہ صرف فائز ہیں بلکہ بہ حسن وخوبی اس کارِ خیر میں تن من دھن سے مصروفِ عمل ہیں اور دامے، درمے، قدمے اور سخنے حصہ لے رہے ہیں۔ اُن کی تصنیفات ومؤلفات اور مرتبات کی فہرست دیکھ کر بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اس کام کو

☆ (ایم اے اُردو، ایم ایڈ) رنگ ادب پبلی کیشنز، 5۔ کتاب مارکیٹ، اُردو بازار، کراچی
rangeadab@yahoo.com0345-2610434

کس قدر حسن وخوبی سے انجام دے رہے ہیں جواُن کے ذمے لگایا گیا ہے۔ پیر طاہر حسین صاحب سجادہ نشینی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی تصنیف وتالیف کے لیے بھی خود کو وقف کیا ہوا ہے۔ جب ہم تخلیقات ونگارشاتِ طاہر حسین پر نظر ڈالتے ہیں تو خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ بچپنے کے بعد اپنی عمر کے قلیل عرصے میں آپ 50 سے زائد کتابیں تحریر کرچکے ہیں جن میں نصف تو زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر نہ صرف منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوچکی ہیں بلکہ عوام وخواص میں مقبول بھی ہوچکی ہیں۔ ان نگارشات میں احادیث شریف، سلسلۂ قادریہ اور حضور غوثِ پاک کے تذکرے، سلسلے کے بزرگان کے حالات وکرامات، کتاب قطب الہند کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، مقالات ومضامین، ادبی خدمات، حمد، نعت، منقبت، کافیاں، سہ حرفیاں، غزلیات ورباعیات، مکتوبات، ملفوظات اور سفرنامے شامل ہیں۔ ایک شخص، ایک فردِ واحد (پیر طاہر حسین صاحب) وہ تمام کارِ خیر، اُمور، فرائض اور تخلیقی وادبی ذمے داریاں نبھا رہا ہے جو ایک ادارے کے کام ہیں۔ اس لحاظ سے پیر طاہر حسین صاحب اپنی ذات میں انجمن کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ ایک فردِ واحد ہونے کے باوجود خود میں ایک ادارہ ہیں، جن کو اللہ رب العزت نے خوبیوں کا مجموعہ بنادیا ہے۔

آیئے نگارشاتِ پیر طاہر حسین صاحب کی فہرستِ تخلیقات ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ ان کا تصنیفی، تالیفی، ترتیب وتدوین کاری، تحقیقی، تنقیدی، تبصراتی اور تجزیاتی کام پر روشنی ڈالی جاسکے۔

فہرستِ تخلیقاتِ پیر طاہر حسین صاحب قادری

(1) احادیثِ نبویہ فی مروِیاتِ غوثیہ (2) ہدیۃ النبی (3) تحفۃ الرسول (4) مرآۃ الرحمٰن فی حقیقۃ الانسان (5) حقوق العباد (6) بابِ علم نبی فی مناقب علی (7) صحیفۂ کرم (8) سفینۂ غوثیہ (9) تاریخ ابن کرم (10) ماثرِ سلطانی (11) لمعات قطب (12) جہان قطب (13) تذکارِ شیر یزدانی (14) تذکار شاہ سردار (15) حافظ الکرم (16) لمحاتِ کرم (17) ''کتاب قطب الہند'' کا تحقیق وتنقیدی جائزہ (18) دیوان قطبیہ (19) ماثرِ

شیر یزدانی (20) فیوضِ عارفِ متکلم (21) مشکوٰۃ کرم (22) تنویر الابرار مع اورادِ قادریہ (23) ابرِ کرم (24) فیضانِ کرم (25) وظائف قادریہ (26) اہل اللہ کی بے نیازی اور استغناء (27) اہلِ دل کی دل آویز باتیں (28) ریاض الکرم (29) سبیلِ کرم (30) رموز و کنوز (31) دستِ کرم (32) عکسِ کرم (33) نقشِ کرم (34) آبِ کرم (35) جواہرِ کرم (36) ذخائرِ کرم (37) بستانِ کرم (38) بارانِ کرم (39) متاعِ دید (40) کاروانِ شوق (41) جادۂ محبت (42) انز موے بہتر گھنٹے (پنجابی سفرنامہ حجاز) (43) بلاوا (44) ترکی میں ایک ہفتہ (45) اسپین کا مطالعاتی سفر (46) آئرلینڈ میں کچھ روز (47) گلدستۂ کرم (48) یادگارِ طور (49) حضور قبلہ عالم منگانوی نمبر (50) حضور قبلہ عالم منگانوی سیمینار نمبر (51) مخدومۂ خانقاہ منگانی شریف نمبر (52) حدیث عشق نمبر

مجلّہ آئینہ کرم (منگانی شریف جھنگ) کی ادارت بھی آپ نے سنبھال رکھی ہے اور بڑی خوش اسلوبی سے اس کی صحافتی ذمے داریاں بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی ادارت میں شائع ہونے والا یہ مجلّہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اور اِس میں دینی ادب، حمد، نعت، منقبت، سلام کے علاوہ تذکرے حدیث و تفسیر، تہوارِ اسلامی، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاقیات، دینیات، اسلامیات اور تبصرۂ کتب بھی شائع ہوتے ہیں اور کبھی کبھی کسی بزرگ شخصیت پر مبنی گوشہ یا نمبر بھی شائع ہوتا ہے۔

اِس قدر مصروفیت کے باوجود پیر طاہر حسین صاحب کی کوئی نہ کوئی تحریر اِس مجلّہ کے ہر شمارے کی زینت بنتی ہے۔ عدیم الفرصتی کے باوجود پیر طاہر حسین صاحب خود پر عائد کردہ ہر ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔ اِن کی ہر بات قابلِ داد و تحسین اور لائقِ صد احترام ہے۔

میں پیر طاہر حسین صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مالکِ یومِ نشور رب العزت، خالقِ ارض و سماء ان کے قلم، صحت، وسائل، رزق، جسمانی و روحانی طاقت، ذہنی و قلبی و اعصابی قوت میں اضافہ فرمائے تا کہ وہ آخری دَم تک دینِ اسلام،

شریعت محمدی اور سلسلۂ حق و سچ کے لئے کام کرتے رہیں اور آنے والی نسلیں اُن کے کام سے استفادہ کرتی رہیں اور تبلیغ دین کرنے والے حضرات سے واقف ہوتی رہیں۔

کتاب ہستی پہ ہوتی ہے رقم وہ ہی صدا — جو دل سے نکلے، نہ شامل ہو جس میں کچھ بھی ریا
خلوصِ دل کی کرامت ہے دیکھئے واعظ — کسی سے بھی میرا شعلۂ عشق ہے نہ بجھا
اگرچہ لاکھ کلامی ہیں، گفتگو کرتے — ہمارے دل پہ اثر تیری گفتگو کا ہوا
بُرد ہے آبِ رَواں اور عشق نقشِ حجر — سناؤ ناصح کو پیغامِ درد مندوں کا
سخن فقیر کا سمجھے کوئی یا نہ سمجھے — وہ اپنے ذوق کو پورا کرے گا صبح و مَسا
سبق دیا میرے مرشد نے جب سے الا اللہ — فنا کے دَور سے گزرے، بقا کا رستہ ملا
ہمارے راہ کی منزل، سفر ہی ٹھہرا ہے — منازلوں کی طلب میں ہے بے خبر بھٹکا
کوئی سُنے نہ سُنے، خود کو ہم سُناتے ہیں — ہمارا دَرد ہی اب ہوگیا، ہماری دوا
جو بے نشان ہوئے، یار کا نشان بنے — یہی ہے رازِ حقیقت، اگر کوئی سمجھا
جنہوں نے خود کو مٹایا، وہی تو زندہ ہیں — مٹے ہوؤں کو طاہر پھر کوئی مٹا نہ سکا

............☆☆☆............

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ و گردش چار اختر
علی و فاطمہ شبیر و شبر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کتبہ محمد اعظم منور رقم

”یادمہرباں آید ہمے“

۱۲جنوری۱۹۹۰ء

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ (اس وقت وفاقی بلدیات حکومت پاکستان) موضع میر پور، مضافات حسن ابدال، میں ایک دینی اجتماع میں رونق افروز ہوئے۔

(سردار عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری کی ذاتی ڈائری کا ایک ورق)

سرمایہ سپاہ حجازی کو دیکھ لو
تصویر دیکھنی ہو جو روح جہاد کی
ہیں مرد اور بھی مگر کس کا یہ طمطراق
اک پیکر جلال مجاہد ہے سامنے
ناموس مصطفیٰ کے تحفظ کے واسطے
دراورسن ہیں جس کی حرارت سے منفعل
وہ مردحق جو مدح و ملامت سے بے نیاز
جس کی قلندری سے خجل ہے سکندری
دل اس کا سوزو ساز بھی اور پیچ و تاب بھی
اس کی شناخت اس کا تشخص ہے دین حق
ہے مقصد حیات ، قیام نماز بھی
پروردہ جنوں کہ نہیں جس پہ کارگر
مرعوب جس سے شیشہ گران فرنگ فن
اس دور کا کلیم عصا جس پہ بے اثر
ہیں مرد اور بھی مگر کس کا یہ طمطراق
مجموعہ صفات حجازی کو دیکھ لو

مرد جری مجاہد و غازی کو دیکھ لو
عبدالستار خان نیازی کو دیکھ لو
شملے کی اور قد کی دراز کو دیکھ لو
اک باوقار بندہ غازی کو دیکھ لو
جس نے لگادی جان کی بازی وہ شخص ہے
جیتی ہے جس نے عشق کی بازی وہ شخص ہے
عجمی مگر خمیر حجازی وہ شخص ہے
محمود شان جس کی ایازی وہ شخص ہے
رمز آشنائے رومی و رزای وہ شخص ہے
ترکی وہ شخص اور نہ تازی وہ شخص ہے
خوبی یہی نہیں کہ نمازی وہ شخص ہے
عقل و خرد کی شعبدہ بازی وہ شخص ہے
مشہور جس کی خارا گذاری وہ شخص ہے
فرعونیت کی سحر طرازی وہ شخص ہے
شملے کی اور قد کی درازی کو دیکھ لو
عبدالستار خان نیازی کو دیکھ لو

نذرِ اخلاص، بخدمت مکرمی محبوب الرسول قادری زید مجدہ، حضرت مجاہد ملت کی پہلی برسی کے موقع پر نذرِ عقیدت

والسلام ناچیز

طارق سلطانپوری

(حسن ابدال.........۴-۴-۲۰۰۲)

سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری

خلیفہ مجاز دربار عالیہ قادریہ مکالی شریف جھنگ

تاریخ..............................

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق میں سے کچھ خاص بندوں کا چناؤ صرف اپنی ذات کے لیے کیا ہوتا ہے۔ میرا اشارہ جس خاص آدمی کی طرف ہے وہ بھی ایک خاص کام کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔

انسان کی زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت اور آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نعت کے لیے ہوتی ہے۔ اسی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشنودی ہے۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشنودی حاصل نہ کر سکا اس کی زندگی فضول ہے۔ ایسی ہی ایک ہستی جس کا اسم گرامی حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ میری کئی ملاقاتیں جناب کے ساتھ ہوئیں۔ پہلی ملاقات میرے نہایت ہی کرم فرما جناب محترم افتخار احمد حافظ قادری شاذلی کی معیت میں ان کے گھر ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد میری درخواست پر وہ DK-319-A ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی تشریف لائے جس ملاقات میں میرے شیخ طریقت حضرت ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی (مکالی شریف، جھنگ)، محترم افتخار احمد حافظ قادری شاذلی، جناب ڈاکٹر محمد جمیل نقشبندی، بابائی حضرت پیر فقیر امیر نواز چشتی، پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی صاحب اور ڈاکٹر محمد ریحان انجم جیسے پاکباز حضرات بھی موجود تھے۔

جناب سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ محبت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں گم رہتے۔ ان کے کتنے ہی مجموعے نعت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مدح سرائی میں شائع ہوئے۔ ان کی خدمات پر ایک خصوصی نمبر محترم جناب علامہ ملک محبوب الرسول قادری کی ذاتی کوشش سے شائع کیا گیا۔ پاکستان کا موضوع ہو یا سیرت و رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا، ختم نبوت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بزم ہو یا حب رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مدحت، غوث الاعظم رضی اللہ عنہ یا اولیائے کرام رحمہم اللہ کی یاد ہو، جناب طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قلم وجد کی کیفیت میں ہوتا۔

مختصر یہ کہ نہایت محمود اخلاق کے حامل اور لطیف انسان تھے۔ مہمان نوازی ان کا خاصہ تھی۔ راقم الحروف نے جب بھی فون پر کوئی درخواست کی فرمائے شادی میں تو خاکپائے سادات کرام ہوں۔

House No. DK-319/A, Dhoke Kashmirian, Near Kabir General Store,
Rawalpindi. Cell: 0333-5121200, 0300-9548082

سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری

خلیفہ مجاز دربار عالیہ قادریہ منگانی شریف جہلم

تاریخ..................

حروف ابجد کے ذریعے کسی مشکل سے مشکل الفاظ کا عدد نکالنے کی ضرورت ہوتی تو کسی کتاب کے لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ فون پر ہی اس کا عدد نکال فرماتے۔ میرے کرم فرما جناب انوار احمد حافظ قادری شاذلی سے ان کی وجہ سے تعارف ہوا جن کی وجہ سے راقم الحروف پر بھی بہت مہربانی فرماتے۔ میرے شیخ کامل خواجہ خواجگان حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری ؒ، میری روحانی والدہ صاحبہ کے مادۂ تاریخ اور منظوم کلام فرمایا۔ میری پھوپھی جان کا انتقال ہوا تو پھر بھی اس سال اور مادۂ تاریخ ارسال فرمایا۔ والدہ صاحبہ کے انتقال کے وقت والدہ صاحبہ کا مادۂ تاریخ اور تعزیت نامہ ارسال فرمایا۔

اچانک ایک دن علامہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی زبانی ان کی بیماری کے بارے میں معلوم ہوا کہ شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد میں داخل علاج ہیں۔ ان کے داماد ابو طاہر صاحب سے فون پر رابطہ رہا اور ان کی بیمار پرسی کے لیے ہسپتال میں بھی حاضری ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ ان کو بیماری نے مہلت نہ دی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جنازے میں اللہ کے نیک بندوں کا ہجوم تھا اور دور دور سے لوگ جنازے میں شرکت کے لیے حاضر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد شریف پر آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی چادر رحمت کا سایہ فرمائے۔ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، اہل بیت اطہار علیہم السلام اور اولیائے کاملین رحمہم اللہ کے تصدق سے ان کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے۔ ان کی خدمات رہتی دنیا تک زندہ رہیں گی۔

"گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے"

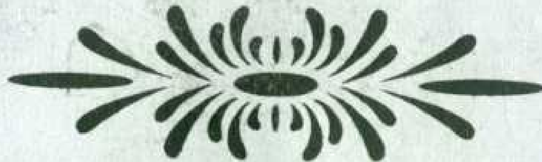
یک غلام از درگاہ قادریہ غوثیہ منگانی شریف (جہلم)
سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری
DK-319-A ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی
0333-5121200

House No. DK-319/A, Dhoke Kashmirian, Near Kabir General Store,
Rawalpindi. Cell : 0333-5121200, 0300-9548082

انوار رضا

سلطان الشعرانمبر

ضمیمہ



علامہ شاہ احمد نورانی سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com
0321,0300,0313-9429027

ضمیمہ......حسن ترتیب



حضرت طارق سلطان پوریؒ

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

"اونعت گستر مصطفیٰ"   "آہ ذرۂ راہ رسول پاک"

۱۴۳۶ھ   ۱۴۳۶ھ

یاہو یا واحد یا مجید اغفرلہ

۱۴۳۶ھ

دنیا دار فنا ہے، یہاں جو آیا، اسے بالآخر عالم بقا کی طرف کوچ کرنا ہے---﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝﴾ کا فرمان اسی حقیقت کی طرف متوجہ کر رہا ہے:

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

کتنی ہی باغ و بہار شخصیات داغ مفارقت دے گئیں کہ آج ان کی یادیں قلب و روح کو تڑپا جاتی ہیں:

بجھے کیا کیا چراغ خانماں افروز کیا کہیے
کہ جن کی یاد سے دل میں اک آتش خانہ روشن ہے

اہل دل، اہل درد اور پرانی وضع کے لوگ، جن کا خمیر سادگی، تواضع اور علم سے اٹھایا گیا، تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں اور قحط الرجال کے اس دور پرفتن کی تاریکی اور گھٹن بڑھتی جا رہی ہے:

دل کے ذرّے منتشر ہو کر ملے ہیں خاک میں   جو بکھر جائے وہ شیرازہ سمٹ سکتا نہیں
کیسی کیسی محفلیں تھیں، کیسے کیسے لوگ تھے   وہ سنہرا دور ماضی اب پلٹ سکتا نہیں

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحبیب، بصیرپور 0300-4321088

یوں تو مسافران آخرت قطار در قطار منزل عدم کی جانب رواں دواں ہیں، مگر کچھ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جن کی مفارقت کا درد سوا ہوتا ہے اور ان کے اٹھ جانے سے بزم علم و ادب سونی دکھائی دیتی ہے--- شیخ سعدیؒ نے ایسے ہی کسی موقع پر کہا تھا:

بگزار تا بگریم چون ابر نو بہاراں!   کز سنگ نالہ خیزد روز وداع یاراں!

''اے دوست! مجھے موسم بہار کے بادلوں کی طرح کھل کے رونے دے، کیوں کہ جس دن دوست جدا ہوتے ہیں اس روز تو پتھروں سے بھی رونے کی آوازیں آتی ہیں''---

ایسے ہی ایک بزرگ دوست طارق سلطان پوری بھی تھے--- محترم محمد عبدالقیوم خاں طارق سلطان پوری معروف نعت گو، تاریخ گو اور جہانِ شعر و ادب میں اپنی مثال آپ تھے--- اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے کہے ہوئے معروف سلام ''لاکھوں سلام'' پر تین تضمینوں کے علاوہ منظوم سفرنامہ حجاز مقدس اور نعتیہ دیوان ان کی پختگیِ فن اور عشق رسول پر شاہد عادل ہیں---

وہ ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور (اوکاڑا) کے لیے باقاعدگی سے کلام بھجواتے--- حضرت فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے، حضرت فقیہ اعظم اور آپ کے مشائخ کے علمی و روحانی مقام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انھوں نے جو کلام مختلف اوقات میں کہے، انھیں ''انوار الاخیار'' نامی کتاب میں یک جا کر دیا گیا، جسے فقیہ اعظم پبلی کیشنز نے ۲۰۰۹ء میں شائع کیا---

موصوف اعلیٰ اوصاف کے حامل ایک بہترین انسان اور بلند پایہ علمی و ادبی شخصیت تھے--- وہ زود نویس شاعر اور فن تاریخ گوئی میں تو گویا امام تھے--- جب بھی انھیں کسی کتاب پر تاریخ کے لیے کہا جاتا تو دو تین دنوں میں ہی طویل نظم اور تاریخی مادے بھجوا دیتے، کبھی کبھی تو اگلے دن ہی فون پر لکھوا دیتے--- وہ لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے، میری کہی ہوئی نعت کا کوئی شعر یا کوئی ترکیب پسند آتی تو دل کھول کر داد دیتے--- وہ جذبہ حب الوطنی

سے سرشار تھے، انھوں نے قائد اعظم، علامہ اقبال اور پاکستان کے حوالے سے کئی تاریخی منقبتیں کہیں--- میں نے انھیں ہمیشہ ملک و ملت کی سلامتی کے لیے فکرمند اور دعا گو پایا---

ان سے بالمشافہہ ملاقاتیں تو تین چار ہی ہوئیں، مگر خط اور فون کے ذریعے اکثر رابطہ رہتا تھا--- وہ ہفتہ عشرہ کے بعد فون کر کے خیریت معلوم کرتے--- ہمیشہ دارالعلوم کی ترقی کے لیے دعا گو رہتے اور ''نور الحبیب'' کے ادارتی بورڈ کے اراکین، خصوصاً علامہ احمد علی قصوری کی خیریت ضرور معلوم کرتے--- انھیں حضرت فقیہ اعظم کے مزار پرانوار پر حاضری کا بڑا اشتیاق تھا، گزشتہ آٹھ دس مہینوں میں تو انھوں نے متعدد بار اس کا ذکر اور صحت یابی پر حاضری کا وعدہ کیا--- مختصر یہ کہ ان کی درویشی، تواضع، انکسار، سادگی اور علم و فن سے محبت کا نقش لوحِ قلب پر ثبت ہے:

وہ حلم اور وہ تواضع اور طرزِ خود فراموشی   خدا بخشے جگر کو، لاکھ انسانوں کا انساں تھا

کم و بیش سوا ماہ تک شدید علالت کے باعث آئی سی یو وارڈ میں رہے اور بالآخر ۱۸ر اپریل ۲۰۱۵ء، بروز ہفتہ، نو بجے شب، بعمر ۷۳ برس سرکار ابد قرار ﷺ کا نعت گو آپ کے دیدار پرانوار کی تمنا لیے راہیٔ ملک بقا ہو گیا--- إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

حضرت پروفیسر سرور شفقت (راول پنڈی) فون پر تعزیت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ طارق صاحب نے سیکڑوں افراد کے لیے تاریخ نکالی، اب ان کے لیے تاریخ کا استخراج کون کرے گا؟--- ہاں واقعی وہ اس کام میں طاق تھے، یہ ان کی محبت ہے کہ تین تاریخی مادے مستخرج ہو گئے جو زیب عنوان اور ان کی شخصیت کے آئینہ دار ہیں---

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ دے، ان کے اہل خانہ، مداحوں اور اکلوتی صاحبزادی ڈاکٹر منیرہ سحر کو صبر جمیل سے نوازے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ و سلم علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

............☆☆☆............

الحسن اور طارق سلطان پوری

سید محمد انور شاہ قادری

مجلہ الحسن کو صوبہ سرحد کا پہلا دینی رسالہ ہونے کا شرف حاصل ہے جو پہلی بار 1955ء میں بطور ماہنامہ منظرِ عام پر آیا۔ اس کے بانی و مدیرِ اعلیٰ جامع شریعت و طریقت، استادِ کامل، مرشدِ اکمل قطبِ عالم، امیر العصر حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف مولوی جی رحمۃ اللہ تھے۔ بعد ازاں یہی رسالہ پندرہ روزہ کی صورت میں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال حق 2004ء تک مسلسل شائع ہوتا رہا۔

مدیرِ اعلیٰ الحسن خود ایک اعلیٰ پائے کے اہلِ قلم اور محقق تھے اور دوسرے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی بھی نہایت فراخ دلی سے فرمایا کرتے تھے اور ان کی تحریریں اپنے مجلہ الحسن میں شامل کرتے رہتے تھے جس کی بدولت پشاور میں نئے لکھنے والوں کی پوری ایک جماعت وجود میں آئی۔

محترم المقام الحاج محمد عبدالقیوم صاحب المعروف طارق سلطان پوری نے پہلی بار مئی 1999ء میں اپنا منظوم کلام بذریعہ ڈاک مدیرِ اعلیٰ الحسن کے نام روانہ کیا جو فوراً الحسن کی جلد 14 شمارہ 120 بابت ماہ جون 1999ء میں شائع ہوا اس کے بعد طارق سلطان پوری صاحب کا کلام باقاعدگی سے الحسن میں شائع ہونے لگا اور اس طرح اچھا خاصا کلام الحسن کی زینت بنتا چلا گیا۔

ان کے کلام میں نعت، مناقب، قطعات، رباعیات اور تاریخ گوئی شامل ہیں۔ ان کے ادبی مقامِ عالی کا تعین تو نقادوں کی ذمہ داری ہے اور وہی اس کا حق ادا کر سکیں گے البتہ راقم ایک طالب علم کی حیثیت سے چند معروضات پیش کرتا ہے۔

☆ عالمِ دین، خطیب، مصنف، محقق (کفش بردار مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ) پشاور 0343-9273290

۱۔ نعتیہ کلام کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ شاعر کے قلب میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک مشعل فروزاں ہے اور وہ اس نور کے ذریعے گمراہی کے اندھیرے دور کرنے میں کوشاں ہیں یہاں پر موصوف کی شخصیت کا یہ پہلو خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ حبِ نبوی کے ساتھ خلقِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بھی آراستہ ہیں اور ''الفقر فخری'' کا رنگ نمایاں ہے۔

۲۔ مناقب، قطعات و رباعیات پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ شاعر کا سینہ اہلِ بیت اطہار علیہ السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و عقیدت سے بھی لبریز ہے۔ جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمال کی دلیل ہے۔

۳۔ مجموعی طور پر طارق سلطان پوری صاحب کے کلام کی ایک غیر معمولی خوبی جو ان کو معاصرین میں امتیازی حیثیت عطا کرتی ہے وہ ''تاریخ گوئی'' ہے یہ ایک ادق ترین فن ہے۔ اہلِ علم اس کی پیچیدگیوں سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مادہ تاریخ نکالنا کس قدر محنت طلب کام ہے۔ گھنٹوں بلکہ دنوں تک سوچ بچار کے بعد کوئی مصرع ترا تا ہے۔ لیکن جناب طارق سلطان پوری صاحب کو اس پر کمال درجے کی مہارت حاصل ہے منٹوں میں ہجری و عیسوی سن کے مادہ ہائے تاریخ نہایت قادر الکلامی سے موزوں کر لیتے ہیں اور صرف ایک پر اکتفا بھی نہیں کرتے متعدد الگ الگ خوبصورت مادہ ہائے تاریخ نکالنا ان کے لئے چنداں مشکل نہیں نیز یہ صرف تک بندی اور الفاظ کا ہیر پھیر ہی نہیں ہوتے بلکہ فصاحت و بلاغت کے عمدہ نمونے ہوتے ہیں۔

اس آستانہ سے موصوف کی محبت اور وابستگی کا ثبوت ہی تو ہے کہ انہوں نے ہر موقع پر خواہ وہ گیارہویں شریف ہو، یا اعراس مبارکہ سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ ہر موقع پر اظہارِ عقیدت فرمایا، خصوصاً قبلہ مولوی جی صاحب وصال پر آپ نے 52 مختلف مادہ ہائے تاریخ نکال کر ارسال فرمائے، جن میں قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ بھی شامل ہیں۔

طارق صاحب نے اس فقیر کی کتاب ''حیات حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی''
ملاحظہ کہ تو فوراً اس کے پہلے باب میں شامل ''مشائخ قادریہ حسنیہ'' اور چھوتھے باب میں شامل
''تحریک پاکستان کے اکابر'' کے ادہ ہائے تاریخ رقم کر کے ارسال کیے۔ احقر نے جن
استادی و مرشدی و مولائی قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھ کر سنائے تو آپ بڑے
خوش ہوئے اور داد دیتے ہوئے فرمایا: ''ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طارق سلطان پوری صاحب
کے دماغ میں تاریخ گوئی کی مشین لگی ہوئی ہے''۔ کیا نفیس خراج تحسین ہے۔

یہ فن تاریخ گوئی موجودہ دور میں معدوم ہوتا جا رہا تھا شعراء نے بھی اس طرف
التفات کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن طارق سلطان پوری صاحب نے اپنی خداداد صلاحیتوں
انہماک، توجہ اور محنت و ریاضت سے اس کو نئی زندگی سے ہم کنار کیا اور عوام و خواص کی دلچسپی کا
محور بنایا۔ اس ضمن میں آپ نے جو وسیع اور متنوع خدمات انجام دی ہیں ان کے پیش نظر عصر
حاضر میں آپ اس فن کے امام کہلانے کے حق دار ہیں۔ نیز آپ کی ان تمام تحریروں کو یکجا
کر کے شائع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

عزیزی و محبی جناب محبوب الرسول قادری بھی خصوصی طور پر شکریے کے مستحق ہیں کے
انہوں نے ایک جلیل القدر کہنہ مشق شاعر و ادیب اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی علمی و
ادبی خدمات کی قدر و منزلت اور خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اپنے گراں قدر مجلّہ کا یہ
خصوصی شمارہ ان کے نام و کام کے لئے مختص فرمایا یقیناً یہ ایک انتہائی قابل قدر جذبہ ہے۔

جزاک اللہ فاحسن الجزا۔

قدر زر زرگر بداند — قدرِ جوہر جوہری

☆☆☆

محبتوں کے امین

زاہد سرور قادری ایڈووکیٹ

زندگی مقصد رکھتی ہے بامقصد زندگی ہی اس کی اصل روح ہے۔ لفظوں کے پیچھے
محسوسات کی دنیا آباد ہے۔ اس سے پوچھو کہ اس پر حکمرانی کس کی ہے۔ یوں تو ہر شخص ایک
کتاب ہے لیکن زندہ کتاب وہی ہے جس کی زندگی میں اور جانے کے بعد لوگ اس کی زندگی
سے اکتساب فیض حاصل کریں۔

کہی ہے طارق نے نعت سر حشر — داد مجھے داور محشر سے ملی ہے

یہ آٹوگراف طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے 12 ربیع الاول حسن ابدال میں میلاد
شریف کے جلوس کے موقع پر ناچیز کو لکھ کر دیا۔

عکس نبی ﷺ ہے صورت سیرت حسینؓ کی — اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی فضیلت حسینؓ کی
یہ دور بھی کچھ کم نہیں کربلا سے طارق — ہر روز بڑھ رہی ہے ضرورت حسینؓ کی

یہ وہ اشعار ہیں جو انہوں نے کیڈٹ کالج حسن ابدال میں میرے والد محترم پروفیسر
سرور شفقت کی رہائش گاہ پر ماہانہ محفل میں پیش کئے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کی حالت زار
کی مکمل عکاسی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

انسان کی زندگی میں شادی کے لمحات بھی بہت اہم ہوتے ہیں۔ اس موقع پر جو سہرا
عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے میرے لیے رقم کیا۔ ملاحظہ فرمائیں:
برموقع تقریب سعید ''شادی خانہ آبادی'' عزیز والا قدر زاہد سرور قادری خلف الرشید
۔ القام جناب پروفیسر محمد سرور شفقت القادری دام فیوضہ، کیڈٹ کالج حسن ابدال۔

☆ راولپنڈی 0300-5003273 info@legalpoint.com

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بزم شادی مبارک بادا" (1421ھ)

"زاہد سرور قادری کو زیب شادی مبارک" (1421ھ)

"جلوہ چراغ اوج بام مسرت" (2001)

مقام خاص کے مالک ہیں لاریب　　میرے ممدوح والا قدر سرور
پسران کا ہے جس کا نام زاہد　　گیا ہے وہ بلند اختر انہی پر
خدائے مصطفیٰ کی مرحمت سے　　وہ اسم با مسمّٰی ہے سراسر
انہوں نے آج کر دی اس کی شادی　　بہ الطاف خدائے پاک و برتر
خدا رکھے سدا مسرور اس کو　　بہ حق مصطفیٰ محبوب داور
رہے شاداب باغ زیست اس کا　　طفیل آل و اصحاب پیمبر
ہو دامان کرم غوث الورا کا　　سر زاہد پہ دائم سایہ گستر
"خوشی سے شادی زاہد کی تاریخ"
"کہی طارق "نجیب فیض سرور""

1421ھ

آپ محبتوں کے امین تھے۔ ان کی گفتگو ادب وعقیدت کے موتیوں سے لبریز ہوتی اور مسلم امہ کے مسائل کے حوالے سے خصوصی بات چیت ہوتی کہ امت مسلمہ کا احیاء کیسے ممکن ہو۔ میرے والد گرامی پروفیسر شرور شفقت کی طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے تیس سالہ رفاقت ہے۔ یوں کہیے کہ میرا لڑکپن اور جوانی ان کی علمی اور ادبی محفلوں میں گزری۔

طارق رب سے مل کر آباد ہو گئے　　ناشاد ہم ہوئے وہ شاد ہو گئے

............☆☆☆............

قوم کی عزت معاشرے کا بھرم۔ طارق سلطانپوری

علامہ صاحبزادہ محمد شاہد جمیل اویسی گوہروی

باصلاحیت اور اعلیٰ ظرف لوگ پوری قوم کے لئے عزت ووقار کی علامت ہوتے ہیں اور ان کے دم قدم سے معاشرے کا بھرم برقرار ہوتا ہے علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھے۔ ہم ان کے خوشہ چین ہیں لیکن ہمیشہ انہوں نے ہماری عزت افزائی فرمائی۔ ۲۰۰۸ء، ۱۴۲۹ھ میں میری کتاب "اسرارِ گوہر" شائع ہوئی تو آپ نے حضرت اویس وقت خواجہ گوہر دین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے اس کا مادۂ تاریخ طباعت "خوب شخصیت" سے (۲۰۰۸ء) اخذ فرمایا۔ جو بالکل حسب حال ہے۔ قطعۂ تاریخ دو حصوں پر محیط موزوں فرمایا۔ جس میں ہجری مادہ تاریخ استخراج کیا۔ آخری پانچ اشعار ملاحظہ ہوں۔

جمیل عمدہ کتاب ہے خلد دیدہ　　حسیں مجموعۂ اذکار گوہر
ہے اس میں روشنی اُس کے عمل کی　　ہے اس میں خوبیِ گفتار گوہر
کیا ہے قابل داد اُس نے یہ کام　　اویسی جو ہے نسبت دارِ گوہر
وہ ہے عالی مقدر شخص جو ہے　　امینِ مخزنِ اسرار گوہر
زروئے "درس حق" تاریخ اس کی　　"یہ زیبا مخزنِ اسرار گوہر"
۰۴ + ۱۴۲۵ = ۱۴۲۹ ھ

برادر مکرم ملک محبوب الرسول قادری کے وسیلے سے ان کے ساتھ ہمیشہ ربط وضبط رہا۔ ان کی رحلت ہم سب کے لئے ہی نہیں بلکہ اسلامیان پاکستان کے لئے بڑا نقصان ہے۔ خدا کرے ان کا فیض جاری رہے اور جنت الفردوس میں ان کے مدارج بلند ہوں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثناگر تھے ہمارا یقین ہے وہ قافلہ حضرت حسانؓ کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات سمیٹ رہے ہونگے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

☆ جامعہ گوہریہ پکا گڑھا بوکن سیالکوٹ 0340-1351132,0333-3322022

حضرت سلطان الشعراء کی تاریخِ پیدائش

سلطان الشعراء محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری علیہ الرحمۃ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے بعض اہل قلم نے اپنے مضامین میں اُن کی تاریخ پیدائش 5 جون 1941ء تحریر کی ہے کیونکہ مرحوم نے خود اپنے انٹرویو میں یہی تاریخ بیان فرمائی تھی اسی سبب یہ موقف اختیار کیا گیا کہ ان کی تاریخ پیدائش دراصل یہی ہے۔

جب کہ طارق سلطانپوری علیہ الرحمۃ کے شناختی کارڈ پر تاریخ پیدائش 5 جون 1938ء درج ہے۔ اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لئے طارق سلطانپوری مرحوم کے دو مختلف شناختی کارڈز کا عکس پیش خدمت ہے تاکہ یہ پہلو بھی قارئین کے سامنے رہے۔ قرینِ قیاس ہے کہ ان کی تاریخ پیدائش وہی ہو جو خود انہوں نے بیان فرمائی جبکہ کاغذات اور شناختی کارڈ وغیرہ میں دوسری تاریخ لکھی گئی ہو کہ پہلے زمانے میں تاریخ کو محفوظ کرنے کا خاص اہتمام نہ تھا۔ بہرحال ادارہ اس سلسلہ میں حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری صاحب کے تعاون کا شکر گزار ہے۔

شناختی کارڈز کے عکس ملاحظہ ہوں (ادارہ سہ ماہی انوارِ رضا جوہرآباد)

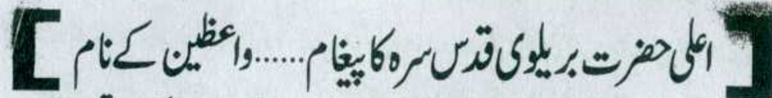


حکومت پاکستان

AE 572382

02-252-40-66

16-5-78



اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا پیغام......واعظین کے نام

احباب علمائے شریعت اور برادران طریقت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ خدمت دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ نہ بنائیں اور سخت تاکید ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین وحمایت سنت میں مالی منفعت کا خیال دل میں نہ لائیں۔ بلکہ ان کی خدمت خالصتاً بوجہ اللہ ہو۔

ہاں اگر بلا طلب، اہل محبت سے کچھ نذر پائیں رد نہ فرمائیں کہ اس کا قبول کرنا سنت ہے۔

ماہنامہ "الرضا"

باب ماہ ربیع الاخر، جمادی الاول ۱۳۳۸ھ

ایک تاثر

حضرت پیر سید محمد نورالحسنین قادری گیلانی

محترم المقام حضرت طارق سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ ایک عاشق رسول نعت گو و تاریخ گو شاعر اور علم دوست انسان تھے۔ جو شعر و ادب خصوصاً نعت کے اُفق پر چاند بن کر چمکتے رہے۔ اور اپنی ضوفشانی سے چہار سُو عشقِ رسول کا نور پھیلاتے رہے۔ موصوف والد گرامی قدر قطب عالم، محبوب ربانی حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی الملقب مولوی جی رحمتہ اللہ علیہ کے نہایت عقیدت مند تھے۔ اور اپنا نعتیہ کلام بھیجتے رہتے تھے۔ جسے والد محترم اپنے مجلّہ پندرہ روزہ الحسن کے صفحات کی زینت بنایا کرتے تھے۔ ان کے فن تاریخ گوئی اور قطعات کو والد ماجد بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے جب پشاور آتے تو والد صاحب سے ملنے کے لئے یکہ توت بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ گذشتہ دنوں طارق سلطان پوری صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر سے دلی صدمہ ہوا۔ اگر چہ موت برحق ہے اور ہم سب نے یہاں سے جانا ہے مگر اس عظیم شاعر، عاشق رسول اور علم و عرفان کا نور پھیلانے والے کے وصال سے اس شعبے میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اُس کو پُر کرنے والا کوئی دوسرا دور دور تک دکھائی نہیں دیتا۔ اپنے بھائیوں اور حلقہ قادریہ امیریہ کے عقیدت مندوں کے ساتھ اس مرد درویش کے جنازہ میں شمولیت کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں بلند مقام عطاء فرمائے اُن کی زوجہ محترمہ، اکلوتی دختر اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے اُنہیں بہرہ مند فرمائے (آمین)

اب ان کی یاد میں عزیزم ملک محبوب الرسول صاحب قادری اُن کی خدمات کو اُجاگر کرنے کیلئے اقدامات کر رہے ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ قبل ازیں ان کی زندگی میں ہی قدر شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے رسالہ انوار رضا جوہر آباد کا ایک ضخیم نمبر بعنوان ''حضرت طارق سلطان پوری'' شائع کر چکے ہیں جس میں اُن کی شخصیت، فن شاعری، مدحت سرائی و تاریخ گوئی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جو محققین کے لئے مشعل راہ ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کے ملک صاحب کو بھی عمر خضر عطا فرمائے ان کا وجود دور حاضر میں اہل علم اہل سنت اہل طریقت کیلئے غنیمت ہے۔

☆ فرزند و سجادہ نشین حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمتہ اللہ علیہ پشاور